کفایت شعاری

ڈاکٹر سیموئل سمائلز صاحب مصنف سلف ہیلپ کیریکٹر وغیرہ

کی

کتاب تھرفٹ



کارپردازان کارخانہ پیسہ اخبار لاہور نے انگریزی سے اردو میں کیا

بار اول سنہ ۱۹۱۱ء میں

خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین
پرنٹر طبع ہوکر شائع ہوا

قیمت [illegible]

فہرست مضامین

پہلا باب

محنت

دوسرا باب

کفایت شعاری کی عادات

تیسرا باب

ناعاقبت اندیشی

مصیبت اور دولت خیز مذہب ۔ ایسٹ اینڈ لنڈن کا ایک حصہ ۔ ٹیڈورڈ ڈینیسن ۔ گرن سے ہین کفایت شعاری نا عاقبت اندیشی اور مصیبت تمدنی وعلت نا عاقبت اندیشی کے مہلک نتائج ۔ اپنے آپ پر ٹیکس لگانا ترقی کی سست رفتاری ۔

چوتھا باب

پس انداز کرنے کے ذرائع

کارکنوں کی کمائی ۔ کان کن اور لوہے کا کام بنانے والے ۔ کان کنوں کی کمائی ۔ میخوار اور لارڈ الکوا اور کان کن ۔ زیادہ مزدوری اور سخت نقصانات ۔ زیادہ مزدوری اور شراب خوری ۔ شہوت پرستی بیبوری سے لاپرواہی ۔ ہیوملر کا تجربہ ۔ مسٹر روبک کی نصیحت ۔ غلامی کا بقیہ ۔ غلامی کا انسداد ۔ قوت غیر مستقل کمائی اور خصلت لاعلمی طاقت ہے ۔ لاعلمی یا جہالت کے نتائج ۔ افزونی علم تعلیم غیر مکتفی ۔ سر آرتھر ہیلپس کے الفاظ ۔ علم کا رحمانی استعمال ۔ پبلک سکولوں کی تعلیم ۔ ولیم فلکسن کے الفاظ ۔

پانچواں باب

کفایت شعاری کی نظیریں

ترتیب کا خیال ۔ کفایت شعاری کی نظیریں ۔ ڈیوڈ ہیوم ۔ ریورنڈ رابرٹ واکر ۔ خود محنتی ۔ ممتاز کارکن ۔ جارج سٹیفنسن ۔ جیمز واٹ ۔ آزادی کی خاطر کام ۔ اعلےٰ منشا خیالات کی خاطر کام ۔ کام اور شائستگی ۔ رچرڈسن اور

گرم گیری ۔ متوازن غذا کے نتائج ۔ ممتاز اساتذہ فن ۔ کانو اور لوٹ ۔ جان لوٹ کی کامیابی ۔ لارڈ ڈربے کے الفاظ ۔ جیمز بین میڈ ۔ کارخانہ برج واٹر ۔ نوجوانوں کو نصیحت ۔

چھٹا باب

کفایت شعاری کے طریقے

باقاعدہ حساب کتاب رکھنا ۔ فیاضی اور دور اندیشی ۔ دانش مندانہ کفایت شعاری ۔ پس انداز کرنے میں وقر و تمکنت ۔ خود ترقی ۔ ناکامی کے اسباب ۔ کامیابی کی قیمت ترکیب اور اجتماع کی طاقت ۔ انجمنوں کا اصول ۔ سرمایہ کی بچت ۔ ہڑتال کا نقصان ۔ روپیہ کا رائیگاں کرنا ۔ صنعتی اور محنتی سوسائٹیاں ۔ مشترکہ کام کرنے والی کمپنیاں ۔ پیچ کے ہوزی ۔ ڈاروں کی مشترکہ تجویزیں ۔ اشتراکت کی اشاعت ۔ کفایت شعاری کنسرو ٹیوٹ نہ تعمیرات کی انجمنوں میں روپیہ جمع کرانے کے فوائد ۔

ساتواں باب

زندگی کا بیمہ کرانے میں کفایت شعاری

بیمہ میں اشتراکت نا عاقبت اندیشی سخت ظلم ہے ۔ بیمہ کا معاوضہ منفعت کی سوسائٹیاں ۔ اصل فرانس و بلجیم کی کفایت شعاری ۔ مزدوروں کی سوسائٹیاں ۔ اتحاد مانچسٹر ۔ فرض اور ضیافتیں ۔ چندے کی ادنے شرح ۔ دوستانہ انجمنوں کی ناکامی ۔ تجربہ سے ترقی ۔ نقائص رفع ہو جائیگے ۔

آٹھواں باب

سیونگ بنک

براہ راست اندوختہ کرنا اندوختہ کردہ روپیہ کے استعمال سیونگ بنکوں کی ابتداء۔ ڈاکٹر ڈنکن سکنہ رتھویل۔ سیونگ بنکوں کا قیام۔ جمع کرانے والوں کی جماعتیں۔ قواعد اور ڈرل کا سحری اثر فوجی سیونگ بنک سپاہیوں کا پس انداز سرمایہ۔ سپاہیوں کا باہر جانا۔ سیونگ بنکوں میں رقوم جمع کرانا۔ بلسٹن میں پس انداز روپیہ۔ مزدوروں کا پس انداز کرنا۔ پینی بنک۔ چارلس ڈبلیو سائیکس صناعوں کا بنک۔ غریب کا کیپیٹل پینی بنکوں میں جمع کرانے والے وہ دوراندیشی کی عادات کو ترقی دیتے ہیں۔ عورتوں کا اثر۔ کفایت شعاری میں ابتدائی سبق۔ بلجیم کے مکاتب پس انداز کرنے کی سہولتیں۔ سیونگ بنکوں کی توسیع۔ منی آرڈر کے دفتر۔ ڈاکخانہ کا سیونگ بنک۔ چارلس ڈبلیو سائیکس۔ کفایت شعاری کے سبق۔ صناعوں کا سیونگ بنک۔ کاریگروں کا پس انداز کرنا۔ پریسٹن میں پس انداز روپیہ ؛

نواں باب

چھوٹی چھوٹی باتیں

خوش قسمتی اور محنت۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں غفلت۔ "خیر اس سے کام چل جائیگا" پیسوں کا خرچ کرنا۔ کفایت شعار عورت۔ مددگار بیوی آدمی کی روزانہ زندگی۔ دو ۔۔۔ ورے حقوق اور عادات بیوی کا اثر۔ فی

یوم فی بیسہ - بیسہ کی طاقت جوزف گبسن ڈیل - پک فورٹ اینڈ کمپنی
مشرکیں اور ریلیں - کاروبار کے مقولے -

دسواں باب

اوستاد اور انسان

عدم ہمدردی - اوستاد اور ملازم - عیسویہ ہمدردی مقابلہ رُس
الماں کس چیز پر دلالت کرتا ہے - مزدور اور کام لینے والے - خاندان
انشورنس - نیولینگے ملز - اصلاح یافتہ کام کرنے والے - صناعون کی علم
سرگرمی - مسٹر نسٹ سکنہ براڈ بورٹ - مسٹر فوسٹر کی تقریر - بڑے بڑے آدمی
دانشمند پس انداز کرنے والے تھے - سر ٹیٹس سالٹ - سالیٹر ایں کے
انسٹیٹیوشن - سرود اور شراب سے اجتناب - مسٹر ایک رایڈ - ہیلی فاکس
پارک شایر پینی بنک کی ابتدا - غربا کی کس طرح مدد کرنی چاہیے - پس انداز
کرنے سے اجتناب سے ہیں مدد ملتی ہے - بہخواری کا نذر کے بچوں کا
سا کام - پینی بنک -

گیارھواں باب

خاندان - کراسلے - اساتذہ اور انسان

جان کراسلے - مارتھا کراسلے - شادی کی تمہید شروع ہوئی شادی
کی تمہید کا خاتمہ - جان کراسلے کاروبار شروع کرتا ہے - ڈین کلف مل
خاندان کراسلے - سر فرانسس کراسلے - مارتھا کراسلے کی قسم - ہیلی
فاکس میں عوام کا رمند - مارتھا کا صف پورا ہو گیا - کان کسونکا انتشر ہے

مشترکہ محنت دیگر مشترکہ تجاویز جیرمیا ہیڈ۔ نیو پورٹ رولنگ ملز بینے کارخانہ آہن سازی مزدوروں کو بخشش مسٹر کارلائل کا خط۔ فرق ایک سو سال پیشتر عامہ تفریحیں۔ اطوار کی اصلاحیں۔ انگریز صناع اور مزدور۔ انگریزانجنیر رہنا ب/ اور کان کن۔ کلیوں کی سرعت۔ ممالک غیر کے کاریگر۔ اجنبیوں کی عادات۔ عاقبت اندیشی ہے۔

بارھواں باب

ذرائع سے متجاوز خرچ

ریاکاری اور قرض۔ وضعداری۔ وضعداری کو قائم رکھنا۔ خاص حلقے مستورات اور اسراف۔ قرض میں مبتلا ہونا۔ دوکانداروں کا درغلانا جرم کی تحریک۔ جرم کا ارتکاب کس طرح ہوتا ہے۔ پوشاک کا شوق جنیٹلمینے شریف زادے۔ اندھا دھند خرچ۔ علم حساب۔ شادی۔ خوش خلقی۔ شادی کی ذمہ واریاں۔ شادی قمار بازی نہیں ہے۔ وہ شخص جو نہیں نہ کہہ سکتا تھا۔ نہیں کہنے کا حوصلہ۔ معززانہ تجہیز وتکفین۔ تجہیز وتکفین میں اسراف۔ جان ویلیزلے کا وصیت نامہ۔ تجہیز وتکفین کی اصلاح

تیرھواں باب

نامور مقروض

عظمت اور قرض۔ قرض کی مضرت۔ قرض میں مبتلا ہونا۔ قرض دینے کی کلب۔ ذکاوت اور قرض۔ فاکس اور شریڈن کے قرضے۔ لامارٹن وولیٹیر علم طبعی کے ماہروں کے قرضے۔ مصوروں کے قرضے۔ اٹلی کے مصور ہیڈن

قدیم شاعر۔ سیونٹج اور جانسن سیٹبل اور گولڈ سمتھ۔ گولڈ سمتھ کے قرابض گولڈ سمتھ کی نصیحت۔ بائرن کے قرض۔ بار قرض۔ برنس اور سڈ نے سمتھ ڈی خوا ورساو دے۔ ساؤدے اور سکاٹ۔ سودی اور سکاٹ۔ سکاٹ کا قرضہ اور محنت۔ نامور مفلس۔ جانسن کی نصیحت۔ ذکاوت اور فرض ادیب۔

چودھواں باب

دولت اور خیرات

بیکسوں کی امداد۔ ڈاکٹر ڈونی۔ دولتمند آدمی۔ زر کی محبت۔ مالدار بننے کا اشتیاق۔ دولت اور افلاس۔ پیرانہ سالی میں دولت دولت سے امتیاز۔ اور شہرت کے واسطے کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ جمہور اور دولت۔ صلاح الدین اعظم۔ ڈان جوس ڈی سال منکا افلاس کے معاوضے۔ بادبانت افلاس افلاس اور خوشی خیرات۔ روپیہ دینے کی خرابیاں۔ ہمدردی انسان اور خیرات۔ دولتمندوں کے وصیت نامے۔ سٹیفن جیرارڈ۔ طامس گائی۔ تعلیمی خیرات۔ پی باڈی کی فیاضی۔ مفلسوں کے مربی۔ ملاحوں کا ملجاو ماوا۔

پندرھواں باب

صحت کے ہتھکنڈے

عمر صحت زیست۔ پاک وصاف ہوا کی ضرورت۔ بخارکا ٹیکس اصل آرکیڈیا۔ دیہاتی غربا۔ گھر کا اثر۔ مضر صحت گھر۔ گھر اور میخواری۔ خوش آئند مکانات۔ ایڈون چیڈوک۔ زندگی میں توقع اور امید۔ خوانین غربا صحت کے متعلق رائے۔ تحقیقات حفظان صحت۔ کمیشن حفظان صحت۔ علم حفظان صحت

صفائی نہ رہنے کے نتائج - غلاظت سے نقصانات - مرد بیکار - دیہچکارہ کا لقب نہایت ذلت بخش ہے گھر کی اصلاح - خانگی اصلاح - صفائی - غلاظت اور بداخلاقی - غسل میں عبادت فزیالوجی کا علم - خانگی کفایت شعاری - انگریزوں کا کھانا پکانا - اور اخلاق - لیڈیوں کا کام - جوزف کاربٹ کی داستان ٭

سولھواں باب

بود و باش اور زندگی کا فن

طرز بود و باش کے فن کی مثال - مذاق کفایت شعار ہے - مختلف جھونپڑیوں میں زندگی بسر کرنیکا فرق - کاریگروں اور کام کرنے والوں میں فرق - گھر میں رہنا - گھر اور آسائش - بافراغت لوگ - خانگی کفایت شعاری کا فائدہ - سلیقہ اور طریقہ محنت اور پابندی وقت - طبیعت اور مزاج کو بس میں رکھنا - عمدہ اطوار شائستگی جو بمنزلہ طبیعت کے ہو - فرانسیسی اطوار - عمدہ اطوار میں خوشی - تفریح ستانہ - سرود کا اثر - خانگی نفاست - پھولوں کی نفاست - مشترکہ خوشیاں - مشاہیر کی تصویر - گھر میں فنون کی مشق طرز بود و باش کا اخیری فن ٭

داستان

ایک گیبریلا سردی اور بھوکھ سے لاچار ہو موسم سرما کے قریب مکھیوں کے چھتے کے پاس جس میں شہد کا عمدہ ذخیرہ جمع کیا ہوا تھا - آیا - اور شہد کی مکھیوں سے کمال عاجزی سے درخواست کی کہ مجھے چند قطرے شہد کے عنایت کرو تو میرا بیڑا پار ہو جائیگا ایک شہد کی مکھی نے اُس سے پوچھا - تم گرمی کے موسم میں اپنے وقت کو کس طرح بسر کرتے رہے اور ہماری طرح خوراک جمع کیوں نہ کی گیبریلا میں نے اپنا وقت اچھی چیزیں کھانے پینے رقص کرنے اور گانے میں بسر کیا اور مجھکو موسم سرما کا بالکل خیال نہ آیا ؟

شہد کی مکھی ہمارا طرز عمل بالکل مختلف ہے ہم موسم گرما میں سخت محنت کرتی ہیں تاکہ ہم سردی کے موسم کے واسطے خوراک کا ذخیرہ جمع کرلیں کیونکہ ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ اس موسم میں اُس کی ضرورت ہوگی - لیکن جو لوگ موسم گرما میں سوائے کھانے پینے ناچنے اور گانے کے کچھ نہیں کرتے - اُن کو موسم سرما میں فاقہ مستی کے واسطے تیار رہنا چاہیئے ۔ +



کفایت شعاری

پہلا باب

محنت

میری بادشاہت وہ چیزیں نہیں جو میرے پاس ہیں۔ بلکہ میرے فعل ہیں (کارلائل) لوگوں کو مالدار کرنے والا سرمایہ جس سے کہ قومی اقبال اور بہبودی کو رونق ہوتی ہے۔ وہ محنت ہے جس سے پیداوار کی امیدوار رہو۔ سلیمان کا قول ہے کہ ہر طرح کی محنت میں نفع ہے پولیٹکل اکانومی یا سیاست مدن کا علم کیا ہے یہ اسی آیت پر ایک طویل بحث ہے (سیموئیل لینگ)

خداوند تعالےٰ نے دنیا کی عمدہ چیزیں طبعی ضروریات کے کام آنے کے واسطے پیدا کی ہیں۔ دہقان اُن کو محنت کر کے کاریگر ہوشیاری اور تکلیف سے اٹھا کر تاجر دور دراز ممالک کے سفر کی صعوبت اور خطرات کو گوارا کر کے یہ چیزیں لاتا ہے۔ سست آدمی مردہ کی مانند ہیں جن کو دنیا کے تغیرات اور ضروریات سے کوئی تعلق نہیں وہ صرف اپنے وقت کو بسر کرنے اور زمین کے پھل کھانے

کے واسطے زندہ ہے وہ کیڑوں مکوڑوں یا بھیڑیوں کی طرح وقت
مقررہ پر مرتے اور ہلاک ہوتے ہیں اور اس اثناء میں فائدہ
یا نیکی نہیں کرتے ۔ (جرمی ٹیلر)
وقت میں ہماری عمارت کے مصالح بھرے پڑے ہیں اور وہ
اس عمارت کے واسطے جو ہم بناتے ہیں خشتوں یا سلوں کا کام
دیتے ہیں (لانگ فیلو)

کفایت شعاری تہذیب اور شائستگی کے ساتھ شروع ہوتی ہے
اس وقت شروع ہوئی جب انسان کو آج اور نیز کل بیج کے واسطے اندوختہ
رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کفایت شعاری روپئے یا سکہ کی ایجاد سے
بہت عرصہ پیشتر شروع ہوئی ۔

کفایت شعاری سے مراد وہ کفایت شعاری ہے جو ...
معاملات میں مدنظر رکھی جائے اس میں خانگی کفایت شعاری نیز کسی گھرانے
یا کنبہ میں انتظام اور سلیقہ کو قائم کرنا بھی شامل ہے ۔

پرائیویٹ اکانومی یعنی نج کی کفایت شعاری کا مقصد یہ ہے کہ ...
کی بہبودی کی ابتداء اور ترقی کرے۔ جیسا کہ پولیٹیکل اکانمی یعنی ... سیاست
مدن کا مدعا یہ ہے کہ قوموں میں تحویل پیدا کرے اور اُس کو ترقی دے ۔

پرائیویٹ اور پبلک یعنی فردی اور عامہ دولت کا اصل ایک ہی ہے
دولت محنت سے حاصل ہوتی ہے یہ پس انداز اور جمع کرنے سے محفوظ رہتی
ہے اور مستعدی اور استقلال سے بڑھتی ہے ۔

فردی پس انداز کردہ سرمایہ دولت ہے یا بالفاظ دیگر ہر ایک قوم
کی بہبود ہے برعکس اس کے اگر افراد اندھا دھند فضول خرچی کریں تو سلطنت

اور ملک مفلس ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک کفایت شعار شخص کو عامہ مربی اور ہر ایک مسرف کو عامہ دشمن کہہ سکتے ہیں ۔

سچ ہے کفایت شعاری کی ضرورت میں کوئی کلام نہیں۔ ہر ایک شخص اس کو تسلیم کرتا اور اس کی سفارش کرتا ہے مگر پولیٹیکل اکانومی کے متعلق بعض بحثیں ہیں۔ مثلاً تقسیم سرمایہ اجتماع جائداد۔ وزر محصول ٹیکس کا مقام و قوع۔ قوانین غربا اور دیگر مضامین جنکی تشریح کرنا ہمارا مدعا نہیں اس کتاب میں پرائیویٹ اکانومی کا جس کو تصرف یا سچ کی کفایت شعاری بھی کہتے ہیں ذکر کیا جائیگا۔

کفایت شعاری طبعی حس نہیں بلکہ یہ تجربے مثال اور دور اندیشی سے نشو و نما پاتی ہے یہ تعلیم اور سمجھ کا ہی نتیجہ ہے۔ انسان کفایت شعار ایسی صورت میں ہوتا ہے جب وہ دانا اور دور بین ہو اور اپنی حالت پر غور کرے پس مرد و زن کو کفایت شعار بنانے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ کہ اُن کو دانا بنایا جائے ۔

بہ نسبت کفایت شعاری کے انسان میں فضول خرچی اور اسراف زیادہ طبعی ہیں۔ وحشی انسان تلاش محض ہوتا ہے کیونکہ جو چیز اس کو مل جاتی ہے کھا لیتا ہے اس کو فردا کا بالکل خیال نہیں ہوتا۔ تاریخی زمانہ سے پیشتر کے انسان بالکل پس انداز نہ کرتے تھے۔ وہ غاروں یا زمین کے کھودوں میں جنپر شاخیں ڈالدی جاتی تھیں رہتے تھے۔ وہ ساحل بحر سے تھپکا دار مچھلیاں چنکر گذارہ کرتے تھے۔ یا جنگلوں سے جڑیں یا میوے چنکر پیٹ بھرتے تھے۔ وہ حیوانات کو پتھروں سے مارتے تھے۔ وہ گھات میں اُن کی آمد کا انتظار کرتے تھے یا اُن کے پیچھے دوڑ کر پکڑ لیتے تھے۔ پھر انہوں

نے پتھروں کو اوزار بنانے کا ہنر سیکھا۔ انھوں نے پتھر کے تیر اور برچھے بنا لیے۔ اس طرح وہ اپنی محنت کو مفید اور پرندوں اور حیوانات کو زیادہ عجلت سے مار سکتے تھے۔

ابتدائی زمانہ کے وحشیوں کو کاشتکاری کا بالکل علم نہ تھا۔ کوئی چار یا پانچ ہزار برس ہی گذرے ہونگے۔ جو انسان کی تاریخ کے لحاظ سے ایک قلیل عرصہ ہے انسان خوراک کے واسطے میوے اور پھل جمع کرنے اور آئندہ کی ضرورت کے واسطے اُن کا کچھ حصہ بچانے لگے۔ جب معدنیات کی کانیں معلوم ہوئیں اور اُن کو آگ دی گئی اور کانوں سے دھات نکال کر پگھلائی گئی تو انسان نے ترقی کی راہ میں بڑھ بڑھ کر قدم مارنے شروع کر دیئے پھر تو وہ سخت آلات بنانے پتھروں کو تراشنے مکانات بنانے اور انتھک محنت سے تہذیب اور شائستگی کے کثیر التعداد ذرائع اور اسباب اختراع کرنے لگے۔

اس زمانہ میں اگر کوئی انسان ساحل بحر کے قریب رہتا تھا۔ تو وہ کسی درخت کو گرا کر اسی کا کچھ حصہ جلا کر کھوکھلا کر دیتا تھا۔ پھر اُس کو پانی میں ڈال کر سمندر میں چلا جاتا اور خوراک کے واسطے مچھلیاں پکڑ لاتا۔ کھوکھلے درخت کی بجائے ایسی کشتیاں بنیں جس میں کیل کانٹے لگائے جانے لگے۔ کشتی سے ترقی ہو کر زورقیں۔ ڈونگے۔ بادبانی کشتیاں جہاز اور بعد ازاں دخانی جہاز بننے شروع ہوئے۔ اور تمام دنیا انسان کے آباد ہونے اور ترقی و تہذیب کے واسطے کھول دی گئی اگر متقدمین مفید اور پر منفعت محنت نہ کرتے تو انسان غیر مہذب رہتا۔ اس کے پیشرووں نے زمین کو درست اور آباد کیا اور انسان کے فائدہ کیواسطے خوراک کی کاشت کرنے لگے۔ ان لوگوں نے اوزار اور کپڑے ایجاد کئے

اور ہم مفید نتیجوں سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں انہوں نے فن اور علم دریافت کیئے اور ہم کو اُن کی محنتوں کے مفید نتائج بطور میراث مل گئے ہیں +

نظام قدرت سے یہ سبق ملتا ہے کہ کوئی عمدہ چیز جو ایک دفعہ کیجائے بالکل رفت گذشت نہیں ہو سکتی - زندہ انسانوں کو ہمیشہ کروڑ در کروڑ مخلوقات جو ان سے پہلے کام کرتی اور مشکلوں پر فتح پاتی تھی - یاد آتی ہے - نینوا بابل اور مڑاے کے قدیم شہروں کے مکانات اور سنگتراشی میں جو کاریگری اور کمال دکھلایا گیا ہے وہ موجودہ زمانہ تک نسلاً بعد نسلاً چلا آیا ہے نظام قدرت میں انسان کی کسی طرح کی محنت بالکل ضائع نہیں ہوتی مفید اثر کا کوئی باقیماندہ حصہ اگر افراد کو نہیں تو انسانی نسل کو برابر فایدہ پہونچاتا ہے +

ہماری میراث میں وہ مادی دولت جو ہمکو اپنے آبا وٗ اجداد سے ملی ہے ایک نہایت قلیل چیز ہے - ہمارا حق پیدایش اس سے زیادہ نا قابل فنا چیز ہے یہ انسانی مہارت اور محنت کے مفید اثروں پر مشتمل ہے یہ اثر کتابی علم سے نہیں بلکہ عملی تعلیم اور مثال سے منتقل ہوئے ہیں - مثلاً ہماری نسل نے ایک اور نسل کو تعلیم دی اور اسی طرح فن اور صنعت و جر ثقیل اور دیگر دستکاریوں کا علم محفوظ رہا - اسی طرح سابق نسلوں کی محنتیں اور کوششیں باپ سے بیٹے کو ملتی چلی آئیں اور وہ بنی نوع انسان کی طبعی وراثت ہیں اور تہذیب و شائستگی کا ایک نہایت اعظم ذریعہ ہیں +

پس ہمارا حق پیدایش آبا وٗ اجداد اور بزرگان سلف کی محنتوں کے مفید اثروں پر مشتمل ہے - مگر جب ان سے ہم اسی کام خود شریک نہ ہوں متمتع نہیں ہو سکتے - تمام انسانوں کو ہاتھ خواہ دماغ کے ساتھ محنت کرنی چاہیے

کام کے بغیر زندگی عبث ہے۔ اخلاقی لحاظ سے بیکاری کی زندگی بالکل ردی ہے۔ کام سے ہماری مراد محض جسمانی کام نہیں بلکہ اس سے بہت کچھ اعلے کام بھی ہے۔ یعنے مستقل اور مستقل رہنا ابتلا اور صبر۔ بڑے بڑے کاموں کا بیڑا اٹھانا۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی اشاعت حق و تہذیب انسانی تکالیف کو کم اور غربا کی دستگیری کرنا کمزوروں کی مدد اور اُن کو خود مددی کے قابل بنانا یہ سب انسان کے کام ہیں*

بیرو کا قول ہے "شریف دل انسان نکھٹو کی طرح دوسروں کی محنت پر گذارہ کرنے سے نفرت رکھتا ہے وہ دیمک یا دیگر کرموں کی طرح عامہ غلہ خانہ سے اپنی خوراک چوسنا یا شارک کی طرح چھوٹی مچھلیوں کا شکار کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ اپنے فرائض کو انجام دیکر دوسروں کی غمگساری اور محنت میں اُن کا ہاتھ بٹائیگا۔ اور عوام کو بہت فایدہ پہونچائیگا۔ کیونکہ عصائے شاہی سے بیلچے تک یا بالفاظ دیگر شاہی سے دہقانی تک کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کے انتظام میں عمدہ کامیابی مرحبا تحسین اور اطمینان حاصل کرنے کے لئے بہت سا دماغی یا دستی یا دونوں کام کرنے کی ضرورت لاحق نہ ہو*

محنت ضرورت ہی نہیں بلکہ مسرت بھی ہے۔ محنت جو بصورت دیگر دوبھر معلوم ہوتی۔ ہمارے جسمانی ترکیب اور نظام کی وجہ سے نعمت اور برکت ہوجاتی ہے۔ ہمکو بعض امور میں قدرت کے ساتھ کشمکش کرنی پڑتی ہے* سورج ہوا اور زمین ہمیشہ ہماری زندہ طاقتوں کو جذب کرتے رہتے ہیں۔ پس ہم بالیدگی اور زندگی کو قائم رکھنے کے واسطے کھاتے پیتے اور اپنے جسم کو گرم رکھنے کے واسطے گرم کپڑے پہنتے ہیں*

* مگر بعض میں قدرت کیساتھ مشترکہ کارروائی بھی کرنی پڑتی ہے

قدرت ہمارے ساتھ مل کر بھی کام کرتی ہے اُس نے ہمارے واسطے وہ زمین جس میں قلبہ رانی کرنے میں مہیا کی ہے وہ ان تخموں کو نشو و نما دیتی اور پکاتی ہے جن کو ہم بوتے اور جمع کرتے ہیں۔ انسانی امداد کے ساتھ وہ اُون مہیا کرتی ہے جس کو ہم کاتتے ہیں۔ نیز خوراک جو ہم کھاتے ہیں اور خواہ ہم کتنے ہی مالدار یا مفلس ہوں ہم کو یہ امر ہرگز فراموش نہ کرنا چاہیے کہ تمام چیزیں جو ہم کھاتے یا پہنتے یا جن کی پناہ میں ہم رہتے ہیں محل سے جھونپڑی تک محنت کا نتیجہ ہے ؁

بنی نوع انسان کی باہمی گذارہ کے واسطے انسان ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ کاشتکار زمین کو جوتتا ہے اور خوراک مہیا کرتا ہے۔ جولاہا یا کسی کارخانہ کا مہتمم کپڑے بنتا ہے جن کو خیاط یا خیاطہ سی کر زیب تن کرنے کے لائق پوشاک بنا دیتے ہیں۔ بڑھئی اور معمار اُن گھروں کو جن میں ہم خانگی زندگی کی خوشیوں میں بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ تعمیر کرتے ہیں اس طرح بہت سے کاریگر عام نتیجہ پیدا کرنے کے واسطے ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں ؁

نہایت عام اور بھدی چیزوں پر محنت اور کاریگری صرف کی جائے تو وہ فی الفور قیمتی ہو جاتی ہے۔ بیشک محنت بنی نوع انسان کی زندگی ہے اس کو صفحہ ہستی سے معدوم یا جلاوطن کر دو۔ اور حضرت آدم کی نسل فی الفور موت کا شکار ہو جائیگی۔ سینٹ پال کا قول ہے "جو شخص کام کرنا نہیں چاہتا اُس کو کھانا بھی نہیں چاہیئے" اور حواری مذکور فخراً بیان کیا کرتا تھا کہ میں اپنے ہاتھوں سے محنت کرتا اور کسی آدمی پر بار گراں نہیں ہوں ؁

ایک بوڑھے دہقان کی داستان ہر کس و ناکس کو معلوم ہے
جب وہ بستر مرگ پر نزع کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس نے اپنے تین کاہل
بیٹوں کو اپنے پاس ایک ضروری راز بتانے کے واسطے بلایا۔ اس نے کہا میرے
بیٹو اس جائیداد میں جو تم کو بطور وراثت ملیگی۔ ایک بڑا خزانہ مدفون ہے
یہ کہکر بوڑھے آدمی نے ایک لمبا سانس بھرا۔ اور بیٹے ملکر پوچھنے لگے۔ وہ
خزانہ کس جگہ مدفون ہے بوڑھے آدمی نے کہا میں تم کو ابھی بتاتا ہوں
مگر تم کو یہ کھود کر نکالنا پڑیگا۔ مگر ضروری راز بتانے سے پیشتر اس کی طائر
روح پرواز کر گئی۔ لڑکوں نے فی الفور کدال اور بیلچے لیکر ان کھیتوں میں جنکو
مدت سے کمال بے احتیاطی سے چھوڑ دیا گیا تھا۔ کھودنا شروع کیا اور انہوں
نے اپنے باپ کی زمین کا چپہ چپہ چھان مارا۔ ڈھیلوں کو کوٹ کوٹ کر باریک
کر ڈالا۔ ان کو خزانہ تو کوئی نہیں ملا مگر ان کو یہ سبق حاصل ہو گیا کہ دنیا
میں کام کرنا چاہیئے۔ جب کھیتوں میں تخم ریزی کی گئی اور فصل کاٹنے کا
وقت آیا تو بیشمار پیداوار ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے زمین کو بخوبی جوتا تھا۔ یہ
ان کو وہ مدفون خزانہ معلوم ہو گیا۔ جو ان کے دانا بوڑھے باپ نے بتایا تھا

محنت بار۔ سزا۔ عزت اور مسرت سب ایک ساتھ ہے۔ ممکن ہے کہ
محنتی شخص مفلس بھی ہو مگر پھر بھی وہ اپنے آپ پر فخر کر سکتا ہے۔ اس سے
ساتھ ہی اس امر کی شہادت مل سکتی کہ ہماری طبعی حوائج اور بیشمار ضروریات
میں محنت کے بغیر انسان زندگی یا تہذیب کی کیا کائنات تھی۔ انسان
کی قابل تعریف اعلےٰ قابلیتیں محنت سے پیدا ہوتی ہیں۔ فن حرفت
علم ادب اور علم طبعی وغیرہ میں اسی سے عظمت حاصل ہوتی ہے۔ علم جو
آسمان کی طرف پرواز کرنے کا پر ہے۔ صرف محنت ہی کا نتیجہ ہے۔ [illegible]

محنت کرنے کی قابلیت کا نام ہے یہ بڑی بھاری اور مسلسل کوششیں کرنے کی قدرت ہے ممکن ہے کہ محنت سزا ہو مگر بیشک یہ ایسی چیز ہے جسپر نازاں ہونا چاہیئے۔ جو لوگ اعلےٰ مقاصد اور پاک اغراض کے واسطے محنت کرتے ہیں۔ اُن کے واسطے یہ عبادت۔ فرض اور شہرت دوام ہے ✣

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس قانون محنت سے جس کے رو سے ہم کو زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ شکایت کرتے اور بڑبڑاتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ اس قانون کی اطاعت کرنا منشائے ایزدی بلکہ فہم و فراست کی ضروری ترقی اور فطرت انسانی سے کامل طور پر مستفید ہونے کے واسطے بالکل ٹھیک ہے یوں تو دنیا میں مصیبت زدہ بہت سے آدمی ہوتے ہیں مگر کاہل یقیناً نہایت مصیبت زدہ ہیں جن کی زندگی کا کوئی مفید نتیجہ نہیں جن کو سوائے اپنے حصوں کے سیر کرنے کے اور کوئی کام نہیں کیا اس قسم کے شخص نہایت جھگڑالو مصیبت زدہ اور بیزار ہیں وہ ایک طرح کی دائمی کاہلی میں رہتے ہیں نہ وہ اپنے لئے اور نہ دوسروں کے لئے مفید ہیں۔ وہ صرف زمین پر بے فائدہ بوجھ ڈالتے ہیں اور اگر وہ اٹھ جائیں تو ان کا کسی کو غم نہیں۔ اور نہ ہی کسی کو ان کا افسوس ہے۔ بیشک کاہل کی حالت نہایت مصیبت زدہ اور شرمناک ہوتی ہے ✣

دنیا کی ترقی میں کام کرنے والوں سے زیادہ کس نے مدد دی۔ خواہ انہوں نے ضرورت یا شوق سے کام کیا۔ وہ سب چیزیں جنکو ہم ترقی تہذیب۔ بہبودی اقبال اور فارغ البالی سے تعبیر کرتے ہیں محنت پر منحصر ہے۔ بالخصوص اس محنت پر جو مستقل طور پر کی جائے خواہ وہ محنت جو کاشت ہونے یا دماغی جانور کے تعبیر کرنے میں ظاہر ہوتی ہو۔ خواہ اس

سے گلوبند یا کار سیا گیا ہو یا ایک نہایت دلکش اور دلفریب بت تراشا گیا ہو +

اسی طرح سب مفید اور عمدہ خیالات محنت مطالع مشاہدہ تحقیقات مستند محنت اور چھان بین کا نتیجہ ہے نہایت اعلے الفاظ میں نفاست اور دلکش نغمہ اور شہرت دوام مستقل اور متواتر محنت کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی کوئی بڑا کام ایک جوش سے پورا نہیں ہوا۔ یہ مکرر کوششوں اور اکثر بہت سی ناکامیوں کا نتیجہ ہے۔ ایک نسل شروع کرتی ہے اور دوسری جاری رکھتی ہے موجودہ گذشتہ کی اعانت کرتی ہے۔ مثلاً پارتھے نن مینہ رو ما کا ایک بڑا مندر ابتدا میں گارے کی جھونپڑی تھا۔ اور ایک بڑی نظم کی ابتدا ریگ پر چند لکیریں اور غیر واضح حروف نکالنے سے ہوئی تھی نسل کے افراد کی حالت بجنسہ ایسی ہے وہ پیدا پہل بے ثمر اور لا حاصل کوششیں شروع کرتے ہیں اور استقلال اور مستعدی سے اُن سے عمدہ نتیجے پیدا ہوتے ہیں +

محنت کی تاریخ کو بہ نظر تعمق دیکھا جائے تو اس سے بیشمار نتیجہ خیز تعلیمیں مل سکتی ہیں۔ محنت نہایت غریب آدمی کو ناموری نہ سہی عزت حاصل کرنے کے قابل بنا دیتی ہے۔ فن ادب اور علم کی تاریخ میں بڑے بڑے نام محنتی شخصوں کے ہیں ایک اوزار بنانے والا دخانی انجن حجام کاتنے کی کل۔ جولاہا۔ میول یعنے کاتنے کی عمدہ کل کا موجد اور ایک مزدور نے لوکوموٹو انجن کو مکمل کیا۔ اور ہر طرح کے کام کرنے والوں نے یکے بعد دیگرے کل سازی میں فتوحات حاصل کرنے اور اس پیشہ میں کمال پیدا کرنے میں امداد دی ہے +

کام کرنے والے آدمی سے ہماری مراد صرف وہ شخص نہیں جو اپنے اعضا اور اعصاب کو محنت کرنے کیونکہ یہ تو گھوڑا بھی کرسکتا ہے مگر عمدہ کام کرنیوالا وہی شخص ہے جو اپنے دماغ کے ساتھ بھی کام کرے اور جو اپنے تمام جسمانی نظام کو اپنے اعلےٰ قوائے کے زیر اثر رکھے جو شخص تصویر اتارتا ہے کتاب لکھتا ہے قانون یا نظم بناتا ہے وہ اعلےٰ درجہ کا کام کرنے والا آدمی ہے گو انسان کی جسمانی قیام کے واسطے وہ کاشتکار یا چرواہے کی طرح ضروری نہیں مگر اس کی وقعت میں کلام نہیں کیونکہ وہ سوسائٹی کے واسطے اعلےٰ درجہ کی دماغی خوراک مہیا کرتا ہے ؂

ہم نے محنت کی اہمیت اور ضرورت پر بہت کچھ لکھدیا ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے جو فوائد ہوسکتے ہیں اس کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر انسان کے آبا و اجداد و ہنر فن۔ ایجاد۔ دماغی ترقی کے اسباب جمع نہ کرتے تو وہ غیر مہذب رہتا ؂

اس قسم کی چیزوں نے جو ہمارے متقدمین نے پس انداز کیں۔ دنیا کو مہذب بنایا ہے۔ اندوختہ یا پس انداز کی ہوئی چیز محنت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور تہذیب شائستگی کے نتائج اسی وقت جمع ہونے شروع ہوتے ہیں۔ جب محنتی پس انداز کرنے لگتے ہیں۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ کفایت شعاری شائستگی اور تہذیب کے ساتھ شروع ہوئی بلکہ ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ کفایت شعاری سے تہذیب پیدا ہوئی۔ کیونکہ کفایت شعاری سے سرمایہ پیدا ہوتا ہے اور سرمایہ محنت کا اندوختہ نتیجہ ہے سرمایہ دار وہی شخص ہے جو اپنے کام کی تمام کمائی کو خرچ نہیں کرتا ؂

مگر کفایت شعاری طبعی فراست نہیں یہ شیوہ کا ایک اکتسابی

اصول ہے اس میں خود اختیاری ضروری ہے۔ یعنے موجودہ خوشیوں کو آئندہ بہبود پر نثار کرنا یعنے حیوانی خواہش کو عقل دور اندیشی اور عاقبت اندیشی کے تابع کرنے پر کفایت شعاری کا واسطہ کام کرتی ہے مگر کل کے واسطے بھی ذخیرہ جمع کرتی ہے جس میں اندازہ سرمایہ کو سود کی خاطر جمع کراتی ہے اور آئندہ کے واسطے گذارہ کی سبیل نکالتی ہے۔

مسٹر ایڈورڈ ڈینیسن کا قول ہے کہ "عقل نے انسان کو مال کار دیکھنے کا حق عطا کیا ہے۔ گویا ساتھ ہی اس کے یہ پخ لگا دی ہے کہ آئندہ کا انتظام کرے اس امر کی شہادت اس امر سے بھی مل سکتی ہے کہ ہماری زبان میں مستقبلہ ضروریات کی مستعدی سے پیش بندی کرنے کے واسطے ایک ایسا لفظ مگر ہے۔ جس کے معنوں میں آئندہ کا ایک سرسری علم مرکوز ہے وہ لفظ یہ ہے کہ "عاقبت اندیشی کی نیکی" اس لفظ بولنے سے پیشتر ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ جو شخص آئندہ حالات سے خبردار ہوتا ہے وہ پہلے سے مسلح رہتا ہے۔ کیونکہ آئندہ کو جاننا کوئی بڑی نیکی نہیں۔ بلکہ اس کے واسطے تیار رہنا بڑی بھاری نیکی ہے۔

مگر بہت سے آدمی آئندہ واسطے کچھ تہیہ نہیں کرتے۔ وہ گذشتہ زمانہ کو یاد نہیں رکھتے۔ اور صرف زمانہ حال کا خیال رکھتے ہیں وہ کچھ نہیں بچاتے وہ جو کماتے ہیں خرچ کر دیتے ہیں وہ اپنے واسطے کچھ تہیہ نہیں کرتے وہ اپنے کنبوں کے واسطے کچھ تہیہ نہیں کرتے ممکن ہے کہ وہ بڑی بڑی اجرت پر کام کریں۔ مگر وہ جو کماتے ہیں سب کھا پی جاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ ہمیشہ مفلس رہتے ہیں اور وہ ناداری کے بالکل قریب رہتے ہیں۔

اقوام کی بھی یہی حالت ہے وہ قومیں جو اپنی تمام کمائی کو ہڑپ کر جاتی ہیں اور آئندہ پیداوار کے واسطے کوئی ذخیرہ نہیں کرتیں ان کے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہوتا۔

ناکفایت شعار افراد کی طرح وہ روزانہ کمائی پر گذارہ کرتے ہیں اور ہمیشہ مفلس اور مصیبت زدہ رہتے ہیں جس قوم کا سرمایہ نہ ہو اس کی تجارت بھی نہیں ہوتی۔ اُن کے پاس اندوختہ نہیں ہوتا کہ اُن کو خرچ کر سکیں۔ پس ان کے پاس جہاز ملاح۔ جہاز سازی کے کارخانے۔ بندرگاہ نہریں اور ریلیں نہیں ہوتیں۔ کفایت شعار محنت دنیا کی محنت کا اصل الاصول ہے +

سپین کی طرف دیکھو وہاں نہایت زرخیز زمین سے نہایت کم پیداوار ہوتی ہے دریائے گوالڈل کوررداول کبیر کے کناروں کے پاس پاس جہاں کبھی زمانہ میں بارہ ہزار گاؤں تھے۔ وہاں صرف آٹھ سو ہیں اور ان میں گداگر بھرے ہوئے ہیں۔ ہسپانیہ کی ایک ضرب المثل ہے "آسمان اچھا ہے زمین اچھی ہے صرف وہی خراب ہے جو زمین آسمان کے مابین ہے" اہل سپین متواتر کوشش یا صابرانہ محنت کو گوارا نہیں کر سکتے کسی قدر کاہلی اور کسی قدر فخر کی وجہ سے وہ کام کرنا نہیں چاہتا۔ ہسپانوی کو کام کرنے سے عار ہے مگر بھیک مانگنے سے عار نہیں ہے +

اسی طرح سوسائٹی کی بڑی بڑی دو ہی قسمیں ہیں۔ یعنے پس انداز کرنے والے اور اڑانے والے عاقبت اندیش اور ناعاقبت اندیش۔ کفایت شعار اور ناکفایت شعار۔ جن کے پاس ہے اور جن کے پاس نہیں ہے

جو لوگ محنت کے ذریعہ کما کر کفایت شعاری کرتے ہیں سرمایہ دار ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے سرمایہ سے اور محنت کو تحریک دے سکتے ہیں اُن کے ہاتھوں میں سرمایہ جمع ہوتا ہے۔ اور وہ دوسرے محنتیوں کو کام کرنے پر لگا دیتے ہیں۔ اسی طرح تجارت اور سوداگری شروع ہو جاتی ہے۔ کفایت شعار مکانات، گدام خانے اور کارخانے بناتے ہیں وہ کارخانوں میں اوزار اور کلیں مہیا کرتے ہیں وہ جہاز بناتے اور ان کو دنیا کے مختلف حصوں میں بھیجتے ہیں وہ اپنے سرمایہ کو اکٹھا کرتے ہیں اور ریل کی سڑکیں بندرگاہ جہاز سازی کے حوض وغیرہ تعمیر کرتے ہیں۔ وہ کوئلے آہن اور تانبے کی کانیں کھودتے ہیں اور ان سے پانی نکالنے کے واسطے انجن کھڑے کر دیتے ہیں وہ کانیں کھود دینے کے واسطے مزدور لگاتے ہیں اور اس طرح کثیر التعداد لوگوں کو ملازمت مل جاتی ہے۔

یہ سب کفایت شعاری کا نتیجہ ہے۔ یعنی روپیہ کو بچانے اور اس کو مفید مقاصد پر لگانے کا نتیجہ ہے۔ فضول خرچ آدمی دنیا کی ترقی میں کوئی حصہ نہیں لے سکتا۔ وہ جو کماتا ہے خرچ کر دیتا ہے اور کسی کو مدد نہیں دے سکتا۔ خواہ وہ کتنا ہی روپیہ پیدا کرے اُس کی حیثیت کسی طرح نہیں بڑھتی۔ وہ اپنے ذرائعہ کو عمدگی سے استعمال نہیں کرتا ہمیشہ مدد کا محتاج رہتا ہے المختصر وہ کفایت شعاروں کا غلام اور بردہ ہونے کے لیئے پیدا ہوا ہے۔

دوسرا باب

کفایت شعاری کی عادات

بڑی بات یہ ہے کہ ہم اپنے آپ پر حکومت کرنا سیکھیں (گیٹے)
اکثر آدمی موجودہ وقت کے واسطے کام کرتے ہیں نہ کہ آئندہ کے واسطے
اور آئندہ میں موجودہ وقت کے واسطے۔ علاوہ اس صداقت کے ہر طرح
کی کامیابی کا راز یہ جاننا ہے کہ خود اختیاری کس طرح سے ہے۔ اگر تم اپنی
خود گوشمالی کر سکتے ہو تو وہ تمہاری تو وہ تمہاری بہترین تعلیم
ہوگی یہ ثابت کرو کہ تم اپنے آپ پر قابو پا سکتے ہو اور میں کہوں گا کہ
تم ایک تعلیم یافتہ آدمی ہو اور اس کے بغیر ہر طرح کی تعلیم بالکل ہیچ
ہے (مسٹر اولی فانٹ) +

تمام دنیا پکار رہی ہے کہ ہمارا نجات دہندہ کہاں ہے۔ ہم کو ایک ایسے
شخص کی ضرورت ہے۔ مگر اس حالت میں ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل
میں کے مصداق وہ آدمی تمہارے بہت قریب ہے۔ بلکہ تم خود وہی آدمی
ہو۔ ہمارے میں سے ہر ایک شخص میں خود اپنا نجات دہندہ ہوں۔
اب سوال یہ ہے کہ انسان کس طرح بنے۔ اگر ہم نہیں جانتے کہ ایسا بننے
کے واسطے قوت ارادہ کی ضرورت ہے۔ تو انسان بننے سے زیادہ کوئی
دشوار کام نہیں۔ لیکن اگر آدمی انسان بننے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس
سے زیادہ کوئی آسان چیز نہیں +

اگر اکثر آدمی فارغ البال اور آسائش سے زندگی بسر کرنے کے مناسب ذرائع استعمال کریں تو وہ فارغ البال ہو سکتے اور آسایش سے رہ سکتے ہیں۔ جن لوگوں کو عمدہ مزدوری ملتی ہے وہ بھی سرمایہ دار ہو کر اور دنیا کی اصلاح اور بہبودی میں مناسب حصہ لے سکتے ہیں لیکن محنت سرگرمی دیانت اور کفایت شعاری کو مدنظر رکھنے سے ہی وہ اپنی اور اپنی جماعت کی حیثیت کو بڑھا سکتے ہیں۔

فی الحال سوسایٹی کو عدم زر سے اتنی تکلیف نہیں ہوتی۔ جتنی اسراف زر سے ہوتی ہے روپیہ کمانا تو آسان ہے۔ مگر یہ جاننا کہ اس کو کس طرح خرچ کرنا چاہیئے ایسا آسان نہیں۔ آدمی دولت اس کی آمدنی نہیں بلکہ اس کے خرچ کفایت شعاری کرنے کا طریقہ جب کسی شخص کو اپنی محنت سے ذاتی اور کنبہ کی ضروریات سے زیادہ روپیہ مل جائے۔ اور علاوہ بریں وہ تھوڑا سا اندوختہ جمع کر سکے۔ اس کو لا کلام سوشیل بہبودی کے عنصر حاصل ہیں۔ ممکن ہے کہ اندوختہ بہت کم ہو مگر اس کو آزاد کرنے کے واسطے کافی ہو۔

کوئی وجہ نہیں کہ فی زمانہ اعلےٰ مزدوری پانے والے کاریگر سرمایہ جمع نہ کر سکیں۔ کیونکہ یہ خود اختیاری اور ہر ایک کی کفایت شعاری کی بات ہے۔ بیشک آجکل کے بڑے بڑے محنتی لیڈر اکثر براہ راست ادنےٰ جماعت سے پیدا ہوئے ہیں تجربے اور مہارت اجتماع کام کرنے والے اور کام نہ کرنے والے کے مابین فرق ہے اور اس امر کا دارمدار کہ کام کرنے والا سرمایہ بچائے یا ضائع کرے خود اس کی ذات پر منحصر ہے اگر وہ بچاتا ہے اس کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ سرمایہ کے مفید اور پر منفعت

طور پر لگانے کے کافی مواقع ہیں

مسٹر گلیڈسٹن نے اپنے ہمراہ کو جو شہر میں رہتا تھا۔ کہا جب کچھ روز ہوئے ہیں لنکاشائر میں تھا۔ میں چند ایک جنٹلمینوں کے ہمراہ ایک کارخانہ کو دیکھنے گیا۔ وہ کارخانہ ایک ایسے شخص کی ملکیت تھا جس کا میں اصلی نام بیان نہیں کرونگا۔ لیکن موجودہ مقصد کے واسطے میں اس کو مسٹر سمتھ پکارونگا۔ اس کارخانہ میں جب یہ چل رہا ہو تین یا چار ہزار سے کم آدمی مشغول نہیں ہوتے اور ایک چھت کے نیچے سات سو کلیں تھیں۔ جب ہم واپس آ رہے تھے۔ میرے رفیقوں میں سے ایک نے کارخانہ کے مالک کو کندھے پر تھپکی دی اور لنکاشائر کے باشندوں کی طرح کشادہ دلی اور مردانہ آشنائی سے کہنے لگا "۴۰ سال گذرے کہ مسٹر سمتھ خود مزدور تھا۔ اور یہ سب کچھ اُس کی اپنی محنت اور کفایت شعاری کی طفیل ہے" اس کا مسٹر سمتھ نے صاف دلی اور خوش اخلاقی سے جواب دیا نہیں یہ سب کچھ میری طفیل نہیں میں نے ایک بیوی سے شادی کر لی جس کے پاس خاصی دولت تھی کیونکہ وہ شادی کے وقت کاتنے کی کل پر جولاہے کا کام کرکے ۹ شلنگ ۷ پنس (قریباً ۵ روپیہ) ہفتہ وار کماتی تھی۔

وقت کی کفایت شعاری کے مساوی ہے۔ فرنکلن نے کہا "وقت زر ہے" اگر کوئی شخص روپیہ کمانا چاہتا ہے تو وہ وقت کے مناسب استعمال سے کما سکتا ہے۔ مگر وقت بہت سے عمدہ اور شریفانہ اشغال میں بھی صرف ہوسکتا ہے یہ علم مطالعہ فن۔ سائنس۔ ادب میں صرف ہو سکتا ہے ایک خاص طریقہ کی پابندی کرنے سے وقت کی کفایت شعاری ہو سکتی ہے طریقہ بعد مقاصد کے حاصل کرنے کے واسطے ایک خاص ترتیب ہے۔ اس طرح پر کر ان کے حاصل

کہنے میں وقت ضائع نہ ہو۔ ہر ایک کاروباری آدمی کو باطریقہ اور باسلیقہ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ہر ایک گھروالی کو بھی کرنا چاہیئے۔ ہر ایک چیز کے واسطے ایک جگہ اور ہر ایک چیز اپنی جگہ میں ہونی چاہیئے۔ ہر ایک چیز کے واسطے وقت اور ہر ایک چیز وقت کے اندر کی جاتی ہے۔

یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ کفایت شعاری مفید ہے کوئی شخص انکار نہیں کرتا کہ کفایت شعاری کی جا سکتی ہے۔ ہم اس کی بیشمار مثالیں دیکھتے ہیں۔ جو انسان پہلے کر چکے ہیں سب آدمی بھی کر سکتے ہیں۔ کفایت شعاری تکلیف دہ نیکی بھی نہیں۔ برخلاف اس کے اگر کفایت شعاری اختیار کی جائے تو ہم بہت سی ذلتوں اور لوگوں کی حقارت سے بچ سکتے ہیں۔ اس کے واسطے یہ ضروری ہے کہ ہم ایثار کریں مگر مناسب خوشیوں سے اجتناب کرنا ضروری نہیں۔ یہ بہت سی پاوبانت خوشیاں مہیا کرتی ہے۔ جن سے فضول خرچی اور اسراف کی وجہ سے ہم محروم رہ سکتے ہیں

کسی آدمی کو یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ میں کفایت شعاری نہیں کر سکتا۔ متعدد آدمی ایسے ہیں جو ہفتہ میں معدودے چند شلنگ پس انداز نہ کر سکیں بیس سال میں تین شلنگ ہفتہ وار کے حساب سے دوسو چالیس پونڈ بچ سکتے ہیں۔ اور دس اور سالوں میں سود ملا کر چار سو بیس پونڈ ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے بعض یہ کہیں ہم اتنا نہیں بچا سکتے۔ اچھا دو شلنگ ایک شلنگ بلکہ چھ پنس ہفتہ وار بچانا شروع کر دو۔ کچھ نہ کچھ بچانے لگو۔ بہر کیف شروع تو کرنا چاہیئے۔ ۲ پنس ہفتہ وار سیونگس بنک میں جمع کراتے جائیں۔ تو بیس سال میں چالیس اور ۱۰ سالوں میں ۳۰ پونڈ ہو جائینگے۔ کفایت شعاری اور خود اختیاری کی عادت ڈالنے کی ضرورت ہے۔

کفایت شعاری کرنے کے واسطے اعلےٰ حوصلے اعلےٰ دماغ یا فوق الفطرت نیکی کی ضرورت نہیں۔ صرف عام سمجھ اور خودغرضی پر مبنی خوشیوں کی مزاحمت کی قوت درکار ہے۔ المختصر کفایت شعاری روزانہ کاروبار میں محض عام سمجھ ہے۔ اس میں مستعد تعمیم کی حاجت نہیں۔ بلکہ صرف قلیل صابرانہ خود ایثاری کی ضرورت ہے۔ اس کی علامت شروع کردی ہے۔ کفایت شعاری کی عادت کی جس قدر زیادہ مشق کی جائیگی۔ یہ اتنی ہی آسان ہو جائیگی اور یہ خود ایثاری کرنے والے کو ان نقصانات کا جو اُس کی بدولت اُس کو گوارا کرنے پڑتے ہیں بہت جلد معاوضہ دینے لگتی ہے

یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اب اس مزدور کے واسطے جو تھوڑی سی مزدوری پر کام کرتا ہے کوئی چیز بچانا اور اس کو کسی سیونگ بنک میں جمع کرانا بحالیکہ اُس کو اپنے کنبہ کے پیٹ بھرنے کے واسطے اپنی کمائی کی ہر ایک پینی کی ضرورت ہے ممکن ہے لیکن یہ ایک واقع امر ہے کہ بہت سے محنتی اور صوفی آدمی ایسا کرتے ہیں وہ خود ایثاری کرکے اپنی کمائی کی بچت سیونگ بنکوں اور دیگر بنکوں میں جو غربا کا روپیہ جمع کرانے کے واسطے بنائے گئے ہیں جمع کرتے کراتے ہیں اور اگر بعض ایسا کرسکتے ہیں تو ویسی ہی حالتوں میں تمام شخص ایسا ہی کرسکتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ وہ کسی اصلی خوشی یا واقعی نفع سے بھی محروم نہ رہینگے۔

وہ شخص جس کو معقول تنخواہ ملتی ہے اگر اپنی تمام روپیہ کو اپنے آپ دیا اگر اس کا اصل و عیال ہیں اپنی تمام کمائی کو خرچ کردے اور کچھ اندوختہ نہ کرے تو یہ اس کی خودغرضی ہے۔ جب ہم سنتے ہیں کہ ایک شخص جس کو معقول تنخواہ ملتی تھی مرگیا ہے اور کچھ روپیہ نہیں چھوڑ مرا ہے کہ وہ اپنی بیوی اور

کنبہ کو بے کس اور نادار چھوڑ گیا ہے اور اُن کو تقدیر کے حوالے چھوڑ گیا ہے خواہ وہ جئیں رہیں یا کہیں مریں۔ ہم اُس کو سوائے نہایت خودغرضانہ فضول خرچی کے کسی چیز پر محمول نہیں کر سکتے ۔ لیکن عجیب ہے کہ ایسی وارداتوں کا چنداں خیال نہیں کیا جاتا۔ شاید ان کے واسطے کچھ چندہ جمع ہو۔ یا شاید کچھ بھی نہ ہو اور بدقسمت کنبہ کے بیکس زن و مرد افلاس اور نکبت کے قعر میں گرتے ہیں۔

مگر محض عاقبت اندیشی سے اس نتیجہ کا بہت کچھ تدارک ہو سکتا تھا۔ جو تھوڑی اور ذاتی خوشیوں کے اخراجات کم کئے جائیں۔ مثلاً بیر کا ایک گلاس یا تمباکو کی دو دو چار چلمیں کم کر دی جائیں۔ تو آدمی سالہا سال میں دوسروں کے واسطے کچھ نہ کچھ بچا سکتا ہے اور محض نفس پرستی میں روپیہ ضائع کرنے سے رک جاتا ہے۔ المختصر نہایت غریب آدمی کا ضروری فرض ہے کہ اپنے اور اپنے کنبہ کو ضلالت اور بیکسی کے زمانہ میں کیونکہ یہ باتیں عموماً اس وقت آ جاتی ہیں۔ جب ان کی بالکل توقع نہیں ہوتی۔ کہ گذارہ کے واسطے تھیہ کرے خواہ وہ بہت کم بچا سکے +

دولت مند آدمی بہت کم ہوتے ہیں مگر اکثر آدمی اپنی محنت اور کفایت شعاری سے اپنی ذاتی ضروریات کے واسطے کافی روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ بلکہ وہ اتنا روپیہ بچا سکتے ہیں جو پیرانہ سالی میں ان کو افلاس اور ناداری کے چنگل سے بچانے کے واسطے کافی ہو۔ مگر عموماً کفایت شعاری کی سد راہ موقعہ نہیں بلکہ عدم ارادہ ہے یعنے ممکن ہے کہ آدمی متواتر دستی یا دماغی محنت کریں مگر وہ اعتدال سے زیادہ خرچ کرنے اور آمدنی سے زیادہ پیمانہ پر زندگی بسر کرنے سے رک نہیں سکتے +

کثیر التعداد لوگ خوشی سے محظوظ ہونے کو خود اختیاری کی مشق پر ترجیح

دیتے ہیں۔ انسانوں کا گروہ کثیر ذاتی خواہشوں سے بے بس ہے وہ اکثر جتنا
کماتے ہیں خرچ کر دیتے ہیں مگر صرف مزدور ہی نادار نہیں ہوتے۔ بلکہ اکثر
یہ سنا جاتا ہے کہ فلاں شخص جو سال میں سینکڑوں کماتا اور خرچ کرتا تھا یکا
یک مر گیا۔ اور اپنے بچوں کے واسطے ایک کوڑی نہیں چھوڑ گیا۔ اس قسم
کی مثالیں ہر ایک شخص کو معلوم ہیں بلکہ بعض اوقات موت کے وقت اس
مکان کا اسباب جس میں وہ رہتے تھے دوسروں کی ملکیت میں تھا یہ
ان کے تجہیز و تکفین کے اخراجات اور ان قرضوں کے ادا کرنے کے واسطے
جو انہوں نے اپنی فضول خرچی کی زندگی میں لئے تھے بیچ دیا جاتا ہے +

روپیہ بہت سی ایسی چیزوں کو بھی ظاہر کرتا ہے جنکی کچھ قیمت نہیں
یا جن کا کوئی واقعی فایدہ نہیں مگر یہ ایک بہت قیمتی چیز کو بھی ظاہر کرتا
ہے × × × × × × × × × × × × × × ×
× × × × × × اور وہ آزادی ہے۔ اس لحاظ سے اس کی
اخلاقی وقعت بہت ہے +

کفایت شعاری کا معمولی اور سیدھا وصف چونکہ آزادی کی ضمانت
ہے یہ نہایت اعلےٰ درجہ کی خوبی خیال کیا جانا چاہیئے۔ بلور نے کہا "روپیہ
کے معاملات کو بے پرواہی سے انجام نہ دو کیونکہ روپیہ چال چلن ہے"
انسان کے بعض بہترین وصف روپیہ کے مناسب استعمال پر منحصر ہیں
مثلاً فیاضی خیرات انصاف دیانتداری اور عاقبت اندیشی بہت سے مذموم
وصف روپیہ کے نامناسب استعمال سے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً لالچ۔ بخل
بے انصافی۔ اسراف اور ناعاقبت اندیشی +

جو لوگ جتنا کمائیں خرچ کر لیتے ہیں وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ ہمیشہ قریباً

نادار رہتے ہیں وہ بالضرورت کمزور اور نامرد ہوتے ہیں۔ جیسے وقت اور
امانت کے غلام وہ اپنے آپ کو مفلس رکھتے ہیں۔ وہ خود عزتی اور دوسروں
کی عزت کھو دیتے ہیں۔ اُن کا آزاد اور با اعتبار ہونا نا ممکن ہے۔ فضول
خرچی اور نہ کفایت شعاری سے آدمیوں سے تمام مردانہ جوش اور
نیکی کا نور رہ جاتی ہے۔

مگر جس شخص نے کچھ بچا رکھا ہو خواہ وہ کتنا ہی تھوڑا ہو بالکل مختلف
حالت میں ہوتا ہے۔ تھوڑا سا سرمایہ جو اس نے جمع کیا ہے ہمیشہ طاقت کا
ذریعہ ہوتا ہے۔ وقت اور قسمت اُس پر کچھ اثر نہیں کر سکتے۔ وہ دنیا کو نہایت
جرات کے ساتھ دیکھ سکتا ہے وہ ایک طرح سے آپ اپنا مالک ہے وہ اپنے
حسب خواہش شرائط لکھوا سکتا ہے نہ تو وہ بے ایمانی کے واسطے کسی کو
روپیہ دیتا ہے اور نہ کسی سے لیتا ہے۔ اس کو اس خیال سے خوشی ہوتی
ہے کہ بڑھاپا آسائش اور مسرت سے کٹیگا۔

جوں جوں انسان دانشمند اور عاقبت اندیش ہوتے جاتے ہیں
وہ عموماً کفایت شعار اور آیندہ کا خیال کرنے لگتے ہیں۔ لاپرواہ آدمی
وحشی کی طرح جو کماتا ہے خرچ کر دیتا ہے اُس کو کل کا یا مصیبت کے وقت
کا یا اُن لوگوں کے حقوق کا جن کو اُس نے اس نے اپنا وسعت نگر بنایا
ہے کچھ خیال نہیں ہوتا۔ مگر دانا آدمی آئندہ حالت پر غور کرتا ہے وہ اچھے
وقتوں میں اُس روز بد کی جو اس کو اور اس کے کنبہ کو دیکھنا نصیب ہو سکتا
ہے تیاری کرتا ہے اور وہ اپنے عزیز اور رشتہ داروں کے واسطے احتیاط
سے تھیہ کرتا ہے۔

اس شخص کو جو شادی کرتا ہے کیسی سنجیدہ ذمہ داری گوارا کرنی

پڑتی ہے۔ اکثر آدمی اس ذمہ واری پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتے۔ شاید شادی
کرنے کا حکم اس واسطے دیا گیا ہے کہ ایسا کرنا دانشمندی ہے۔ اگر انسان
سنجیدگی سے غور کرے تو ممکن ہے کہ وہ شادی اور اس کی ذمہ واریوں سے
بالکل اجتناب کرے مگر جب شادی ہو چکے۔ انسان کو فی الفور یہ فیصلہ کر
لینا چاہیئے کہ حتے الوسع کوشش کرکے ناداری کو اپنے گھر میں قدم نہ رکھنے
دینا چاہیئے۔ اور اگر وہ اس جہان سے اٹھ جائے تو اس کے بچے سوسائٹی
پر بار نہ ہوں +

اس منشا سے کفایت شعاری کی جائے تو یہ ایک ضروری فرض ہے۔ کفایت
شعاری کے بغیر کوئی آدمی منصف اور راستباز نہیں ہوسکتا۔ فضول خرچی عورتوں
اور بچوں پر ظلم ہے۔ خواہ یہ ظلم جہالت سے ہی شروع ہوتا ہے۔ باپ اپنی تمام آمدنی
کو میخواری میں خرچ کر دیتا ہے اور کچھ اندوختہ اور سرمایہ جمع نہیں کرتا۔ اور پھر وہ
مرجاتا ہے اور اپنے نادار کنبہ کو تا عمر بھر کے واسطے بیکسی اور بے بسی کے حوالے
کرجاتا ہے۔ کیا کسی قسم کا ظلم اس سے زیادہ ہوسکتا ہے تاہم تقریباً ہر ایک
جماعت میں یہی بے پرواہی اور ناعاقبت اندیشی کی جاتی ہے۔ وسطی اور اعلےٰ
جماعتیں ادنےٰ جماعت کے مساوی قصوروار ہیں وہ اپنے ذرائع سے زیادہ
صرف کرتے ہیں وہ فضول خرچی کرتے ہیں۔ ان کو طمطراق اور جاہ وجلال
دکھانے کی خواہش ہوتی ہے اور فضول خوشیاں منانا چاہتے ہیں۔ وہ
مالدار ہونے کی اس وجہ سے کوشش کرتے ہیں کہ قیمتی شراب پینے اور عمدہ عمدہ
ضیافتیں دینے کی توفیق حاصل ہو جائے +

چند سال گذرے کہ مسٹر ہیوم نے ہاؤس آف کامنز میں یہ کہا تھا کہ
انگلستان میں طرز بودوباش بہت اعلےٰ ہے" اس کا یہ قول سنکر لوگ کھل کھلا

ہنس پڑے۔ مگر اُس کی یہ بات بالکل درست تھی۔ اور اب اس زمانہ کی نسبت اور بھی زیادہ صحیح ہے۔ غور کرنے والے لوگوں کا خیال ہے کہ ہم فی زمانہ بہت خرچ کرتے ہیں۔ المختصر ہم روپیہ اندھادھند اڑاتے ہیں۔ ہم اپنی آمدنی سے زیادہ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ ہم اپنی کمائی کو نامناسب باتوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اور اکثر بعد میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

بعض لوگ روپیہ کمانے میں تو بڑے سرگرم ہوتے ہیں۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ کفایت شعاری سے کس طرح استعمال یا خرچ کرنا چاہیئے۔ ان میں کمانے کے واسطے کافی ہنر اور محنت ہوتی ہے مگر کفایت شعاری کرنے کے واسطے جو عقل ضروری ہے وہ نہیں ہوتی۔ خوشی کا عارضی جذبہ ہم پر قابو پا لیتا ہے اور ہم نتائج کو سوچنے کے بغیر اُس کے مطیع ہو جاتے ہیں۔ تاہم ممکن ہے کہ یہ محض قرا ہوشی کا نتیجہ ہو اور قوت ارادہ کو مضبوط کرنے اور آئندہ اتفاقی اخراجات سے سبکدوش ہونے کا عزم بالجزم کرنے سے اُس کو آسانی سے قابو کیا جا سکے۔

اکثر پس انداز کرنے کی عادت اپنی مفلسی حالت اور نیز اپنے دست نگر دل کی حالت سدھارنے کی حالت سے پیدا ہوتی ہے یہ ہر ایک چیز کو جو ضروری نہ ہو ترک کر دیتی ہے۔ اور بود و باش میں فضول خرچی اور اجتناب سے پرہیز کرتی ہے اگر کوئی زائد چیز نہایت کم قیمت پر خریدی جائے تو بھی گراں ہو گی تھوڑے تھوڑے خرچ سے زیادہ خرچ ہونے لگتے ہیں۔ غیر ضروری چیزوں کو خریدنے سے دوسری باتوں میں اسراف کی عادت ہو جاتی ہے۔

سسرو کا قول ہے اگر خرید کا خبط نہ ہو تو گویا ہم کو بہت بڑی آمدنی ہوتی بعض لوگ سودا کرنے اور خریدنے کی عادت سے بے بس ہو جاتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ ایک نہایت ارزاں چیز ہے یہ ہم کو خرید لینی چاہیئے۔ اگر کوئی

پوچھے بھئی ان کا کوئی فایدہ بھی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں اس وقت کچھ نہیں مگر کبھی نہ کبھی یہ ضرور مفید ہو گا۔ خرید کی اس عادت میں وضعداری یا فیشن کو بھی بہت دخل ہے بعض پرانی چینی کے اس قدر ظروف خرید تے ہیں جو ایک بڑی دکان میں سما سکیں بعض پرانی تصویریں پرانا فرنیچر پرانی شراب خریدتے ہیں یہ سب معقول اور بڑے بڑے سودے ہیں ان پرانی چیزوں کے خریدنے میں اس صورت میں تو کوئی حرج نہیں۔ جب خریدنے والے کا نقصان متصور نہ ہو بیشے ان کا قرض ادا کر دیا گیا ہو۔ ہوایس دیل پول نے ایک دفعہ کہا تھا کہ اب کوئی وقت نہیں رہی۔ کیونکہ میرے پاس ایک بیچ تمگہ یا آئینہ پائی بھی باقی نہیں رہی +

انسان کو چاہیئے کہ نوجوانی اور میانہ عمر میں بڑھاپے کو خوشی اور مسرت سے بسر کرنے کے اسباب مہیا کرے یہ دیکھکر بہت افسوس ہوتا ہے کہ وہ بوڑھا جس نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ عمدہ مزدوری کمانے میں بسر کیا ہے وہ مجبوراً پیٹ کی خاطر بھیک مانگ رہا ہے اور اس کا دارومدار اپنے پڑوسیوں کے رحم یا اجنبیوں کی فیاضی پر ہے اس قسم کے خیالات سے انسان کو ابتدائی زندگی میں اپنے اور اپنے اہل و عیال کے آئندہ فایدہ کے واسطے کام کرنے اور بچانے کا فیصلہ کر لینا چاہیئے +

الغرض نوجوانی میں ہی کفایت شعاری کرنی چاہیئے اور بڑھاپے میں آدمی کو فیاض ہونا چاہیئے۔ بشرطیکہ وہ اپنی آمدنی سے تجاوز نہ کرے نوجوان شخص کی بہت سی زندگی باقی ہوتی ہے اور اس اثنا میں وہ کفایت شعاری کے اصولوں پر عمل کر سکتا ہے۔ بوڑھا آدمی جو منزل زندگی کے خاتمہ پر پہونچ جاتا ہے۔ دنیا سے کوئی چیز اپنے ساتھ کچھ نہیں لیجا سکتا +

مگر لوگ بالعموم ایسا نہیں کرتے نوجوان شخص اکثر اپنے باپ کی طرح جس کی زندگی کا صرف آخری مرحلہ باقی ہو۔ فیاضی سے بلکہ اس سے بھی زیادہ فیاضی سے خرچ کرتا یا خرچ کرنے کی خواہش کرتا ہے وہ اس مقام سے زندگی شروع کرتا ہے* جتنا کہ اُس کی عمر میں اس کا باپ خرچ کرتا تھا۔ اور وہ بہت جلد سر سے پاؤں تک قرض میں ڈوب جاتا ہے۔ اپنی نہ رُکنے والی ضروریات کو پورا کرنے کے لیئے وہ بے ایمانی کرتا۔ اور ناجائز طور پر روپیہ کماتا ہے۔ وہ جلد روپیہ کمانے کی کوشش کرتا ہے وہ بڑے بڑے تجارتی کاموں کا بیڑا اٹھاتا ہے۔ وہ اس سے زیادہ روپیہ خرچ کر دیتا ہے۔ جو اُس کے پاس موجود ہوتا ہے اور اُس کا جلدی ہی دوالہ نکل جاتا ہے۔ اس طرح اُس کو تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ مگر یہ سیکھنے کا نہیں بلکہ بے سلیقگی کا نتیجہ ہوتا ہے ؀

سقراط عیالداروں کو نصیحت کرتا ہے کہ اپنے کفایت شعار پڑوسیوں کی عادت کی تقلید کریں۔ یعنے جو اپنے روپیہ کو عمدہ طور پر استعمال کرتے ہیں اور اُن کی مثال سے فایدہ اٹھائیں۔ کفایت شعاری دراصل ایک عملی چیز ہے اور یہ امور واقعی سے بہتر طور پر سکھائی جا سکتی ہے۔ فرض کرو کہ دو آدمی فی ہفتہ دو شلنگ کماتے ہیں۔ بلحاظ بود و باش اہل و عیال اور اخراجات کے اُن کی بالکل یکساں حالت ہے۔ تاہم ایک کہتا ہے کہ میں نہیں بچا سکتا ہے اور نہیں بچاتا۔ دوسرا کہتا ہے میں بچا سکتا ہوں۔ اور اپنے پس انداز روپیہ کا ایک حصہ کسی سیونگ بنک میں جمع کراتا ہے اور آخر سرمایہ دار ہو جاتا ہے ؀

سیموئل جانسن افلاس کی حالت کو بخوبی جانتا تھا۔ اُس نے ایک مرتبہ امپرانسس بلیب تان کے نام سے دستخط کیا تھا۔ وہ سیویج کے ساتھ بازاروں میں پھرا کرتا تھا۔ اور اُس کو رات کے وقت سر رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی جانسن

* جہاں اُس کے باپ نے چھوڑی تھی یعنے وہ اس سے زیادہ خرچ کرتا ہے

اپنی ابتدائی زندگی کے افلاس کو کبھی فراموش نہ کیا۔ اور وہ اپنے دوستوں
اور ناظرین کو اس سے بچنے کی ہمیشہ نصیحت کرتا تھا۔ سسرو کی طرح اس کا بھی
قول ہے کہ دولت یا فلاح کا نہایت عمدہ ذریعہ کفایت شعاری ہے۔ وہ اس
کو عاقبت اندیشی کی بیٹی، اجتناب کی بہن اور آزادی کی ماں پکارتا تھا۔

اس نے کہا افلاس نیکی کرنے کے بہت ذرائع سے محروم کر دیتا ہے
اور اس کی وجہ سے اخلاقی اور طبعی بدی کی مزاحمت کرنے کی اس قدر ناقابلیت
پیدا ہو جاتی ہے کہ تمام نیک ذرائع سے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور تم
کو لازم ہے کہ مفلس نہ رہنے کی تصمیم کرو۔ اس سے کم خرچ کرو جو تمہارے پاس
ہے کفایت شعاری سکون و راحت کی ہی بنیاد نہیں بلکہ فیاضی کی بھی جڑھ
ہے۔ جو شخص خود مدد کا محتاج ہو وہ دوسروں کی کس طرح مدد کر سکتا ہے ہم
ایسی صورت میں بچ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس اپنی ضروریات کے واسطے کافی ہو

اس نے پھر ایک موقعہ پر کہا۔ افلاس انسانی مسرت کا ایک بڑا دشمن
ہے یقیناً یہ آزادی کو تباہ کر دیتا ہے اور بعض نیکیوں کو عملی طور پر ناممکن
اور بعض کو سخت مشکل کر دیتا ہے۔ جن لوگوں کو خواہ کسی اصول سے ناداری خوفناک
معلوم ہو ان کو لازم ہے کہ ہمارے کفایت شعار بزرگوں کے دانشمندانہ معقولے
کو سیکھیں اور مفید طور پر خرچ کرنے کا سلیقہ سیکھیں۔ کیونکہ کفایت شعاری کے
بغیر کوئی شخص مالدار نہیں ہوا اور اس کو مدنظر رکھنے سے بہت کم مفلس ہو
سکتے ہیں۔

جب کفایت شعاری کو ایک ایسی چیز خیال کیا جائے جس کی مشق لازمی
ہے تو کبھی یہ بار معلوم نہ ہوگی۔ اور جن لوگوں نے پہلے اس کو مدنظر نہیں
رکھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہونگے کہ اگر معقول دار چند پنس یا شلنگ پس انداز

سکتے جاہیں تو اخلاقی برتری دماغی ترقی اور شخصی آزادی کو محفوظ رکھنے ہیں ایک ایسی مدد مل سکتی ہے +

کفایت شعاری کی ہر ایک کوشش میں ایک طرح کا وفر ہے اس کی مشق اور عادت اور اصلاح کی ترقی ہوجاتی ہے - اس سے پایا جاتا ہے کہ انسان خود ایثاری کرتا ہے۔ اور چال چلن کو تقویت ہوتی ہے۔ اس سے خیالات باقاعدہ ہو جاتے ہیں +

یہ استدلال کو نشو و نما دیتی ہے یہ دور اندیشی پر مبنی ہے عاقبت اندیشی کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ نیکی کو خواہشوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اس سے آسایش ہوتی ہے تردد دور ہوتا ہے اور بہت سے انکار اور خلشیں جو ہمارے دل پر بصورت دیگر مسلط رہتی ہیں سب دور ہوجاتے ہیں +

بعض کیلئے کفایت شعاری کی کوشش نہیں ہوسکتی مگر ہر شخص کچھ کر سکتا ہے یہ نہیں ہوسکتا۔ افراد اور اقوام کی بربادی کا موجب ہوتا ہے۔ الغرض نا ممکن سے ناممکن چیز بھی ناممکن نہیں۔ مثلاً اگر ہر روز بیر کا ایک گلاس پیا جائے تو سال بھر میں ۷۰ شلنگ خرچ ہوتے ہیں۔ اس رقم سے کوئی شخص اپنی زندگی کا بیمہ کر سکتا ہے اور اس کے معاوضہ میں اس کی وفات پر ایک سو ۔۔ پونڈ ملیں گے۔ اگر اس کو سیونگ بنک میں جمع کرایا جائے۔ بیس سال میں اسی رقم سے سو پونڈ ہو جائینگے۔ مگر بعض لوگ ہر روز بیر کے نصف درجن گلاس پیتے ہیں اگر بیر کی اتنی مقدار نہ پی جائے تو تھوڑے ہی عرصہ میں یہ رقم کچھ سو پونڈ کے قریب ہو جائیگی۔ جو شخص شراب پینے میں ۹ پنس روزانہ خرچ کرتا ہے وہ پچاس سالوں میں قریباً دو ہزار پونڈ اڑاتا ہے +

ایک کاریگر نے اپنے ایک مزدور کو مصیبت کے دن کے واسطے کچھ روپیہ پس انداز کرنے کی وصیت کی۔ تھوڑا عرصہ بعد کاریگر نے مزدور سے پوچھا کہ تم نے کتنا جمع کیا ہے۔ اُس نے کہا ایمان کی بات یہ ہے کہ میں نے کچھ بھی جمع نہیں کیا۔ میں نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا۔ لیکن کل سخت بارش ہوئی اور جو کچھ جمع کیا تھا شراب پینے میں صرف ہوگیا۔

جو شخص دوسروں کی امداد کے بغیر خود بھی گذارہ کرتا ہے۔ اور اپنے اہل وعیال کو بھی کھلاتا پلاتا ہے۔ اُس کو خودغرضی کا بہت احساس ہوتا ہے اصل میں انسان وہی ہے جو اپنی آپ عزت اور مدد کرتا ہے وہ اپنی چھوٹی سی دنیا کا مرکز ہے۔ اُس کی ذاتی محبت آشنائی۔ تجربہ۔ امیدیں اور خوف سب اُس کے واسطے ضروری ہیں۔ خواہ دوسروں کے واسطے بالکل ناچیز ہوں۔ یہ باتیں اُس کی خوشی اس کی روزانہ زندگی اور بحیثیت ایک انسان کے اُس کی تمام ہستی پر اثر ڈالتی ہیں پس اس کو اپنے متعلق تمام چیزوں سے دلچسپی بلکہ گہری دلچسپی ہوتی ہے۔

انصاف یہ ہے کہ انسان کو صرف اپنا ہی خیال نہ رکھنا چاہیئے۔ بلکہ وہ فرائض کا بھی جو دوسروں کی خاطر اسے انجام دینے چاہییں پاس کرنا چاہیئے اس کے مقاصد نہایت ادنےٰ نہ ہونے چاہییں بلکہ اس کو خیال کرنا چاہیئے کہ انسان فرشتوں سے کچھ ہی کم پیدا کیا گیا ہے اس کو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ میری زندگی کا ایک اعلےٰ مقصد ہے۔ میرا ابدی تعلقات میں حصہ ہے۔ قدرت اور مشیت ایزدی کی بڑی سکیم ہے۔ مجھکو اعلےٰ دماغ عطا ہوا ہے میرے میں محبت کرنے کی طاقت ودیعت کی گئی ہے۔ میرے واسطے دنیا میں ایک گھر مہیا کیا گیا ہے اور وہ اپنی نسبت ادنےٰ خیال نہ کریگا۔ نہایت مفلس

آدمی بھی دو منتہاؤں یعنے ازل و ابد کا مرکز ہے۔ اور خداوند کریم ان سب پر غالب ہے ٭

پس ہر ایک آدمی کو اپنے یعنے اپنے جسم اپنے دماغ اور اپنے کیریکٹر کی عزت کرنی چاہیئے۔ خود عزتی جس کی ابتدا خود محبتی سے ہوتی ہے ترقی کی اول تعریف ہے یہ آدمی کو سربلند ہونے اعلےٰ ترقی کرنے اپنی خراست کو نشوونما دینے اپنی حالت کی احسان کرنے کا اشتعال دلاتی ہے۔ خود عزتی اکثر نیکیوں مثلاً صفائی۔ عفت۔ عزت۔ دیانت۔ اجتناب۔ کا اصل اصول ہے۔ اپنی نسبت ادنےٰ رائے قایم کرنا ذلیل ہوتا ہے۔ بعض اوقات اسی ذلت سے بد تمیزی حاصل ہوتی ہے ٭

ہر ایک شخص اپنی کچھ نہ کچھ مدد کر سکتا ہے۔ ہم محض ایسے تنکے نہیں جو ندی کا بہاؤ معلوم کرنے کے واسطے ڈالے جاتے ہیں۔ بلکہ ہمکو خود مختار عامل بنایا گیا ہے اور ہم کو یہ قوت عطا کی گئی ہے کہ لہروں کا مقابلہ کرکے ان سے بلند ہوں اور اپنے واسطے خود راستہ نکالیں۔ ہم میں سے ہر ایک اخلاقی ہستی کے پلڑے میں ترقی کر سکتا ہے۔ ہم اپنے دل میں پاک خیالات رکھ سکتے ہیں۔ ہم نیک کام کر سکتے ہیں۔ ہم روز بد کا تہیہ کر سکتے ہیں۔ ہم عمدہ کتابیں پڑھ سکتے ہیں۔ دانشمند استادوں کے اقوال سن سکتے ہیں اور دنیا میں نہائت رحمانی اثروں کے زیر اثر رہ سکتے ہیں۔ ہم نہایت اعلےٰ اغراض اور نہایت اعلےٰ مقاصد کے واسطے زندگی بسر کر سکتے ہیں ٭

ہمارا ایک شاعر کہتا ہے خود محبتی اور ملنساری ایک ہی بات ہے۔ جو شخص اپنی اصلاح کرتا ہے وہ دنیا کی اصلاح کرتا ہے وہ دنیا میں ایک اور اصل انسان ایزاد کرتا ہے۔ چونکہ دنیا کی آبادی افراد پر مشتمل ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے

کہ اگر ہر ایک شخص اپنی اصلاح کرے تو تمام باشندوں کی اصلاح ہو جائیگی
تمدنی ترقی فردی ترقی کا نتیجہ ہے کل پاک صاف نہیں ہو سکتا۔ جتنی کہ وہ اجزا
جن سے وہ مرکب ہے پاک نہ ہوں۔ یہ ہیبت مجموعی سوسائیٹی فردی حالتوں کے
عکس کا نام ہے۔ یہ ایک معمولی صداقت کا تکرار ہے۔ مگر پورا پورا اثر ڈالنے
کے واسطے صداقتوں کا اکثر تکرار کرنا پڑتا ہے ؂

پھر جب آدمی اپنی اصلاح کر لیتا ہے وہ اپنے متعلقین کی اصلاح کے
بخوبی لائق ہو جاتا ہے اُس کو زیادہ طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کا
نظری دائرہ وسیع ہو جاتا ہے وہ دوسروں کی حالت کے نقائص کو جن کا
تدارک ہو سکتا ہے زیادہ صفائی سے دیکھ سکتا ہے وہ ان کو امداد دینے
کے واسطے زیادہ مستعدی کر سکتا ہے۔ اُس نے اپنا فرض خاطر خواہ انجام
دیا ہے اور وہ دوسروں کو ویسا ہی فرض انجام دینے کی ترغیب دے سکتا
ہے جو شخص خود اپنی خواہشوں کے ہاتھوں سے لاچار ہے اور نفس پرستی
کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے وہ سوشیل اصلاح کس طرح کر سکتا ہے ہمارے
واسطے ضروری ہے کہ ہم اپنی زندگی میں اُن نصیحت کا جس کی ہم تلقین
کرتے ہیں ثبوت دیں اُن کو چاہیئے کہ اپنی مثال سے لوگوں کو سکھائیں
اگر ہم چاہتے ہیں کہ دوسروں کو ترقی دیں پہلے خود ہم کو ترقی کرنی چاہیئے
ہر ایک شخص ایسے نتائج کو اپنی ذات میں خوب دکھا سکتا ہے۔ اُس کو
خود غرضی کی خود ابتدا کرنی چاہیئے ؂

زندگی کے معاملات کی بے ثباتی روز بد کا تصفیہ کرنے کے واسطے
زبردست تحریک ہو گی۔ ایسا کرنا اخلاقی تمدنی نیز مذہبی فرض ہے جو
شخص اپنے اور بالخصوص اپنے گھرانے کے آدمیوں کے واسطے عقبیٰ نہیں

گزنا وقت ایمان ہے اور بدتہذیب سے منکر اور کافر سے بھی بد تر ہے ۔

زندگی کی بے ثباتی ضرب المثل اور بالکل سچ ہے نہایت زبردست اور توانا آدمی حادثے یا بیماری سے چشم زدن میں چیت ہو جاتا ہے ۔ اگر ہم بہیئت مجموعی انسانی زندگی کا خیال کریں ہم کو زندگی کی بے ثباتی اسی طرح تسلیم کرنی پڑے گی ۔ جیسے کہ موت کے یقینی ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے ۔

ایڈی سن کے " رویائے مرزا " ایک عجیب و غریب عبارت ہے اس میں زندگی ایک ایسے پل کے مشابہ جو سو محرابوں پر بنا ہو بیان کی گئی ہے ۔ پل کے ہر ایک سرے پر ایک سیاہ بادل چھایا ہوا ہے ۔ پل کے دلمطے پر جا بجا مخفی گڑھے ہیں ۔ جن میں پل پر قدم رکھتے ہی جوق در جوق گر گر کر غائب ہو جاتے ہیں ۔ پل کے وسط کی طرف آدمی کم ہوتے جاتے ہیں اور بتدریج غائب ہو جاتے ہیں ۔ حتےٰ کہ آخر کار پل کے دوسرے سرے تک معدود پہونچتے ہیں اور یہ بھی گڑھوں میں گر پڑتے ہیں اور پل کا دوسرا سرا بالکل صاف ہو جاتا ہے ۔ ایڈی سن کی یہ تشبیہ مشاہدہ کے ان نتائج کے بالکل مطابق ہے جو انسان کی عمر کے متعلق کئے گئے ہیں مثلاً انگلستان میں ہر ایک لاکھ آدمی میں سے ایک چوتھائی پانچ سال کی عمر سے پیشتر مر جاتی ہے اور نصف ۵۰ویں سال سے پیشتر ایک ہزار ایک کی عمر ۹۰ سال ہوگی ۔ ۲۱ کی عمر سو سال ہوگی ۔ اور ایک لاکھ میں سے صرف دو آدمی ایک سو ۵ سال تک بے مبنی اور بے کسی کی زندگی بسر کرینگے ۔

دو چیزیں بالکل مبہم ہیں ۔ کسی شخص کو اپنی موت کا وقت یقینی

طور پر معلوم نہیں۔ مگر بہ ہیئت مجموعی انسانی زندگی پر اثر ڈالنے والی حالتیں باقاعدہ اور یقینی ہیں۔ مثلاً اس ملک میں یہ ایک یقینی بات ہے کہ یہاں کے باشندوں کی اوسط عمر ۲۴ سال ہے یہ انسانی زندگی اور عمر کے کثیر التعداد مشاہدوں سے ثابت ہو گیا ہے

اسی طرح بے شمار مشاہدوں سے معلوم ہو گیا ہے کہ مختلف عمروں کے شخصوں کی سالانہ موت کی اوسط کیا ہے۔ تجربوں کی تعداد سے قانون ممکنات حاصل ہوتا ہے۔ اسی قسم کے مشاہدوں پر ہی تخمینہ لگانے والے زندگی کے کسی حصے میں ہلاکت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ تخمینہ لگانے والا کہتا ہے۔ تخمینہ لگانے والا کہیگا۔ کہ قوانین ہلاکت* کا ذکر تا ہے موت کے متعلق نتائج بہت باقاعدہ ہونگے۔ اور نفس الامر میں بھی یہ بات درست ہے

بیشک کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں اتفاق کوئی چیز نہیں۔ انسان قوانین کے مطابق زندہ رہتا اور مرتا ہے۔ چڑیا قانون کے مطابق ہی زمین پر گرتی ہے بلکہ زندگی کے معمولی کاروبار میں ایسے معاملات ہیں جنکی نسبت اتفاقی طور پر سرزد ہونیکا گمان ہو سکتا ہے مگر بہ ہیئت مجموعی وہ نہایت صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً ہر سال ڈاکخانہ میں جتنی چٹھیاں ڈالی جاتی ہیں ان چٹھیوں کی تعداد جو پتہ لکھنے کے بغیر ڈاکخانہ میں ڈالی جاتی ہیں ایسی چٹھیوں کی تعداد جنپر پتہ غلط ہوتا ہے۔ ایسی چٹھیوں کی تعداد جن میں روپیہ ہوتا ہے۔ ایسی چٹھیوں کی تعداد جنپر ٹکیٹ نہیں لگائے جاتے۔ کل چٹھیوں سے ایک خاص نسبت رکھتی ہے اور تقریباً ہر سال یکساں رہتی ہے۔

انسان کا کام یہ ہے کہ قوانین صحت کو سمجھکر ان کے نتائج کی روک تھام کرنیکا تہیہ کرے۔ مثلاً مرض۔ حادثے اور قبل از وقت موت کی پیش

* [illegible]

بندی کرے۔ خواہ ہمارا منشا اچھا ہی کیوں نہ ہو ہم طبعی قوانین کی خلاف ورزی کے نتائج سے اجتناب نہیں کر سکتے۔ خداوند تعالے ہماری جہالت کے مطابق بنانے کے واسطے اپنے قوانین کو تبدیل نہیں کرتا اس نے ہم کو سمجھ عنائیت کی ہے تاکہ ہم انکو سمجھ سکیں اور ان پر عمل کریں ورنہ ہمکو افسوس اور تکلیف کے ساتھ ان نتائج کو برداشت کرنا پڑیگا۔

اکثر ہم یہ چیخ سنتے ہیں کیا کوئی شخص ہماری مدد نہ کریگا۔ یہ اکثر مایوسانہ اور بیدلی کی چیخ ہے بعض اوقات یہ قابل نفرت کمینہ پن کی چیخ ہوتی ہے بالخصوص جب یہ ایسے آدمیوں کے منہ سے نکلے جو تھوڑا سی خود اختیاری اجتناب سے اور کفائت شعاری سے اپنی مدد آپ کر سکیں۔

بعض لوگوں کو ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ نیکی علم آزادی اور اقبال خود اُن کی ذات سے پیدا ہوتا ہے۔ توضیع قوانین ان کے واسطے کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ قانون بنانے سے وہ صوفی مشرب سمجھدار اور فارغبال نہ ہونگے۔ اکثر آدمیوں کی مصیبت زدہ حالت کے وہ بواعث نہیں۔ جن کے تدارک کے واسطے پارلیمنٹ نے ایکٹ بنایا ہے۔

جو شخص اپنی کمائی خرچ کر چکا ہے وہ قوانین کا خاکہ اڑاتا ہے۔ سیخوار اُن کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتا وہ دوراندیشی اور خود اختیاری کو بالائے طاق رکھنے کو اپنا خاص حق سمجھتا ہے پھر دوسروں پر اپنی مصیبت کا الزام تھوپتا ہے جو لوگ عوام میں لکچر دیکر ہزارہا لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔ اگر وہ اپنے سامعین کو کفائت شعاری اجتناب سے اور خود ترقی کی عادات کی تلقین نہ کریں اور اس نعرہ کو بلند کرنیکا حوصلہ دلائیں۔ کیا کوئی شخص ہماری مدد نہ کریگا۔ تو وہ اسے ٹھیک ٹھیک اصلاح نہیں کرتے۔

یہ نعرہ پریشان خاطر کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو فرد یشا
بہبودی کے ابتدائی اصول بھی معلوم نہیں۔ مدد خود انسان کی ذات میں ہے
وہ اپنی مدد کرنے اور اپنے آپ کو سرفراز کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں اُن کو
اپنی آزادی کی سبیل خود نکالنی چاہیئے۔ نہائیت غریب آدمیوں نے ایسا کیا ہے
پھر کیوں ہر ایک شخص ایسا نہ کرے۔ جوانمرد عالی خیال انسان ہمیشہ فتح حاصل
کرتا ہے۔

اس ملک میں خاص تنخواہ پانے والے مزدوروں کی تعداد بہت
بڑھ گئی ہے۔ ایسے لوگ آسانی سے بچا سکتے اور کفائیت شعاری کر سکتے ہیں
اور اس طرح اُن کی اخلاقی بہبودی۔ اُن کی عزت اور آزادی اور بطور انسانوں
اور شہریوں کی سوسائٹی میں اُن کی حیثیت ترقی کر جائیگی۔ وہ اس درجہ تک عاقبت
اندیش اور نا کفایت شعار ہیں کہ وہ صرف اپنی خوشی اور خانگی اسائیش میں ہی مائل
نہیں ہوتے بلکہ اُن کے یہ وصف سوسائٹی کے واسطے جس کا وہ اہم جزو ہیں۔
مفید ہوتے ہیں۔

اقبال کے دنوں میں وہ اپنی کمائی کو بے پروائی سے خرچ کرتے ہیں
اور جب مخالف زمانہ آتا ہے تو وہ فی الفور نکبت اور افلاس میں مبتلا ہو جاتے
ہیں۔ وہ روپیہ کا جائز نہیں۔ بلکہ ناجائز استعمال کرتے ہیں اور جس صورت
میں مزدوری اور کمائی کرنے والے لوگوں کو بڑھاپے یا روز افزوں کنبہ کی
ضروریات کا پیشتر سے تہیہ کرنا چاہیئے وہ اکثر حالتوں میں حماقت اوباشی اور بد
کرداری میں مصروف ہوتے ہیں ناظرین یہ خیال نہ کریں کہ یہ مبالغہ آمیز بیان
ہے۔ اپنے پڑوس میں چاروں طرف دیکھو اور آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس قدر
زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ اور کس قدر تھوڑا بچایا جاتا ہے۔ کمائی کا کتنا بڑا حصہ کلال

کی دکان میں جاتا ہے اور کتنا کم سیونگس بنک یا انجمن منفعت میں جمع کرایا جاتا ہے
اقبال کے دن اکثر بمقابلہ کم اقبال کے دن ہوتے ہیں۔ اقبال کے دنوں
میں کارخانہ پورے وقت تک کام کرتا ہے مرد و زن اور بچوں کو زیادہ مزدوری
ملتی ہے ظروف خانے خالی اور معمور ہوتے ہیں۔ اشیاء تیار کرکے باہر بھیجی
جاتی ہیں جھکڑوں میں پیداوار بھر کر بازاروں سے لے جاتے ہیں۔ بشمار
اسباب کی ٹرینیں ریل کی سڑک پڑ جاتی ہیں اور اچھی طرح لدے ہوئے جہاز
انگلستان کے سواحل سے ہماری محنت کی پیداواروں سے مملو ممالک غیر کے
بندرگاہوں کی طرف جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پہلے سے زیادہ مالدار
اور اقبال مند ہوگیا ہے۔ لیکن ہم یہ خیال نہیں کرتے کہ مرد اور عورتیں پہلے
سے زیادہ دانا بہتر تربیت یافتہ اپنی خواہشوں میں کم مبتلا ہونے والے
مذہب کا زیادہ خیال رکھنے والے ہوگئے ہیں یا محض حیوانی اشتہا کو سیر
کرنے کی نسبت کسی اعلےٰ مقصد کے واسطے زندگی بسر کرتے ہیں۔

اگر اس ظاہری اقبال کی غور سے تحقیقات کیجائے تو معلوم ہوگا
کہ اخراجات ہر طرف بڑھتے جاتے ہیں زیادہ مزدوری کا مطالبہ کیا جاتا ہے
اور جب زیادہ مزدوری مل جاتی ہے تو کماتے ہی خرچ کردی جاتی ہے۔
مزدوروں کو میخواری کی عادت ہو جاتی ہے اور جب بمصداق ع

چھٹتی نہیں یہ کافر ہے منھ سے لگی ہوئی

میخواری کی عادت جاری رہتی ہے اور زیادہ مزدوری بچانے کی بجائے
اکثر شراب خوری میں خرچ کی جاتی ہے۔

پس جب باشندے بے پرواہ اور نا عاقبت اندیش ہوں۔ اُن کو کسی طرح
کی مادی اقبال نفع نہیں دے سکتا جب تک وہ دور اندیشی اور کفایت شعاری

سے کام نہیں وہ کبھی فاقہ اور کبھی بدہضمی کے ہاتھوں سے لاچار ہونگے۔ جب تجارت
کی کساد بازاری ہو جاتی ہے کیونکہ عموماً غیر معمولی اقبال کے بعد ایسا ہی ہوتا
ہے اُن کو بیس انداز کردہ روپیہ سے تسکین نہیں ہوتی کیونکہ ان کو اقبال
کے دنوں میں کبھی یہ خیال تک نہ آیا تھا کہ یہ زمانہ اسی طرح نہ رہے گا۔ اور
انہوں نے کچھ نہ بچایا ۔

اقبال کے دنوں میں پیر کا باقاعدہ تیوہار منایا جاتا ہے بنک کی تعطیل
ہفتہ وار منائی جاتی ہے۔ ایک آقا نے معماروں کو دیکھنے کے واسطے چکر لگا کر
اپنے مستری کو کہا تمام کام کرنے والے کہاں ہیں یہ کام زور شور سے کیا جانا
چاہیئے۔ اور عمدہ موسم کے اختتام سے پیشتر مکمل ہو جانا چاہیئے۔ مستری نے
کہا۔ جناب یہ پیر کا دن ہے اور انہوں نے ابھی تک اپنا تمام روپیہ صرف نہیں
کیا۔ ڈین بوڈ نے ڈیون شائر کے ہسپتالوں کی طرف سے انگریٹر میں وعظ کرتے
ہوئے بیان کیا۔ میری رائے میں۔ اون۔ تجارت۔ روئی۔ خشت سازی اور عمارت
کے کام میں جو مزدور مصروف ہیں۔ اُن کو پیر کا دن کاہلی میں بسر کرنے سے
ہر سال ستر لاکھ پونڈ نقد سے زیادہ نقصان ہوتا ہے ۔

اگر آدمی کا بڑا مدعا کپڑے ریشم ظروف۔ کھلونے اور چینی بنانا نہایت
ارزاں بازار میں خریدنا اور نہایت گراں میں فروخت کرنا زمین کی کاشت
کرنا غلہ بونا۔ اور مویشیوں کو چرانا محض منفعت زر یا روپیہ کے جمع کرنے اور
خرچ کرنے کے واسطے زندگی بسر کرنا تو ہم کو اپنی قومی اقبال پر اپنے آپ کو
مبارک باد دینی چاہیئے۔ مگر کیا انسان کا بڑا مقصد یہی ہے کیا عضلات اور
اعضا کے علاوہ اس میں قوائے جذبات اور ہمدردی کا مادہ موجود نہیں ہے
سوا اس کے دماغ اور دل کے بعض حقوق نہیں۔ جیسا کہ ان کے حظ اور [illegible]

نے جب کہا اس کی دولت اور سعادت دونوں زیادہ کیں اور اقبال میں اس کے اخلاق اور
دماغ کی نیز اس کی استخوان اور عضلات کی بہبود اور ترقی شامل نہ کرنی چاہیے
محض روپیہ اقبال پر دلالت نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ انسان کی سرشت ویسی
ہی رہے۔ بلکہ پہلے سے بھی بدزیب اور بدنما ہو جائے بحالیکہ وہ اپنے خرچ کو
دگنا اور ہر سال اپنے سرمایہ میں سو فیصدی ازدیاد کرتا ہے عوام کا بھی یہی حال
ہے۔ جب اُن کی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔ اُن کو اپنی حیوانی خواہشوں کے
سیر کرنے کے زیادہ ذرائع مل جاتے ہیں۔ تاوقتیکہ ان کا اخلاقی چال چلن
اُن کی جسمانی ترقی کے پہلو بہ پہلو نہ چلے ایک ناخواندہ اور حد سے زیادہ کام
کرنے والے آدمی کے اقبال کے دنوں میں دگنی مزدوری کر دو اور نتیجہ کیا
ہوگا۔ محض یہ کہ تم نے اس کے واسطے زیادہ کھانے اور پینے کے ذرائع
مہیا کر دیئے ہیں۔ پس اس حالت میں جس کو علم سیاست مدن کے عالم قومی اقبال
تعبیر کرتے ہیں باشندوں کی مادی بہبودی بھی محصول نہیں رہتی۔ اور جب
تک اس سوال کے اخلاقی اجزا سے اغماض نظر کیا جائیگا۔ ہماری رائے
میں اس قسم کا اقبال لوگوں کو فارغ البال کرنے کی بجائے بہت زیادہ مضر
نتائج پیدا کریگا۔ علم اور نیکی سے ہی انسان کی زندگی باوقر ہو سکتی ہے اور
اگر کسی قوم میں یہ وصف ترقی کر جائیں تو اُس کے اصلی اقبال کی علامتیں
ہیں نہ کہ کپڑے اور چھینٹ کی بے مقدار کھلونوں لوہے اور مٹی کے بے تعداد
ظروف تیار اور فروخت کرنا قومی اقبال پہ دلالت کرتا ہے۔

مانچسٹر کا بشپ پریسٹن کے ترتیب فصل کاٹنے کا شکریہ ادا کرنے کی مجلس
میں وعظ کر رہا تھا اس نے ایک چٹھی پڑھی جو اُس کو انگلستان کے جنوب سے
ایک پادری نے بھیجی تھی۔ اُس نے اس امر پر کہ زراعتی مزدوروں کو زیادہ

اجرت ملتی ہے۔ اظہار مسرت کرکے افسوس سے کہا "فی الحال مجھکو اُن کی زیادہ اجرت کا صرف یہی نتیجہ معلوم ہوا ہے کہ پہلے سے بہت زیادہ بیصرفی ہوتی ہے۔ اگر ہم اقبال سے یہی فایدہ اٹھاتے ہیں۔ تو ہم اُس کو ایسی برکت قرار نہیں دے سکتے جس کے واسطے ہمکو خدا کے مشکور ہونے کا کوئی حق یا وجہ ہے قوم کا اصلی اقبال زیادہ تر اِس کی دولت کی افزونی پر منحصر نہیں گو اقبال اور دولت لازم و ملزوم ہیں بلکہ یہ قوم میں نیکی کو ترقی دو۔ اور آسایش کی قناعت اور اِس دنیا کی چیزیں زیادہ انصاف سے تقسیم ہوں ؁

مذکورہ بالا رائے سے ہمارا یہ منشا نہیں کہ بخل اور کنجوسی کی عادت اختیار کی جائے۔ کیونکہ ہم کو بخیل کنجوس مکھی چوس سے نفرت ہے۔ ہم صرف یہ بحث کر رہے ہیں کہ انسان کو آئندہ کے واسطے ذخیرہ کرنا چاہیئے یعنی اچھے وقتوں میں برے وقتوں کے واسطے جو ہمیشہ اُن کے بعد آیا کرتے ہیں سرمایہ جمع کرنا چاہیئے۔ یہ کہ وہ احتیاج کی روک تھام کے واسطے اندوختہ کریں اور کم از کم ایک قلیل رقم جمع کر رکھیں جو اُن کی بڑھاپے میں پرورش کر سکے۔ اُن کی خود عزتی کو قایم اُن کی ذاتی آسائیش اور سوشیل بہبود میں اضافہ کر سکے کفائیت شعاری کو لالچ ریا خواری طمع یا خود غرضی سے کسی طرح کا تعلق نہیں بلکہ ان مکروہ عادات کے بالکل برعکس ہے اس کے معنے آزادی حاصل کرنے کی خاطر انتظام کرنا ہے کفائیت شعاری کے واسطے ضروری ہے کہ روپیہ جائز نہ کہ ناجائز طور پر استعمال کیا جائے اور دیانت سے کمایا اور سلیقہ سے استعمال کیا جائے۔ روپیہ اِس غرض سے نہ کمانا چاہیئے کہ اُس کو دفن کر رکھیں یا اپنے ساتھ نوکروں چاکروں کا جلوس رکھا جائے بلکہ آزادی کے اعلےٰ حق کے واسطے ؁

تیسرا باب

ناعاقبت اندیشی

جس شخص کی بیوی اور بچے ہیں۔ اُس نے قسمت کو یرغمال دے رکھی (لارڈ بیکن)

ہر حالت اور واقعہ میں بہبودی ان لوگوں کے خیال میں ہوتی ہے جن کو اپنے آپ پر اختیار حاصل ہے۔ (جے جے۔ گرنے)

اُن کی عام سمجھ کہاں ہے۔ افسوس نہایت ناعاقبت اندیشی چھوٹی عمر میں شادیاں کرنا بہت سے بچے مفلسوں کی امداد کے واسطے چندہ پر گذارہ اور غریب خانہ کا منہ دیکھنا۔ وہ پیدا ہوتے ہیں۔ وہ مصیبت زدہ رہکر مر جاتے ہیں کسی اور ملک میں جو انگلستان کی نسبت بہت کم مہذب ہو۔ ویسی ہی ناعاقبت اندیشی نہیں (لارڈ لٹن)

اے آزاد اور با اختیار رائے دینے والے کوئی شخص تجھ پر ظلم نہیں کرتا مگر کیا یہ کاسۂ شراب تجھ پر ظلم نہیں کرتا۔ فرزند آدم تجھکو کہیں جانے آنے کا حکم نہیں دے سکتا۔ مگر یہ بیہودہ کاسہ دے سکتا ہے [illegible] تو مر بھی نہیں سکتا بلکہ اپنی [illegible] خواہشوں اور ایسی [illegible] تمام خواہشوں کا غلام ہے اور پھر تو اسے حماقت مجسم اپنی آزادی کا ذکر کرتا ہے (کارلائل)

کوئی عادت [illegible] خود [illegible] کے مشترکہ نقائص پہنچتی ہیں [illegible] جو بنی نوع انسان کو [illegible]

کرتا ہے مصالح دنیا یا کم از کم مشتعل کرتا ہے ۔

انگلستان کی دنیا میں ایک نہایت مالدار ملک ہے ۔ ہمارے تاجر بڑے بڑے کاموں کا بیڑا اٹھاتے ہیں ہمارے صناع محنتی ہیں ۔ ہمارے محنتی سخت جفاکش ہیں ۔ ملک میں اتنی دولت جمع ہو گئی ہے کہ گذشتہ زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی ۔ بنک آف انگلینڈ میں لبالب سونا بھرا پڑا ہے سلطنت میں اس سے زیادہ کبھی خوراک یا روپیہ نہیں ہوا تھا ہماری صنعتی پیداواروں کی کوئی حد نہیں ۔ کیونکہ دخانی ۔ انجن کبھی تھکتا نہیں ۔ مگر باوجود اس دولت کے بیحد افلاس ہے ۔ اقوام کے تمول کے ساتھ ساتھ اقوام کا مجسم افلاس منحوس صورت لیے پھرتا ہے یعنے بعض لوگ عیش و آرام کرتے ہیں اور بعض لوگ افلاس کے ہاتھوں سے نالاں ہیں ۔

پارلیمنٹ کی رپورٹوں سے بارہا ظاہر ہوا ہے کہ ہمارے مزدور باشندوں کا بعض حصہ نہایت مصیبت میں گرفتار رہتا ہے ۔ ان میں بیان کیا گیا ہے کہ کارخانوں ۔ کانوں ۔ کانوں خشت سازی نیز دیہاتی زندگی کے مشاغل میں کس قدر لوگ مشغول ہیں ۔ ہم نے قوانین وضع کر کے ان کی خراب حالت کو سدھارنے کی کوشش کی ہے ۔ مگر ان کو سدھرتی نظر نہیں آتی ۔ جو لوگ مفلس ہو جاتے ہیں ان کو خوراک وغیرہ دیجاتی ہے مگر وہ پاپر آوارہ گرد (گداگر) رہتے ہیں جو ان کو کھلاتے ہیں ان میں ہمدردی نہیں ہوتی اور جو کھاتے ہیں وہ شکرگذاری کا اظہار نہیں کرتے ۔ دینے والے اور لینے والے کے مابین ہمدردی کا کوئی تعلق نہیں ۔ اس طرح صاحب مقدرت ۔ در مفلس مالدار اور نادار سوشیل جماعت کے دو منتہاؤں پر کھڑے

ہیں اور اُن کے درمیان بہت سا فاصلہ ہے۔ وحشی اور غیر مہذب لوگوں میں یکساں افلاس ہوتا ہے۔ بشرطیکہ محض اشتہائیں سیر ہو جائیں۔ تکلیف کا چنداں خیال نہیں کیا جاتا۔ جہاں غلامی ہے ناداری کی بابت یہ بھی معلوم نہیں کہ کسی جانور کا نام ہے کیونکہ مالک کا فائدہ اس میں ہے کہ وہ غلام کو ایسی حالت میں رکھے کہ وہ محنت کرنے کے لائق ہو اور کام لگانے والا عموماً مزدور کی حیوانی ضروریات احتیاط سے مہیا کر دیتا ہے۔ جب انسان مہذب اور آزاد ہو جاتا ہے اور اپنے ہم جنسوں سے مقابلہ کرنے لگتا ہے تو اُس کے نادار ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اُس کو سوشیل مصیبت اور افلاس کا شکار رہنا پڑتا ہے جہاں اس ملک کی طرح شائستگی نہایت اعلےٰ درجہ تک پہنچ گئی ہو اور جہاں بہت سی دولت جمع ہو جاتی ہے۔ مفلس و نادار جماعتوں کی مصیبت اس واسطے زیادہ افسوسناک معلوم ہوتی ہے کہ اُن کے ہم جنس آسائش اور عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے ہیں اور وہ اُنکو دیکھکر جلتے ہیں ۔

موجودہ مصیبت کا زیادہ تر باعث خود غرضی ہے۔ یعنے بعض لوگوں کو دولت جمع کرنیکا لالچ ہوتا ہے اور بعض ناعاقبت اندیشی سے اڑا دیتے ہیں۔ اس زمانہ میں دولت جمع کرنے کی نہایت خواہش ہو گئی ہے بلکہ بعض لوگ اسی خیال میں منہمک ہو رہے ہیں۔ فی زمانناً بڑا مدعا دولت اقوام نہ کہ مسرت اقوام ہے ہم سیاست مدن کا مطالعہ کرتے ہیں اور مجلسی انتظام کو خدا کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اول درجہ کا بہت لحاظ رکھا جاتا ہے اعلےٰ منفعت حاصل کرنے کی ہوس تمام پڑی ہوئی ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی نقصان اور کسی طرح حاصل کیوں نہ ہو۔ روپیہ ہمارا خدا ہے۔ سب سے اخیر کو شیاں [illegible] ہمارا مقصود ہے دستکاری اور [illegible] [illegible] کو

غلبہ حاصل ہے ایک شاعر نے خوب کہا ہے ساں لوگوں کی راہبری چھپی کرتی ہے جو آسمان سے نازل ہونے والے تمام ارواح میں سے سب سے زیادہ خمیدہ قامت ہے دیعنے دولت حاصل کرنے کے واسطے بدن سے لطائف الحیل اختیار کرنے پڑتے ہیں)۔

مفلس جماعتوں کی کچھ نہ پوچھیے۔ اُن کی ہماری اس نام نہاد مذہب میں کیا حالت ہے اُن کی تعداد کثیر بالکل غیر مہذب ہے گو وہ عیسائی ملک میں رہتے ہیں۔ عیسویت اُن کے پاس کبھی پھٹکی بھی نہیں۔ وہ تہذیب یا عیسائی مذہب سے ایسے ہی نابلد ہیں۔ جیسا کہ وہ اسو سال گذرے جولیس سیزر کے اترنے پر برٹن یا انٹ لوگوں کی حالت تھی۔ بایں ہمہ یہ غیر مہذب لوگ ہمارے ملک میں رہتے ہیں۔ سینٹ جیمس اور سینٹ گائیل دونوں قریب قریب ہیں دینے[*] یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ زر کی کہاں تک پرستش ہوتی ہے لنڈن کے اسٹن یعنے مشرقی حصہ میں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ انسان کیسی نکبت اور ادبار کے قعر میں گر سکتا ہے۔

وہ کام کرتے کھاتے پیتے اور سوتے ہیں۔ اُن کی تمام زندگی یہی ہے اُن کو کل یا آئندہ ہفتے یا آئندہ سال کے واسطے تہیہ کرنے کا کوئی خیال نہیں وہ حسی خواہشوں کے سیر کرنے میں منہمک ہوجاتے ہیں۔ اور آئندہ کے واسطے کوئی سامان فراہم نہیں کرتے۔ تکلیف آئندہ غم یا بیکسی جو پیرانہ سالی اور مرض کا لازمی نتیجہ ہیں اُن کو یاد تک نہیں ہوتا۔ ان باتوں میں وہ وحشی قبائل کے مشابہ ہیں جنکو کوئی علم نہیں اور وہ ہمارے اصل ملک سے زیادہ خوابیاں بھی نہیں کرتے۔ امریکہ کے اصلی باشندوں کی طرح وہ تہذیب کی خرابیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ مگر اس کے فوائد اور خوبیوں سے متمتع نہیں ہوتے۔

[*] یعنی کفایت اور فضول خرچی دونوں (یعنی انتہائی صورتیں) لندن کے حصوں میں

کپتان پاری نے دیکھا کہ قطب شمالی کے قریب اسکی مو ویسی ہی غیر مہذب ہے جیساکہ وہ کمبخت انسان جو ہمارے بڑے شہروں کے تنگ و تاریک مکانوں میں بستے ہیں۔ البتہ وہ ناعاقبت اندیش تھے۔ کیونکہ جیساکہ وحشیوں کا قاعدہ ہے وہ پس انداز کبھی نہیں کرتے۔ اُن کی حالت پر یہ قول صادق آتا ہے

مل گئی تو روزی نہیں تو روزہ .

وہ کبھی ٹھونس ٹھونس کر پیٹ بھر لیتے ہیں۔ کبھی فاقوں کے ہاتھ سے لاچار ہوتے ہیں جب اُن کو وھیل کی چربی کی بہت سی مقدار مل جاتی ہے وہ جتنی کھا سکتے ہیں کھا جاتے ہیں اور باقی کو چھپا دیتے ہیں۔ تاہم بوجہ ناعاقبت اندیشی کے وہ بالکل لاپرواہ ہوتے ہیں۔ بلکہ جب انہوں نے کئی دن تک خوراک یا آگ نہ دیکھی ہو وہ حسب معمول ہشاش بشاش اور خوش رہتے ہیں۔ اُن کو یہ خیال نہیں آتا کہ کل کے واسطے کس طرح تہیہ کرنا چاہیئے۔ آئندہ کے واسطے پس انداز کرنیکا وحشیوں کی سرشت میں مادہ ہی نہیں ٭

کہا جاتا ہے کہ شائستہ لوگوں میں سردی کفایت شعاری کی آب وہوا٭ کی سختی ہے۔ سردی اُن کو مجبور کرتی ہے کہ موسم گرما میں موسم سرما کے واسطے خوراک کو بلا اور کپڑے جمع کریں۔ اس سے مکانات کے تعمیر کرنے اور گھر میں انتظام اور سلیقہ رکھنے کو حوصلہ ہوتا ہے۔ بدیں وجہ جرمنی سسلی کی نسبت زیادہ محنتی ہے [illegible] اور بلجیم اندلس کی نسبت شمالی امریکہ اور کنڈا میکسیکو کی نسبت

جب جنوبی [illegible] ویلز ریتی سن ممبر پارلیمنٹ براہ نیوارنے عدیم المثال خود اختیاری سے اپنی [illegible] کا بہت سا حصہ ایسٹ لنڈن کی غیر مہذب آبادی [illegible] بنانے کے واسطے وقف کر دیا تو اس نے پہلے پہل وہ [illegible] تعمیر کیا جس کا زیریں حصہ بطور سکول اور لکچر روم اور

٭ اں ہے چنانچہ یورپ کی شمالی اقوام کے اقبال کی ایک وجہ

نیز بطور کلب کے استعمال کیا جاتا تھا۔ وہاں لڑکے اور آدمی پڑھنے اور کھیلنے اور کوئی ایسا کام کرتے تھے۔ جو اُن کو شراب خانہ میں جانے سے روک سکے مسٹر ڈینی سن نے کہا۔ اس حصہ میں بڑی خرابی یہ ہے کہ بنی نوع انسان کے اس گروہ کی معمولی حالت بہت پست ہے اور ایک بے سُرے باجے کے سوا کوئی ایسی چیز موجود نہیں۔ جو لوگوں میں تہذیب پھیلا سکے اور لوگوں کے خیالات کو روزانہ خورد و نوش سے اعلےٰ کر سکے تعلیم بالکل ندارد ہے مذہب کی طرف سے بالکل غفلت اور ان کے لازمی نتائج یعنے ناعاقبت اندیشی غلاظت اور اُن کے ملزوم جرم اور مرض پائے جاتے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو کوشش کرنے والے کو تحریک فہمیدہ اور اولوالعزم شخص کی راہبری کرے یا اُس مصیبت کو روک سکے مشن کا پادری سمجھدار اور سرگرم آدمی ہے جو لوگوں کو شائستہ کرنے میں حسب توقع ترقی کر رہے ہیں۔ لیکن اُس کی زیادہ تر طاقت کھانے کھلانے میں صرف ہوتی ہے اور زیادہ ترقی کی امید نہیں ہوسکتی۔ جب تک لوگوں کو فاقہ مستی سے بچانے کی سر توڑ کوشش نہ کی جائے اور ہر ایک موسم سرما میں ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کیا یہ حیرت خیز معاملہ نہیں ہے کہ دنیا کے نہایت مالدار ملک میں باشندوں کا گروہ کثیر ہر سال قدرت کے طبعی عمل سے فاقہ اور موت کا شکار ہو جاتا ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر ہمارے باپ دادا کے وقت میں یہ حالت کیوں نہ تھی وہ بہت سی باتوں میں ہمارے پیچھے تھے مگر ہر ایک جاڑے کے موسم میں ہزارہا فاقہ کش نظر آتے تھے۔ بات یہ ہے کہ ہم نے اس عجیب و غریب اقبال کو جو گذشتہ ۲۰ سال سے ہم کو دیا گیا ہے قبول کر لیا ہے اور یہ خیال نہیں کیا کہ ان کے ساتھ کیا پخ لگا دی گئی ہے اور ہم نے اس کو عشق اور اشیاء کرنے

کے واسطے کم بہت چست نہیں کہ جوان شرائط کے پورا کرنے کے واسطے ضروری ہیں۔

تاہم مسٹر ڈیبی سن کو صاف صاف طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ اگر لوگوں کو کافی تعلیم دی جائے اور اُن کو کفایت شعاری کا سبق سکھایا جائے تو بہت سی مصیبت اور تکالیف کا تدارک ہوسکتا ہے وہ ایک اور مقام پر کہتا ہے لوگ ناداری اور مرض خود پیدا کرتے ہیں۔ غالباً نہایت محتاط بھی ایسے نہیں کہ اگر وہ سیانہ کفایت شعاری اور عاقبت اندیشی کو مدنظر رکھتے تو اتنا سرمایہ جمع نہ کر لیتے کہ اتفاقیہ بے روزگاری کے مہینوں یا مرض کی حالت میں جو ہمیشہ ہوتی رہتی ہے گذارہ نہ کر سکتے ہیں یہ نہیں کہتا کہ ہفتہ وار کمائی سے پس انداز کرنا مشکل نہیں بلکہ یہ کہتا ہوں کہ پس انداز ہوسکتا ہے۔ کارخانہ جہاز سازی میں کام کرنے والا مزدور نوجوانی طاقت اور ناکتخدائی کے زمانہ میں اپنی ہفتہ وار مزدوری سے نصف پس انداز کر سکتا تھا۔ اور اس قسم کے آدمیوں کو عموماً کام مل جاتا ہے۔

یہ بیان کرنے کے بعد جن لوگوں کی شادی ہو گئی ہو وہ بھی بچا سکتے ہیں مسٹر ڈیبی سن نے کہا۔ کہ پس انداز کرنے کی استطاعت تقریباً ہر ایک شخص میں ہے خواہ وہ کتنا ہی مفلس کیوں نہ ہو لیکن اگر پس انداز کرنے کی عادت زیادہ عام ہوتی تو اس شہر میں ناداری اور مرض قابل تدارک حدود کے اندر رکھی جاسکتی اور ایسا ہی ہوگا ممکن ہے کہ میرے جیتے جی نہ ہو مگر یہ دو نسلوں کے بعد ہو جائیگا۔ کیونکہ اتنا تغیر لوگوں کی دماغی حالت میں بالکل اصلاح کے بغیر ہوسکتا ہے۔ عمدہ قوانین کو اگر سرگرمی سے مروج کیا جائے اور تعلیم لازمی کر دی جائے۔ اور ساتھ ہی لوگ خیرات کے

طور پر قرضی کوشش بھی کریں جس کا اس زمانہ میں نہ رود دائرہ ہو جائیگا۔ مگر امید اچھی ہو گی۔ لوگوں کو اتنا روشن ضمیر بنانے میں ضرور کامیابی ہو گی کہ وہ اتنی محنت اور اخلاق کی اتنی پابندی ضرور کریں جس سے اُن کے جسم کو راحت اور زندگی میں ترقی ہو۔"

انگلینڈ مزدوروں اور باشندگان گرنسی کے درمیان کفایت شعاری کے متعلق جو فرق ہے۔ اس کا مسٹر ڈینی سن نے بالفاظ ذیل ذکر کیا ہے " جو کچھ میں یہاں دیکھ رہا ہوں اس سے افلاس اور پاپ رینرم (آوارگی) اور گداگری کے مابین صاف صاف طور پر فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ انگلستان میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جب اُن کو عمدہ مزدوری ملتی رہتی ہے وہ مزے کرتے ہیں اور جب ویسی اجرت نہیں ملتی وہ حلقہ کے غربا میں شامل ہو جاتے ہیں یہاں لوگ اپنی امداد کے سوا کسی کے سہارے پر نہیں رہتے۔ بلکہ وہ اپنی مرضی سے ایسی کفایت شعاری سے رہتے ہیں کہ اگر زمین کا مالک اپنے کاشتکاروں کو اسی طرز سے زندگی بسر کرنے کی صلاح دیتا تو وہ اسی کا خوب خاکہ اڑاتے۔ ہم اس دہقان کی حالت پر افسوس کرتے ہیں جو نمکین گوشت اور بقولات کھانے پر مجبور ہو اور سادہ گوشت ہفتہ میں صرف ایک دفعہ کھے گرنسے کے زمینداروں کا کھانا گو ہی اور مٹر کو خاص طور پر ملا کر بنایا جاتا ہے یہ ان لوگوں کا روزانہ کھانا ہے۔ جن کے پاس شاید تین یا چار گائیں ایک یا دو سور یا مرغیاں ہوتی ہیں۔ لیکن وہ ان جیوانات کی آمدنی یا گوشت کو منڈی میں بیچکر اپنے منفعت کو زمین خریدنے یا سٹاک بیٹنے کمپنیوں کے حصے یا معاملے پر زمین لینے پر صرف کرتے ہیں کیونکہ اس قسم کی زمین کے پٹہ بازار میں جلدی بیچے اور خریدے جاسکتے ہیں۔"

مسٹر ڈینی سن بہت سا کام کرنے سے پیشتر وفات پاگیا وہ صرف آغاز ہی کر سکا تا عاقبت اندیشی سے جو مصیبت اور تکلیف ہوتی ہے اور جس کو دیکھکر اُس کو افسوس آتا تھا۔ وہ اب بھی موجود ہے بلکہ پہلے سے زیادہ ہے۔ صرف دستکار ہی اپنی تمام کمائی کو خرچ نہیں کر دیتے بلکہ اُس سے اعلےٰ جماعتیں بھی جو لاعلمی کا عذر پیش نہیں کر سکتیں۔ اعلےٰ جماعتوں کا عذر ادنےٰ جماعتوں کی نسبت زیادہ قابل سماعت نہیں۔ وہ اپنے ذرائع کو خالی طمطراق کے قایم رکھنے حماقت اندھا دھند اسراف اور بدکرداری کو تقویت دینے میں صرف کرتے ہیں +

انگریز مزدوروں پر عدم محنت کا الزام عاید نہیں ہوسکتا وہ کسی دوسرے ملک کے مزدوروں کی نسبت زیادہ جفاکشی اور زیادہ ہوشیاری سے کام کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اتنا ہی دور اندیش ہو جتنا کہ محنتی ہے وہ فارغ البال اور آزادانہ زندگی بسر کرے۔ مگر بدقسمتی سے ناعاقبت اندیشی اس طبقہ کا عیب ہے۔ گو معقول تنخواہ پانے انگریز مزدور متوسط پیشوروں کی نسبت زیادہ روپیہ کماتے ہیں پھر بھی وہ مفلس رہتے ہیں کیونکہ وہ لاپرواہ ہوتے اور مآل کار نہیں سوچتے۔ اقبال کے دنوں میں وہ مصیبت کے دنوں کا ذخیرہ کرنے کے عادی نہیں ہوتے۔ اور جب روزبند ہو جاتا ہے تو وہ بالکل احتیاج اور ناداری سے چند قدم آگے ہوتے ہیں۔ یعنے اُن کے پاس چند ہفتوں کی خوراک ہوتی ہے۔ بس عمدہ کاریگر کو جب تک عمدہ آلات کی تربیت نہ دی گئی ہو وہ محض حیوان سے اچھی زندگی بسر نہیں کرتا۔ اور جب اس کو زیادہ مزدوری ملتی ہے تو وہ اپنی روحانی خواہشوں کے سیر کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ مسٹر .... کا قول ہے کہ روئی کے قحط میں ہشیار خاندان امدادی کمروں میں تھے

شرمناک حالت میں جمع ہو گئے تھے بجائیکہ ان کی پہلی مجموعی اجرت کسی پادری کی آمدنی سے زیادہ تھی اور بعض کاریگروں کی فردی اجرت بھی معقول تھی اقبال کے زمانہ میں کام کرنے والے گلچھرے اڑاتے ہیں اور روزگار بند ہو جائے تو فاقہ کشی کرتے ہیں ان کی کمائی جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں ادھر آتی ہے ادھر اڑ جاتی ہے۔ جب اقبال کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ اپنی تمام اجرت سے چکتے ہیں وہ اتفاق اور اللہ پر توکل کرتے ہیں۔ مگر ناعاقبت اندیش کا توکل کس کام ہے ✣

گو تجارت کے اچھے اور برے سال ہمیشہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ فرعون کو فربہ اور لاغر گایوں کا خواب آیا تھا۔ جب تجارت کو رونق ہوتی ہے تو لوگ خوب مزے کرتے ہیں۔ اور جب کساد بازاری ہو جاتی ہے تو حیران و پشیمان اور مضطرب ہوتے ہیں۔ مگر لاپرواہ اور فضول خرچ تجربہ سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اور آئندہ کے واسطے اچھی طرح تقیہ نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ناعاقبت اندیشی ایسا عیب ہے۔ جس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ مسٹر بیکر نے گزشتہ کمیشن رپورٹ میں کہا تھا۔ صنعت و حرفت کے اضلاع میں دور دور تک ایسے مقامات ہیں۔ جہاں کوئی معتد بہ رقم پس انداز نہیں کی جاتی۔ بلکہ اگر وہاں دو ہفتوں تک کام نہ ملے خود کام کرنے والے محض ضروریات کی عدم موجودگی سے فاقوں مرنے لگتے ہیں۔" اس صورت میں ایکا کر کے کام بند نہیں کر دیتے بلکہ وہ نہایت بے بس اور روٹی کو محتاج ہو جاتے ہیں وہ اپنا اسباب اور بھی گٹھڑیاں گروی رکھ دیتے ہیں اور خیرات دینے والوں سے منت و سماجت کرنے لگتے ہیں اور بے شمار کنبے پور ریٹ (لوکل ٹیکس) پر گذارہ کرتے ہیں ✣

یہ نا عاقبت اندیشی جو بمنزلہ ایک عادت کے ہے گو اس کی قابل تعریف
مستثنیات بھی ہیں۔ اصل حرفت کی تمدنی ذلت کا اصلی باعث ہے اسی سے بیجہ
تمدنی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن یہ خرابیاں اور مصیبتیں انسان کی جہالت
اور نفسانی خواہشوں کے نامناسب طور پر بسر کرنیکا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ گو خدا
نے افلاس خود پیدا کیا ہے مگر مفلس بالطبع اور نفس الامر میں مصیبت زدہ
نہیں ہوتے۔ مصیبت اخلاقی بواعث کا اور بالعموم اخلاقی بدیوں اور نا
عاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے ۔

ریورنڈ مسٹر نورس جنوبی شانورث شائر کے معقول تنخواہ پانے والے
کان کنوں اور لوہے کا کام کرنے والوں کی عادات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے
اس عادت کو ظاہر کرنے کے واسطے نا عاقبت اندیشی ایک معمولی لفظ ہے اسے
کو غفلت یا بے پرواہی کہنا چاہیئے۔ جہاں نوجوان اور بوڑھے کیتھولک اور
بالعموم اور صریحاً کچھ سے اڑا کر تمام کمائی غارت کر دیتے ہیں۔ ان کی اس تمدنی
ان کی سرشت کی اعلےٰ اوصاف ناقص ہو جاتے ہیں خطرے کے وقت ان کی
جوانمردی بقو ہر کے مشابہ ہوتی ہے سخت محنت کی وہ شاذ و نادر کوشش
کرتے ہیں اور وہ بھی اس صورت میں جب بیکاری اور میخواری میں وقت
ضائع کرکے اس کی کسر نکالنا چاہیں ان کا خیال ہے کہ ہم کو اچھے مرد حیوان
اور کتخدا رفیقوں کے واسطے جلسہ کرنے کے باعث پیشتر اندوختہ کرنے کی کوئی
حاجت نہیں ان کا مذہب کیونکہ اپنے طور پر وہ بھی عبادت کرتے اور اولاد پیدا
دعا مانگنے کے جلسہ کرتے ہیں اکثر جیونا نہ وار تقدیر پر شاکر رہنے کی حد تک پہنچ
گیا ہے۔ لیکن ان کی حالت زیادہ تر اس وجہ سے قابل رحم اور افسوس ناک
ہے کہ کبھی تو وہ مزدوری مل جانے پر جشن اڑاتے ہیں اور کبھی ان کے

ایک کوڑی نہیں ہوتی۔ اور تمام باشندے سال کے شروع سے اخیر تک اسی حالت میں مبتلا رہتے ہیں۔ حساب ملنے کی رات کو وہ میخواری پر روپیہ اڑاتے ہیں اتوار کو شراب کے نشہ میں چور پیر اور شاید منگل کو کام کرنے سے انکار کرتے ہیں اور پھر آئندہ تنخواہ پانے سے پیشتر دو یا تین ہفتہ آتے ہیں۔ ان میں اکثر گھروں کی ناگفتہ بہ حالت ہوتی ہے۔ اُن کے بچے سکول میں جانے نہیں پاتے اُن کی بیویاں اور بیٹیاں کام پر کام کرتی ہیں۔ اُن کا اسباب اور فرنیچر گروی ہوتا ہے۔ اُن کے مکانات میں جابجا درزیں پڑی ہوتی ہیں وہ غلیظ اور تنگ گلیوں میں رہتے ہیں۔ پانی کے نکاس مکانات میں ہوا یا روشنی یا پانی کا مناسب بہم پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔ جب باوجود ایسی اجرت کے جس سے انسان کو آسائش بلکہ اقبال اور ترقی یقینی طور پر حاصل ہو سکتی ہے اُن کی یہ حالت ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی طرح کے قانون بنانے سے اس خرابی کا علاج نہیں ہو سکتا"۔

یقیناً ہم بیشمار اصلاحیں کر چکے ہیں۔ ہم نے لوگوں کو رائے اور ووٹ دینے کی اجازت دی ہے ہم نے مزدور جماعتوں سے غلہ مویشی قہوہ چینی اور بالعموم خورد و نوش کی چیزوں پر ٹیکس موقوف کر دیا ہے اور ان ٹیکسوں کا بہت سا حصہ جن سے وہ سبکدوش کئے گئے ہیں۔ میانہ اور اعلیٰ طبقہ لوگوں کے لوگوں پر لگایا جاتا ہے۔ تاہم ان تجاویز سے کام کرنے والوں کی حالت میں بہت کم اصلاح ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ خود اصلاحی کے اصول کو مد نظر نہیں رکھتے۔ انہوں نے اپنے گھر سے اصلاح شروع نہیں کی۔ تاہم ہر طرح کی اصلاح کا نتیجہ فردی اصلاح ہے سوسائٹی میں جو عیب ہے۔ فردی عیب کا نتیجہ ہے جب افراد خراب ہوں سوسائٹی بھی خراب ہوتی ہے۔

فرینکلن جس کی تیز عام عقل میں کلام نہیں کہتا ہے "وہ بیشک ٹیکس بہت بھاری ہیں اور اگر ہم کو وہی ٹیکس ادا کرنے ہوتے جو ہم میں سے بعض پر بہت شاق گذرتے ہیں ہم کو اپنی کاہلی کی وجہ سے گورنمنٹ ٹیکس کے برابر تکبر کی وجہ سے اس سے تین گنا اور حماقت کی وجہ سے چار گنا ٹیکس دینا پڑتا ہے اور کمشنران ٹیکس ان ٹیکسوں سے تخفیف کر کے ہم کو آرام یا بالکل خلاصی نہیں دلا سکتے"۔

لارڈ جان رسل نے ایک مرتبہ مزدوروں کی جماعت کو جو اُس کے پاس ٹیکس کی تخفیف کی درخواست کرنے گئی تھی ایسا ہی کہا تھا۔ قولہ "تم ٹیکسوں کی شکایت کرتے ہو۔ مگر خیال کرو کہ تم اپنے آپ پر کتنے ٹیکس لگاتے ہو۔ تم ٥ کروڑ پونڈ سالانہ شراب پر خرچ کرتے ہو۔ کیا گورنمنٹ تمہارے پر اتنا ٹیکس لگانے کی کبھی جرات کر سکتی ہے یہ خود تمہارے اپنے اختیار میں ہے کہ ٹیکس تخفیف کر دو۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ ہمارے سے بھی درخواست نہ کرنی پڑے"

اس شکایت سے کہ قوانین خراب ہیں اور ٹیکس سے بھاری معاملات کی حالت نہیں سلجھ سکتی۔ مطلق العنان حکومت اور مالکوں کا جبر ہوتا ہے قاعدے کی بات ہے کہ انسان اپنی مصیبتوں کا اظہار کرتا ہے سچا لیکہ وہ زیادہ تر اپنی مرضی اور کرتوتوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یعنی کاہلی ناکفایت شعاری بے احتیاطی اور بدکرداری کے نتائج۔ ہم بوجہ ذاتی فخر کے اپنی مصیبتوں کا الزام دوسروں کے ذکر اپنے سر تھوپ کر بہت خوش ہوتے ہیں مگر یہ بالکل ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو روز بروز کبھی بجز کسی قاعدے کسی قسم کی دور اندیشی کے بغیر زندگی بسر کریں۔ اور اپنی تمام کمائی خرچ کر دیں۔ اور آئندہ کے واسطے کچھ نہ بچائیں وہ اُس مصیبت کے واسطے تیار رہو رہے ہیں صرف موجودہ وقت کا خفیہ کرنا

آئندہ سے یقینی طور پر غفلت کرتا ہے۔

ان لوگوں کی اصلاح کی کیا امید ہوسکتی ہے۔ جن کا صرف یہی مقولہ ہو "آؤ کھائیں اور پئیں کیونکہ کل ہم مرجائینگے۔"

مزدوروں کی حالت سے شاذ مایوسی نہیں ہوتی چاہیے کام کرنے والوں کی بہت سی آمدنی ایک عمدہ بات ہے اور شروع شروع میں ایک عمدہ بات ہے اگر ان میں بتدریج تعلیم پھیلائی جائے تو وہ آسائش سے زندگی بسر کرنے کے ذرائع کو جائز نہ کرنا۔ جائز طور پر استعمال کرینگے کفایت شعاری سلیقے اور انتظام کا علم حاصل کرکے وہ اپنی زندگی زیادہ اتقا نیکوکاری سے بسر اور شراب سے پرہیز کرینگے۔ مسٹر ڈوبی سن کی رائے تھی کہ ان میں اکثر باتیں دو نسلوں کے اندر ہوسکتی ہیں۔ لیکن اصلاح بہت سست ہوتی ہے تہذیب کی ترقی بہت سست رہی ہے۔ بنی نوع انسان کے جم غفیر کی اصلاح کرنے میں اُس کے مفید اثر بہت آہستگی سے کام کرتے رہے ہیں قرنوں کے گذر جانے کے بعد اُس کے اثر محسوس ہوسکتے ہیں کیونکہ ایک قرن یا ایک نسل تہذیب کی تاریخ میں صرف ایک دن ہے۔ بعض اقوام کو کئی زمانوں تک اپنی قومی حریت کا حق قائم کرنے کے واسطے جنگ و جدل کرنا پڑا ہے۔ عیسویت کو قائم کرنے کے واسطے چار صدیوں تک جور و ستم اور عیسائی شہید ہوتے رہے اور ریفارمیشن یعنے عیسوی مذہب کی اصلاح کرنے کے واسطے دو صدیوں تک خانہ جنگی ہوتی رہی۔ غلاموں کو اپنے جاگیرداروں کی حلقہ بگوشی سے کئی زمانوں کی مصیبت کے بعد آزادی حاصل ہوئی۔ اگر ہم اس زمانہ کا خیال کریں جب ہمارے برٹش آباؤ اجداد جنگی عادہ مل کر لڑائی میں گھس جاتے تھے یا اس کے بعد کے زمانہ کا جب تمام محنتی لوگ کاشتکاری غلام تھے یعنے جنٹی مین

کی وہ کاشت کرتے تھے اُس کے ساتھ ہی اُن کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ اور نیز ہم اپنے زمانہ پر غور کریں تو کیسا عظیم الشان فرق معلوم ہوگا۔ اور فی زمانناً ان امور میں اصلاح دیکھکر کیسا اطمینان ہوتا ہوگا۔ بیشک نا کفایت شعاری میخواری اور ناعاقبت اندیشی کے شیطانی امردن کا خاتمہ بہت مشکل نہیں +

چوتھا باب

پس انداز کرنیکے ذرائع

خود اعتمادی اور خود اختیاری انسان کو یہ سبق دیتی ہیں کہ اپنے جام سے پانی پیئے۔ اور اپنی میٹھی روٹی کھائے اور اپنی روٹی پیدا کرنے کے واسطے وہ علم حاصل اور محنت کرے اور جو عمدہ چیزیں اس کے سپرد کیجائیں ان کو احتیاط سے بچائے اور خرچ کرے (لارڈ وکین)

پس محنت کرو اگر تم کو خوراک کے واسطے اسکی ضرورت نہ ہوگی۔ ممکن ہے کہ دوائی کے واسطے ہو یہ جسم کے واسطے مفید اور دماغ کو واسطے عمدہ ہیں۔ یہ کاہلی کو پاس پھٹکنے نہیں دیتی (ولیم پن)

جو باپ اپنے بچے کو کوئی کام نہیں سکھاتا۔ اُس کو چوری سکھاتا ہے (برہمنوں کی کتب مقدسہ) +

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کچھ پس انداز نہیں ہو سکتا غالباً اُن کو یہ امر معلوم نہیں کہ بہت سے کام کرنے والے لوگوں کی آمدنی پیشہ وروں سے بھی بہت زیادہ ہوتی ہے +

یہ امر کہ فی الواقعہ ایسی حالت ہے کوئی راز نہیں۔ یہ بلوبکوں میں شایع ہوتا ہے یہ پارلیمنٹ کی کمیٹیوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اُس کی اخبارات رپورٹ شایع ہوتی ہے۔ ہر ایک کوئلہ یا لوہے کے کارخانہ کا مالک یا روئی کا کارخانہ دار تم کو یہ بتا سکتا ہے کہ وہ مزدوروں کو معقول اجرت دیتا ہے جو لوگ صنعت روئی میں کام کرتے ہیں وہ اپنے بچوں کی تعداد کے لحاظ سے تین پونڈ سے زیادہ کما لیتے ہیں ÷

اس واسطے اُن کی سالانہ آمدنی ایک سو پچاس پونڈ کے قریب ہو گئی اور یہ بہت سے پیشہ وروں کی آمدنی سے بدرجہا زیادہ ہے۔ مثلاً یہ دیہاتی جراحوں کی اوسط آمدنی اور غالباً برطانیہ کلان کے مہاتہ جماعت کی اوسط آمدنی سے زیادہ ہے ÷

بلیک برن کا ایک کارخانہ دار اطلاع دیتا ہے کہ بہت سے لوگ ۵ پونڈ ہفتہ وار سے زیادہ کماتے ہیں۔ یعنے اُن کی اوسط سالانہ آمدنی دو سو ساٹھ پونڈ ہے وہ کہتا ہے کہ اس قسم کے کنبوں کو ۳ پونڈ ہفتہ وار سے زیادہ خرچ کرنا چاہیئے۔ باقی بچا لینی چاہیئے۔ مگر ان میں سے اکثر اپنے واسطے خوراک اور کپڑے مہیا کرنے کے بعد باقی ماندہ رقم میخواری اور لغویات میں اُڑا دیتے ہیں ÷

علیع برن سے میں بھی ویسی ہی ضروری ہوتی ہے جہاں مزدوروں کی

سلہ ہینری ایشورتھ لنکاشایر کے کارخانہ ٹیوبیلے نے سات کنبوں کی فہرست دی دی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ان سات کنبوں میں فی کنبہ کم از کم ہفتہ وار آمدنی ۲ پونڈ ۴ شلنگ چھ پنس اور زیادہ سے زیادہ ۳ پونڈ ۱۶ شلنگ تھی ÷

کمائی کا بہت سا حصہ خوراک شراب اور پوشاک میں صرف ہوتا ہے۔ دیگر اضلاع کی طرح جہاں کارخانے بنے ہوئے ہیں۔ یہاں بھی نوجوان کارخانوں میں مزدوری کرنے والوں کی یہ عادت ہے کہ اپنے والدین کے گھر خورد و نوش کی لاگت دیکر رہتے ہیں جس سے والدین کو اپنے بیٹوں پر کچھ اختیار نہیں رہتا۔" ایک اور شخص کہتا ہے مزدوری بڑھتی جاتی ہے چونکہ روپیہ اور اس کے خرچ کرنے کے واسطے وقت بہتا ہے [illegible] میں ترقی نہیں ہوتی۔ بالخصوص مستورات میں۔

اُن کی صنعت میں کام کرنے والے مزدوروں کو ۵۰ شلنگ ہفتہ وار بلکہ بعض اوقات ساٹھ شلنگ ہفتہ وار ملتے ہیں اور اُن کے بچوں کی کمائی اس سے علیحدہ رہی۔

انجن کی ساخت میں عمدہ دستکار ۴۰ سے ۴۶ شلنگ ہفتہ وار تک کماتا ہے اور بعض دستکار اس سے بھی زیادہ مزدوری کماتے ہیں۔ ان اعداد کو ضرب دو تو معلوم ہوگا کہ سو سے ایک سو ۲۰ پونڈ سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔

مگر سان کنوں اور لوہے کا کام کرنے والوں کو اس سے بھی زیادہ مزدوری ملتی ہے ایک لوہے کے کارخانہ دار نے تھوڑا عرصہ بیشتر اپنے بعض کانوں کے ملازموں کے نام اخبارات میں چھپوا دیے جن کو ۴ سے ۵ پونڈ تک ہفتہ وار ملتے تھے گویا ان کی سالانہ آمدنی دو سو سے دو سو پچاس پونڈ سالانہ تک تھی۔[1]

[1] ریچرڈ فودرگل ممبر پارلیمنٹ کی ایک چٹھی سے ذیل کا اقتباس کیا جاتا ہے۔ بیشک اس قسم کی کمائی ان کلرکوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کو جنہوں نے بصرف کثیر تعلیم پائی ہے اور پھر پیٹ کی خاطر سخت کشمکش کرنی پڑتی ہے بہت معلوم ہوگی۔ لیکن پھر بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو شخص ثابت قدمی سے دستی محنت کرتا رہے اس کی کمائی جس میں رشوت وغیرہ بالکل نہیں ہوتی اس سے کم نہیں ہوتی اور میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ مستقل مزاج اور تندرست کان کن جیسا

لوہے کا کام کرنے والوں کو اس سے کبھی زیادہ شرح سے اجرت ملتی تھی۔ پیشہ ور لوہار ۲۰۰ دو سو پونڈ سالانہ کما لیتا ہے۔ بعض کاریگر معمولی ریل کی پٹڑیاں بنانے والے اس سے بھی زیادہ پیدا کر لیتے ہیں۔ جب زیادہ محنت ہو تو اس قسم کے لوگ سات سے آٹھ پونڈ فی ہفتہ وار یا ۳۰۰ سو سے ۴۰۰ سو سالانہ تک کماتے ہیں۔ لیکن روئی کے کارخانوں کی طرح لوہے کا کام کرنے والوں کو ان کے بیٹے مدد دیتے ہیں اور ان کو بھی معقول اجرت ملتی ہے۔ اس طرح ماتحت کام کرنے والے جو اکثر ۱۸ اٹھارہ یا انیس سے زیادہ سال کے لڑکے ہوتے ہیں یا شاید چھ ہفتہ میں ۹ شلنگ کماتے ہیں اور مدد کرنے والے لڑکے جنکی عمر ۱۴ سال سے کم ہوتی ہے۔ ہفتہ میں ۹ شلنگ تک تربیت کماتے ہیں ✦

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٥) ہی معقول اجرت کما سکتے ہیں۔ اور جنوبی ویلز میں بھی سینکڑوں ویسے ہی یا اس سے بھی زیادہ کما لیتے ہیں۔ میرے ہاں ایک کان کن ملازم ہے۔ جسکے دو بیٹے مگر رہتے ہیں اس کی ماہوار تنخواہ گذشتہ بارہ ماہ سے ماہ با اوسط ۳۰ پونڈ نکلتی رہی ہے۔

ایک اور مستقل مزاج کان کن جس کا مددگار اس کا بیٹا ہے گذشتہ ۵ ماہ سے بالاوسط ۳۰ پونڈ ماہوار کماتا ہے اور اس نے اپنی کمائی سے دو اعلٰی مکانات بنائے ہیں۔ وہ مستقل محنت کرتا ہے۔ اور اس کو امید ہے کہ اپنے کنبہ کے واسطے معقول رقم جمع کر لیگا ✦

سلہ ڈیسبرا اور ٹفہ بارک شائر میں اجرت کی شرح یہی ہے۔ جنوبی ویلز میں لوہے کی صنعت میں مختلف کام کرنے والوں کی اجرت مختلف ہے مثلاً جو لوگ ریل کی پٹڑیوں کو ہیلی وغیرہ گرم کرتے ہیں ان کو آٹھ شلنگ ۹ پنس اور دوسری دفعہ گرم کرنیوالوں کو ۱۱ شلنگ ۲ پنس ملتے ہیں ✦

سلہ موجودہ وقت میں بھی جب کام بہت سست ہو گیا ہے۔ بعض مزدوروں کی اجرت ۵ پونڈ دس شلنگ ہے ✦

یہ کمائی پیشہ ور جماعتوں کی اوسط جماعتوں سے بہت زیادہ ہے بیل کی پیٹھ یاں بنانے والے حضور قیصرہ کی پیادہ گارڈ کے لفٹننٹ کرنلوں سے برابر تنخواہ پاتے ہیں۔ اسی طرح بعض مزدور مجسٹریوں لفٹننٹوں وغیرہ کے برابر کما لیتے ہیں۔

گولڈ سمتھ نے بیان کیا تھا کہ لوگ دیہاتی پادری کو ۴۰ پونڈ سالانہ کی آمدنی سے حد مالدار سمجھتے تھے۔ بیشک گولڈ سمتھ کے زمانہ سے پادریوں کی آمدنیاں بڑھ گئی ہیں۔ لیکن کاریگر بلکہ معمولی مزدوروں کی آمدنیاں اس سے بھی زیادہ نسبت سے بڑھی ہیں۔ اگر کیوریٹ (پادری) محض روپیہ کی خاطر کام کرتے وہ اپنا پیشہ تبدیل کر کے کان کن یا لوہے کا کام شروع کر دیتے۔

جب مصنف چند سال پیشتر ان فریوشائر میں گیا تو کان کن دس سے ۴۰ شلنگ تک یومیہ کماتے تھے۔ اور جیسا کہ عام ضرب المثل ہے گویا ان کے گھر ٹکسال لگی ہوئی تھی۔ مثلاً ایک باپ اور اس کے تین بیٹے ساٹھ پونڈ ماہوار یا ساڑھے سو پونڈ سالانہ سے تجاوز کماتے تھے۔ باپ صوفی مشرب اور مستقل مزاج تھا جب زیادہ مزدوری ملتی رہی۔ وہ صبح کو کان میں سب سے پہلے داخل ہوتا تھا۔ اور شام کے وقت سب سے پیچھے نکلتا تھا۔ ایک سال یعنے ۱۸۷۲ء و ۱۸۷۳ء کے درمیانی عرصہ میں اس کے صرف ۵ روز ضائع ہوئے۔ اور وہ بھی تعطیلوں کی وجہ سے یہ خیال کر کے کہ زیادہ مزدوری بہت عرصہ تک نہیں رہے گی وہ اور اس کا بیٹا سخت کام کرتے رہے اور بہت سا روپیہ بچا کر کئی مکان خرید لئے۔ علاوہ بریں خود نمائی سے اعلے منصب بھی حاصل کر لیا۔

اسی قریب وجوار میں ایک اور کان کن بہ اپنے چار بیٹوں کے قریباً اتنا ہی ماہوار کماتا تھا۔ یعنے اس کی ماہوار آمدنی ۷۵ یا ۹ سو پونڈ سالانہ آمدنی تھی۔ اس خاندان نے ایک سال کے اندر ۵ مکانات خریدے اور علاوہ بریں بہت سا

روپیہ پس انداز کرلیا۔ آخر باپ ٹھیکہ دار ہوگیا۔ اور وہ خود ، کان کنوں اور بہت سے اور مزدوروں سے کام لینے لگا۔ اور اس کو کوئلہ کے ہر ایک ٹن پر جو کان کے باہر لایا جاتا تھا۔ ایک معین مقدار بطور حق ملتی تھی۔ بیٹے بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ وہ سب صوفی مشرب محنتی اور سمجھدار آدمی تھے۔ وہ اپنے گرد و نواح کے لوگوں کی تعلیم اور اصلاح میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ جب کان کنوں کے یہ دونوں کنبے ایسے فارغ البال تھے۔ ان کے ہمجنس کام کرنے والوں کی تعداد کثیر کی بالکل مختلف تھی۔ وہ ہفتہ میں صرف ۳ روز تک کام کرتے تھے۔ بعض اپنی کمائی کو کلال خانہ میں اڑا دیتے تھے۔ بعض سمندر کے کنارے پر بیٹھ کر وسکی اڑاتے تھے۔ اور سیر و تماشہ کی غرض سے وہ دو ہفتہ پیشتر وہ بہت سی گاڑیاں اور ٹمٹمیں وغیرہ کرایہ پر لے رکھتے تھے۔ پیر کے روز صبح کے وقت اُس کا نتیجہ معلوم ہوتا تھا۔ پڑوس کے قصبہ میں ایک مجسٹریٹ کے سامنے بہت سے مرد و زن حاضر ہوتے تھے۔ کسی کی آنکھ پر صدمہ لگا تھا کسی کا سر اڑ گیا تھا۔ زیادہ اجرت کے زمانہ سے پیشتر عدالت کا کام ایک گھنٹہ میں ہو جاتا تھا۔ اور بعض اوقات کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔ لیکن جب مزدوری دگنی ہوگئی ہے مجسٹریٹ تمام دن محنت کرنے کے بعد بھی کام نہ کر سکتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ زیادہ اجرت کے معنے زیادہ بیکاری زیادہ کاہلی زیادہ وسکی اور سر پھٹول اور دھینگا مشتی ہے ؂

بیشک یہ کان کنوں کی خوش قسمتی کا زمانہ تھا۔ اور اگر ان میں خود اختیاری ہوتی تو وہ تھوڑی سی پونجی جمع کرسکتے۔ بہت سے لوگ جو کوئلہ نکالتے تھے ہفتہ میں تین یا چار روز تک کاہل رہتے اور جو کوئلہ جلاتے تھے۔ اُس کی عدم موجودگی کی وجہ سے بھوک یا سردی سے اکڑ کر مرجاتے تھے۔ جو مزدور کان کن نہیں اُن کو

یہ بات بہت دیر تک یاد رہے گی کہ یہ کوئلہ کے قحط کا زمانہ تھا۔ اس وقت لارڈ
الگزینڈر انٹ واقعہ شہر [illegible] میں جب گیا۔ اور کان کنوں کو ایک سپیچ دیکر اُن کی
کفایت شعاری اور فضول خرچی نکالی اور ایکا سے کوئلہ کی قیمت بڑھانے کی تقویت
پر متنبہ کیا۔

اُس نے اخلاقی جرأت کر کے جو وصف کہ فی زمانہ شاذ ہے اپنے مخاطب کنندوں
کو صاف صاف بات بیان کر دی وہ ان کے ساتھ تھوڑا کوئلہ کے متعلق بحث کرتا رہا
اور اس کو طویل کرنے میں اُن کی خواہش پر اعتراض کرتا رہا۔ اس نے کہا تم میں سے
بعض ایسے ہیں جو ہفتہ میں ۳ دن کام کرتے ہیں اور باقی ۳ دن کاہلی میں گذار
دیتے ہیں۔ بعض ہفتہ بھر یا ۱۰ دن تک ذرا کام نہیں کرتے۔ بعض سال بھر میں
سو چھٹیاں مناتے ہیں۔ لیکن تم اپنی کمائی کو کس طرح خرچ کرتے ہو کیا کچھ روپیہ
پس انداز بھی کرتے ہو کہ مشکل کے زمانہ میں کام آئے۔ یا تمہاری مرضی یہ ہے کہ
جب یہ خوش قسمتی کے دن چلے جائیں تو خیرات پر گذارا کرو۔

جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ ایک شخص اور دو اُس کے بیٹے ۱۴ روز میں
سات پونڈ کماتے ہیں وہ کہنے لگا۔ میں خوش ہوں کہ بعض سکاٹ جو کانوں میں
کام کرتے ہیں۔ اس خوش قسمتی سے فایدہ اُٹھا کر محنت و کوشش سے اپنی موجودہ
حالت سے ترقی کر جائینگے۔ وہ خود مددی کے زور سے جایداد پیدا کر لینگے۔ اور شاید
وہ خود کوئلہ کا کام کرانے لگیں۔

کبھی اخبار میں بیان کیا گیا تھا کہ ایک کان کن کپتان کی تنخواہ کے برابر
مزدوری کما رہا تھا۔ اور ایک کان کن لڑکا حضور قیصرہ کے لفٹنٹ کی تنخواہ کے
برابر اجرت پاتا تھا۔ لارڈ الگو نے کہا کہ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میرے پاس
ایک لڑکا ہے۔ جب وہ پہلی دفعہ سپاہ میں ملازم ہوا تو تین سال بیشتر ماتحت

اور اس کی اجرت جسکی پہلے ۵ سو پونڈ ضمانت دینی پڑی تھی۔ وہ تمہاری موجودہ اجرت کے برابر نہ تھی۔ بلکہ تمہارے کام کی کساد بازاری کی اجرت یعنے ۵ شلنگ یومیہ تھی۔ شاید کوئی شخص یہ کہے کہ کان کن اپنی جان جوکھوں میں ڈالکر اجرت کماتا ہے لیکن کیا سپاہی سرفروشی نہیں کرتا۔ اور وہ بہادر رڈ کا جس کا لارڈ اہلکو نے ذکر کیا تھا۔ بعد ازاں محاربہ اشانٹی میں کام آیا ✣

زیادہ اجرت کے زمانہ کا عوام کے دل پر بہت اچھا اثر نہ ہوا قیمت بڑھ گئی اخلاق بگڑ گئے۔ اور کام خراب ہونے لگا۔ انگریزوں کی دستکاری میں بہت کچھ کمی ہو گئی۔ ہم اجنبیوں پر حد سے زیادہ بھروسہ کرنے لگے۔ تجارت کی بہت کچھ کساد بازاری ہو گئی۔ اور کام کرنے والوں اور مالوں کا بیشمار سرمایہ تلف ہو گیا۔ لارڈ اپرڈیر کی رائے تھی۔ کہ جنوبی ویلز میں تھوڑا عرصہ پیشتر کام بند کرنے کے موقعہ پر صرف ۳۰ لاکھ پونڈ نقد کا نقصان ہوا۔ ایک لاکھ بیس ہزار کام کرنے والے مجبوراً بیکار رہتے تھے۔ اور جب تک وہ بیکار رہے ایک لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ ہفتہ وار ضائع ہوتے رہے ✣

مالک یعنے جو لوگ مزدوروں سے کام لیتے ہیں وہ اس گرم بازاری کی نسبت جو خیال کرتے ہونگے۔ اس کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ مگر پھر بھی بعض نامہ نگاروں کے بیان اقتباس کرنے غیر ضروری نہ ہونگے۔ جنوبی لنکا شائر میں ایک شخص بہت سے مزدوروں کو کام پر لگاتا تھا۔ اس کا قول ہے کہ جو اجرت بڑھ جاتی ہے اور دھینگا مشتی بہت زوروں پر ہوتی ہے وہ زیادہ مزدوری تو کمانے لگے۔ مگر تعلیم سے ان کو یہ سلیقہ نہ ہوا تھا کہ وہ اُس کو اچھی طرح استعمال کرسکیں ✣

نیوکاسل کے قریب لوہے کے ایک بڑے کارخانہ میں لوہے کی پٹریوں

وغیرہ بنانے والے مزدوروں کو سب سے زیادہ مزدوری ملتی تھی۔ اور وہ ۳ یا ۴ سو پونڈ سالانہ کماتے تھے۔ اس کارخانہ کے مالکوں کا قول ہے۔ سوائے مستثنا حالتوں کے ہمارا خیال ہے مزدوران کے کنبے اپنی زیادہ تر کمائی خرچ کر دیتے ہیں"۔

جنوبی سٹافورڈشائر کا ایک اور کارخانہ دار کہتا ہے "کثیر التعداد حالتوں میں جو لوگ لوہے کا کام کرتے ہیں وہ آئندہ ہفتہ کے اختتام سے پیشتر اپنی تمام کمائی خرچ کر دیتے ہیں" بعض مستثنیات بھی ہیں مگر بدقسمتی سے وہ بہت شاذ ہیں"۔

ساوتھ ویلز کا ایک اور کارخانہ دار کہتا ہے "معدودے چند لوگ ہی کفایت شعار ہوتے ہیں وہ اکثر اپنے روپیہ مکانات خریدنے میں صرف کرتے ہیں۔ مگر کثیر التعداد لوگ کمانے سے پیشتر روپیہ صرف کر دیتے ہیں اور وہ بھی نہایت بے پروائی سے بہت سا روپیہ شراب میں خرچ ہو جاتا ہے اس سے کاہلی ہو جاتی ہے۔ اور شراب خوری اور کاہلی کی وجہ سے وہ بدھ کے روز تک کام نہیں کرتے کیونکہ اس روز تک نہایت میخوار بھی صوفی مشرب ہو جاتے ہیں۔ البتہ جب مزدوری کم ہوتی ہے آدمی زیادہ باقاعدہ طور پر کام کرتے ہیں شراب کم پی جاتی ہے اور بحیثیت مجموعی اس مقام میں اخلاقی اور جسمانی لحاظ سے زیادہ صحت ہو جاتی ہے۔

ایک اور شخص کا قول ہے کہ ہبش کے کان کنوں کی تعداد ۶ ہزار کے قریب ہے اور وہ ہر سال ایل اور دیگر منشیات کی خرید میں ۵۰ ہزار پونڈ صرف کر دیتے ہیں۔ ان کی ناعاقبت اندیشی کا حال بلسٹن مارکٹ میں معلوم ہو سکتا ہے کوئی اور مارکٹ ایسی نہیں جہاں آبادی کی نسبت کے لحاظ سے عمدہ مرغیاں اس سے زیادہ افراط میں موجود ہوں۔ اور ان کو زیادہ تر مزدور لوگ ہی کھاتے ہیں۔ کیونکہ جو لوگ

مستقل طور پر سکونت پذیر ہیں اور جنکا مزدوروں سے براہ راست کوئی تعلق نہیں
بہت کم ہیں۔ مگر وہ اور بخیل آدمی بھی اتوار کے روز چوزے بطخیں اور مرغابیاں خریدتے
ہوئے نظر آئیں گے۔ یہ چیزیں وہ صبح کی حاضری کے ساتھ کھاتے ہیں اور بعض
حالتوں میں شراب تاہم اُن کے پاس اتنا قلیل سرمایہ ہوتا ہے کہ اگر کام بند ہو جائے
تو وہ دو ہفتوں کے اندر اپنی جھونپڑیوں کا اسباب اور بچھونے اپنے گذارہ اور شراب
کے واسطے گروی کر دینگے ۔

مسٹر جیمیرسن سکنہ ڈیبنرا سٹنڈ ریننگ کی مزدور پیشہ آبادی کا پیشہ بیان کرتے
ہوئے کہتا ہے " مجھے کمال افسوس سے یہ بیان کرنا پڑتا ہے کہ ہر جگہ ایک ہی داستان
سننے میں آتی میخواری کی کثرت سے [illegible] تنخواہیں میں اڑا دی جاتی ہے
کل صبح کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی اور ان لوگوں کی آخری ملجا و ماوا ورک ہاؤس
یعنی وہ کارخانہ ہے جہاں مفلسوں کو کام دیا جاتا ہے ایک شخص جو کسی آہنی کارخانہ میں
اعلیٰ درجہ کی صنعت کر سکتا تھا۔ وہ سالہا سال تک ایک گنی یومیہ اجرت یا ہفتہ
میں ۶ گنی اجرت لیتا رہا۔ (گنی میں ۲۱ شلنگ ہوتے ہیں) وہ زیادہ تر کمائی میخواری
میں خرچ کر چکا تھا۔ اور اب تنزل ہو کر ہفتہ وار ایک پونڈ اجرت پر کام کرتا تھا

ایک اور نظیر پیش کی جاتی ہے۔ بلیک برن میں ایک کلرک نے ۲۰ پونڈ
سالانہ پر ایک مکان کرایہ پر لیا اور اُس سے نیچے کی کوٹھڑیاں کسی کارخانہ کے ایک
مزدور کو ۵ پونڈ سالانہ پر دیدیں کلرک کی ایک بیوی چار بچے اور ایک نوکر تھا۔ مزدور کی
ایک بیوی اور ۵ بچے تھے۔ کلرک اور اُس کے کنبہ کی پوشاک عمدہ تھی اُس کے بچے
سکول میں تعلیم پاتے تھے۔ اور اتوار کے روز وہ سب ملکر سیر کیا کرتے تھے۔ مزدور کے
کنبہ کے آدمی بعض کسی کارخانہ میں اور بعض کہیں اور کام کرنے جاتے تھے۔ مگر سکول
میں کوئی نہ جاتا تھا۔ ان کے کپڑے بھی خراب رہتے تھے۔ سوائے اتوار کے اُس روز

وہ اپنے کپڑے مرتہن سے چھڑواتے ہیں۔ جب سنیچر آتا تھا۔ تو زیر زمین کوٹھڑیوں میں
پیر کی رات تک رام کہانی ہی چڑھی رہتی تھی۔ اور ویسی ہی باقاعدگی سے جمعرات
کو کپڑوں کا گٹھر مرتہن کے پاس بھیج دیا جاتا تھا۔ بالائی مکان کے کنبہ کی سالانہ
آمدنی ایک سو پونڈ تھی۔ اور زیریں حصہ میں رہنے والے کنبہ کی آمدنی ان سے ۵۰
پونڈ زیادہ تھی۔ یعنے ایک سو ۵۰ پونڈ سالانہ تھی۔

ایک قرب وجوار میں ایک کارخانہ دار کہا کرتا تھا۔ میں بھیڑ کے بچے سستا
مچھلی بطخوں کا گوشت اور مٹر تازے آلو اور دیگر بقولات اپنے ملازموں سے ۲
یا ۳ ہفتہ بعد منگانے شروع کرتا ہوں یعنے وہ ہر ایک موسم میں یہ چیزیں اس
وقت خریدتے ہیں۔ جب گراں ہوتی ہیں۔"

زیادہ اجرت پانے والے مزدوروں کی خود غرضی فضول خرچی اور
حماقت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ سننے والے کو یقین نہیں آتا۔ کام کرنے والی
جماعتوں کو ادنےٰ طبقات میں ہی سمجھے جائینگے۔ ایسے لوگوں کا ناعاقبت اندیشی
کرنا صرف گناہ کبیرہ ہی نہیں بلکہ سخت ظلم بھی ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص بیاہ کرکے
دنیا میں چند بیکس ہستیوں کو لانے کا ذریعہ ہو۔ تو اس کا ذاتی عیش مثلاً میخواری
پر جس سے اس کو فائدہ نہیں روپیہ صرف کرنا سخت سنگدلی اور خود غرضی ہے
اور اس سے ماں اور بچوں پر باپ کی بُری مثال کی وجہ سے نہایت مضر اور ناقابل
علاج اثر پڑتا ہے۔ باپ شراب پی پی کر بیمار ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بچے
بھوکے مرنے لگتے ہیں۔ ناعاقبت اندیش باپ نے کسی رفاہ عام کی انجمن میں بھی
اپنا نام درج نہیں کروایا۔ بیماری کی حالت میں اس کی بیوی اور بچوں کی حالت
دگرگوں ہوتی ہے یا وہ مر جاتا ہے۔ اور بیکس بچوں کو اجنبیوں کی خیرات یا امدادی
طفیل گزارہ کرنا پڑتا ہے۔

ان لوگوں کو مزید حق دینے کا وعظ کرنا جو اپنی بہبودی سے لاپرواہ اور غافل ہیں اور جو اپنے علو جاہ و منصب سے کچھ سروکار نہیں رکھتے۔ بالکل بے فایدہ ہے محنتیوں کے دوستوں کو صاف صاف طور پر کہدینا چاہیئے۔ کہ اگر تم قعر ذلت اور محبت سے نکل کر انسان کا اعلےٰ مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم کو عاقبت اندیشی کفایت شعاری اور خود اختیاری کرنی چاہیئے۔ اگر تم اپنے آپ پر بھروسہ کروگے۔ اور خود انحصاری کے اصول کو مدنظر رکھوگے تو تم کو سوسایٹی میں وقر و وقعت اور ثبات حاصل ہو جائیگا۔ اور نیز ایسا اثر اور طاقت کہ وہ تمدنی لحاظ سے ترقی کر جائینگے۔

براون آکسفورڈ کا کفش دوز کہتا ہے "کہ عمدہ دستکار دنیا بھر میں نہایت آزاد آدمی ہے۔ کم از کم اُس کو سب سے زیادہ آزاد ہونا چاہیئے۔ اُس کی مہارت اور کاریگری کی ہر وقت مانگ رہتی ہے اور اگر وہ معمولی طور پر محنت اجتناب سے اور سمجھ سے کام لے وہ مفید تندرست اور خوش رہ سکتا ہے اپنی آمدنی کا باکفایت استعمال کرنے سے بشرطیکہ وہ ۳۰ سے ۴۰ شلنگ ہفتہ وار کماتا ہو وہ عمدہ کپڑے پہن سکتا اور بخوبی زندگی بسر کرسکتا ہے اور اپنے بچوں کو عمدہ تعلیم دلا سکتا ہے پیدا کو جب وہ ماتحت معمار سنگ کا کام کرتا تھا۔ ۳۰ شلنگ ہفتہ وار سے زیادہ نہ ملتے تھے۔ اور اُس کے پانزدہ سالہ تجربہ بدیں الفاظ بیان کیا جا سکتا ہے "چونکہ محنتی جماعتوں کی حالت کو حسرت ناک رنگوں میں اتارنے کا بہت کچھ فیشن معلوم ہوتا ہے۔ مجھے یہ بیان کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ ماتحت حیثیت میں کام کرنے کے پہلے سال کے خاتمہ پر اس زمانہ تک جب میں نے تیشہ اور چھینی سے آخری رخصت لی۔ میرے پاس ایک نہ ایک شلنگ ضرور موجود رہتا تھا۔ میرے دو چچوں میرے دادا اور اس معمار کا جس کی میں شاگردی کرتا تھا۔ یہ سب کام کرنے والے آدمی تھے۔ ویسا ہی تجربہ تھا۔

نیز میرے باپ نے بھی یہی تجربہ کیا۔ بیشک بعض لائق کاریگر بھی مستثنےٰ حالتوں میں نادار ہو جاتے ہیں۔ لیکن مجھے اس امر میں بھی شک نہیں کہ ایسی حالتیں مستثنےٰ ہوتی ہیں۔ اور اُس جماعت کے لوگوں کی بہت سی تکلیف کا باعث یا تو عمدہ کاریگروں کی ناعاقبت اندیشی یا شاگردی کے زمانہ میں اپنے وقت کو رائیگاں کرنا ہے۔ جیسا کہ لڑکے سکولوں میں ضائع کر دیتے ہیں اور اس طرح جو کاریگر وقت کو مناسب طور پر استعمال نہیں کرتے وہ ماتحت حیثیت میں کام کرتے رہتے ہیں ؎

یہہ دیکھکر نہایت مایوسی ہوتی ہے کہ اس ملک کے نہایت معقول تنخواہ پانے والے کاریگر اپنی کمائی کا اس قدر حصہ ذاتی یا بیہودہ خواہشوں کے پورا کرنے میں صرف کرتے ہیں بعض اپنی کمائی کا ثلث اور بعض نصف شراب خوری میں خرچ کرتے ہیں۔ جو شخص تعلیم یافتہ ہونے کا دعویٰ کرے اور مہذب لوگوں کی صحبت میں رہتا ہو وہ ایسی حماقت کا ہرگز مرتکب نہیں ہو سکتا وہ کمال خود غرضی اور نفس پروری کے خیال سے اتنا روپیہ رائیگاں نہ کریگا۔ اور جن چیزوں میں اُس کی بیوی بال بچے شریک نہیں ہو سکتے۔ ان میں اپنی کمائی کی ایک چوتھائی بھی خرچ نہ کرینگے ؎

ایک عام جلسہ میں مسٹر روبک نے پوچھا وہ شخص جو اپنی دستی محنت سے دو سو یا سو پونڈ سالانہ کماتا ہے۔ وہ اکثر وحشی اور بد خلق کیوں ہو کیونکہ ایسا ہونے کی کوئی وجہ نہیں وہ جنٹلمین کیوں نہ بنے اس کا گھر میرے گھر کی طرح کیوں نہ ہو۔ جب میں محنت کے بعد اپنے گھر واپس جاتا ہوں تو میں کیا دیکھتا ہوں میں ایک ہشاش بشاش بیوی یعنے ایک شائستہ نفیس اور تعلیم یافتہ عورت دیکھتا ہوں میری ایک بیٹی ہے اور اس میں بھی یہی وصف ہیں تم کو اپنے گھر

ہیں ویسے ہی اثر کیوں نظر نہیں آتے۔ میں اس بات کی وجہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب کام کرنے والا اپنی روزانہ محنت سے واپس آتا ہے تو میری میز کی طرح اس کی میز کیوں بچھی ہوئی نہ ہو۔ کیوں اس کی بیوی عمدہ لباس پہنے صاف ستھری اس کے ساتھ محبت اور پیار کرتی ہے اور مہربان اور اس کی بیٹیوں میں بھی کیوں ویسے ہی اوصاف موجود نہ ہوں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ بہت سے کاریگر اور مزدور جو معقول اجرت کماتے ہیں۔ اپنا روپیہ کلال خانے اور میخواری میں صرف کر دیتے ہیں اور اپنی بیویوں اور بچوں کو کپڑے خرید کر نہیں دے دیتے یہ لوگ اپنی مزدوری کو میری طرح کیوں صرف نہ کریں کیونکہ باوجودیکہ میرا بہت کم وظیفہ ہے میں بعد اپنے کنبے کے دماغی مشاغل اور دماغی خوشیوں میں مشغول رہتا ہوں۔ کیوں مزدور کھانا اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بعد دماغی خوشیوں کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اب وہ کھانے سے فراغت پاتے ہی پاس کے میکدہ میں پیرمغاں کی صحبت کرنے چلے جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان باتوں پر مزدوروں اور کاریگروں کو نہایت توجہ دینی چاہئے۔ اور جو شخص مزدوروں کو یہ کہے کہ وہ ملک اور سلطنت میں بڑے بڑے آدمی ہیں اور یہ نہ بتائے کہ اس کی حیثیت کے فرایض کیا ہیں وہ اُن کا دوست نہیں ہے "

مزدوروں اور کاریگروں کے اسراف اور فضول خرچی کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ شاید یہ ابتدائی وحشیانہ پن کی میراث کا باقیماندہ حصہ ہے بلکہ یہ ضرور بقیہ حصہ ہے وحشی کھاتا پیتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ سب خرچ ہو جائے اور پھر وہ شکار یا لڑائی کرنے چلا جاتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ غلامی کا بقیہ ہے انسانی انسٹیٹیوشنوں کے ساتھ سب سے پہلے مروج ہوئی۔ زبردست آدمی کمزور سے کام لیتا تھا۔ جنگجو نسل کم لڑاکی نسل کو مطیع کر لیتی اور اس کو اپنا غلام

جاتی تھی۔ ایسی غلامی نہایت ابتدائی زمانہ سے چلی آتی تھی۔ یونان اور روما میں لڑائی تو آزاد لوگ کرتے تھے۔ اور محنت ہیاٹ اور باشل من یعنی غلام کرتے تھے مگر انگلستان میں غلامی بھی پائی جاتی تھی۔ بیوی اپنے خاوند کی ویسی ہی غلام بھی جاتی تھی کہ وہ غلام جو کسی شخص یا منڈی سے خرید اگیا ہو۔

جاپان میں بھی غلامی بہت دیر تک مروج رہی یہاں اس وقت موجود تھی جب سیزر ساحل برطانیہ پر اترا۔ سیکسنوں کے وقت میں بھی جب خانگی کار و بار غلام کرتے تھے۔ موجود تھی سیکسن لوگ غلامی کی خرید و فروخت میں مشہور تھے۔ اور انگلستان آئرلینڈ ان کے بہترین گاہک تھے۔ برسٹل میں بڑی بھاری منڈی تھی۔ وہاں سے سیکسن بہت سے غلام آئرلینڈ میں بھیجتے تھے۔ چنانچہ آئرلینڈ کے مورخوں کا ذکر ہے کہ آئرلینڈ میں بھیجتے تھے چنانچہ آئرلینڈ کے مورخوں کا ذکر ہے کہ آئرلینڈ میں کوئی گھر ایسا نہ تھا۔ جس میں ایک برطانوی غلام موجود نہ ہو۔

جب ولیم نارمن نے انگلستان پر قبضہ کرلیا اُن کے ہاں غلامی مروج رہی انہوں نے خود سیکسنوں کو خود غلام بنالیا۔ کیونکہ وہ حکماً ولینیس اور باشلس من قرار دیئے گئے۔ اول الذکر نہایت ادنیٰ درجے کے مینوڈل کاشتکار ہوتے تھے۔ وہ جس جاگیر کا کام کرتے تھے۔ وہاں سے آقا کی مرضی کے بغیر کام نہ کرسکتے تھے۔ اور باشلس من بھی بلا اجرت کام کرتا تھا۔ اور وہ بلا شرط آزادی اپنے آقا کے گھر رہتا تھا۔ ڈومسڈے بک یعنی ولیم مشہور کی رجسٹر اراضی اور آبادی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یوس واقعہ سنک کی منڈی میں لگائے کا محصول ایک پینی اور غلام کا ہم پنس تھا۔ اس زمانہ سے غلامی مختلف شکلوں میں جاری رہی۔ اس زمانہ کی نسبت جس کو بعض شاعر عمدہ قدیم زمانہ بیان کرتے ہیں تحریر کیا گیا ہے کہ ہنری چہارم (۱۳۹۹ء سے ۱۴۱۳ء تک) کے عہد

حکومت تک ولین دہقان اور دستکاروں کو اپنے بچوں کو سکول میں بھیجنے کی ممانعت تھی اور اس وقت قانوناً اجازت ہوگئی۔ بلکہ اس سے بعد بھی بہت زمانہ تک وہ اپنے بیٹوں جاگیردار کی اجازت کے بغیر گرجا کی ملازمت میں داخل ہونے کے واسطے تعلیم دینے کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ شاہانِ انگلستان نے جاگیردار رؤسا کے ساتھ دار وگیر کے اثنا میں بتدریج قوانین غلامی کو نرم کر دیا۔ انہوں نے شاہی قصبات کے تغیرے واسطے سندیں عطا کیں۔ اور جب غلام وہاں بھاگ جاتے تھے۔ اور ایک سال تک پیچھے رہتے تھے۔ وہ بردہ یعنے قصبہ کے آزاد آدمی ہو جاتے تھے۔ اور از روئے قانون آزاد تصور کئے جاتے تھے۔

انگلستان میں صرف یعنے دیہاتی کاشتکار غلام ملکہ الزبتھ کے عہد میں آزاد کئے گئے۔ لیکن سکاٹ لینڈ میں جارج سوم عہد یعنے ۱۸ ویں صدی کے خاتمہ تک آزاد نہ ہوئے۔ اس سے پیشتر کان کن اور نمک نکالنے والے زمین کے ساتھ خریدے یا بیچے جاتے تھے۔ اون کو یہ حق نہ تھا۔ کہ اپنی اجرت مکرر کروائیں۔ امریکہ کی جنوبی ریاستوں کے غلاموں کی طرح وہ صرف اتنی خوراک پر کفایت کرتے تھے۔ جو ان کے اعضا اور جسم کو کام کرنے کے لائق بنا دے۔

وہ کبھی غرض کے واسطے نہ بچا سکتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنے پس انداز نقد پر کسی طرح کا حق نہ رکھتے تھے۔ اون کو آئندہ کے واسطے تہیہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ان کے مالک ان کے واسطے تہیہ کرتے تھے۔ اس طرح نا عاقبت اندیشی کی عادت پیدا ہو گئی۔ اور یہ اب تک باقی ہے۔ سکاٹ لینڈ کے کان کن جو تھوڑا عرصہ پیشتر ۱ سے ۱۲ شلنگ یومیہ کماتے تھے۔ ان لوگوں کی اولاد ہے جو اٹھارویں صدی کے آخر تک غلام تھے۔ جارج سوم کے عہد میں ۱۷۷۵ء میں ایک ایکٹ پاس ہوا۔ اسی کی تمہید اس طرح شروع ہوتی ہے۔ چونکہ حضور ممدوح کے ۱۵

پندرھویں ایکٹ کے نفاذ پذیر ہونے سے پیشتر بہت سے کان کن کوئلہ اُٹھانے والے اور نمک بنانے والے عمر بھر کے واسطے ان کانوں اور نمک کے کارخانوں کے ساتھ جہاں وہ کام کرتے تھے۔ ہمیشہ کے واسطے ملحق اور منتقل ہوتے تھے مگر ایکٹ مذکور سے ان کو غلامی سے سبکدوش کیا گیا۔ اور ان کو آزاد مشتہر کیا گیا۔ مگر باوجود اس کے بہت سے کان کن کوئلہ اٹھانے والے اور نمک بنانے والے ابھی تک غلامی کی حالت میں رہتے ہیں۔ کیونکہ یا تو اس ایکٹ کی ہدایات کی تعمیل نہیں کی گئی۔ یا وہ اس کی خلاف ورزی کی وجہ سے اُس کی لپیٹ میں آگئے ہیں۔ اس کے بعد نئے ایکٹ میں اُن کو غلامی سے آزاد قرار دیا گیا ہے۔ پہلے غلام اپنا پیٹ بھرنے کے واسطے ہی کماتے تھے۔ اور آئندہ کے واسطے کچھ تہیہ نہ کرتے تھے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ کان کنوں اور آہن کا کام کرنے والوں کی ناعاقبت اندیشی اس طریقے سے غلامی کا باقیماندہ حصہ ہے جو ہمارے پولیٹیکل آئین میں طبعاً موجود تھی۔

اب معاملات کی حالت بالکل دگرگوں ہو گئی ہے۔ کام کرنے والا خواہ وہ کوئی سا پیشہ کرتا ہو پہلے سے زیادہ آزاد ہیں وہ صرف اپنی خواہشوں کا غلام ہے جیسے کثرت سے شراب پیتا ہے۔ اس میں وہ اس کی ہوا در امریکہ کے شمالی باشندوں سے مشابہ ہے۔ کیا وہ فی الواقع آزاد ہوگا۔ اگر وہ آزاد ہونا چاہتا ہے تو اُس کو ایک آزاد اور ذمہ دار آدمی کی طرح ہضم و احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ اُس کو خود ضبطی اور اپنے آپ پر قابو حاصل کرنا چاہیئے اور موجودہ خواہشات سے منہ موڑ کر آئندہ کی اس سے اعلیٰ خوشیوں کی امید رکھنی چاہیئے خود تنظیمی اور خود ضبطی سے ہی مزدوروں کی حیثیت واقعی طور پر اعلیٰ ہو سکتی ہے۔

مزدور اب پہلے سے زیادہ شہریت کا حق رکھتا ہے وہ ایک مسلمہ طاقت ہے اور اس کو قانون کے حلقہ میں داخل کر لیا گیا ہے۔ اُس کے واسطے دستکاروں

کے مدرسے اخبارات بہبودی عامہ کی سوسائٹیاں اور تہذیب کے موجودہ اسباب
کثرت موجود ہیں وہ دماغی حلقہ میں بھی داخل کیا گیا ہے اور وقتاً فوقتاً بڑے بڑے
مصنف اہل رائے مصور انجینیر فلاسفر اور شاعر اسی کی جماعت سے پیدا ہوتے ہیں
اور دنیا میں ترقی اور عزت حاصل کرکے یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ دماغ کسی حیثیت اور
شرافت کسی خاص جماعت سے مختص نہیں۔ تہذیب و شائستگی کے اثر سوسائٹی کو
کو بیدار کر رہے ہیں اور محنتی جماعتوں کے سوشل اقتدار حاصل کرنے کی روزانہ
شہادتیں ملتی ہیں۔ ممکن ہے کہ بیزاری پائی جائے۔ مگر بیزاری ترقی و اصلاح
کی ضروری شرط ہے کیونکہ جب تک انسان اپنی ادنےٰ حالت سے ناخوش اور
بیزار نہ ہو۔ اُس کو اعلےٰ حالت پر پہنچنے کی تحریک نہیں ہوتی۔ کفایت تسکین
کا نام ہے بجائیکہ معقول طور پر بیزار ہونا کام اور مستعد ہونا ہے جس سے آئندہ
ترقی ہوگی ۔

کام کرنے والی جماعتیں اپنی وقعت کا اندازہ بہت کم لگاتی ہیں۔ گو اُن کو
پیشہ ور آدمیوں کی اوسط آمدنی سے زیادہ تنخواہ یا اجرت ملتی ہے علاوہ بریں ہم ان میں
سے اکثر اپنا زائد وقت اور روپیہ بیکاری میں صرف کر دیتے ہیں اور خراب خستہ مکانات
میں رہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو اپنی اور اپنی جماعت کی عزت ملحوظ نہیں وہ
اس خیال کو تقویت دیتے ہیں کہ محنت ایک حد تک ذلت اور رسوائی ہے حالانکہ یہ
بالکل غلط خیال ہے۔ ہر طرح کی محنت وقار اور عزت کی افزونی کا باعث ہیں۔ بیکار آدمی
ہی بے وقار اور بے عزت ہوتا ہے ۔

مسٹر سٹرنگ کا قول ہے "مزدور کو لازم ہے کہ اپنے روزانہ کام کو نہایت
اعلےٰ خیالات کی طرف منسوب کرے اور اس طرح اُس کو اپنی قسمت پر خوش ہونے اور
اپنی اصلاح کرنے کی تحریک ہوگی۔ محنتی شخصوں کو ذلیل اور حقیر اس وجہ سے

خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان میں اعلےٰ خیالات پیدا نہیں ہو سکتے اور دوسرے لوگ کما حقہٗ اعلےٰ خیال پیدا کرنے میں ناکام ہوئے ہیں ؛

جہاں تک مزدوری اور اجرت کا تعلق ہے۔ ہم پیشتر بیان کرچکے ہیں کہ ہوشیار اور عمدہ کاریگر اور صناع متوسط پادریوں سے زیادہ کماتے ہیں کام کرنے والا انجینر رجمنٹ کے ماتحت عہدہ دار سے زیادہ تنخواہ پاتا ہے۔ ہمارے انجینئرنگ کارخانوں کے فورمین سپاہ کے سرجن سے زیادہ تنخواہ پاتے ہیں۔ ریل کی پٹریاں بنانے والے کو ایک گنی یومیہ سے زیادہ اجرت ملتی ہے بحالیکہ اسسٹنٹ نیوی سرجن کو ۱۲ شلنگ اور ۳ سال کی ملازمت کے بعد ۱۴ شلنگ بعد ماشن کے ملتے ہیں پادریوں کی تنخواہ عمدہ صناعوں اور کاریگروں سے بہت کم ہے اور معمولی کلرک جو حساب کتاب کے دفتروں اور گدام خانوں میں ملازم ہیں بہت قلیل تنخواہ پاتے ہیں۔

عمدہ کاریگر اگر چاہیں تو وہ تعلیم یافتہ جماعتوں کے برابر سوشیل حیثیت حاصل کر سکتے ہیں اُن کو ترقی کرنے میں کون امر مانع ہے۔ اگر کوئی وجہ ہے تو یہ فرصت کے اوقات میں اپنے دماغ کو ترقی دینا نہیں چاہتے۔ اُن کے پاس کافی روپیہ ہے اُن کو صرف سلیقہ درکار ہے اور ان کو یہ جاننا چاہیئے کہ سوسائٹی میں انسان کی حیثیت اپنی کمائی پر نہیں بلکہ چالچلن اور فراست پر منحصر ہے اور چونکہ وہ اپنے پیشہ ور واقع سے غفلت کرتے فضول خرچی اور بیہودہ خوشیوں میں اپنی کمائی کو اڑا دیتے اور اپنی فطرت کے نہایت اعلےٰ حصہ کی نشوونما نہیں کرتے۔ بلکہ وہ سوشیل اور دیگر حقوق سے جن میں کہ وہ حصہ لینے کے مستحق ہیں خارج ہیں یا یوں کہو کہ انہوں نے اپنے آپ کو خارج کر رکھا ہے ؛

باوجود معقول مزدوری کے وہ اکثر اپنی جماعت کا پاس گفتگو اور اطوار اختیار کرتے ہیں۔ فرصت کے اوقات میں وہ غلیظ لباس اور میلے کچیلے ہاتھ لیکر

سکتے ہیں۔ خواہ کیسا ہی عمدہ کاریگر ہو وہ دماغ اور کیرکٹر کے لحاظ سے اپنے ہم جنس مزدوروں کے برابر ہو جاتا ہے۔ بلکہ اگر وہ اپنی زیادہ مہارت کی وجہ سے زائد روپیہ بھی کمائے تو اس کی حالت پہلے سے بھی ذلیل اور پست ہو جاتی ہے۔ تاہم اگر وہ چاہے تو پیشہ وروں کی طرح عیش اور آسائش اور دماغی خوشیوں سے بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔ مگر نہیں وہ ہمیشہ اپنی کمائی کو اڑا دیتا ہے وہ ایک کوڑی نہیں بچاتا۔ وہ دختر از در گدا ہے اور جب کام کی کساد بازاری ہو جاتی ہے اور اس کا جسم مریض ہو جاتا ہے اس کی پناہ خیرات کھانا ہے ؎

ان بیجد خرابیوں کا تدارک کس طرح کیا جائے۔ بعض کہتے ہیں عمدہ تعلیم سے بعض اخلاقی اور مذہبی تعلیم سے بعض بہتر مکانات اور بہتر بیویوں اور ماؤں سے بیشک ان اثروں سے لوگوں کی بہت کچھ اصلاح ہو جائیگی۔ مگر ایک بات تو صاف نظر آتی ہے یعنے کہ بیحد جہالت پھیلی ہوئی ہے۔ اور اونے جماعتوں کی حالت سنوارنے سے پیشتر اس جہالت کو دور کر دینا چاہیئے۔ جب تک ان کی خصلت میں بالکل تغیر نہ ہو اور ابتدائی زندگی میں اُن کو پیش بندی عاقبت اندیشی اور خود غرضی کی عادت نہ ہوگی وہ ترقی نہ کر سکینگے ؎

اکثر سنا جاتا ہے کہ علم طاقت ہے لیکن یہ کبھی نہیں سنا کہ جہالت طاقت ہے تاہم دنیا میں علم کی نسبت جہالت ہمیشہ زیادہ طاقتور رہی ہے۔ جہالت کا بول بالا ہے۔ انسان کی بد کرداری کی وجہ سے ہی موجودہ سلطنتوں میں حوالات عدالتیں اور قید خانے اور ہر قسم اسباب بے انصافی کو روکنے کے واسطے بڑی بڑی لاگت سے تیار رکھے گئے ہیں ؎

جہالت انسان کو ایک دوسرے کے برخلاف مسلح کر دیتی ہے اس وجہ سے ہی قید خانے پولیس اور کانسٹبل رکھے گئے ہیں۔ سلطنت کی مادی

طاقت جہالت یعنے جاہلوں سے لی جاتی ہے اور جاہلوں کی سرکوبی کرنے کے واسطے ہی اُس کی سرکوبی کرنی پڑتی ہے اور اکثر جہالت ہی اس طاقت کو استعمال کرتی ہے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہالت طاقت ہے ⁂

جہالت بدیں وجہ طاقت ہے کہ اب تک علم معدودے چند آدمیوں کو حاصل ہوا ہے۔ جب علم عام طور پر شائع ہو جائیگا۔ جب عوام تعلیم یافتہ غور و خوض کے لائق اور دانشمند ہو جائینگے تو اس وقت علم کو جہالت پر تفوق حاصل ہو سکیگا مگر ابھی وہ وقت نہیں آیا ⁂

جرایم کی فہرستوں اور رویدادوں کو دیکھو معلوم ہوگا کہ جہاں ایک دانا اور تعلیم یافتہ آدمی جرم کرتا ہے وہاں سو جاہل اُس کے مرتکب ہوتے ہیں میخواری اور ہر طرح کی ناعاقبت اندیشی کے شمار و اعداد کو دیکھو اس حالت میں بھی جہالت کا بول بالا ہے اور گداگروں کی سالانہ فہرستیں دیکھو تو وہاں بھی جہالت کی بن آئی ہے ⁂

اس ملک میں سخت بد نظمی اور مرض کی وجہ سے جو جہالت سے پیدا ہوتی ہیں ہر وقت کھٹکا رہتا ہے اس کے تدارک کے واسطے ہم انجمن اور سوسائٹیاں بناتے روپیہ اور محنت خرچ کرتے ہیں۔ لیکن جہالت کی طاقت نہایت زبردست ہے۔ وہ ہمارا مطلب بننے نہیں دیتی۔ اور تقریباً مایوسی ہو جاتی ہے۔ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری بہت سی کوشش رائیگاں جاتی ہے۔ اکثر ہم مایوس ہو کر بدکرداری کا مقابلہ کرنے سے منہ پھیر بیٹھتے ہیں ⁂

ایوب باواز بلند کہنے لگا۔ جیسے الفاظ کیسے پرزور ہیں۔ لیکن کہنا جو غلط و الفاظ کیسے زبردست ہیں تو بھی اس کا قول بالکل درست الفاظ کو جاہلوں کے دل پر جیسے الفاظ کو جاہلوں کے دل پر جیسے الفاظ کی نسبت زیادہ

کو غلبہ حاصل ہوتا ہے وہ متعصبوں تنگ خیالوں اور کوڑمغزوں کے دماغ میں سرایت
کر جاتے ہیں۔ اور ان پر خوب غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔ بعض اوقات مبہم الفاظ ان کو ایسے
ہی بے معنے معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے کہ کسی مردہ زبان کے الفاظ دانشمند آدمی کے
خیالات عوام تک نہیں پہنچتے بلکہ وہ اُن کے سر پر سے پرواز کرتے ہوئے گذرجاتے
ہیں۔ یعنے اُن کو خام خیال لوگ سمجھتے ہیں ۔

ڈاکٹر قوانین صحت پر بحث کرتے رہیں اور محکمہ صحت لوگوں میں اسی مضمون
کے متعلق رسالہ شائع کیا کرے۔ لیکن نصف باشندے اس کو پڑھ بھی نہیں سکتے
اور باقی نصف لوگوں کو غور و خوض کرنے کی بہت کم عادت ہے۔ بنابریں قوانین
صحت سے غفلت کی جاتی ہے اور جب بخار آتا ہے تو اس کو کھلا میدان مل جاتا ہے
غلیظ اور گندے محلوں مکروہ متعفن اضلاع غلیظ اور میلے کچیلے مکانات میں بیشمار
آبادی جس کو صاف پانی اور پاک ہوا نہیں ملتی۔ اس کا شکار ہوتی ہے۔ ان کی موت
سے سخت بربادی ہوتی ہے۔ بہت سے بیواؤں اور بچوں کو خیرات کے فنڈ سے
روزینہ ملتا۔ اور پھر ہم بیدلی سے اعتراف کرتے ہیں کہ جہالت طاقت ہے ۔

جہالت کی اس طاقت کو کم کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ علم کی طاقت کو زیادہ
کیا جائے۔ جب آفتاب تخت فلک پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ تو تاریکی غائب ہو جاتی ہے
اور اُلّو اور چمگادڑ اور شکاری جانور دُم دبا کر نظروں سے غایب ہو جاتے ہیں۔ لوگوں
کو علم سکھاؤ۔ اُن کو بہتر تعلیم دلاؤ۔ اور جرم میں تخفیف ہو جائیگی۔ میخواری ناعاقبت
اندیشی قانون کی خلاف ورزی اور ہر طرح کی خرابیاں اور بدیاں ایک حد تک معدوم
ہو جائینگی ۔

مسٹر ڈیمین ہیر وزیر ہوم ڈیپارٹمنٹ کی تازہ رپورٹوں سے لوہے کوئلے کے اضلاع کے
باشندوں کی حالت کے متعلق پایا جاتا ہے۔ کہ تعلیم کا بہت عمدہ اثر ہوگا ملک کے تمام

مگر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تعلیم کافی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ہوشیار آدمی ایک ہوشیار بدمعاش اور جتنا وہ ہوشیار اور شاطر ہوگا۔ اتنا ہی وہ ہوشیار اور شاطر بدمعاش ہوگا پس تعلیم کی بنا مذہب اور اخلاق پر ہونی چاہئیے۔ کیونکہ وہ بذات خود تعلیم بے میلانوں کی بیخ کنی نہ کریگی ۔

دماغی ترقی کا اخلاق چال چلن پر بہت اثر ہوتا ہے۔ ہوشیار تعلیم یافتہ بلکہ ادیب شخص بھی ایسے ہوتے ہیں جنکا کوئی چال چلن نہیں ہوتا۔ یعنے وہ فضول خرچ ناعاقبت اندیش بیخوار اور بدکردار ہوتے ہیں۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تعلیم مذہب اور اخلاق کے اصولوں پر مبنی ہونی چاہیئے ۔

لوگوں کا افلاس اُن کی سوشیل پستی و ذلت کا باعث نہیں جتنا کہ عموماً فرض کیا گیا ہے یہ مسلح بالکل اخلاقی مسلہ ہے اگر ان محنتی لوگوں کی آمدنی اُن کی خوشی یکایک دوگنی نہ ہو جائیگی۔ کیونکہ خوشی روپیہ پر مشتمل نہیں الغرض زیادہ مزدوری ممکن ہے کہ بجائے برکت کے لعنت ثابت ہو۔ بہت سے لوگ زیادہ شراب پینے لگیں گے۔ اور اس کے حسب معمول نتائج پیدا ہونگے۔ یعنی دہنگا

بقیہ حاشیہ صفحہ۔ حصوں سے اس نے جو شہادت جمع کی اس سے پایا جاتا ہے کہ اجرتیں زیادہ ہونے پر بد اخلاقی کی زیادتی کا باعث لوگوں کا ادنے مذاق اور خواہشیں ہیں لوگ اس سے دو تہائی بھی کام نہیں کرتے جتنا کہ ان میں کرنے کی طاقت ہو۔ اس طرح پیداوار کی لاگت بہت بڑھ جاتی ہے سرمایہ بے اثر رہتا ہے اور وہ اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے ایکا کرنے والوں اور تعلیم پھیلانے والوں کے شکار ہو جاتے ہیں۔ بہت سے واقعات جو ہر ہفتہ میں پیش آتے ہیں اُن کی حماقت اور جہالت سے سرزد ہوتے ہیں جہاں کہیں اُن کی سمجھ میں ترقی زیادہ کاریگر زیادہ مطیع اور زیادہ محنتی ہو گئے ہیں ان امور سے زیادہ غور و خوض کرنے سے اور زیادہ دور بین آقاؤں کو یقین ہو گیا ہے کہ ممالک غیر کے روز افزوں مقابلے سے بچا قائم رہنے اور مزدوروں کے تدارک صرف یہی ہے کہ مزدوروں کی نوخیز نسل کی تعلیم سے خصلتیں اصلاح کیجائے

مشتی اور غالباً جرم زیادہ ہونے لگیں گے۔

مسٹر کلے جو کرسٹن کے اصلاحی سکول کا چیپلین تھا۔ مے خواری کو گناہ کبیرہ قرار دینے کے بعد کہتا ہے "مے خواری اب تک بھی نظام ترتیب اور مذہب کی سخت ہے۔ یعنی جب شراب کے نشہ سے وحشت آتی ہے تو مذہب وغیرہ کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے یہ ایسی نامراد چیز ہے کہ جب آدمی اس کو پی لے تو اس کے گھر میں امن اور دل میں صداقت نہیں رہ سکتی۔ جرم کا بھاری باعث خواہ کچھ ہی ہو یہ عیاں ہے کہ مذہبی جہالت مجرم کی خصلت کا جزو اعظم ہوتی ہے۔ اس طرح انسان کو مے خواری کا چسکہ پڑ جاتا ہے۔ اور دونوں کو اتحاد سے بیشمار جرائم سرزد ہوتے ہیں"

متوفی مسٹر ارتھر ہلپ اپنی کتاب اصحاب شوریٰ میں زیادہ اور کم اجرت اور روپیہ کمانے اور خرچ کرنے کے۔ اسباب ذکر کرتے ہو تو اس مضمون پر حسب ذیل ریمارک کرتا ہے "میرا خیال یہ ہے کہ انگلستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک موجودہ کم شرح اجرت بھی غریب مزدوروں کی حالت سدھارنے کے واسطے کافی ہے۔ مگر اس اجرت کو اچھی طرح سے صرف کرنا چاہیئے۔ اس سے میری مراد یہ نہیں کہ غربا خود یہ تغیر کر سکتے ہیں۔ اگر ان کو اعلےٰ طبقہ کے لوگ مشورہ نصیحت اور مدد دیں مگر صرف امداد ہی نہیں اور نہ ہی سودی روپیہ، تو باقیماندہ مزدور خود بخود کر سکتے ہیں۔ بیشک یہ کہا جا سکتا ہے کہ دولتمند خواہ غربا کی حالت سدھارنے کی خواہ کتنی ہی کوشش کریں وہ اتنا فایدہ نہیں پہونچا سکتے جو غربا اپنے آپ کو پہونچا سکتے ہیں۔ مگر ایسا کرنے کے واسطے ان کو مے خواری سے بالکل پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تمام برائیوں سے مضر ہے"۔

"غربا بلکہ ہم سب کے ذریعہ معاش میں دو چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یعنے روپیہ کس طرح کمانا چاہیئے۔ اور کس طرح خرچ کرنا چاہیئے۔ میرا خیال ہے

اور کارخانوں کے مالک اپنے ذاتی تجربے سے میرے قول کی تائید کرینگے۔ کہ جو شخص ۲۰ شلنگ ہفتہ وار کماتا ہے وہ اس شخص کی نسبت جو چودہ شلنگ ہفتہ وار کماتا ہے زیادہ آسائش سے نہیں رہتا۔ اور اس سے زیادہ روپیہ بھی پس انداز نہیں کرتا درآنحالیکہ ان دونوں کے کنبے بلحاظ تعداد اور عام حالات کے قریباً یکساں ہوتے ہیں۔ یا اغلب ہے کہ جو شخص اپنی جماعت کے متوسط لوگوں سے زیادہ روپیہ کماتا ہے جب تک دوراندیش اور عاقبت بین نہ ہوگا۔ اُس کو اپنا کمایا ہوا روپیہ مناسب طور پر خرچ کرنیکا سلیقہ نہ آئیگا۔ بلکہ وہ اس خیال سے کہ میں بہت کچھ کما لیتا ہوں اپنے ہمجنسوں سے شراب پینے لگ جائیگا مگر باوجودیکہ بعض حالات جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ کمر ہمت کو توڑ دیتے۔ ہمارا خیال ہے کہ ضرور زمانہ سے جب انسان کی سرشت میں دنیاوی اخلاقی اور مذہبی تعلیم سے اصلاح ہو جائیگی۔ وہ اپنے ذرائع کو عمدگی دوراندیشی احتیاط اور پیدا نہ ذمہ واری کے خیال سے استعمال کرینگے۔ جرمنی کا ایک مورخ بچے کی تعلیم کو راس المال خیال کرتا ہے یعنی یہ روپیہ کا ایک ایسا خزانہ ہے جو باپ نے بچے کو دیدیا ہے بچہ جوان ہو کر تعلیم کو بُری بھی استعمال کر سکتا ہے۔ جیساکہ اگر اس کے پاس اگر روپیہ ہوتا تو اُس کو بھی بری طرح استعمال کرتا۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ دونوں چیزیں یعنے روپیہ اور تعلیم انسان کو نہ دی جائیں۔ بیشک ہم کہہ سکتے ہیں کہ روپیہ کی طرح تعلیم کی قیمت بھی زیادہ تر اُس کے مستقل استعمال پر مبنی ہے۔ علم کا ایک فایدہ یہ ہے کہ اُس کی تاثیر سے اُس کو ٹھیک ٹھیک طور پر استعمال کرنے کی طاقت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ علم اور روپیہ میں یہی بڑا فرق ہے کیونکہ اگر بہت سا روپیہ جمع کر لیا جائے تو اُس کا مناسب

استعمال آنا ضروری ہے ؛؛

تعلیم خواہ کسی طرح حاصل کی جائے انسان کے واسطے ہمیشہ مفید ہوتی ہے۔ یہ مالی ترقی کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ پس اگر کسی اور خیال سے تعلیم حاصل نہ کی جائے تو اسی خیال سے ہی گو اس کے اخلاقی فوائد بھی ہیں۔ یعنے یہ چال چلن یا سمجھ کو ترقی دیتی ہے اور اگر ڈاکٹر لیون پلے فیر کے قول کو درست مان لیا جائے یعنے صنعت وحرفت کرنے والی قوموں میں تھوڑے عرصہ تک زیادہ تر سمجھ کا مقابلہ رہ جائیگا یہ ظاہر ہے کہ انگلستان کو اپنی محنتی جماعتوں کی تعلیم کے واسطے عمدہ اسباب بنانے چاہییں۔ ورنہ اُس کو قوموں کی محنتی اور صنعتی ترقی میں تنزل اور پستی کے واسطے تیار رہنا چاہیئے ؛

اڈنبرا کے ڈاکٹر بریوسٹر نے کہا۔ اگر مادی دنیا کی بڑی بڑی صداقتیں تعلیم یافتہ اور دانشمندوں تک محدود کردی جائیں تو سوسائٹی کے امن اور خوشی میں ترقی نہیں ہوسکتی۔ سائنس کا انضباط کو اس محدود کرنے سے انسان فیض یاب نہیں ہوسکتا۔ دینی اور دنیاوی علم جو انسان کے قوائے ذہنی کے واسطے اشد ضروری ہیں بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ وہ بمنزلہ روح رواں کے ہیں سوسائٹی کے دولتمند آدمیوں کو ہی حاصل نہیں ہونے چاہییں بلکہ ادنے سے ادنے آدمی کو بھی کیونکہ اگر اعلے طبقات کے لوگ سوسائٹی کے واسطے ضروری ہیں تو ادنے جماعتوں کے بغیر بھی سوسائٹی کا گذارہ نہیں چلتا۔ علم ہماری ہستی کے واسطے بمنزلہ مَن وسلویٰ اور دوا کے ہے۔ اگر جرم کا زہر موجود ہو تو علم بمنزلہ تریاق کے ہے۔ ممکن ہے کہ سوسائٹی وبا اور قحط سے بچ جائے۔ مگر جہالت کا جن جس کی بری صورت سے شرارت اور بدی اور عیاشی ہویدا ہے سوسائٹی کے امن میں مخل ہوگا وہ ہماری دستگاہوں اور طرح طرح کے کارخانوں کو تباہ

کر دیگا۔ اور مجلسی اور خانگی زندگی کے بہشت کو بیابان بنا دیگا۔ پس سلطنت کو ایک بڑا فرض یہ انجام دینا ہے۔ جیسا کہ یہ جرم کی سزا دیتی ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اس کو روکنے کی بھی کوشش کرے چونکہ یہ بچوں بعض خوانین کی اطاعت کرنے کا حکم دیتی ہے اس کو چاہیئے کہ ہم کو ان کا پڑھنا سکھائے اور ہمکو وہ اعلے صداقتیں بھی سکھائے جو منتظم اعظم کی طاقت اور حکمت کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس طرح توسیع تعلیم کے ساتھ ساتھ علم پھیلائے۔ اور انسان کو قانع خوش اور منکسر بنائے اور ساتھ ہی اُن کو صلح پسند اور مطیع رعایا بننے کی تعلیم دے۔ پبلک تعلیم کا آغاز ہو چکا ہے عام تعلیم کے واسطے مدارس قایم کرتا ہے۔ ابھی تک ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہماری اس کارروائی سے کیا اثر ہوا۔ لیکن اگر عام تعلیم سے انگلستان کو جرمنی کے برابر فایدہ پہنچے تو آئندہ ۲۰ سال میں ملک کا کیرکٹر بہت کچھ ترقی پذیر ہو جائیگا۔ تعلیم کیوجہ سے میخواری گویا جرمنی سے تقریباً جلا وطن ہو گئی ہے۔ اور اگر انگلستان میں میخواری اور فضولخرچی نہ ہو اور بے احتیاطی سے زیادہ بچے نہ پیدا کئے جائیں تو ہماری تمدنی مصیبتیں بہت کم ہو جائیں گی +

پس ہمکو یقین کرنا چاہیئے۔ کہ جوں جوں سمجھ کا دائرہ وسیع ہوتا جائیگا۔ اور محنتی جماعتیں فراست اور اخلاق میں ترقی کرتی جائیں گی وہ اجتناب سے کفایت شعاری اور دوراندیشی کی عادات میں جلد جلد ترقی کرتے جائینگے۔ کیونکہ یہ تمدنی ترقی کی نہایت پائدار اور استوار بنائیں ہیں یہ سوسائٹی کے کا کام کرتے ہیں یعنے جو زیادہ سمجھدار اور دانا اور آدمیوں کی راہبری سے قوم کی دولت پیدا کرتے ہیں اُن کو اس سے زیادہ مرتبہ دیا جانا چاہیئے۔ جو اب تک اُن کو ملا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ مزدور مردوں اور عورتوں

کے واسطے ایک بیا وقت آنیوالا ہے جب اُن کی سمجھ تیز ہو جائیگی جب وہ سوسائی کی دیگر جماعتوں کی طرح روشنضمیر شائستہ اور آزاد ہو جائینگے - اور اس کمال کے حاصل کرنے کے واسطے پہلی نہایت ضروری تجویز یہ ہے کہ اُن کو تنبیہ یعنے موجودہ اور آئندہ وقت کی صلاح دینی چاہیئے - تاکہ وہ نوجوانی اور اصرافیہ کے زمانہ میں مصیبت بدقسمتی اور پیری کا تصفیہ کرے ہ

مسٹر فی ولیم فلکن ناگستم کے ممبر جو ابتدا میں خود بھی محنت ومشقت کیا کرتا تھا - اگر کوئی شخص اپنی حالت کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اُس کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ کمائے کم از کم خرچ کرے اور جو خرچ کرے اس سلیقہ سے خرچ کرے کہ اُس کو اور اس کے کنبہ کو واقعی فایدہ حاصل ہو محنتی شخص جب پہلی دفعہ اپنی کمائی سے کچھ روپیہ بچاتا ہے تو یہ اُس کی اصلی آزادی کی محنت کا پہلا قدم ہے اور اسی واسطے یہ نہایت ضروری ہے - آزادی کو ایک غریب مزدور بھی کفایت شعار آدمی کسی تاجر یا سوداگر کی طرح حاصل کرسکتا ہے اور یہ اُس کے واسطے بھی نہایت عظیم اور قابل قدر نعمت ہے مگر اُس کو بھی اُنہیں باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے* تمام متعلقہ حقوق سے احتیاط سے خیال اور تمیز کرنا چاہیئے - وہ جو بچ رہے اُن کو ایسے مقاصد میں استعمال کرنا چاہیئے جنکو فرض یا ضمیر ہدایت ضروری یا مستحسن قرار دے اس طریقہ پر کاربند ہونے کے لیئے سخت محنت اور کمال کفایت شعاری کسی قدر دوراندیشی اور تکلیف گوارا کرنی ضروری ہے مگر یہ تمام عمدہ چیزوں کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے - چونکہ میں خود اپنے ہاتھوں سے تھوڑی اجرت لیکر بہت دیر تک محنت کرتا رہا - جیسا کہ وہ مزدور جنکے سامنے میں تقریر کر رہا ہوں مگر میں نے خود ایثار بھی کی ہے - میں ذاتی تجربہ سے جرات کے ساتھ کہہ

*[illegible]

سکتا ہوں کہ آزادی یا خود انحصاری کا حاصل کرنا جس کی میں حمایت کر رہا ہوں بمقابلہ ان تکالیف کے جو اس کے حاصل کرنے میں پیش آتی ہیں [illegible] اعلیٰ او قیمتی چیز ہے۔ اور مزید برآں نظر بحالات ہمارے کاریگر لوگوں کے [illegible] اور محنتی اُس کو کم و بیش حاصل کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔

پانچواں باب

کفایت شعاری کی مثالیں

مثالوں سے کامیابی کا امکان صاف صاف طور پر پایا جاتا ہے (کولٹن)

وہ اپنی قابلیت سے اپنا راستہ صاف کرتا ہے (شیکسپیئر)

ناظرین توجہ سے سنو خواہ آپکے خیالات اور تصورات طبیعت سے پرے پرواز کر جائیں۔ یا اس نیرنگ زار دنیا کے ادنے اشاغل کی فکر میں بھول جاؤ کہ محتاط دور اندیش - خود مقابلی - دانائی کی جڑ ہے (ریرنس)

سلطنت نیز کنبہ کے کاروبار میں دولت کا بہترین ذریعہ کفایت شعاری ہے (سسرو)

عمدہ کام ہمیشہ ایمان کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ مگر جب تک عمدہ کام نہ کئے جائینگے سچا ایمان قایم نہیں رہ سکتا۔ چہ جائیکہ زیادہ ہو۔

کفایت شعاری کو جب خانگی انتظام اور اخراجات میں استعمال کیا جائے تو اُس کو سلیقہ کہتے ہیں۔ اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کنبہ کے ذرائع کا کفایت سے انتظام کیا جائے یعنے روپیہ بے فائدہ ضائع نہ کیا جائے۔ اور بے فائدہ خرچ

نہ کیا جائے۔ کفایت شعاری عقل اور دوراندیشی سے طلوع ہوتی ہے اور اتفاق یا نادانی کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ یہ ہر ایک چیز سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ روپیہ پیسہ اپنا اندازکرنے کی خاطر نہیں بچاتی۔ یہ دوسروں کے موجودہ فائدہ کے واسطے بخوشی ایثار کرتی ہے اور آئندہ بہتری کے خیال سے خود بخود تکلیف گوارا کرتی ہے۔

مسز اینج بالڈ جس نے بہت سی مشہور تصنیف کی ہے۔ بعض کفایت شعاری کے نمونے سے اپنی مریض ہمشیرہ کے فائدہ کے واسطے اپنی آمدنی کا نصف حصہ پس انداز کرتی۔ اس طرح دونوں کے بسراوقات کے واسطے دو پونڈ ہفتہ وار ہو جاتے تھے۔ اس کا قول ہے موسم سرما میں جب میں سردی کے مارے روتی تھی تو اپنے دل میں اکثر یہ کہتی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ میری پیاری بہن کو کمرہ سے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں۔ اُس کو ہر روز صبح کے وقت آگ ملیگی۔ کیونکہ وہ اس وقت میری نسبت کے برداشت کرنیکی کم طاقت رکھتی ہے۔" مسز اینج بالڈ کا کنبہ بہت غریب تھا۔ اور وہ بعید تکلیف کے درمیان اُن کی امداد وہی کو ضروری خیال کرتی تھی۔ فیاضی کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس سے کوئی تباہ نہیں ہوا گو فضول خرچی اور خود غرضی سے ہزارہا برباد ہوگئے ہیں۔

سر والٹر سکاٹ کے مطبخ واقعہ ایبٹس فورڈ کی انگیٹھی کے اوپر ایک پتھر پر یہ الفاظ کندہ تھے "رائیگاں نہ کرو۔ ورنہ ناداری کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سر والٹر باوجود مالدار ہونے کے انتظام اور سلیقہ کو کہاں تک پسند کرتا تھا۔ سلیقہ ہر ایک چیز کے انتظام میں ضروری ہے۔ خواہ گھر کا کاروبار۔ کارخانے یا سپاہ کا انتظام

اس کا مفہوم یہ ہے ہر ایک چیز کے واسطے ایک معین جگہ اور ہر ایک جگہ کے واسطے ایک معین چیز ہونی چاہیئے۔ سلیقہ یا ترتیب دولت ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنی آمدنی کو باقاعدہ طور پہ استعمال کرتا ہے وہ اپنے ذرائع سے تقریباً دُگنا فائدہ اٹھاتا ہے۔ جن لوگوں کو سلیقہ نہیں۔ وہ شاذ و نادر مالدار ہوتے ہیں اور باسلیقہ آدمی شاذ و نادر مفلس ہوتے ہیں ؃

ترتیب یا سلیقہ وقت کا بہترین منتظم ہے کیونکہ جب تک کام مناسب انتظام نہ ہو وقت ضائع ہوتا ہے اور گیا ہوا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔ ترتیب یا سلیقہ میں بہت سے ضروری مضامین ضروری ہیں۔ مثلاً اخلاقی اور فطری قانون کی اطاعت ترتیب یا نظام ہے اپنی یا اپنے ہمسایوں کی ترتیب نظام ہے دوسروں کے حقوق اور ذمہ واریوں کا لحاظ نظام ہے۔ نیکی نظام ہے دنیا کی ابتدا ہی نظام سے ہوئی ہے نظام پیدا ہونے سے پیشتر بے انتظامی اور تمام چیزیں ہیولی کی شکل میں سے ہیں ؃

کفایت شعاری انسانی زندگی کی روح رواں ہے یہی نظام اور ترتیب ہے جو کی کفایت شعاری میں یہی بڑا اسباب ہے اس سے بیشمار کنبوں کی خوشی قایم رہتی ہے اور چونکہ عورت گھر کے انتظام کو باقاعدہ رکھتی ہے۔ سوسائٹی کی بہبود و صلاح کا دارومدار اسی پر ہے۔ پس یہ نہایت ضروری ہے کہ اس کو ابتدا سے ہی نظام اور سلیقہ کی عادت اور خصلت کی تعلیم دی جائے

رئیس تاجر منشی صناع اور مزدور سب کی فطرت یکساں واقعہ ہوئی ہے ان میں ایک ہی طرح کے میلان اور وہ ایک ہی طرح کے اثروں سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ وہ مختلف حیثیتوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ مگر یہ خود ان کے اپنے اختیار میں ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی کو شریفانہ یا رندانہ طور پر بسر کریں لیکن

ہے کہ وہ اپنی مرضی سے دولت مند یا مفلس نہ ہو سکیں مگر اب وہ چاہیں تو نیک یا بد بن سکتے ہیں۔ لائق یا نالائق ہو سکتے ہیں۔

نہایت اعلےٰ حیثیت کے لوگ جو نہایت شائستہ اور تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ اکثر معمولی آدمیوں کی طرح بڑی بڑی تکلیفیں اٹھاتے ہیں بعض اوقات اُن کی آمدنی کفایت نہیں کرتی۔ اور اُن کو مجلس میں اپنا وقر قایم رکھنا ہوتا ہے۔ اُن کو عمدہ لباس پہننا پڑتا ہے اور صحبت قایم رکھنے کے واسطے بھی نفاست سے زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ گو اُن کی آمدنی کان کنوں اور لوہے کا کام کرنے والوں سے کم ہو اُن کو یہ اخلاقی ضرورت ہوتی ہے کہ اپنے بچوں کو تعلیم دیں۔ اِس خیال سے کہ وہ دنیا کے کام میں معقول حصہ لے سکیں۔ بطور سچے شریفوں کے اُن کی پرورش اور تربیت کریں +

اِس طرح ہوجین کے دسویں ارل نے اپنے کثیر التعداد بچوں کی پرورش کی بحالیکہ اُس کی سالانہ آمدنی دو سو پونڈ سالانہ سے کم تھی۔ اِس کا ایک بیٹا انگلستان کا لارڈ چانسلر (اعلےٰ انفراپٹی) ہو گیا۔ اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ فلاں شخص واقعی دانا ہے تو یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ اِس کی آمدنی کس قدر ہے بلکہ یہ دیکھو کہ وہ اُس کو اچھی طرح خرچ کرتا ہے یا نہیں۔ اِس لحاظ سے عمدہ سمجھ عمدہ مذاق۔ عمدہ دماغی تعلیم بہترین کفایت شعار ہیں +

* متوفی ڈاکٹر ایٹن کا قول ہے۔ میرے باپ نے ارل ہوجین سے نصف آمدنی پر اُس کی نسبت بہت بڑے کنبہ کی پرورش اور تعلیم کی۔ اُس نے اپنی ایک کتاب کو اپنے والد کے نام سے معنون کیا ہے وہ ڈیڈیکیشن میں کہتا ہے کہ میں اِس کتاب کو نہایت ادب سے اپنے محترم باپ کے نام سے معنون کرتا ہوں۔ جس کی عمر اِس وقت ۹۰ سال ہے اُس کی آمدنی سو پونڈ سالانہ

نے کبھی تجاوز نہیں ہوئی۔ مگر با وصف اس کے اس نے ۱۲ بچوں میں سے ۳ لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ اور ڈاکٹری اور وکالت وغیرہ کا پیشہ سکھا دیا۔ جب وہ کالج میں گئے۔ تو وہ ان میں سے ہر ایک کو باری باری اپنی تمام پونجی بھیجدیتا تھا۔ اور اپنے پاس ایک کوڑی نہ رکھتا تھا +

مصنف کفایت شعاری کے فوائد کی تشریح اور توضیح کے واسطے خود اپنی مثال کو پیش کر سکتا ہے۔ میری والدہ بیوہ رہ گئی۔ جب میرے باپ نے وفات پائی۔ تو میرے سب سے چھوٹے بھائی کی عمر صرف تین ہفتے تھی ہم گیارہ بہن بھائی تھے۔ ضمانت وغیرہ کی وجہ سے میری ماں نے بہت سا قرض ادا کرنا تھا۔ اس نے اپنی مشکلات کا جوانمردی سے مقابلہ کیا اور وہ اُن کو مغلوب کرتی رہی۔ گو اُس کی آمدنی بہت سے زیادہ اجرت پانیوالے مزدوروں کی نسبت کم تھی۔ اُس نے اپنے بچوں کو عمدہ تعلیم دلائی اور اُن کو مذہب اور نیکی کا راستہ سکھایا اُس نے اپنے بیٹوں کو کارِ نیک پر لگا دیا اور اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس میں میری ماں کا کچھ قصور نہیں +

ہیوم انگلستان کا ایک مورخ ایک شریف خاندان میں سے تھا مگر چونکہ وہ اس کا ایک بڑا بھائی بھی تھا۔ اُس کی آمدنی بڑی قلیل تھی۔ وہ معصوم ہی تھا کہ اُس کے باپ نے وفات پائی۔ اس کی ماں نے اُس کی پرورش کی۔ جس نے اپنے بچوں کی پرورش اور تعلیم میں اپنی سعی کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ ۲۳ سال کی عمر میں نوجوان ہیوم فرانس میں تعلیم پانے کے واسطے گیا۔ وہ اپنے ملفوظات میں کہتا ہے۔ اس ملک میں میں نے اپنی زندگی کے مشغلہ کی تجویز کر لی۔ جس کو میں کامیابی سے نباہتا رہا ہوں میں نے نہایت کفایت شعاری سے اپنے افلاس کا تدارک کرنے کی کوشش کی تاکہ میں

اپنی آزادی کو محفوظ و مصئون رکھ سکوں اور ہر ایک چیز کو باستثنائے لٹریچر میں اپنی قوانئ کو ترقی دینے کو حقیر خیال کروں تو اُس نے پہلی کتاب شائع کی تو بالکل ناکامی ہوئی۔ مگر وہ بھی کام کرنے لگا۔ اُس نے ایک اور کتاب تصنیف اور شائع کی جس میں کامیابی ہوئی۔ مگر اس سے کچھ آمدنی نہ ہوئی۔ وہ وائینا اور ہنوور کی فوجی سفارت کا سکرٹری ہوگیا۔ اور ۳۰ سال کی عمر میں وہ اپنے آپ کو مالدار خیال کرنے لگا۔ خود اُس کے الفاظ یہ ہیں:

بوجہ کفایت شعاری کے میں نے مختلف تقرریوں سے کافی دولت پیدا کرلی اور میں کسی کا دست نگر نہ رہا۔ گو جب میں کہتا تھا کہ میں آزاد ہوں تو میرے اکثر دوست ہنستے تھے۔ الغرض اب میں تقریباً ایک ہزار پونڈ کا مالک تھا۔ ہر ایک شخص کو معلوم ہے کہ ۵ فیصدی پر ہزار پونڈ سے ۵۰ پونڈ سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اور ہیوم اتنی آمدنی پر اپنے آپ کو آزاد خیال کرتا تھا اُس کے دوست آدم سمتھ نے اس کی نسبت کہا ہے" وہ نہایت غربت کی حالت میں بھی بوجہ اپنی بیحد کفایت شعاری کے مناسب موقعہ پر خیرات اور فیاضی کرسکتا تھا۔ مگر وہ دولت کے لالچ سے نہیں بلکہ آزادی کی محبت کے باعث کفایت شعار تھا۔

کفایت شعاری کی ایک قابل ذکر مثال ریورنڈ رابرٹ واکر کی تاریخ سے ملتی ہے وہ ضلع ملکیہ لینڈ میں سکونت پذیر تھا۔ اور وہاں اُس کو عجیب و غریب رابرٹ واکر کہتے تھے۔ وہ گذشتہ صدی کے زیادہ تر حصہ میں سیپ ریٹ کا کیوریٹر تھا۔ تقرری کے وقت اُس کے عہدہ کی آمدنی صرف ۵ پونڈ سالانہ تھی۔ اُس کی بیوی کے پاس اپنے جہیز کے ۴۰ پونڈ تھے۔ کیا یہ ممکن تھا کہ وہ اپنی ۵ پونڈ سالانہ آمدنی اور اپنی بیوی کے روپیہ

سود اور دیگر آمدنی پر جو اُس کو بحیثیت ایک پادری کے ملتی تھی۔ گذارہ کر سکتا
تھا وہ بخوبی گذارہ کرتا رہا۔ وہ سادگی کو مدِنظر رکھتا تھا۔ اور اس نے
اپنی مختصر آمدنی سے کچھ اندوختہ بھی کر لیا۔ جو وہ اپنے کنبہ کے فائدہ کے
واسطے چھوڑ گیا۔ یہ سب باتیں اُس نے محنت کفایت شعاری اور شراب
سے پرہیز کی وجہ سے کریں۔

پہلے ہم اُس کی محنت کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کیوریٹ کے عہدہ کے
متعلق اپنے تمام کام کو بخوبی کرتا تھا۔ وہ اتوار کو تمام باتوں میں ایک
مقدس دن خیال کرتا تھا۔ صبح شام کی عبادت کے بعد وہ تمام کا تمام
وقت کتاب مقدس کے پڑھنے اور اپنے اہل و عیال میں نماز ادا کرنے
میں صرف کرتا تھا۔ ہفتے کے دن وہ حلقہ کے بچوں کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ وہ
تعلیم کی فیس نہ لیتا تھا۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے دینا چاہے
تو وہ قبول کرتا تھا۔ حلقہ کا گرجا اُس کا سکول تھا۔ جب بچے اُس کے پاس
بیٹھ کر سبق یاد کرتے تھے تو وہ اُن کا تتا تھا۔

کوہستان پر اُس کو چند بھیڑیں اور دو گائیں چرانے کا حق حاصل
تھا۔ وہ اُن کی نگرانی بھی ضروری تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ پیشہ کے ساتھ ہی وہ
کاشتکاری محنت بھی کیا کرتا تھا۔ کیونکہ اپنی ایک ایکڑ زمین کے علاوہ وہ ایک زمین لگان پر لے
رکھی تھی۔ اُس کے پاس ایک باغ بھی تھا۔ جس کا تردد وہ لپنے ہاتھوں
سے کرتا تھا۔ وہ قریب و جوار سے کاہی لا کر گھر [illegible] بھی خود [illegible] تھا
وہ اپنے حلقہ کے لوگوں کو گھاس کاٹنے اور جھیڑوں کی اون [illegible]
بھی مدد دیتا تھا۔ موسم [illegible] پیشہ میں وہ طاق [illegible]
وہ طاق تھا۔ اُس کے معاوضہ میں اُس کے پڑوسی اُس کو کچھ گھاس یا اون

بطور تحفہ دیتے تھے ۔

وہ بیس سال تک بیتھوبیٹ کا قائم مقام کیوریٹ رہا۔ اس عہدہ کی سالانہ
آمدنی ترقی کرتے کرتے ۱۷ پونڈ ۱۰ شلنگ ہو گئی۔ کارلائل کے بشپ کے دل
میں اُس کی وقعت بیٹھ گئی تھی اور وہ اُس کی خدمات کی بہت قدر کرتا تھا
اُس نے مسٹر واکر کو الشٹے کیوریٹ کا عہدہ پیش کیا۔ مگر اس نے کمال
دیانتداری سے یہ کہکر نامنظور کیا کہ "دونوں گرجوں کے الحاق سے دونوں
مقامات کے باشندوں میں بیزاری پیدا ہوجائیگی۔ جب میں ہر ایک
مقام میں دوسرے ہفتے کے بعد نماز پڑھاؤنگا۔ تو وہ اس کو اپنی ہتک عزت
خیال کرینگے۔ یا مجھکو اپنے فرض کے ادا کرنے میں قاصر یا لاپروا خیال کرینگے
اور میں کسی طرح شکایت کرنیکا موقعہ نہیں دینا چاہتا" لطف یہ ہے کہ اس وقت
مسٹر واکر کے آٹھ بچے تھے۔ بعد ازاں وہ اپنے ایک بیٹے کو ٹرینٹری کالج ڈبلن
میں تعلیم دلاتا رہا۔ حتی کہ اس نے پادری کا عہدہ حاصل کرنے کے واسطے کافی
تعلیم پالی ۔

یہ پادری بیشک ایک نہایت کفایت شعار آدمی تھا۔ مگر اُس کی زندگی
کے کسی کام سے کمینہ پن یا لالچ نہ پایا جاتا تھا۔ برخلاف اُس کے وہ نہایت بیغرض
اور خوش ذوق تھا۔ وہ عیش و عشرت کے اسباب کا نام تک نہ جانتا تھا۔ اُس
کے گھر میں صرف ملاقاتیوں کو ہی چائے پلائی جاتی تھی۔ گھر کے لوگ دودھ
استعمال کرتے تھے۔ جو فی الواقعہ عمدہ چیز ہے سوائے دودھ کے گھر میں
کوہستانی چشمہ کا پانی ہی استعمال ہوتا تھا۔ گھر کے آدمیوں کا لباس نفیس اور
موزون تھا۔ وہ گھر میں ہی کپڑے بنا لیتے تھے۔ مگر کھانے کی طرح کپڑے بھی
سادے ہی ہوتے تھے۔ اکثر کوہستانی بھیڑ کھانے کے واسطے ذبح کی

کی جاتی تھی۔ اور سال کے اختتام کے قریب سرما کے واسطے ایک گائے ذبح کر کے نمک لگا کر رکھی جاتی تھی۔ اُس کے چمڑے کو رنگ کر کے تمام گھر والوں کی جوتیاں تیار ہوتی تھیں۔ اِن ڈھب اور دیگر ذرائع سے معزز پادری اپنے کنبہ کو پالتا تھا۔ اور وہ نہ صرف ان کے واسطے ضروریات زندگی بہم پہونچاتا تھا۔ بلکہ وہ اُن کو سوسائٹی میں ترقی کرنے اور اعلےٰ تعلیم پانے کے ذرائع مہیا کرتا تھا"

بعض لوگوں نے دنیا میں ترقی کرنے اور سوسائٹی میں جاہ و منصب حاصل کرنے کے لئے خوشیوں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھی اور محنت سے زندگی بسر کرتے رہے ہیں انہوں نے اعلےٰ مقاصد کی تکمیل کے لئے تواضع اور کفایت شعاری اختیار کی ہے۔ جب تک اُن کے واسطے دماغی محنت سے ذریعہ معاش کی صورت نہ بنی وہ دستی محنت سے گذارہ کرتے رہے۔ ممکن ہے کہ بعض یہ کہیں کہ دنیا میں ترقی کرنا ذات کی پابندی کے برخلاف ہے کہ جو پیشہ ایک دفعہ اختیار کر لیا ہمیشہ وہی کرنا چاہیئے۔ جو جوتیاں گانٹھتا ہو وہ تمام عمر جوتیاں ہی گانٹھتا رہے اور دنیا میں کمینہ اور رذیل آدمی ہی ترقی کرتے ہیں مگر اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک عمدہ انتظام قائم نہ ہو افراد کی ذاتی سعی اور کوشش سے ہی علم و ہنر اور دنیا میں مستقل ترقی ہو سکتی ہے۔

گیٹی کا قول ہے "مجھے اس بات سے کچھ سروکار نہیں کہ دیانتدار آدمی کون سے حلقہ میں کام کرتا ہے بشرطیکہ وہ یہ جانتا ہو کہ میری ذمہ داری کیا ہے۔ اور مجھے فرض کس طرح ادا کرنا چاہیئے"۔ اور پھر ایک موقعہ پر کہتا ہے ایک باحیا اور مستعد ارادہ والا آدمی اپنے واسطے راستہ صاف کر سکتا ہے اور ہر طرح کی سوسائٹی میں اپنی مستعدی سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

وہ سوال کرتا ہے "ہمارے واسطے بہترین گورنمنٹ کون سی ہے" اور پھر خود ہی اُس کا جواب دیتا ہے "جو ہم کو خود حکومتی کرنا سکھاوے" اُس کی رائے میں ہمارے واسطے فردی آزادی اور خود تربیتی ضروری ہے۔ اس کا قول ہے "کہ ہر ایک شخص کو اپنی جگہ پر مناسب کام کرنا چاہیئے اور دنیا کے دوسرے دھندوں کا کچھ فکر نہ کرنا چاہیئے"

بہرکیف دنیا میں علمی یا تمدنی ترقی ہوئی ہے وہ اس خیال سے نہیں ہوئی کہ سب انسان مل کر زندگی بسر کریں اور مل کر ہی کھائیں پیئیں بلکہ فردی کوششوں سے ہوئی ہے افراد کے قوت ارادہ اور فیصلہ سے ہی دنیا میں صنعتی۔ علمی اور تمدن و تہذیب کی ترقی ہوئی ہے

افراد بخوشی ایثار کرتے ہیں مگر جو سوسائٹیاں مشترکہ اصول پر رہتی ہیں وہ اپنی ضروریات میں خود ایثاری نہیں کر سکتیں۔ عوام بہت خودغرض ہوتے ہیں اور اُن کو ہر وقت یہ اندیشہ رہتا ہے کہ اگر ہم خود ایثاری کریں تو لوگ آئندہ کو فائدہ اٹھانے کے واسطے تیار رہیں گے۔ پس اس لیے دنیا کے بعض شریف اور صاحب عزم افراد سے ہی دنیا کی ترقی اور خود اُن کی رفعت کی توقع ہو سکتی ہے اُن کے قول و فعل کی یاد سے دوسروں کو تحریک ہوتی ہے۔ اس سے آدمی کی کم ہمت چست ہو جاتی ہے۔ اس کے ارادہ کو تقویت اور آئندہ کوشش کرنیکا حوصلہ ہو جاتا ہے

جب لارڈ ایل کو ایسٹ بودین کے کان کنوں کے سامنے تقریر کر رہا تھا۔ اُس نے بعض ایسے آدمیوں کے نام بتائے۔ جنہوں نے کوئلہ کی کان میں ادنےٰ محنت کر کے ترقی کی تھی سب سے اول اُس نے مسٹر میکڈونلڈ شاخود کے ممبر کا حوالہ دیا اُس نے کہا "مسٹر میکڈونلڈ نے ساتھ تیری واقفیت کا آغاز

یہاں ہوا ایک شخص نے مجھکو کہا کہ ڈاورہم آف لامنٹن کے برآمدے میں ایک کان کن
آپکا منتظر ہے۔ میں باہر گیا اور مسٹر کیڈوولڈ سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے مجھے اِس
ضلع کے باشندوں کی دعوتی دیکر کہا کہ آپ اسے پیش کر دیجئے۔ میں اُس سے
گفتگو کرنے لگا۔ اور اُس کے نام درخواست کا میرے دل پر بہت سا اثر ہوا۔ اُس نے
بیان کیا کہ اوائل زندگی میں نیارک شائر کی کان میں کوئلہ کھودتا تھا۔ نوجوانی
میں موسم گرما میں کچھ روپیہ پیس انداز کر لیتا تھا۔ اور موسم سرما میں گلاسگو
یونیورسٹی میں وہی روپیہ صرف کرتا تھا۔ اور میرے میں جو کتابی علم یا تحریر
کی قوت ہو وہ یہیں سے حاصل ہوئی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ مثال سکاٹلنڈ کے
کان کنوں کے واسطے موجب فخر و عزت ہے اسی قسم کی ایک اور مثال ڈاکٹر
ہاگ کی ہے جو اسی کاونٹی میں کوئلہ نکالا کرتا تھا۔ وہ صبح کو کام کرتا تھا اور
سہ پہر کو مدرسہ جاتا تھا۔ پھر وہ چار سال تک یونیورسٹی میں اور دو سال تک
دینیات کے بڑے مدرسہ میں حاضر ہوتا رہا۔ بعد ازاں جب اُس کی صحت میں
فرق آگیا تو وہ سیر و سیاحت کے واسطے چلا گیا۔ اور اب بلائی مصر میں
مشنری ہے یا مسٹر ایبٹ جس کو اب سر چارج کا خطاب مل گیا ہے۔ کی
مثال لو۔ وہ شمالی ڈرہم کی طرف سے پارلیمنٹ کا ممبر ہے اور وہ کان
کنوں کے متعلق سچی پیش کر سکتا ہے کیونکہ اُس کو ان کے کام کا عملی
طور پر تجربہ ہے وہ کان میں کوئلہ کھودا کرتا تھا۔ اور وہ ترقی کرتے کرتے
ایسا صاحب اقبال ہو گیا۔ کہ اُس نے ہزارہا آدمی نوکر رکھ لیے۔ اُس نے
نہایت ادنے حیثیت سے بیشمار دولت اور جاہ و منصب حاصل کر لیے ہیں
اور صاحبوں سے ہر ایک شخص کوشش کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ کفایت شعاری
اور محنت کرے گا

لارڈ ایلیکوٹ ڈاکٹر ہٹن عالم طبقات الارض کی مثال بھی کر سکتا تھا۔ جو اسے علے نکی اور ایک کوئلہ دیکھنے والے کا بیٹا تھا۔ ڈاکٹر لکڑی پر کندہ کاری کرنے والا بھی ایک کوئلہ نکالنے والے کا بیٹا تھا۔ ڈاکٹر کیمپ بل بھی ایک کان کن کا بیٹا تھا۔ وہ سفارت اور بولنگسٹو کا بیش خیمہ تھا۔ اُس نے اوّل ہی اوّل جنوبی افریقہ میں قدم نیچ وانڈ میں سیر و سیاحت کی اور بعد ازاں ولیرہ باچ گئے۔ ایلین رم سے شاعر بھی ایک کان کن کا بیٹا تھا +

جارج سٹیفنسن کوئلہ کی کان کے دہانہ پر کام کرتے کرتے اعلے درجہ کا انجینیر ہوگیا تھا۔ اس نے اپنی زندگی کی ابتدا محنت سے کی تھی۔ اور جب اس نے تھوڑا سا روپیہ پس انداز کرلیا۔ اُس نے اُس کو تھوڑا سا علم حاصل کرنے پر صرف کیا۔ جب اُس کی ہفتہ وار اجرت ہشلنگ تک بڑھا دی گئی تو اُس کو نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ اُس نے اس موقعہ پر صاف صاف طور پر کہہ دیا میں عمر بھر کے واسطے آدمی بن گیا ہوں۔ وہ نہ صرف اپنی کمائی پر گذارہ کرتا تھا۔ بلکہ وہ اپنے غریب والدین کی مدد کرتا تھا۔ اور اپنی تعلیم کا خرچ ادا کرتا تھا۔ جب اُس کو مہارت حاصل ہوگئی۔ اور اُس کی اجرت ایک پونڈ ہفتہ وار ہوگئی۔ تو وہ فوراً دوراندیش اور اقتصاد پسند شخص کی طرح روپیہ پس انداز کرنے لگا۔ اور جب اس نے ایک گنی بچا لی۔ اُس نے اپنے ایک ہمراہی کو فخریہ کہا۔ میں اب مالدار ہو گیا ہوں +

اور اس کا یہ قول بالکل درست ہے کیونکہ جس شخص کے پاس ضروریات پورا کرنے کے بعد کچھ پیسے پس انداز ہو جائے۔ وہ غریب نہیں ہے۔ اس روز سے سٹیفنسن نے پیچھے قدم نہ ہٹایا۔ بلکہ وہ اسی طرح ترقی کرتا گیا۔ جس طرح آفتاب طلوع ہونیکے بعد روز بروز اونچا بڑھتا جاتا ہے ایک بہت تجربہ کار آدمی نے بیان

کیا ہے مجھے کام کرنے والے آدمیوں میں کوئی نظیر ایسی معلوم نہیں جس نے اپنی قلیل آمدنی میں سے ایک پونڈ جمع کر لیا ہو۔ اور پھر آخرکار وہ افلاس کے ہاتھوں لاچار ہو کر گداگری کرنے پر مجبور ہوا ہو۔

جب سٹیفنسن نے اپنا پہلا دخانی انجن بنانے کی تجویز کی اُس کے پاس اتنا روپیہ نہ تھا۔ کہ اُس کی لاگت ادا کر سکتا۔ مگر محنتی زندگی کے دوران میں اُس کی سلامت روی کا سکہ بیٹھ گیا تھا۔ اُس پر بھروسہ کیا گیا۔ اور اُس نے اعتماد کو وفاداری سے نباہا وہ ایسا شخص تھا۔ جو اپنی بات کا پاس کرتا تھا۔ بنابریں جب ارل ریونس ورتھ کو معلوم ہوا کہ سٹیفنسن دخانی انجن کو بنانا چاہتا ہے اُس نے فی الفور اُس کو اس قدر روپیہ مہیا کر دیا۔ کہ وہ اپنی خواہش کو معرض عمل میں لا سکے۔

اسی طرح واٹ نے جن دنوں اپنا کنڈنسنگ دخانی انجن ایجاد کیا وہ ریاضی کے آلات بناتا اور فروخت کرتا تھا۔ اور اُن کی آمدنی پر گذارہ کرتا تھا وہ بنسریاں۔ باجے۔ پرکار۔ غرض ہر ایک چیز جس سے اُس کی ذریعہ معاش کی صورت نکل آئے بناتا رہا۔ تاوقتیکہ اس کی ایجاد مکمل ہو جائے۔ ساتھ ہی وہ اپنی تعلیم کو مکمل کرتا رہا۔ وہ فرانسیسی جرمن ریاضی اور علم طبعی کے سیکھتا تھا۔ وہ اسی طرح کئی سالوں تک محنت کرتا رہا۔ اور اپنے دخانی انجن کو ترقی دینے اور اپنے مربی میتھیو بولٹن کو دریافت کرنے کے زمانہ تک اُس نے اپنی کوشش سے علم طبعی اور دستکاری میں کمال پیدا کر لیا تھا۔

یہ بڑے بڑے کام کرنے والے روٹی کی خاطر اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو عار نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ دماغی اور دستی دونوں طرح کے کام کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔ وہ اپنے ہاتھوں سے محنت کرتے رہے اور اپنی ایجادات

میں مصروف رہے۔ اُنکی تکمیں سے دنیا کو اس قدر فائدہ ہوا ہے۔ ہیوملر کی زندگی
سے پایا جاتا ہے کہ اس میں عملی مادہ بھی موجود تھی۔ جو زندگی کے کاروبار میں بہت
مفید ہوتی اور جس کی وہ دوسروں کو زبردست سفارش کیا کرتا تھا۔ جب اُس نے
تعلیم تکمیلی شروع کی اور اُس کو اپنی تحریری طاقتوں کا احساس ہو گیا وہ پتھر
کاٹنے والے کا کام بھی محنت سے کرتا رہا۔

ہوریس ملا پول نے کہا ہے کہ ملک کیمرون نے جب شینسٹن نے شاعری کی سرپرستی
اختیار کی تو اُس کی وجہ سے بیس آدمیوں کی زندگی غارت ہو گئی۔ کیونکہ وہ سب کے
سب شاعر بننا چاہتے تھے۔ مگر ہیوملر کی ابتدائی کامیابی پر یہ قول صادق نہیں
آتا۔ ہیں کا قول ہے کہ جو شخص محنت و مشقت بھی کرتا ہو اور اُس میں تحریر و تصنیف
کا بھی میلان ہو اگر وہ یہ خیال کرے کہ مجھے اپنا موجودہ ادنے پیشہ ترک کرنا
چاہیئے تو یہ اُس کی سخت غلطی ہے جو اُس کے واسطے نہایت مضر ہو گی۔ مگر یہ غلطی
جتنی مضر ہے۔ ویسی ہی عام بھی ہے۔ میں نے چند خستہ حال غریب صناع دیکھے
ہیں جو شاعری کا دعوے کرتے ہیں اور کسی شغل کو جس کی کمائی سے وہ آزادانہ
زندگی بسر کرتے تھے۔ حقیر سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اُن کی حالت گداگروں سے
کچھ ہی بہتر تھی۔ وہ کام کرنے سے تو شرم کرتے تھے۔ مگر ان کو روٹی مانگنے سے
شرم نہ آتی تھی۔ میں نے اُن کی حالت سے عبرت حاصل کی اور مصمم فیصلہ کر لیا۔
کہ میں اِن کی غلطی سے اجتناب کرونگا۔ اور با دیانت پیشہ کو کبھی ذلیل خیال
نہ کرونگا۔ اور نہ ہی ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے بیٹھے کو فخر سمجھونگا۔

سالہا سال جس شخص کو یہ خیال تھا کہ میں عمدہ کام کر سکتا ہوں اور مطالعہ
اور محنت سے میری عمدہ صفات ظاہر ہو جائینگی۔ وہ بھی اس کام کے چھوڑنے
میں اور اپنے قواے کو ذہنی دماغی ترقی میں صرف کرنے میں حق بجانب ہوا اور

امر حیرت انگیز ہے کہ احتیاط کفایت شعاری۔ کتب بینی اور مستقل محنت سے اپنے مخصوص
کو کس قدر امداد ملتی ہے ؎

مصنف کے لڑکپن کے زمانہ میں تین شخص ایک زراعتی آلات بنانیوالے
کی دکان میں کام کرتے تھے۔ وہ چوبی اور آہنی کام بناتے تھے۔ نیز گاڑیاں ہل
اور طرح طرح کی کلیں بناتے تھے۔ اُن کے دل میں یہ خیال آیا۔ ہم گاڑیوں
اور ایسی طرح سے دوسری چیزیں بنانے کی نسبت بہتر کام کرسکتے ہیں وہ دستی
محنت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ مگر اُن کی یہ خواہش تھی۔ کہ اُس کو
بہتر اشغال کا ذریعہ گردانا جائے۔ اس وقت اُن کی آمدنی ۱۰ سے ۱۲ شلنگ ہفتہ
وار سے زیادہ نہ تھی ؎

دونوں جوان ایک ہی بنچ پر کام کرتے تھے۔ انہوں نے اس قدر نقد
پس انداز کرلیا۔ جو موسم سرما میں کالج میں تعلیم پانے کے واسطے کافی تھا۔ ہر
ایک سیشن کے اخیر پر وہ پھر دستی محنت کرنے لگتے تھے اور موسم گرما میں اتنی اُجرت
کما لیتے تھے کہ موسم سرما میں اپنی جماعتوں میں حاضر ہو سکتے۔ تیسرے نے یہ طریقہ
اختیار نہ کیا۔ وہ دستکاری کے مدرسے میں جو شہر میں ابھی ابھی کھلا تھا داخل
ہوگیا۔ وہ لکچر سنتا اور کتب خانہ کی کتابیں پڑھتا رہا۔ اُس نے کیمسٹری جبر مقابل
اور نیچرل فلسفہ یعنی علم موجودات کے اصول سیکھ لیے وہ سرگرمی سے محنت اور
عرق ریزی سے مطالعہ کرتا رہا۔ اور صاحب کمال ہوگیا ؎

یہ ضروری نہیں ہے کہ اُن کی تاریخ بیان کی جائے۔ مگر آخر یہ ہوا کہ پہلے
دو میں سے ایک کسی بڑے پبلک سکول کا مدرس اور مالک ہوگیا۔ دوسرا پادری
ہوکر وعظ کرنے لگا۔ اور تیسرے نے اس قدر عرق ریزی اور جوانمردی سے
محنت کی کہ وہ دنیا میں سب سے بڑے دخانی جہازوں کے کارخانہ کا بڑا انجنیر

اور بیٹنجر ہوگیا ؏

گو صنعتکاری کے مدرسے قدیم الایام سے چلے آتے ہیں۔ مگر محنتی لوگوں نے اُن
کی امداد کبھی نہیں کی۔ وہ اکثر کلا خانہ پر مفتون ہوتے ہیں ،، وہیں کے ہو رہتے
ہیں تاہم صنعتی کارخانے گو یارک شائر اور لینکا شائر کے جنوب کی طرف اُن کا کوئی
نام تک بھی نہیں جانتا۔ بہت کچھ مفید ہیں۔ جن لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھانا
چاہا ہے انہوں نے وہاں سے عمدہ صنعتی تعلیم پائی ہے اور بہت سے لوگوں کو
سوسائٹی میں اُن کے طفیل ہی رسوخ داشتہ حاصل ہوگیا ہے۔ ایک ممتاز آدمی [illegible]
کہ ایک صنعتی مکتب نے مجھکو بچا دیا۔ اگر میں وہاں جاکر ہیئت کا علم حاصل نہ کرتا۔ تو میری
بالکل مختلف حالت ہوتی۔ الغرض میں پہلے لائسنس لیکر خود دو نوش [illegible]
کرتا تھا۔ اور صنعتی مکتب کی طفیل میں دنیاوی عزو جاہ حاصل کرلیا ؏

ہم نے ایسے لوگوں کی عمدہ مثالیں پیش کی ہیں۔ جو معمولی* پیشہ کرنے کے
بعد اعلیٰ کام کرنے لگے۔ چنانچہ ہرشل علم ہیئت کی دریافتوں کے زمانہ میں سرود
سے ذریعہ معاش پیدا کرتا تھا۔ جب وہ ہاتھ میں ایک باجہ بجایا کرتا تھا اور
رقص کرنے والے کمرے کے گرد آوارہ پھرا کرتے تھے۔ وہ باہر جاکر اپنی دوربینا
کے ذریعہ آسمانوں کو دیکھنے لگتا تھا۔ اور جب چاپ پھر باجہ بجانے چلا آتا تھا
جس زمانہ میں وہ سرود کی کمائی پر گذارہ کرتا تھا۔ اُس نے جیو رسیم سائڈس دریافت
کیا جب رائل سوسائٹی نے اُس کی دریافت کو معلوم کرلیا۔ تو باجہ بجانے والا ایک
مشہور ہوگیا ؏

تھوڑے سے مدت تک چھاپہ کا کام کرتا رہا وہ سخت محنتی کفایت شعار
باسلیقہ اور بہت وقت بچانے والا تھا۔ وہ لوگوں میں اپنی نیک نامی قائم
رکھتا اور اجرت کمانے کے واسطے بھی کام کرتا تھا۔ جب یہ معلوم ہوا کہ وہ معتبر

* معمولی حیثیت سے ترقی کرتے کرتے اعلیٰ مدارج تک پہونچ گئے اور شروع میں کوئی معمولی

آدمی ہے تو اُس کو بہت سی آمدنی ہونے لگی۔ اور وہ صاحب اقبال بن گیا۔ آخر اُس کو ایک بڑا مدبر اور اپنے زمانہ کا نہایت عالم تسلیم کیا گیا۔

زبوسن منجم تصویروں پر نقش بھرتا تھا۔ تاوقتیکہ بطور عالم کے اس کی لیاقت تسلیم ہو گئی۔ جان ڈولنڈ سپٹل فیلڈس میں ریشم بنا کرتا تھا۔ مطالعہ کے زمانہ میں اُس نے ایک خاص قسم کی دوربین میں کئی اصلاحیں کیں۔ جس کو ایفرک ٹنگ دوربین کہتا ہے اور ایکرومیٹک دوربین ایجاد کی جس سے اپنے زمانہ کے فلاسفروں میں اُس کو اعلےٰ درجہ حاصل ہو گیا۔ مگر اپنی زندگی کے زیادہ تر حصہ میں وہ تحقیقات بھی کرتا رہا۔ مگر تقریباً ۴۰ سال تک اپنا اصلی پیشہ کرتا رہا آخرش وہ بالکل دوربین سازی کا کام ہی کرنے لگ گیا۔ اور پھر اس نے ریشم بافی کا پیشہ چھوڑ دیا۔

ذنگل مین جس کو قدیم یادگاروں اور فنون نفیسہ میں کامل دستگاہ تھی۔ ایک کفش دوز کا بیٹا تھا۔ اس کا باپ اس کو عالمانہ تعلیم دلانے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر آخر وہ بیمار اور فرسودہ ہو کر ایک ہسپتال میں چلا گیا۔ ذنگل مین اور اُس کا باپ رات کے وقت بازاروں میں گایا کرتے تھے۔ تاکہ لڑکے کے واسطے مدرسہ کی فیس ادا کرنے کے واسطے کچھ روپیہ بن جائے۔ نوجوان ونگل مین سخت محنت کر کے اپنے باپ کی امداد کے واسطے کچھ روپیہ کماتا تھا۔ اور بعدازاں وہ لڑکوں کو تعلیم دیکر کالج میں پڑھتا رہا۔ اور بعدازاں جو اُس نے استحقاق پیدا کیا۔ وہ ہر ایک کو معلوم ہے۔

سیموئیل رچرڈسن ناول بھی لکھتا تھا۔ اور کتب فروش بھی تھا۔ دوکان کے مشاغل میں تو وہ کتابیں فروخت کرتا تھا۔ اور خالی حصہ میں بیٹھ کر تصنیف کرتا تھا۔ وہ تصنیف و تالیف کو بطور پیشہ کے اس واسطے اختیار نہ

کرتا تھا ۔ کہ اُس کو اپنی آزادی سے محبت تھی ۔ اُس نے اپنے دوست ڈیی وال سے کہا" تم جانتے ہو کہ میں اپنے کاروبار میں منہمک رہتا ہوں اور میں فرصت کے وقت میں تصنیف کے سلسلہ کو شروع رکھتا ہوں مگر اپنے کام سے غفلت نہیں کرتا تاکہ میں اپنی آزادی کو قائم رکھ سکوں جو میری زندگی کی آسایش ہے ۔ میں نے کسی شخص کو اپنا مربی بنانا نہیں چاہا ۔ میں اپنی محنت اور مشیت ایزدی پر توکل کرتا ہوں ۔ بڑے لوگ جب تک نیک نہ ہوں ۔ میں اُن کو بڑا خیال نہیں کرتا ۔ اور میانہ درجہ کے آدمی اگر اپنی آزادی کو قائم رکھیں ۔ تو اُن کو وہ حقوق حاصل ہوتے ہیں ۔ جو اعلےٰ درجہ کے لوگوں کو بھی نہیں مل سکتے اور وہ کبھی کبھی دنیا کے سامنے اپنی آرا ظاہر کرتے ہیں اور اس کے اصلاح کی تجاویز بتا دیتے ہیں "

شونی ڈاکٹر اونتھ گرگیری ڈیپٹ فورڈ کے صنعتی مدرسہ میں اُس کی پہلی سالگرہ کے موقعہ پر ایک فاضلانہ تقریر کر رہا تھا ۔ اس نے بیان کیا کہ بہت سے لوگ جو مفلس اور نادار تھے ۔ (بعض کو میں نے بھی امداد دی ہے) مستعدی محنت اور خود اختیاری کے ذریعہ انہوں نے تحصیل علم میں بڑی بڑی باتیں حاصل کیں چنانچہ ایک مزدور نے یونانی زبان میں کامل دستگاہ پیدا کی ایک سازندہ نواز اور ایک معمولی سپاہی جو انگلستان کی ایک قاعدہ رجمنٹ میں تھے اپنی سعی سے ریاضی دان ہو گئے ۔ ان میں سے ایک کا اسپاٹ ہسٹار ہو گیا ۔ اور دوسرا علم موجودات پر لکچر دینے لگا ۔ ایک مین کے کام کرنے والے نے مکعب مساواتوں کے حل قواعد ایجاد کئے ۔ ایک گورکن سرود کی تعلیم دینے لگا ۔ اور اس کو علم سرود کا یہاں تک شوق ہو گیا ۔ کہ اس نے میخواری کی عادت ترک کر دی ۔ اور اس طرح زندگی بسر کرنے لگا کہ بطور خانہ

اور باپ کے اس کی زندگی قابل تقلید ہے ڈاکٹر گریگوری کا ایک نامہ نگار کوئلہ کا
کان کن تھا۔ وہ اعلیٰ ریاضی پر عمدہ مضمون لکھ سکتا تھا۔ اس کا ایک اور نامہ نگار
مزدور اور محنتی تھا۔ اُس خاص ریاضی کے اس نصاب میں جو کیمبرج ڈبلن اور
خوبی کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے کامل دستگاہ۔ ایک درزی کو علم ہندسہ اور اقلیدس
میں عمدہ مہارت تھی۔ اُس نے وہ مخفی خط معلوم کئے۔ جنکا نیوٹن کو بھی خیال نہ
آیا تھا۔ اور اور وہ سات سال کی عمر تک محنت اور کفایت سے اپنا ہی پیشہ کرتا رہا۔
جب اپنے علمی دوستوں کی سفارش سے وہ ٹرینٹی ہاؤس ناٹیکل اگزیمینر
تعینات ہوا۔ لنکاشائر میں ایک لڑکا ہل چلایا کرتا تھا۔ اس
نے کسی آدمی یا کتاب کی مدد کے بغیر زمین کی گردش کروی ہیئت کے اصول اور
سیاروں کی وہ تقویم دریافت کی جو ٹائیکونک کے مشابہ ہے ایک دیہاتی کفش دوز
نے برطانیہ کلاں میں بیٹھے ٹرک میں ر نہایت امتیاز پیدا کیا
اور اپنی لیاقت اور قابلیت کے زور سے وہ گرانڈرج [illegible] چلا آیا۔ اور وہاں بعض
نہایت مفید مضامین لکھنے اور علم اشاعت کرنے لگا۔ اور بنی نوع انسان کو
بہت فائدہ پہنچاتا رہا۔

علوم وفنون کے طلبا کو کبھی طرح سے خود اختیاری کرنی پڑی ہے کوئنٹن
میٹسس ایک مصور کی بیٹی پر عاشق ہو گیا۔ اور اُس کے ساتھ شادی کرنیکا مصمم
فیصلہ کر لیا گو وہ آہن گر اور نعل بندی تھا۔ اس نے مصوری کا اس قدر
مستعدی سے مطالعہ شروع کیا۔ کہ اُس نے کمال شہرت پیدا کر لی اور اُس
کی معشوقہ شیریں ادا نے بحالیکہ آہن گری کی حالت میں اُس کی درخواست
کو مسترد کر دیا تھا۔ بہ حیثیت ایک مصور کے قبول کیا۔ فلاکس مین نے مصوری میں
امتیاز کرنے سے پیشتر شادی کی وہ محض ایک ہوشیار اور ہونہار شاگرد تھا

جب سرجوشا اینلڈس نے اُس کی شادی کا حال سُنا تو وہ پکار کر کہنے لگا۔ وہ مصوری میں نام وری پیدا نہ کر سکیگا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ جب فلاکس مین کی بیوی نے یہ قول سُنا وہ کہنے لگی "ہم کو چاہئیے کہ کام اور کفایت شعاری کریں۔ ہیں لوگوں کی زبان سے یہ سننا نہیں چاہتی کہ ابن ڈین ہم نے جان فلاکس مین کو مصوری میں نامور نہ ہونے دیا"۔ چنانچہ وہ کفایت شعاری کرنے لگے۔ روپیہ کمانے کی خاطر فلاکس مین مقامی ٹیکس جمع کرنے لگا۔ اور مصوری محنت اور طرح طرح کے کام کرکے میاں بیوی ۵ سال کے بعد کچھ روپیہ جمع کرکے روما کو سیر کرنے گئے۔ وہاں فلاکس مین مطالع اور کام کرتا رہا اور فن مصوری اور سنگ تراشی میں اتنی دستگاہ پیدا کرلی کہ وہ اعلےٰ درجہ کا انگریز سنگ تراش مشہور ہوگیا۔

کثیر التعداد مصور مفلس تھے۔ اگر وہ کسی دولتمند کے گھر میں پیدا ہوتے تو غالباً وہ مصور نہ ہوتے انہوں نے کام کرتے کرتے بتدریج جاہ و منصب حاصل کیا۔ اور مشکلات کو مغلوب کرکے انہوں نے ثروت پیدا کرلی۔ ہوگارتھ اوایل زندگی میں دوکانداروں کے بل کندہ کیا کرتا تھا۔ ولیم شارک دروازوں کے تختوں پر کندہ کاری کرتا تھا۔ ہاسی سنگ تراش اور تمغہ ساز اوایل عمر پتھر کاٹتا تھا۔ اس کو اتفاقاً تصاویر کا ایک مجموعہ نظر آیا۔ اور اُس کے دل میں مصوری کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اور وہ ایک اکیڈمی میں ڈرائنگ کے اصول سیکھنے کے واسطے داخل ہوگیا۔ وہ اپنا پہلا پیشہ ہی کرتا رہا۔ تاوقتیکہ وہ اپنے نئے پیشہ سے ذریعہ معاش پیدا کرنے لگا۔ اس نے اپنی محنت کو اپنے زیادہ نفیس اور اعلےٰ پیشہ میں مہارت پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا۔ جان دری سکنہ شفیلڈ وقت اور روپیہ دونوں میں کفایت شعاری

مد نظر رکھتا تھا۔ اُس نے کندہ کاری اور طبع سازی کی آمدنی سے ۵۰ پونڈ پس انداز کئے۔ اپنے اُستاد کا قرض ادا کر کے تمسکوں کو پھاڑ دیا۔ پھر وہ لنڈن میں چلا آیا۔ اور وہاں ایک کندہ کار کی ملازمت اختیار کی۔ اُس نے تصاویر اور نمونوں کی پشتوں پر (بالائی سطح کا سمجھو) رنگ پھیرنا شروع کیا۔ اور آخر محنت کرتے کرتے وہ اول درجہ کا سنگ تراش ہو گیا ۔

کانوا اپنے باپ اور دادا کی طرح پتھر کا کام کرتے تھے۔ اور پتھر کاٹتے کاٹتے اُس نے سنگ تراشی میں کمال پیدا کر لیا۔ معدن سنگ کو چھوڑ کر وہ وینس چلا گیا۔ اور ایک مصور کی ملازمت اختیار کی جس سے اُس کو بہت کم معاوضہ ملتا تھا۔ اس کا قول ہے کہ میں محض روٹی کی خاطر محنت کرتا تھا لیکن یہی میرے واسطے کافی تھی کیونکہ یہ میرے عزم کا ثمر تھی۔ اور جیسا کہ اس وقت میں یہ تجربہ عیاں کرتا تھا۔ یہ زیادہ معزز پیشہ قیمتی تھی۔ کیونکہ مجھکو دولت کا نشان و گمان نہ تھا۔" اس نے ڈرائنگ اور نمونے بنانے میں اپنے مطالعہ کو جاری رکھا اور ساتھ ساتھ پیشہ نظم۔ تاریخ قدیم اشیاء کے علم اور یونانی اور رومی اساتذہ کی کتابیں پڑھتا رہا۔ اُسکی قابلیت بہت دیر کے تسلیم ہوئی۔ اور نتیجہ وہ یکایک مشہور ہو گیا ۔

انگریز سنگ تراش بیقا خود ایثاری اور سخت محنت کی ایک اور مثال ہے۔ لڑکپن میں اُس کو ڈرائنگ کا شوق تھا۔ سکول کے زمانہ میں وہ گھوڑوں کتوں۔ گائیوں اور آدمیوں کے خاکے بنایا کرتا تھا۔ اور اُن کے معاوضہ میں پنسن لے لیتا تھا۔ جب وہ گھر جاتا تھا۔ تو اُس کے کوٹ کی آستین پر بہت سی پینسلیں ٹانکی ہوئی ہوتی تھیں وہ اور اُس کا بھائی مٹی کی تصویریں بنانے لگے پوپ کا جو مر اُس کے باپ کی کھڑکی پر پڑا ہوا تھا۔ لڑکے اُس کتاب کو دیکھکر

بہت خوش ہوئے - انہوں نے ہزارہا مٹی کی تصویریں بنائیں - ایک بھائی نے یونانیوں کی اور دوسرے نے قوم ٹراجن کے بت بنائے - گبن کی تاریخ روما میں کالیسیم کا ذکر جب گھر کے لوگ سو گئے دونوں بھائیوں نے کالیسیم کا نمونہ بنایا اور اس میں جنگجوؤں کی تصویریں بھر دیں کیونکہ رومیوں کے مذکورہ بالا تماشا گاہ میں اسیران جنگ لڑا کرتے تھے - جب لڑکوں کی عمر کچھ زیادہ ہوئی اُن کو اپنے معمولی کام پر باہر بھیجدیا جاتا تھا - وہ ہل چلانے اور کاشتکاروں کی معمولی محنت کرتے تھے - مگر فرصت کے اوقات میں وہ نمونے بناتے رہتے بڑے دنوں میں بت کے نمونوں کی مانگ بہت بڑھ گئی - ہر شخص بالخصوص پڑوس کے دہقان اس سے بڑے دنوں کے واسطے مٹھائیوں اور گوشت کے بت بنواتے تھے - بعد ازاں اُس نے کہا اس زمانہ میں میں نے بہت مشق کی ✦

آخر بیؤکاسل سے لنڈن میں مصوروں میں شریک ہونے کے واسطے چلا گیا - وہ ایک جہاز پر سوار ہو کر لنڈن پہونچ گیا - جب تک یہ جہاز دریائے ٹیمز میں کھڑا رہا وہ اسی میں سوتا تھا - جہاز والے اس سے بہانتک پیار کرنے لگے کہ اُس کو واپس جانے کی ترغیب دی - اس کا کوئی دوست کوئی مربی اور نہ ہی اُس کے پاس روپیہ تھا - جب تمام زمانہ اس کا مخالف ہو تو وہ کیا کر سکتا مگر چونکہ وہ کچھ سفر کر چکا تھا - اُس نے آگے جانے کا فیصلہ کر لیا - اُس نے ارادہ کیا کہ میں ابھی واپس نہ جاؤنگا - جب وہ جہاز والوں سے رخصت ہوا تو وہ زار زار روتے تھے - وہ لنڈن میں اکیلا تھا - اور سینٹ پال کے گرجا کے پاس کھڑا تھا ✦

پھر اُس نے یہ ارادہ کیا کہ بازار بہے میں کسی سبزی فروش کی دکان

پر ایک روی سا مکان کرایہ پر لیا۔ اور وہاں اُس نے مائی لو کا بت بنانا شروع کیا جو اوس کی سنگ تراشی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے مائی لو کا سر باہر نکالنے کے واسطے اُس نے چھت اکھیڑ دی۔ ہیڈن بھی اُس کو اسی مکان میں ملنے گیا۔ اور اس کی ذہانت کو دیکھکر خوش ہوا۔ اس کا قول ہے۔ میں نوجوان بف سنگ تراش سے پاس گیا جس نے ابھی ابھی امتیاز پیدا کیا ہے۔ اگر موجودہ زمانہ کی سنگ تراشی کے تمام حالات کو مدنظر رکھا جائے اس کا مائیلو فی الحقیقت نہایت غیر معمولی چیز ہے یطبعی ذہانت کے کارگر ہونے کا ایک اور ثبوت ہے۔ مندرجہ بالا سطور ہیڈن کے ملفوظات سے لی گئی ہیں اس وقت لیف بہت مفلس ہوگا کیونکہ بیان کیا گیا ہے کہ مائیلو کا بت بنانے کے زمانہ میں اس نے تین ماہ تک گوشت نہ کھایا اور جب ہیڈن کو میں نے اُس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالا وہ اپنے بت کی مٹی کو مرطوب رکھنے کے واسطے کپڑے پھاڑ کر دھجیاں بھگو رہا تھا۔ موسم سرما میں اس کے پاس کوئلوں کا صرف ڈیڑھ بشل تھا۔ اور وہ اس بت کے پاس گو وہ مرطوب تھا۔ بیٹھ جاتا تھا۔ اور گھٹنوں تک کانپتا ہوا سو جاتا۔ مگر اس بت سے اُس کو شہرت دوام حاصل ہوگئی ؎

چانٹری نے ایک دفعہ ہیڈن کو لکھا "جب میں کافی روپیہ کما لونگا تو میں اعلےٰ مصوری میں مشغول ہو جاؤنگا" مگر چانٹری ہمیشہ سے سر بت بنانے میں مشغول رہتا تھا۔ اُن کی اس کو معقول اجرت ملتی تھی۔ مگر وہ زر کمانے ہی میں مصروف رہتا تھا۔ جب ہائی ٹن میں ہیڈن کی چانٹری سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو اُس نے کہا "کہ دیہات کا ایک نوجوان جو لندن میں آیا ہوا ہے اور وہ ان باتوں کو عملی طور پر کر رہا ہے۔ جن سے تم کو خواب آتے تھے" ؎

مابیلو کا بت نمایش گاہ میں رکھا گیا۔ تو اُس کو سب نے پسند کیا ڈیوک
آف ولنگٹن بھی اُس کو دیکھنے گیا اور ایک بت کی فرمائش کی مسٹر تھیوڈر اینٹ
رڈنے کو نوجوان ییف کی ذہانت سے بہت حیرت ہوئی۔ اور اُس کو اپنی سرپرستی
میں لے لیا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ یونانیوں نے طرح طرح کے دیوتاؤں کی تصویریں
بنائی ہیں مجھکو کوئی اور راستہ نکالنا چاہیئے۔ بہتر ہے کہ بڑے بڑے انگریز شاعروں
کی نظموں میں جن لوگوں کے قصے ہیں اُن کی تصویریں بنائی جائیں۔ مگر اس میں
یہ بھی مشکل درپیش تھی۔ کہ ایک تصویر کی داستان اس کے صرف ایک طرز
میں دکھائی پڑتی ہے یہ خیال بجلی کی طرح اس کے دل میں سما گیا۔ اس نے کہا
سچا مصور وہ جس کے پاؤں زمین پر مضبوط جمے ہوئے ہوں اور اپنی موقلم کے
ساتھ آسمان کا مرقع اتار دے " اس سے میری مراد یہ ہے جسم کے ساتھ
روح کو خیال واقعی سے آسمان کو زمین سے ملا دیا جائے۔

مسٹر ییف کو بطور سنگ تراشی کے جو کامیابی ہوئی اُس کا بیان کرنا ضروری
نہیں۔ اس کا بت "نوحہ کرنے والے" دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اُس نے شکسپیئر
اور ملٹن کی نظموں میں جن لوگوں کی داستانیں ہیں۔ اُن کی تصویریں بنا ئیں
اس کا بت ٹک ٹیلیمان اور بڑے بڑے بت جابجا مشہور ہیں اور بہت سا ذکی
ذہانت کی ہر شخص تعریف کر سکتا ہے۔ مائی لوکائینہ ۱۸۶۲ء میں برنج ڈھال کر
بنایا گیا۔ اور اسی سال کے مابین الاقوام نمائش میں رکھا گیا۔

ارل ڈربے نے لیور پول کالج کے کامیاب طلبار کو انعام تقسیم کرتے
ہوئے حسب ذیل تقریر کی۔

تمام زمانوں اور ملکوں میں کثیر التعداد لوگوں کو کھانے سے پیشتر کام
کرنا پڑتا ہے۔ انگلستان میں وہ لوگ بھی جن کو کسی طرح کی ضرورت نہیں ہوتا

مثال رواج شا ئد اپنے مناسب کوئی کام کرنے کے خیال سے کبھی نہ کسی طرح کا مشغلہ اختیار کر لیتے ۔جس میں مستعد اور چست رہنا پڑے بہرکیف یہ ایک یقینی امر ہے کہ سوسائٹی کے ہر ایک ممبر کو اس چیز کے معاوضہ میں جو اُس کو سوسائٹی سے ملتی ہے ۔کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے یہ ایک ایسا صریح اور ذاتی فرض ہے کہ اس سے کوئی انسان سبکدوش نہیں ہو سکتا خواہ وہ دماغی ترقی میں مشغول ہو ۔خواہ مالدار ہو ۔گو جسمانی اور دماغی لحاظ سے جس میں ناقابلیت پیدا ہو گئی ہو وہ اس سے معزول ہے گو بعض لوگ میری اس رائے سے اختلاف کرینگے مگر پھر بھی میں اس کا اظہار مناسب سمجھتا ہوں ۔فی زمانناً عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہم محض کمانے کی کلیں ہیں یعنے جس طرح کل ہمیشہ چلتی رہتی ہے اس طرح ہم کو کماتے رہنا چاہیئے ۔اُن کو یہ خیال نہیں رہتا کہ ہر ایک آدمی میں بعض قوائف ہیں جنکو صرف کسی کام پر نہیں لگا سکتے ۔اور بعض ایسی ضروریات ہیں جو محض کمانے سے پوری نہیں ہو سکتیں ۔جب تم ہمہ تن کام میں مصروف ہو میں اُس کے خلاف کوئی اعتراض نہ کرونگا ۔مگر میرے دوستوں میں سے ایک نہایت دانا اور ایک نہایت شائستہ آدمی پچاس سال کی عمر سے پیشتر ایک ایسے پیشہ سے کنارہ کش ہو گیا ۔جس سے اُس کو بہت آمدنی ہوتی ۔اُس نے کہا میرے پاس اب اتنا روپیہ ہو گیا ہے کہ میری یا میرے متعلقین کی ضروریات کے واسطے کافی ہے اور میں اب روپیہ کمانے پر باقی زندگی صرف کرنا نہیں چاہتا ۔بعض لوگ اس کو بہت احمق خیال کرتے تھے ۔مگر میرا یہ خیال نہ تھا ۔اور میرا خیال ہے کہ جس جنٹلمین کا میں ذکر کر رہا ہوں اُس کو اپنے فیصلہ سے کبھی ندامت نہ ہوئی۔*

* جس جنٹلمین کا لارڈ ڈربے نے ذکر کیا وہ دخانی ہتھوڑی کا موجد مسٹر نسمتھ اور چونکہ اس نے اپنی زندگی کی داستان کو شائع کرنے کی اجازت

مریدی ہے اس کا نام چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ علاوہ بریں اس کی زندگی سے ہمارے مضمون کی بہترین مثال مل سکتی ہے لڑکپن میں اس کی طبیعت ہشاش بشاش اور بدن چست و چالاک تھا۔ ایک حد تک اس کو صنعتی قوائے اپنے باپ سے بطور میراث ملے تھے۔ اس کا باپ عمدہ مصور اور کامل صناع تھا۔ اُس کی دکان میں ہی اس لڑکے نے ہزاروں کے ساتھ واقفیت حاصل کی۔ لوہے کا ایک کارخانہ دار کا بیٹا اس کا دوست تھا۔ اور وہ اس کے ساتھ لوہے کو پگھلتے ہوئے ڈھلتے ہوئے اور آہن سازی کے متعلق دیگر کاروبار کو دیکھتا تھا۔

مسٹر نیسمتھ کا قول ہے "جب میں اپنی گذشتہ زندگی پر نظر ڈالتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ سنیچر کے سہ پہر کو اس چھوٹے سے کارخانہ میں گھنٹوں تک کمال سرگرمی سے دستی کام کرتا تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ میری زندگی کی ٹھیک تو آموزی تھی۔ میں ایسی باتوں کے متعلق صرف کتابی علم پر اکتفا نہ کرنا چاہتا تھا۔ جہاں تک ہو سکتا تھا میں چیزوں کو دیکھتا ہاتھ میں لیتا اور حتے الامکان مدد کرتا تھا۔ اور ان کے متعلق تمام جزیات کے خیالات میرے دل پر نقش حجر کی طرح قایم ہو گئے۔ بلکہ ساتھ ہی میں نے کام کرنے والوں کی خصلت اور مزاج سے بھی بہت کچھ واقفیت پیدا کر لی"۔

مزدور زمانہ سے تو جوان نیسمتھ اپنے باپ کے اوزاروں کے ساتھ جو چھوٹے چھوٹے کام کرنے لگا۔ وہ چقماق کے واسطے فولاد بناتا تھا۔ اور اُس کو اپنے ہم مکتب طالب علموں کے پاس فروخت کر دیتا تھا۔ وہ دخانی انجنوں اور دیگر آلات کے نمونے بناتا تھا۔ جو عام لکچروں اور سکولوں میں استعمال ہوتے تھے۔ اور اس قسم کے نمونے فروخت کرکے اُس نے کافی روپیہ پیدا کر لیا۔ اور وہ

ایڈنبرا کی یونیورسٹی میں علم طبعی اور کیمسٹری کے لکچر سننے لگا۔ منجملہ اس کے
نمونوں کی عام سڑکوں پر چلنے والی ایک دخانی گاڑی کا ایک نمونہ بھی تھا۔
یہ ایسا عمدہ کام کرتی تھی۔ کہ اُس کو بڑے پیمانہ پر ایکسا درگاڑی کے بنانے کی
تحریک ہوئی۔ اُس کو کامیابی سے استعمال کرنے کے بعد اُس نے اس انجن کو
ایک چھوٹا سا کارخانہ چلانے کے واسطے فروخت کردیا۔ اب نیسمتھ کی عمر ۲۰ سال
کی تھی۔ اور وہ اپنے عملی قوائے سے فایدہ اُٹھانا چاہتا تھا۔ اُس کا مدعا
یہ تھا۔ کہ اپنے زمانہ کے کسی بڑے کارخانہ میں ملازمت کرے اُس کی رائے میں
ہینزی مارسلے کا کارخانہ سب سے بڑا تھا۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے
اُس نے ایک چھوٹا سا دخانی انجن بنایا۔ جس کا ہر ایک پرزہ اُس نے خود تیار
کیا تھا۔ بلکہ اُس نے انجن کے مختلف پرزوں کو خود ہی ڈھالا اور خود ہی اُن
کو گھڑا تھا۔ وہ لنڈن چلا گیا۔ اور اس کارخانہ کے مالک انجنیر سے تعارف پیدا
کرلیا۔ اپنے ڈرائنگ دکھائے اور نقشے دکھائے اور نمونے پیش کئے اور آخر مسٹر
ماڈسلے نے اس کو اپنا نج کے کام کرنے والے کے ملازم رکھ لیا ۔

پھر اجرت کا سوال پیش ہوا جب نیسمتھ اپنے وطن سے آخری دفعہ اپنے
بطور خود دنیا میں کاروبار شروع کرنے کے واسطے روانہ ہوا تھا۔ تو اُس نے فیصلہ
کرلیا تھا کہ اب میں اپنے باپ سے ایک کوڑی بھی اور نہ لونگا۔ چونکہ وہ گیارہ
بچوں میں سے سب سے چھوٹا تھا۔ اُس نے خیال کیا کہ میں اپنے والد کی آمدنی
سے امداد لینے کے بغیر گذارہ کرسکتا ہوں اور اُس نے اپنے عزم کو شرافت سے
نباہا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ جو اجرت دوسروں کے گذارہ کے واسطے کافی ہے یقیناً
میرے گذارہ کے واسطے بھی کافی ہوگی۔ ممکن ہے کہ مجھکو ضبطی اور خود ایثاری
استعمال کرنی پڑے۔ مگر میں ایسا کرسکتا ہوں۔ وہ ابھی نوجوان ہی تھا۔

مگر بوجہ دانائی اور خودغرضی کے خیال سے کہ وہ خود ایسی چیزیں استعمال نہ کرتا تھا۔ جو اس عمدہ عہدے پر قایم رہنے کے واسطے غیر ضروری ہوں ٭

مزدوری کی بسنے۔ مسٹر مارسلے نے اپنے نوجوان کاریگر کو اپنے خزانچی کے پاس بھیج دیا۔ جو نقدی تقسیم کیا کرتا تھا۔ یہ فیصلہ ہوا کہ نیسمتھ کو ۱۰ شلنگ ہفتہ وار ملا کریں۔ وہ جانتا تھا کہ میں سخت کفایت شعاری سے اتنے روپیہ میں گذارہ کر سکتا ہوں۔ اُس نے کھانا پکانے کا ایک چھوٹا سا آلہ بہم پہنچایا جس کی تصویر اب تک ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کے کھانے پکانے اور رہنے سہنے کا طرز بیان کرنا ضروری نہیں۔ صرف یہ کہدینا کافی ہے کہ اُس کے چھوٹے سے کھانے کے آلہ سے جس پر وہ بہت نازاں تھا۔ اُس کا کام بخوبی چل جاتا تھا۔ وہ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کرتا تھا۔ اور اپنے باپ سے ایک کوڑی اور نہ لی ٭

دوسرے سال اُس کی اجرت ۱۵ شلنگ ہفتہ وار ہو گئی۔ پھر وہ روپیہ پس انداز کرنے لگا۔ اس نے اپنا روپیہ بنک میں جمع نہ کرایا۔ بلکہ وہ بچت سے آلات بناتا تھا۔ اور بعد ازاں وہ ان کے ساتھ کام کرنے لگا۔ ملازمت کے تیسرے سال میں اُس کی اجرت پھر زیادہ ہو گئی۔ کیونکہ وہ واقعی قابل قدر خدمت کرتا تھا۔ بعد ازاں اُس نے کہا "میں نہیں جانتا کہ میں نے اپنی زندگی کے کسی مابعد حصہ میں اتنی خوشی حاصل کی۔ جو ما دسلے میں تین سال رہکر ہوئی تھی۔ یہ میرے ایسے آدمی کے واسطے نہایت عمدہ جگہ تھی۔ کیونکہ میں کل سازی کو نہایت سرگرمی اور اشتیاق سے دیکھتا تھا۔ اور انسان اور کل دونوں کو خوب غور سے دیکھتا تھا۔ کاش بہت سے نوجوان ویسا ہی کریں جیسا کہ میں نے اس وقت کیا۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اُن کو اپنی کوشش کا

کا یہ معاوضہ ملے گا۔ کہ متواتر اصلاح روزافزوں ترقی اور سچی آزادی حاصل کرتے رہیں گے۔ کیونکہ جو لوگ زندگی میں واقعی ترقی اور تمام نیک آدمیوں کی نظروں میں وقعت حاصل کرنا چاہتے ہیں اُن کو آزادی بہت دلفریب معلوم ہوگی ؛

ماڈسلے کے پاس ۳ سال رہ کر مسٹر نیسمتھ ایڈنبرا واپس چلا آیا کیونکہ وہ بطور خود کاروبار شروع کرنا چاہتا تھا۔ اور اُس کے واسطے انجینئرنگ کے اوزاروں کا ایک چھوٹا سا ذخیرہ ضروری تھا۔ اُس نے ایک دوکان کرایہ پر لی اور بہت سے انجینئری کے متعلق کام کرتا رہا۔ کیونکہ اُس کے پاس روپیہ بہت کم تھا۔ اور وہ ضروری آلات بنانا چاہتا تھا۔ اِس طرح اُس نے دو سال بسر کئے۔ اور ۱۸۳۴ء میں وہ اپنے تمام اوزار اور کلیں مانچسٹر میں لے گیا۔ وہاں وہ معمولی طور سے ایک کام کرنے لگا مگر اس کو جلدی ہی اس کثرت سے کام آنے لگا کہ اُس نے مثر برج واٹر واقعہ پیٹری کرافٹ کے کناروں پر زمین کا ایک عمدہ ٹکڑا لیکر کارخانہ بنایا پہلے پہل صرف چوبی مکان بنائے۔ اور بعدازاں اسی جگہ کارخانہ برج واٹر قایم کیا گیا جو اب اس قدر مشہور ہوگیا ہے ؛

اس کا قول ہے کہ وہاں میں ۳۱ دسمبر ۱۸۵۶ء تک جان و دل سے محنت کرتا رہا۔ اور فن مذکور میں کاروبار سے فراغت حاصل کرکے اطمینان سے زندگی بسر کرنے لگا۔ گو میں نے نہایت جدوجہد اور فکر و تشویش کے بعد فراغت حاصل کی تھی۔ میں نے خدا کے فضل سے اپنی زندگی کے بہتر سال ایک ایسے کام میں صرف کئے تھے۔ جس پر میں نازاں تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ میں بیجا فخر کے بغیر یہ کہہ سکتا ہوں کہ چند مفید ایجادوں پر

میرا نشان باقی رہیگا۔ جنھوں نے زمانہ کے صنعتی کام میں بہت حصہ لیا ہو۔
کوئی دخانی جہاز یا متحرک انجن ایسا نہیں جو میرے دخانی ہتھوڑے سے تیار
نہ کیا گیا ہو اور اُس کے بغیر آرمسٹرانگ اور وِٹ ورتھ کی بندوقیں توپیں
اور آہن پوش جنگی جہاز تیار نہ ہو سکتے۔

گو نیسمتھ ۴۸ سال کی عمر میں کاروبار سے علیحدہ ہو گیا وہ کاہلی
سے آرام اور تن آسانی میں محو نہ ہوا۔ وہ نہایت کاروباری آدمیوں
کے برابر کام میں مشغول رہتا۔ مگر اس کا کام دوسرے لوگوں سے بالکل
مختلف بجائے اُس کے کہ وہ زمین کا کیڑا ہو رہے وہ ستاروں کی سیر
کرتا اُس نے خورد دوربینیں بنائیں اور اُن کی وساطت سے آفتاب کی تحقیقات
کرکے اس میں ایک ایسی چیز دیکھی جو بید مجنون کے پتوں سے مشابہ ہے۔ اس
نے دوربین کی مدد سے مہتاب کا معائنہ کیا اور اُس کا فوٹو اتارا اور اس
نے چاند کی ایک تصویر شائع کی ہے جس میں اس کا پورا پورا جغرافیہ
بھی بیان کیا ہے وہ ایک کامل مصور بھی ہے اور اپنا بہت سا وقت مصوری
اور نقاشی میں صرف کرتا ہے گو وہ بوجہ شرم و حیا کے اپنی تصویریں دکھانا
نہیں چاہتا۔ جب ہم آخری دفعہ ہیمر فیلڈ میں ملاقات کرنے گئے۔ تو وہ
اپنی ایک نئی دوربین کے شیشے صاف کر رہا تھا۔ حرکت دینے کے واسطے
اس نے ایک بیرونی مکان پر ہوا چکی بنائی ہوئی تھی۔

خاتمہ سے پیشتر ہم چند اور لفظ کہنا چاہتے ہیں۔ نیسمتھ نے کہا تھا
اگر میں اپنی مستعد اور کامیاب زندگی کے تمام تجربہ کو ایک جملے میں بیان
کرتا اور نوجوانوں کو کبھی عمدہ کام میں کامیابی حاصل کرنے کے واسطے بطور
ایک اصول اور یقینی نسخہ کے پیش کرنا چاہوں تو اُس کے الفاظ یہ ہونگے۔

اوّل فرض - دوم خوشی - جہانتک مجھکو نوجوانوں اور اُن کی مابعد ترقی سے تجربہ ہوا ہے - میں اطمینان سے کہہ سکتا ہوں کہ بدقسمتی شومی قسمت طالع بد - عموماً مذکورہ بالا سادہ مقولے کو محفوظ کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے میں اپنے تجربہ سے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کثیر التعداد جاسوں کی ناکامی عدم خودداری اور عدم عقل عامہ سے پیدا ہوتی ہے ثمانیہ مفہوم مقولہ یہ ہے اوّل خوشی - دوم کام اور فرض ؛

چھٹا باب

کفایت شعاری کے طریقے

رومیوں کی بیحد دانشمندی کا یہ ثبوت ہے کہ انہوں نے جرأت اور نیکی کا ایک ہی نام تجویز کیا ہوا تھا - فی الحقیقت وہ نیکی ہی نہیں کہی جاسکتی جس کے کرنے میں اپنے نام پر فتح نہ پائی جائے - اور جس چیز کے کرنے میں ہمکو کوئی نقصان یا خرچ گوارا کرنا نہیں پڑتا - وہ چیز نکمی ہوتی ہے - قریباً تمام فوائد جو انسان کو دوسرے حیوانات پر حاصل ہیں - ان کا باعث یہ ہے کہ وہ اپنے ہمجنسوں کے ساتھ مل کر کام کر سکتا ہے اور بہت سے آدمی متفقہ کوششوں سے وہ کام کر سکتے ہیں جو افراد کی جداگانہ کوششوں سے نہیں ہو سکتے " (جے - ایس - مل)

آئندہ ہمارے بچاؤ کی صورت یہ ہوگی کہ جائداد اکثر لوگوں کے پاس ہوگی - اور جائداد پیدا کرنے کی سہولتیں حاصل ہو جائیں گی اور تیقن ل

کے پاس جایداد ہوگی۔ وہ فضول خرچی نہ کرینگے۔ اور بے احتیاطی اور لاپروائی سے جایداد نہ اڑائینگے۔ ہمیں ہم کو بہت کچھ بھروسہ ہے کہ دیہاتی باشندے مالدار یعنی جایداد کے مالک اور شہروں کے باشندے سرمایہ دار ہو جائینگے (ڈبلیو۔ آر۔ گریگ)

کفایت شعاری کے طریقے بہت سادہ ہیں۔ پہلا اصول یہ ہے کہ جتنا کماؤ اُس سے کم خرچ کرو۔ آئندہ کے واسطے ایک حصّہ ہمیشہ پس انداز کرنا چاہیئے۔ یہودیوں کے قانون میں فضول خرچ کو بمنزلہ ایک سودائی کے قرار دیا گیا ہے اور بارہا اُس کے کاروبار کا انتظام اس کے ہاتھ سے لیا جاتا ہے۔

دوسرا اصول یہ ہے کہ نقد روپیہ ادا کرو اور خواہ کچھ ہی قرض نہ لو۔ جو شخص قرض لیتا ہے وہ عموماً دھوکا میں آجاتا ہے۔ اور اگر وہ کسی قدر قرض لیتا ہے تو اُس کو بدوبانتی کی ترغیب ہوگی۔

جو شخص اپنی گرہ سے روپیہ ادا کرتا ہے وہ مالدار ہو جاتا ہے

تیسرا اصول یہ ہے کہ غیر متوقع فائدہ منفعت کے خیال سے نفع حاصل ہونے سے پیشتر روپیہ خرچ نہ کرو ممکن ہے کہ بالکل نفع نہ ہو اور اس صورت میں تمہارے سر پر اتنا قرض ہو جائیگا کہ اس سے چھٹکارا مشکل ہو جائیگا۔ یہ تمہارے کندھوں پر اسی طرح ناگوار گذریگا کہ سندباد جہازران کی داستان میں ایک بڈھا اُس کے کندھوں پر بیٹھ گیا تھا۔

کفایت شعاری کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ اپنی تمام آمدنی اور خرچ کا باقاعدہ حساب لکھو ایک باقاعدہ آدمی کو اپنی ضروریات کی پہلے سے خبر ہوگی۔ اور وہ اُن کے حاصل کرنے کے ضروری اسباب بہم پہنچا لیگا اس طرح وہ اپنے تخمینی بجٹ کا اندازہ کرلیگا۔ اور اپنے خرچ کو آمدنی کے اندر رکھیگا

جو شخص اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا ہے وہ دوالیہ ہو جاتا ہے

مجان وبزرے باقاعدہ حساب وکتاب رکھتا تھا۔ گو اُس کی آمدنی بہت کم تھی۔ وہ ہمیشہ اپنے معاملات کی حالت کو مدِنظر رکھتا تھا۔ اپنی وفات سے پیشتر اس نے اپنے اخراجات سے روزنامچہ میں کانپتے ہوئے ہاتھ سے لکھا: "۴۸ سال سے زیادہ عرصہ تک میں اپنا حساب کتاب باقاعدہ طور پر کرتا رہا ہوں۔ اب میں حساب کتاب کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کمایا اُس کو کفایت شعاری سے استعمال کرتا رہا اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب بنایا ہوں۔"

کفایت شعاری کے ان طریقوں کے علاوہ آقا یا مالکہ کو ہر وقت یہ دیکھتے رہنا چاہیئے۔ کہ کوئی چیز گم نہیں ہوئی۔ یہ کہ ہر ایک چیز کا باقاعدہ استعمال کیا جاتا ہے اور مناسب مقام پر رکھی جاتی ہے یہ کہ تمام چیزیں عمدگی اور ترتیب سے ہوتی ہے۔ نہایت اعلےٰ رتبہ کے آدمی بھی اگر اپنے کاروبار میں ذاتی دلچسپی لیں۔ اُن کی بےعزتی نہیں۔ اور متوسط ذرائع کے آدمیوں کو اپنا کاروبار مناسب طور سے چلانے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ مالک ہر ایک چیز کی نگرانی کرے۔

کفایت شعاری کی حدود معین کرنا مشکل ہے۔ ہکین کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی آمدنی سے عمدگی کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہے اُس کو نصف سے زیادہ خرچ نہ کرنا چاہیئے۔ اور باقی ماندہ آمدنی میں انداز کرنی چاہیئے شاید یہ اصول اعتدال سے زیادہ سخت ہے اور خود ہکین بھی اس نصیحت پر عمل نہ کرتا تھا۔ ہر شخص کو اپنی آمدنی کا کتنا حصہ مکان کا کرایہ ادا کرنے پر خرچ کرنا چاہیئے؟ اس سوال کا جواب مختلف حالات کے لحاظ سے مختلف ہوگا۔ انگلستان کے دیہات میں آمدنی کا دسواں اور لنڈن میں چھٹا حصہ

خرچ کرنا پڑتا ہے۔ بہرکیف حد اعتدال سے زیادہ پس انداز کرنا حد اعتدال سے زیادہ خرچ کرنے کی نسبت بہتر ہے۔ اوّل الذکر نقص کا تدارک آسانی سے ہو سکتا ہے۔ مگر موخرالذکر کا تو کوئی علاج نہیں۔ بالخصوص جب کسی شخص کا کنبہ بڑا ہو۔ وہ جتنا زیادہ روپیہ پس انداز کرے اتنا ہی بہتر ہے۔

کفایت شعاری اوسط درجہ کے دولتمند اور نیز نسبتاً مفلس آدمی کے واسطے ضروری ہے کفایت شعاری کے بغیر انسان فیاض نہیں ہو سکتا۔ وہ دنیا کے خیراتی اور امدادی کاموں میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ جتنا کمائے خرچ کر دے وہ کسی شخص کی امداد نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے بچوں کو مناسب تعلیم نہیں دے سکتا اور نہ ہی اون کو واسطے دنیا کے کاروبار میں اصل پیدا کر سکتا ہے جیکن کی نظیر سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ نہایت دماغ آدمی کو بھی کفایت شعاری سے غفلت کرنے میں بڑا خطرہ ہوتا ہے۔ مگر ہزارہا روزمرہ کی شہادتوں سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بھی اس عمدہ وصف کی مشق کرنے اور اس کو معرض عمل میں لانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں*

گو انگریز بحیثیت ایک قوم کے مستعد محنتی اور جفاکش اور وہ دنیاوی ترقی حاصل کرنے اور ذریعہ معاش کے واسطے اپنے آپ اور اپنی ذاتی کوششوں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ پھر بھی وہ از دیاد جاہ و منصب اور تمدنی بہبودی و فلاح کی اصلاح کرنے کے بعض عملی طریقوں سے غفلت اور سہل انگاری کرتے ہیں۔ انہوں نے اس قدر کافی تعلیم نہیں پائی۔ کہ میخواری سے اجتناب کریں اور عاقبت اندیشی اور دوربینی کو مدنظر رکھیں وہ موجودہ وقت کے واسطے زندہ رہتے ہیں۔ جتنا آیا کھا گئے۔ اور آئندہ زمانے سے لاپرواہ ہونے

ہیں۔ مرد بحیثیت خاوند اور والد کے عموماً خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم موجودہ ساعت کے واسطے مہتیہ کر دیں۔ تو ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ آئندہ ساعت کی کچھ پرواہ نہیں۔ گو وہ محنتی مگر ناعاقبت اندیش ہیں۔ گو وہ کماؤ مگر مسرف ہیں وہ کافی دوربین اور عاقبت اندیش ہیں اور دانشمندانہ اور عاقبت اندیش کفایت شعاری میں ناقص ہیں ۔

اب تک تمام طبقوں اور درجوں کے اشخاص ایسے خیالات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ وہ عموماً اپنی آمدنی سے زیادہ یا کم از کم اس کے برابر خرچ کرتے ہیں۔ اعلےٰ حیثیت کے لوگ زیادہ تر نمائش سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ کیونکہ انکا خیال ہے کہ ہم کو اپنی حیثیت قایم رکھنی چاہیئے۔ ہمارے پاس گھوڑے۔ مکانات۔ اور گاڑیاں ہونی چاہئیں۔ ہمکو مکلّف ضیافتیں دینی اور قیمتی شراب پینی، ہماری لیڈیوں کو قیمتی اور نفیس و خوشرنگ پوشاک زیب تن کرنی چاہیئے۔ اس طرح باوجودیکہ بعض آدمیوں کا عشق و محبت میں مایوسی ہو کر دل کوسے جاتا ہے اُن کی امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں اور ہوسوں پر پانی پھر جاتا ہے مگر بایں ہمہ اُن کی ناعاقبت اندیشی میں سرمو فرق نہیں آتا ۔

یہ عیب سوسایٹی کے تمام درجوں میں بتدریج حلول کر جاتا ہے میانہ طبقہ کے لوگ روسا کی نقل کرتے ہیں وہ بانکے ترچھے بنے رہتے ہیں۔ اور خادم اور نوکر چاکر رکھتے ہیں۔ اُن کی بیٹیوں کو کمالات سیکھنے پہننے عمدہ کپڑے اور نفیس کھانے سوسائٹی میں میل جول بگھی یا گھوڑے کی سواری ضروری ہے تماشہ گاہوں اور رقص خانوں میں بھی جانا چاہیئے۔ ہر شخص کی گردن پر نمائش اور وضعداری کا جنون سوار رہے۔ اور اس طرح مذموم

طاقت دریا کی لہر کی طرح بہتی چلی جاتی ہے - جو لوگ محنتی اور مزدور ہیں وہ بھی اپنی آمدنی کے برابر خرچ کر دیتے ہیں - گو ان کی آمدنی بہت کم ہوتی ہے لیکن اگر وہ پس انداز بھی کر سکیں تو وہ روز بد کی پیش بندی نہیں کرتے اور جب وہ تکلیف اور مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں تو ان کو خیرات خانہ سے سد رمق کے واسطے بری بھلی روٹی مل جاتی ہے ٭

محض بخل یا لالچ کے خیال سے روپیہ پس انداز کرنا کفایت شعاری کے واسطے اندوختہ کرنے سے بالکل مختلف ہو - ممکن ہے کہ روپیہ بچانیکا ایک ہی طریقہ ہو - یعنے کوئی چیز رائیگاں اور ضائع نہ کی جائے - اور حتی الوسع روپیہ پس انداز کیا جائے - لیکن دونوں میں صرف اتنی ہی مشابہت ہے - بخیل کو صرف بچانے سے ہی خوشی ہوتی ہے دور اندیش اور کفایت شعاری اپنی آسائش اور تفریح کے واسطے تا باستطاعت خرچ کرتا ہے اور باقی ماندہ روپیہ آئندہ کے واسطے جمع کر رکھتا ہے - لالچی اور کنجوس سیم وزر کی پرستش کرتا ہے وہ اس کے سامنے سجدہ کرتا ہے - جس طرح بنی اسرائیل نے گوسالہ کی پرستش شروع کی تھی - بجالیکہ کفایت شعار آدمی اُس کو ایک مفید ذریعہ اور اپنی اور اپنے متعلقین کی [illegible]شی کا ایک سبب تصور کرتا ہے - بخیل کبھی سیر نہیں ہوتا - وہ اتنی دولت جمع کرتا ہے - جس کو وہ کبھی خرچ نہیں کرتا - اور غالباً اس کی جمع کی ہوئی دولت دوسرے لوگ اڑاتے ہیں مگر کفایت شعار آدمی دنیا میں اسائش اور دولت کا معقول حصہ لیتا ہے اور دولت جمع کرنیکا خیال تک نہیں کرتا ٭

تمام شخصوں کا فرض ہے کہ کفایت شعاری کریں - خواہ وہ نوجوان یا بوڑھے ہوں - ڈیوک آف سلے اپنے ملفوظات میں بیان کرتا ہے - میں نے

صرف کفایت شعاری کے طفیل دولت جمع کی ہے۔ میں اپنی نوجوانی کے زمانہ
میں بھی اشد ضروریات کے واسطے کچھ نقد روپیہ ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا۔ اگر
کسی شخص کی شادی ہو گئی ہے تو کفایت شعاری کا فرض اور بھی واجب اور
لازم ہے۔ اُس کی بیوی اور بچوں کی ضروریات بہم پہنچانی ضروری ہیں اگر
وہ قبل از وقت مر جائے تو وہ بیکس رہ جاتے ہیں۔ پس دور اندیش شخص وہ
ہے جو ایسے حادثہ کی پیش بندی کرے ورنہ وہ دنیا میں سو سو ٹھوکریں کھائینگے
خیرات بڑی بیدلی سے دیجاتی ہے اور بمقابلہ محنت اور کفایت شعارانہ مزدوری
کے اندوختہ کے خیرات کے عطیے بالکل بے قدر ہیں کیونکہ اول الذکر مبارک اور
مسرت بخش ہیں اور جس شخص کا کوئی عزیز فوت ہو گیا ہو وہ اُس کے اندوختہ
کو استعمال کرے تو اُس کو شرمساری اور ندامت نہیں ہوتی۔ اور خیرات
پر گذارہ کرنے والوں کی جو حالت ہوتی ہے وہ ہر ایک کو معلوم ہے بیان
کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ کفایت شعاری کرکے
روپیہ پس انداز کرے۔ یہ نہیں کہ روپیہ کو دبا رکھے بلکہ اپنے اندوختے کو ترقی
دیتا رہے تاکہ جب تک زندہ رہے وہ خود چین سے زندگی بسر کرے اور جب
وہ رحلت کر جائے تو دوسرے اطمینان سے گذارہ کریں۔ اور دوسروں
کے دست نگر نہ ہوں ۔

پس انداز کرنیکی سعی میں بھی ایک طرح کا وقر ہے خواہ اس کوشش
میں انجام کار کامیابی نہ بھی ہو اس سے دماغ اور خیالات میں گونہ باقاعدگی
پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے دور اندیشی کو فضول خرچی پر فتح حاصل ہوتی
ہے۔ اس سے نیکی کو بدی پر غلبہ ہوتا ہے۔ اس سے جذبات پر ضبط حاصل
ہوتا ہے اس سے تفکرات دور ہو جاتے ہیں۔ اس سے آسائش ہوتی ہے۔

پس انداز کردہ روپیہ خواہ کتنا ہی کم ہو۔ بہت کچھ اشک شوئی کر سکتا ہے
بہت سی تکالیف اور قلق کو دور کرتا ہے۔ جو صورت تنگدستی کی جان کھا جاتی
جس شخص کے پاس تھوڑا سا سرمایہ ہو۔ وہ تمام تفکرات سے سبکدوش ہوتا ہے
اُس کی رفتار سے بیفکری عیاں اور اُس کے دل میں مسرت گھر کر جاتی ہے
جب روزگار بند ہو جائے یا کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ اُنکا مقابلہ کر سکتا ہے
وہ اپنے سرمایہ پر بھروسہ کر سکتا ہے جس سے اُس کا تنزل چند روز رہکر
خود بخود رفع ہو جائیگا۔ یا اُس کو اُس کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہو گا۔ عاقبت
اندیش کفایت شعاری ہم انسان کے وقر اور قدرومنزلت کو بخوبی سمجھ سکتے
ہیں۔ زندگی نعمت اور بڑھاپا باعزت بسر ہوگا۔ ہم کو اپنی وفات کے وقت
اتنا اطمینان ضرور ہوتا ہے کہ گو مشیت ایزدی سے چارہ نہیں۔ مگر ہم سوسائٹی
پر اپنا کوئی بوجھ نہ چھوڑ مرینگے۔ بلکہ ہم نے اُس کے واسطے کچھ اندوختہ کیا ہے
اور اُس کو ہم پر نازاں ہونا چاہیئے۔ ہمارا یہ اور وجہ سے اطمینان ہو گا۔
ہم جانتے ہیں کہ ہم نے آزادانہ زندگی بسر کی ہے اور کسی کے غلام ہو کر
نہیں رہے اور چونکہ ہم کچھ اندوختہ چھوڑ چلے ہیں۔ ہمارے بیٹے ہماری
تقلید کرکے دنیا میں ویسی ہی آزادی اور خوشی سے زندگی بسر کرینگے+

ہر شخص کا پہلا فرض یہ ہے کہ اپنی تعلیم ترقی اور اصلاح حال میں
ساعی ہو۔ اپنی مرضی اور ارادے سے کام کرنیکی آزادی حاصل ہے
اور اس امر کا ثبوت یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے باوجود مخالف حالات مشکلات
کو مغلوب کیا ہے اور وہ نہایت افلاس اور ذلت کی حالت سے ترقی کر گئے
ہیں گویا انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ جس شخص کا مصمم ارادہ ہو وہ دنیا میں
اپنی رفعت وجاہ ترقی اور اصلاح کے واسطے کیا کر سکتا ہے کیا یہ واقعی ہم

نہیں کر بھی نوع انسان کی عظمت، اقوام کی شان و شوکت اصقوت و طاقت ان مشکلات اور آزمائشوں کا نتیجہ ہے جن کو مقابلہ کرکے مغلوب کیا جاتا ہے ❖

جب کوئی شخص ترقی کرنیکا ارادہ اور عزم کرتا ہے تو وہ ترقی کا پہلا مرحلہ طے کر چکتا ہے پہلا قدم اُٹھ گیا تو گویا نصف لڑائی فتح ہو چکی۔ اور جو شخص خود ترقی کرتا ہے۔ وہ دوسروں کی ترقی میں نہایت کارگر اور موثر امداد دے رہا ہے۔ جب وہ کوئی کام کرتا ہے تو دوسرے لوگ اُس کی تقلید سے ویسا ہی کرنے لگتے ہیں چونکہ وہ خود مستعد ہو کر شروع کر دیتا ہے وہ خود اصلاحی اور خود ترقی کے فرض کا نہایت پُر زور طریقہ سے سبق دے رہا ہے اور اگر بنی نوع انسان کی تعداد کثیر اُس کی طرح کام کرنے لگے۔ تو سوسائیٹی پہلے سے بہت دانشمند بہت خوش اور بہت خوش اقبال ہو جائے کیونکہ سوسائیٹی افراد سے بنی ہے اور جس نسبت سے اُس کے افراد خوش اور صاحب اقبال یا بالعکس ہونگے۔ اسی نسبت سے یہ بھی خوش صاحب اقبال اور غمگین ہوگی ❖

جب سے دنیا کا آغاز ہوا۔ لوگ یہی شکایت کرتے آئے ہیں کہ تمام انسانوں کی حالت یکساں نہیں زینوفن کی کتاب "کفایت شعاری" میں سقراط سوال کرتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ بعض آدمی با فراغت رہتے۔ اور کچھ نہ کچھ پس انداز کر لیتے ہیں بحالیکہ بعض اور آدمیوں کو زندگی کی ضروریات بمشکل مل سکتی ہیں اور وہ قرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں" اسوماکس نے جواب دیا وجہ یہ ہے کہ اوّل الذکر لوگ اپنے کاروبار میں مشغول اور موخرالذکر اس سے غفلت کرتے ہیں ❖

مختلف انسانوں میں زیادہ تر سمجھ بوجھ اور مستعدی کا فرق ہوتا ہے جس شخص کی غفلت اعلےٰ درجہ کی ہوتی ہے وہ محض اتفاق پر کبھی کام نہیں کرتا۔

بلکہ وہ نیکی۔ دوراندیشی اور عاقبت بینی کو ہر وقت مدنظر رکھتا ہے۔
بے شک دنیا میں بہت سے لوگوں کو ناکامی ہوتی ہے جو لوگ اپنے آپ پر بھروسہ کرنے کی بجائے دوسروں کا دست نگر بنتا ہے وہ ناکام رہیگا بخیل۔ طامع۔ فضول خرچ۔ ناکفایت شعار۔ مسرف ضرور ناکام رہینگے۔ بیشک بہت سے آدمی اس واسطے ناکام رہتے ہیں کہ وہ کامیابی کے مستحق نہیں ہوتے وہ اپنا کام بسم اللہ ہی سے غلط کرتے ہیں اور خواہ اُن کو کتنا ہی تجربہ ہو جائے اُن میں اصلاح نہیں ہوتی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خوش قسمتی بھی کوئی چیز ہے۔ مگر ہماری رائے میں یہ محض افسانہ ہے۔ خوش قسمتی سے مراد یہ ہے کہ عملی معاملات میں خوش انتظامی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ایشیلیو کہا کرتا تھا میں کسی بدقسمت آدمی کو ملازم نہ رکھونگا۔ یعنی کسی ایسے شخص کو جس میں عملی خوبیاں موجود نہ ہوں اور جو تجربہ سے فایدہ اُٹھانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو کیونکہ جس کو پہلے ناکامیاں ہو چکی ہوں وہ اکثر آئندہ ناکامیوں کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔

بعض نہایت عمدہ اور لائق شخصوں کو حکمت عملی نہیں آتی وہ نہ تو حالات کو مدنظر رکھکر رعایت کرتے اور نہ ہی خود حالات کی موافقت اختیار کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ گویا وہ اس مشرقی ضرب المثل پر عمل نہیں کرتے۔ زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز۔ وہ اپنا خانہ چوڑی جانب سے اندر دھکیلتے ہیں یعنی ہمیشہ ایسی بات کرتے ہیں جس کا ہونا ناممکن ہو وہ دیوار بناتے ہیں تو خود ہی اس سے ٹکراتے ہیں۔ وہ اتنی تیاریاں اور پیش بندیاں کرتے ہیں کہ مدعا فوت ہو جاتا ہے۔

اُن اس ڈھب سے جسکا ذکر واشنگٹن آرونگ نے کیا ہے تشبیہ دیجئے

ہیں۔ ہالینڈ کے ایک باشندے کو ایک خندق سے پھاندنا پڑا۔ وہ خوب دوڑنے کے لئے اتنے فاصلے پر چلا گیا کہ جب دوڑ کر نزدیک آیا تو اُس کا سانس چڑھ گیا۔ اور ستانے کے لئے اسی طرف بیٹھنا پڑا۔ جس طرف سے ہو آیا تھا۔

واقعی زندگی میں ہم کو کام کے کرنے نہ کہ اُن کے کرنے کے واسطے تیاریوں کی ضرورت ہے یعنے تیاریوں میں ہی مصروف نہ رہنا چاہیئے بلکہ کچھ کر کے بھی دکھانا چاہیئے۔ ہم طبعاً اس شخص کو پسند کرتے ہیں۔ جس کے ارادے اور مقاصد معین ہوتے ہیں۔ اور اپنے مدعا کی تکمیل کے واسطے وہ نہایت قریب اور سیدھا راستہ اختیار کرتا ہے اور جو شخص اپنے ارادوں کو عمدہ پیرایہ میں بیان کرتا ہے اور محض زبانی جمع خرچ پر کفایت کرتا ہے سب لوگ اُس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں عملی کارروائی کے بغیر محض الفاظ لاحاصل ہیں۔

دنیا میں کامیابی بلکہ روپیہ جمع کرنیکی خواہش بھی فایدہ سے خالی نہیں۔ بیشک یہ انسان کے دل میں اس واسطے ودیعت کی گئی ہے کہ اس سے نیکی نہ کہ بدی کی طرف میلان ہو۔ بے شک کہہ سکتے ہیں کہ روپیہ جمع کرنے کی خواہش سوسائٹی کو زندہ کرنے کے واسطے ایک نہایت زبردست آلہ ہے یہ فردی مستعدی اور قوت کے اظہار کی بنا ہے یہ بحری اور تجارتی جہازوں کا آغاز ہے یہ محنت نیز آزادی کی بنا ہے۔ یہ آدمی کو محنت ایجاد اور سبقت لیجانے پر مجبور کرتی ہے۔

کوئی کاہل اور مسرف شخص کبھی صاحب عظمت نہیں ہوا صرف ایسے لوگوں میں جو ایک منٹ ضائع نہیں کرتے۔ دنیا میں تحریک اور ترقی کرنے والا

پائے جائینگے۔ وہ اپنے علم و فضیلت سے نہیں بلکہ ایجادوں سے ایک عالم میں
ہل چل ڈال دیتے ہیں۔ کبھی نہ کبھی تم نے محنت زندگی شرایط میں سے ایک ہے
قدیم کافروں کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ محنت وہ قیمت ہے جو دیوتاؤں
نے ہر ایک عمدہ اور نفیس چیز کے واسطے مقرر کر رکھی ہے" اس خیال پر عیسائی
بھی عمل کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائیگا۔ ہر ایک چیز کا عمدہ مدار اس امر پر ہے کہ
جمع کئے ہوئے روپے کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے نیو امدین کے باشندے
جان ڈڈلو کی قبر کے تعویذ پر نوجوانوں کو تاجرانہ زندگی میں راہنما کرنے
کے واسطے ذیل کے اقوال کندہ ہیں۔

"ہمیشہ یاد رکھو کہ محنت ہماری زندگی کی ایک شرط ہے"
"وقت زر ہے۔ ایک سنٹ بھی رائگاں نہ کرو۔ بلکہ ہر ایک سے کچھ فائدہ اٹھاؤ"
"تمام آدمیوں سے ویسا ہی سلوک کرو۔ جیسا کہ تم چاہتے ہو وہ تمہارے ساتھ
سلوک کریں"
"جو چیز آج ہو سکے اس کو کل پر ملتوی نہ کرو"
"جو چیز خود کر سکتے ہو کسی دوسرے سے نہ کرواؤ"
"جو چیز تمہاری اپنی نہ ہو۔ اس کو لالچ کی نگاہ سے نہ دیکھو"
"کسی چیز کو ایسی حقیر خیال نہ کرو کہ گویا تمہاری توجہ کے لایق ہی نہیں"
"جو بات فی الحقیقت درست نہ ہو۔ اس کی جھوٹ موٹ افواہ نہ پھیلاؤ"
"خرچ نہ کرتے جاؤ بلکہ کچھ کماؤ بھی"
"اپنی زندگی کے اقوال کو نہایت بناؤ"
"اپنی زندگی میں زیادہ سے نیکی کرو"

۵ کبھی ایسی چیز سے محروم نہ رہو جو تمہاری آسائش کے واسطے ضروری ہو بلکہ
بلکہ معززانہ سادگی اور کفایت شعاری سے زندگی بسر کرو۔

۶ ہمیشہ اپنی زندگی کے اخیر دم تک محنت کرو۔

بعض لوگوں میں [illegible] صلاحیت ہوتی ہے اگر [illegible] معاش کی
انتظام کریں تو وہ مصیبت سے محفوظ اور ناداری سے مصئون ہو سکتے ہیں۔ وہ
فردی کوشش اور اشتراک کے اصولوں سے جس میں تقریباً بے حد توسیع ہو سکتی ہے
پیدا کر سکتے ہیں۔ نہایت ادنےٰ حیثیت کے آدمی بھی اگر اپنی آمدنی کو مشترک
کر دیں اور مل جل کر رہیں تو وہ کسی طرح سے افلاس کے دباؤ سے بچ سکتے
ہیں۔ اپنی جسمانی بہبودی کو ترقی بلکہ قومی فلاح اور ترقی میں امداد دے
سکتے ہیں۔

ممکن ہے کہ محض فرد واحد سوسائٹی کی ترقی اور اصلاح کے لیے بہت
کم کارروائی کر سکے۔ لیکن جب وہ اس مقصد کے واسطے اپنے ہم جنسوں سے
شریک ہو جائیگا۔ تو وہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔ خود تہذیب بھی اشتراک اور
شرکت کا نتیجہ ہے مسٹر مل نے کہا ہے کہ "انسان کو ادنےٰ حیوانات پر جو فوائد حاصل
ہیں۔ اُن کا باعث یہ ہے کہ اُس کو اپنے ہم جنسوں سے شامل ہو کر کام کرنے کی
قوت اور طاقت عطا ہوئی ہے اور جو چند افراد کی جداگانہ کوششوں سے
نہیں ہو سکتی وہ کثیر التعداد آدمیوں کی متحد کوششوں سے ہو سکتی ہے"۔

مجلسی ترقی کا راز یا ملکہ کام کرتا ہے۔ اور اگر مجلس یا تمدنی زندگی میں
ترقی کرنی ہو تو اشتراک سے ہی ہو سکتی ہے۔ بڑے پیمانے پر عمدہ کارروائی
یا بہبودی کرنے کے واسطے انسان کو اپنی کوششیں ملانی چاہئیں۔ اور بہترین
سوشیل طریقہ وہ ہے جس میں مشترکہ بہبودی کا منصوبہ خاص امور میں

نہایت مکمل ہو ٭

متوسط جماعتوں نے انجمنیں قایم کرنے اور مشترکہ کارروائی کے اصول پر سب سے زیادہ عمل کیا ہے۔ انگلستان میں کوئی جماعت ایسی نہیں جو بوجہ اپنی سرگرمی اور محنت کے انگلستان کی طاقت اور ترقی کی ازدیاد میں لوگوں سے زیادہ ممد ہوئی ہو یا جس نے خود اس سے زیادہ ترقی کی ہو۔ مگر کیوں؟ کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو لوگ نہایت مستعد ہوتے ہیں وہ باہم مل جل کر رہتے اور مشترکہ کارروائی کرنے کے واسطے نہایت آمادہ ہوتے ہیں۔ جب اُن پر کوئی حملہ ہوتا ہے تو وہ ایکا کر لیتے ہیں٭ وہ تجارتی اشیا اور نہر کا بنانے، ریل کی سڑکیں تعمیر کرنے، گیس کی کمپنیاں بنانے اور بیمہ اور روپیہ جمع کرنے کی کمپنیاں شروع کرنے اور بے حد دولتی و حرفتی کام کرنے کے واسطے ملکر کام کرتے ہیں اپنا تھوڑا سا سرمایہ جمع کرکے وہ بے حد مجموعی سرمایہ اُٹھا لیتے ہیں اور وہ نہایت عظیم الشان کام کرتے ہیں ٭

اشتراک کے اصول پر متوسط جماعتوں نے اُن جماعتوں کی نسبت جن کو اس اصول کی نہایت ضرورت ہے بہت زیادہ کام کر دکھلایا ہے۔ تمام مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں متفقہ کارروائی کرنیکا نتیجہ ہیں جہاز سے تار برقی، معدنیات کا نکالنا کارخانے اکثر متوسط جماعتوں کے اندوختہ سے قائم کیے اور اسی سے جاری رہتے ہیں ٭

مزدوروں اور ادنے حیثیت کے لوگوں نے ابھی اس اصول کو شروع کیا ہے۔ مگر وہ اس کے ذریعے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے پس انداز روپیہ سے اشتراک کی بدولت اپنے آپ آقا اور دوسروں کی غلامی سے آزاد ہو جائیں۔ گذشتہ چند سال کے اندر اجرت زیادہ کرنے کے واسطے

٭ [illegible]

ہڑتال (کام نہ کرنے کا اصول) پر کئی لاکھ پونڈ نقد خرچ ہو چکے ہیں۔ دس کروڑ سالانہ شراب اور دیگر غیر ضروری اشیاء پر رائیگاں کئے جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑا سرمایہ ہے۔ جو لوگ اس قدر روپیہ خرچ یا رائیگاں کر سکتے ہیں وہ آسانی سے سرمایہ دار ہو سکتے ہیں۔ صرف ارادہ مستعدی، ہمت اور خود اختیاری کی ضرورت ہے اگر اتنا ہی روپیہ مکانات آلات۔ اور دخانی انجنوں پر صرف کیا جائے تو وہ بجائے منفرد سرمایہ داروں کی منفعت کے اپنے واسطے صنعتی چیزیں تیار کر سکتے ہیں۔ دخانی انجن بلا رو رعایت کام کرتا ہے یہ کسی خاص آدمی کی تعظیم نہیں کرتا یہ مزدور اور کروڑ پتی دونوں کے فائدے کے واسطے کام کریگا۔ یہ ان لوگوں کے لئے کام کریگا۔ جو اس سے نہایت عمدہ طور پر فایدہ اٹھا سکتے ہیں اور جن کو اس کی طاقتوں کا سب سے زیادہ علم ہے ۔

بہت سے مزدوروں کے پاس اپنی محنت کے سوا اور کوئی سرمایہ نہیں ہوتا اور جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں اُن میں سے اکثر اپنی کمائی کو بے فایدہ اور فضول خرچی میں اڑا دیتے ہیں۔ اور سرمایہ دار بننے کے خیال سے پس انداز کچھ نہیں کرتے۔ اگر کفایت شعاری کے اصول کو مدنظر رکھکر اُن کی تعداد کثیر ملجائے تو وہ آسانی سے صاحب سرمایہ ہو سکتے ہیں اور بڑے پیمانہ پر کارروائی کر سکتے ہیں۔ سو سائٹی کی موجودہ ترتیب میں ہر ایک شخص کو تمام جائز اور شریفانہ طریقوں سے پس انداز کرنیکا حق ہی حاصل نہیں۔ بلکہ بطور ایک شہری کے اس کا یہ ضروری فرض ہے کیونکہ انجام کار فارغ البالی اور آزادی اسی طرح حاصل ہوتی ہے

ہم یہ نہیں کہتے کہ لوگ اپنی کمائی محض پس انداز اور تہہ میں دفن کر رکھنے کی خاطر پس انداز اور جمع کریں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کو اس قدر روپیہ جمع کر رکھنا چاہئے [illegible] آئندہ بیکسی اور ناداری کے سالوں میں بلا تعلق

اور گذارہ کے واسطے کافی ہو تاکہ وہ مرض اور رنج کے زمانہ اور پیرانہ سالی میں اپنے سرمایہ پر گذارہ کر سکیں اور دوسروں کی خیرات کے محتاج نہ ہوں ۔

اکثر مزدوروں میں انجمنیں قایم کرنے اور ملکر کام کرنے کا میلان پایا جاتا ہے مگر انجمن قایم کرنا ہمیشہ مفید نہیں ہوتا ۔ بعض اوقات وہ اپنے آقاؤں کے خلاف ایکا کرنے کی غرض سے انجمن قایم کرتے ہیں اور ہڑتال یعنے کام بند کر دیتے ہیں اس سے نہایت نقصان ہوتا ہے ۔ اور آدمی اپنی جماعت کے لوگوں کے برخلاف ہی ہڑتال کرتے ہیں تاکہ ان کو اپنے خاص پیشہ سے بیدخل کریں ٹریڈیس یونین یعنے مزدوروں کے انجمن کا ایک بڑا مدعا یہ بھی ہوتا ہے کہ تھوڑی اجرت پانے والے اور ایسے مزدوروں کے نقصان کے واسطے جن کی کوئی انجمن نہیں ہے اجرت کو زیادہ رکھیں ۔ وہ اپنے سے مفلس آدمیوں کو اچھا پیشہ سیکھنے سے روکتے ہیں اور اس طرح وہ اتنے صناع نہیں ہونے دیتے جتنے کہ کام چلانے کے واسطے کافی ہیں یا جس قدر کہ مانگ[1] ہے ممکن ہے کہ یہ طریقہ ایک وقت تک قایم رہے ۔ مگر انجام کار یہ مہلک ہوتا ہے ۔

روپیہ کی عدم موجودگی عمدہ کاریگروں کے صاحب سرمایہ ہونے اور اپنے سے کم کاریگروں کو ملازم رکھنے میں مانع نہیں ہوتی اگر وہ اپنی آمدنی کو جائز طور پر استعمال کریں تو وہ بہت سرمایہ جمع اور اپنے سے غریب لوگوں

[1] مثلاً ماہ جنوری ۱۸۹۱ کو بمقام بوسٹن کے کارخانہ شفیلڈ کے ملک کا ایک ملازم جس کی ... کی گئی ۔ ایک شخص جو ... پر لگایا گیا ... مزدوروں کی انجمن کے قاعدہ کے خلاف تھا ۔ کارخانہ کے تمام مزدوروں نے ہڑتال کر دی اس قسم کی انجمنوں کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ وہ ... اپنے آدمیوں کے برخلاف ہڑتال ... استعمال کرتے ہیں جو قانوناً ... عدالت کے روبرو جائز نہیں بلکہ جس کا دارومدار کسی کی آزادی پر ہوا ... آزادی کو نہایت نقصان پہنچتا ہے ۔

کی امداد کر سکتے ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ پریسٹن کی ہڑتال میں مزدوروں نے پانچ لاکھ پونڈ نقد ضایع کر دیا - اور اُس کے بعد وہ پھر پہلی اجرت پر بخوشی کام کرنے لگے - لنڈن کے مکان بنانے والوں کی جماعت نے ہڑتال کرکے تین لاکھ پونڈ کا سرمایہ تلف کر دیا - اور اگر ان کو وہ اجرت جس کے حاصل کرنے کے واسطے انہوں نے ہڑتال کی تھی - مل بھی جاتی تو اُن کا نقصان ۲ سال بعد پورا ہوتا وہیں کے جنگل میں کام کرنے والے کان کنوں نے بھی ہڑتال کر دی اور جب وہ بیکاری میں پچاس ہزار پونڈ خرچ کر چکے تو گیارہ ہفتے کھیل کود میں وقت بسر کرکے وہ پہلی اجرت پر کام کرنے لگے - نارتھمبرلینڈ اور ڈرہم کے لوہے کا کام کرنے والے چار ماہ بیکار رہکر اور دو لاکھ پونڈ اجرت ضائع کرنے کے بعد دس فیصدی تخفیف پر پھر کام کرنے لگے - جنوبی ویلز کے کان کن اور لوہے کا کام کرنے والے گذشتہ ہڑتال میں چار ماہ تک بیکار رہے اور لارڈ ایرڈیل کا قول ہے کہ صرف اجرت کے لحاظ سے ہی اُن کے تیس لاکھ پونڈ نقد ضائع ہوئے ◆

پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کام کرنے والے آدمیوں کے ہاتھ میں بعید روپیہ ہے اس روپیہ سے وہ مستفید ہو سکتے ہیں . مگر وہ نہیں ہوتے - خیال کرو کہ انہوں نے ہڑتال کے موقعہ پر تیس لاکھ پونڈ نقد ضائع کر دیئے - اگر وہ اس سے صرف کرتے تو اُن کو کس قدر فایدہ پہونچتا - بلکہ اُن کی مشترکہ کوششوں سے جو سرمایہ جمع ہوتا اس سے ہزارہا بندگان خدا فایدہ اٹھاتے - مسٹر گریگ کا قول ہے -

کہ جو شخص کفایت شعاری کا عادی ہو - وہ دس سال میں بینک میں پانچ سو پونڈ جمع کرا سکتا ہے - اور اگر بیس اور ایسی ہی طبیعت کے آدمی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں - تو وہ دس ہزار پونڈ جمع کرکے کوئی ایسا کام جس میں اُن کو خوب مہارت ہو شروع کر سکتے ہیں ◆

یہ بات بخوبی ثابت ہو سکتی ہے کہ یہ سکیم ناممکن نہیں۔ اشتراک باہم ملکر کام کرنے کی تجویز پر انگلستان میں مدت سے عمل درآمد ہو رہی ہے۔ ماہی گیری کا کام سینکڑوں سالوں سے اسی اصول پر ہو رہا ہے۔ ماہی گیر کشتی تیار کرنے اُس کے واسطے رسیاں اور دیگر ضروری اسباب جمع اور آدمی مہیا کرنے میں مشترکہ کوشش کرتے ہیں وہ ان مچھلیوں کی قیمت جو سمندر سے پکڑتے ہیں تقسیم کرتے ہیں وہ کشتی کا مالک اور ماہی گیروں کا الگ حصہ مقرر کر دیتے ہیں وائٹ سٹیبل سے آئیسٹر نکالنے والوں کی کمپنی قدیم زمانہ سے قایم ہوئی ہے گو یہ صرف ۱۷۹۳ء میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کی رو سے باقاعدہ طور پر منضبط ہوئی کارنوال کے ٹین کا کام کرنے والوں نے بھی اس اصول پر عمل کیا ہے۔

وہ اسی اصول پر ٹین کھود کر نکالتے۔ دھوتے اور فروخت اور اُس کی آمدنی ایک خاص نسبت تقسیم کر لیتے ہیں۔ غالباً یہ دستور اس زمانہ سے چلا آتا ہے۔ جب اہل فونیشیا انگلستان کی ٹین بحیرہ روم کے بندرگاہوں میں لے گئے۔

ہمارے زمانہ میں بھی اشتراک پر بہت کچھ عمل درآمد ہوتا ہے ۱۸۹۵ء میں [illegible] کی انٹرنیشنل سوسائٹی کی بنا ڈالی گئی۔ اس کے قائم ہونے کی وجوہات [illegible] میں بیان کی گئیں تھیں۔ جو سوسائٹی کے پہلے ممبروں نے

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۳۷ (۱) صرف مزدور لوگ ہی شراب اور تمباکو پر [illegible] کروڑ پونڈ نقد صرف کرتے ہیں [illegible] کے پاس اشاعت پر [illegible] کہ وہ سب سرمایہ [illegible] [illegible] [illegible]

میٹر اور ایلڈرمین کی خدمت میں پیش کی - یہ عرضی جن الفاظ سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہیں کہ ہم کو اور ہمارے کنبوں کو آٹے کی بیحد قیمت کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور گو فی الحال قیمت بہت گھٹ گئی ہے۔ تاہم ہم اپنے آپ کو آئندہ بھی لالچی اور بے رحم لوگوں کے حملوں سے محفوظ رہنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ پس وہ آٹا پیسنے کے واسطے کارخانہ قائم کرنے کے لئے چندہ جمع کرنے لگے۔ شہر کی کمیٹی نے اُن کی درخواست منظور کر لی اور اُن کو دریا دلی سے امداد دی کارخانہ تعمیر ہو گیا جو آج تک باقی ہے۔ اب اس میں چار ہزار سے زائد ممبر شامل ہیں۔ ہر ایک ممبر کے حصہ کی قیمت پچیس شلنگ ہے۔ ممبر زیادہ تر محنتی لوگ ہیں کارخانہ والوں نے اس سوسائٹی کو فنا کرنے کی کوشش کی مگر ان کی سعی میں کامیابی نہ ہوئی۔ یہ سوسائٹی آٹا پسوا کر ممبروں کے پاس بازاری نرخ پر فروخت اور سالانہ منفعت حصہ داروں میں تقسیم کر دیتی ہے اس سوسائٹی کو بہت منفعت ہوتی ہے۔

ہل کے مفلس باشندوں کی مثال کی تقلید بہت سے سالوں بعد ہوئی شہر لیڈس کے باشندوں نے ۱۸۴۷ء میں اور راچڈیل والوں نے ۱۸۵۰ء میں آٹا پیسنے کی ایک کل خریدی لیڈس کے غلے کا رخانہ والوں نے لیڈس کی انجمن غربا سے کم قیمت پر آٹا فروخت کرنے کی کوشش کی۔ مگر اُن کو بہت جلد ناکامی ہوئی۔ اور آٹے کی قیمت مستقل طور پر کم ہو گئی۔ لیڈس کے اس کارخانہ میں جو مزدوروں نے قائم کیا تھا۔ ہر سال ایک لاکھ پونڈ سے زیادہ کام ہوتا ہے۔ اس کا سرمایہ بائیس لاکھ پونڈ ہے۔ اور ۱۸۶۸ء میں اس نے اپنے سو ہزار چھ سو ممبروں کو بہترین قسم کا آٹا مہیا کرنے کے علاوہ آٹھ ہزار پونڈ منفعت اور سود وغیرہ تقسیم کیا۔ راچڈیل کی مشترکہ انجمن غلہ کو بھی نمایاں

کامیابی حاصل ہوئی ہے یہ ۲۶ مشترکہ انجمنوں کو جن کے ممبروں کی تعداد بارہ ہزار ہے آٹا دیتی ہے۔ اسے ۱۸۶۶ء میں چوبیس ہزار دو سو پونڈ نقد کا کام اور اٹھارہ ہزار پونڈ سے زیادہ نفع تقسیم کیا ﴿

روشڈیل کارن مل اس شہر کے ایک اور انجمن کی سعی سے قائم ہوئی اور یہ محنتی لوگوں کی مشترکہ کارخانوں میں نہایت باوقعت ہے انجمن مذکور ۱۸۴۴ء میں قایم ہوئی تھی اس وقت تجارت کی حالت ابتر تھی۔ اور محنتی لوگوں کو عموماً اپنی آئندہ حالت سے بیدلی اور مایوسی ہو رہی تھی۔ قریباً اٹھائیس یا تیئیس شخص جو زیادہ تر فلالین بنتے تھے۔ جمع ہوئے اور اپنی نہایت دقتوں سے پیدا کی ہوئی کمائی سے مستفید ہونے کے لئے ایک انجمن قائم کی ﴿

ہر کس کو معلوم ہے کہ محنتی اور مزدور لوگ اپنی ضروریات خریدنے کے وقت کم ازکم دس فیصدی معمول سے زیادہ قیمت ادا کرتے ہیں۔ اگر دکاندار وغیرہ انصاف سے کام لیں تو اُن کو اتنی ہی کم قیمت دینی پڑے بلکہ پروفیسر فاسیٹ جس نے علم سیاست مدن پہ بہت عمدہ کتابیں لکھی ہیں کہتا ہے کہ اُن کو بیس فیصدی خسارہ اُٹھانا پڑتا ہے بہرکیف یہ مزدور اس منفعت کو بچانا چاہتے تھے یا یوں کہو کہ دوکانداروں کو دینے کی بجائے اپنے کیسہ میں ڈالنا چاہتے تھے ﴿

انہوں نے دو پنیں ہفتہ وار چندہ جمع کرنا شروع کیا۔ اور جب دو دو پنیں کی بادن قسطیں ادا ہو گئیں۔ انہوں نے جَو کے آٹے کی ایک بوری خرید کر اصلی لاگت پر انجمن کے ممبروں میں تقسیم کی۔ ممبروں کی تعداد بڑھتی گئی یہاں تک کہ سوسائٹی میں چائے چینی اور دیگر اشیا کے خریدنے اور اصلی لاگت پر ممبروں میں تقسیم کرنے کی استطاعت ہو گئی۔ وہ دوکانداروں کے دست

مگر نہ رہے بلکہ وہ خود تجارت کرنے لگے۔ وہ شروع سے ہی نقد روپیہ لیتے اور کیسی کو ادھار نہ دیتے تھے۔

سوسائٹی کو ترقی ہوتی گئی۔ اُس نے خوراک* ۔ ایندھن۔ کپڑے اور دیگر ضروریات کا ایک گودام خانہ قایم کیا۔ چند سالوں میں ممبروں نے مشترکہ کارن مل قایم کی۔ متعدد سالوں میں ممبروں نے مشترکہ کارن مل (آٹا پیسنے کا کارخانہ) قایم کیا۔ انہوں نے ایک ایک پونڈ کے حصے مشتہر کرکے سرمایہ کو زیادہ کیا۔ اور کپڑے اور جوتیاں بنانے اور فروخت کرنے لگے۔ مگر زیادہ تر اشیاء خوردنی۔ مثلاً گوشت۔ آٹے کاغذ، قلم، دوات کی تجارت ہوتی تھی۔ باوجودیکہ قحط سوتی کے اثنا میں بہت تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ سوسائٹی فارغ البال ہوتی رہی۔ یہ بزازی بھی بچتی رہی۔ شروع سے ہی اوس نے اپنے فنڈ کا ایک حصہ تعلیمی کاموں کے واسطے علیحدہ کر دیا۔ اور اخبارات کا ایک کمرہ اور کتب خانہ قایم کیا۔ جس میں اب چھ ہزار سے زیادہ کتب ہیں۔

سوسائٹی ترقی کرتی گئی۔ حتیٰ کہ روشڈیل کے قریب اشیاء اور ذخائر کی فروخت کے واسطے ٹوڈ لین کے اصلی دفتر کے علاوہ اس کی گیارہ شاخیں ہوگئیں ۱۸۷۶ء کے اخیر پر اس کے ۶۲۴۶ ممبر اور ۹۹۹۰۸ پونڈ کا سرمایہ تھا اشیاء کی فروخت وغیرہ سے اُس کو ۳۴۹۱۲۲ پونڈ آمدنی ہوئی۔ اور کل فائدہ ۳۱۹۳۱ پونڈ ہوا۔

مگر صرف یہاں تک ہی کفایت نہ تھی اخبارات اور کتب خانہ کی امداد کے واسطے ۲½ فیصدی خالص منفعت سے مختص کر دیا گیا۔ اور اب شہر کے قرب و جوار کے مختلف مقامات میں گیارہ اخبارات اور کتب بینی کے کمرے ہیں جہاں سوسائٹی اپنا کام کر رہی ہے۔ اس مقصد کے واسطے ۲ سو پونڈ سالانہ کی رقم صرف

کی جاتی ہے۔ ممبر شطرنج اور چوپٹر وغیرہ کھیل سکتے ہیں اور علم طبعی وغیرہ کے آلات مثلاً سپیر سکوپ۔ خورد بین اور دور بین وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ اجتناب مے خواری کو ترقی دینے کے لیے کوئی خاص انتظام نہیں کیا گیا۔ مگر کمرہ اخبارات اور کتب خانہ صوفی مشرب بننے میں ایک زبردست اور مفید اثر ڈالتا ہے بیان کیا گیا ہے کہ اس سوسائٹی نے روشڈیل سے مے خواری دور کرنے میں ٹمپرنس اجتناب مے کے تمام حامیوں سے زیادہ امداد دی ہے +

انگلستان کی شمالی کونٹیوں میں روشڈیل پائیونیرس (را ہبران روشڈیل) کی مذکورہ بالا سوسائٹی نے کام کرنے والے آدمیوں پر ایک زبردست اثر ڈالا ہے۔ بہ مشکل کوئی شہر یا قصبا ایسا ہے جس میں کسی نہ کسی قسم کا منتر کہ کارخانہ نہ ہو۔ اس قسم کی سوسائٹیوں نے پس انداز کرنے کفایت شعاری اور اجتناب مے کی عادت کو ترقی دی ہے۔ انہوں نے لوگوں کو مالی معاملات میں دلچسپی دلائی ہے اور ان کو اپنے سرمایے سے زیادہ سے زیادہ فایدہ اٹھانے کے مواقعہ پیدا کر دیے ہیں۔ انہوں نے مزدوروں کو کاروبار کا کچھ علم بھی سکھا دیا ہے کیونکہ وہ اپنے سب کام ویسی کمیٹیاں کرتی ہیں۔ جو ممبروں کے عام اجلاس میں منتخب کی جا سکتی ہیں +

ایک نہایت سرسبز سوسایٹی بمقام اولڈاروں قایم ہوئی ہے اس سوسایٹی نے شہر کے وسط میں عمدہ و نفیس مکانات کی ایک قطار تعمیر کی ہے۔ ذخیروں پنساری کے سودے سلف۔ کاغذ قلم دوات۔ کپڑے اور دیگر ضروریات فروخت کرنے کی دوکانیں زیرین حصہ میں ہیں۔ دکانوں کے بالاخانوں پر کتب بینی کے کمرے ہیں۔ جہاں ممبر اور ان کے کنبے جا سکتے ہیں تیسری منزل ایک وسیع ہال پر مشتمل ہے وہاں لیکچر سرود رقص کے جلسے ہوتے ہیں ان میں عام لوگ شریک ہو

ہیں۔ اس سوسائٹی کی چھ شاخیں شہر کے مختلف حصوں میں قایم ہوئی ہیں۔ بہت سا کام ہوتا ہے۔ اور بہت منفعت ہوتی ہے۔ نفع ایک خاص تناسب سے تقسیم ہوتا ہے۔ یہ نفع اکثر ذروں سے قریب جو ان کے مشترکہ کا غذ روئی کے کارخانوں اور کانوں کے کام پر صرف کیا جاتا ہے اس سوسائٹی کی ایک قابل تعریف بات یہ ہے کہ اس نے اپنے ممبروں اور ان کے کنبوں کی آزادانہ تعلیم کے واسطے بندوبست کر رکھا ہے۔ اس غرض کے لیے ۲½ فیصدی منفعت مختص کر دی گئی ہے۔ چند ماہ ہوئے کہ ہم اس مدرسہ کا معاینہ کرنے گئے اور معلوم ہوا کہ سائنس کی جماعتیں ایسے موثر طریقہ سے چلائی جاتی ہیں۔ کہ ایک طالبعلم نے پچاس پونڈ سالانہ کا ایک سرکاری وظیفہ حاصل کیا۔ جس کے ساتھ یہ شرط تھی کہ طالبعلم کو تین سال تک ملتا رہیگا۔ اور اس کے علاوہ اُس کو سعد نیاشت بازار چرستی اور لنڈن کے مدرسوں میں بلا ادائے فیس تعلیم ملیگی اور اس اثنا میں وہ ان مدرسوں کے کتب خانوں کو کسی قسم کی فیس دینے کے بغیر استعمال کر سکیگا۔ اس مقام میں مشترکہ سرمایہ کی دوا اور درسگاہیں بھی ہیں اور ہم کو معلوم ہوا ہے کہ ڈاروں سے مزدور اکثر سخت محنتی صوفی مشرب اور کفایت شعار رہتے ہیں۔

(اس مثال کا سکاٹ لینڈ اور انگلستان کے جنوب میں بھی اثر ہوا۔)

نارتھیمپٹن میں ایک مشترکہ سرمایہ کی کمپنی چرم فروخت کرنے اور خریدنے کے واسطے بنی ہوئی ہے۔ اس میں بوٹ اور جوتیاں بھی تیار ہوتی ہیں۔ باڈیہم اور ریکا شائر کے دیگر مقامات میں روئی کے مشترکہ کارخانے قایم ہوئے ہیں۔ مانچسٹر اور سالفورڈ کی انصاف پسند مشترکہ سوسایٹی نے ایسی سہولتیں مہیا کی ہیں کہ بنک کی طرح روپیہ بھی جمع ہو سکے اور تجارت کی سی منفعت بھی ہو۔ مگر اس کو خوراک۔ ذخائر۔ کاغذ قلم دوات بزازی اور ہر قسم دیگر اشیا کی خرید و فروخت سے بہت نفع ہوتا ہے۔

مگر وہ منشیات کی تجارت نہیں کرتی +

اُن کی کامیابی کا اصلی راز نقد روپیہ ہے وہ کبھی کو قرض یا ادھار نہیں دیتے۔
ہر ایک چیز نقد روپیہ کے واسطے کی جاتی ہے تجارت کو منفعت ممبروں میں تقسیم کی
جاتی ہے ہر ایک کاروباری آدمی کو معلوم ہے کہ نقد قیمت لینا کاروبار کے چلاؤ
کا نہایت عمدہ طریقہ ہے۔ روشڈیل پایونیرس نے یہ راز معلوم کر لیا ہے اور
اُس کو اپنی جماعت میں اشاعت دی ہے۔ وہ اس سوسائٹی اور دیگر سوسائٹیوں
کے ممبروں کو نصیحت دینے کے وقت کہتے ہیں۔ نقدی کے معاملات میں خوب
احتیاط رکھو۔ جہاں تک ہو اشیاء پہلی منڈیوں سے خرید و نیز چھوٹے چھوٹے
سوداگروں سے نہ خریدو اور اگر اپنی محنت کی پیداوار فروخت کرو* یعنے ان
لوگوں کے پاس جو اپنے استعمال کے واسطے خریدنا چاہیں کبھی نقد قیمت لینے
کے اصول کو ترک نہ کرو خبردار کہ حساب کتاب کرنے میں دیر نہ ہو۔ المختصر
مشترکہ سوسائٹیاں بڑے پیمانہ پر تاجر ہو گئیں۔ اور خوراک فروخت کرنے کے
مقاصد کے علاوہ اُن کو یہ نفع رہتا تھا کہ نقد قیمت سے روپیہ کی کھوٹی نہ دینی
پڑتی تھی۔ اور یہ نفع ممبروں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا +

اشتراک کی ایک اور صورت ارضی یا عمارتی انجمنیں ہیں اُن کی امداد
کرنے والے ادنےٰ درجہ کے متوسط حال لوگ ہیں مگر اعلےٰ کاریگر اور کفایت شعار
آدمی بھی بہت کچھ امداد دیتے ہیں اُن کے ذریعہ زمین کے قطعے خریدے اور مکانات
تعمیر کئے جاتے ہیں مکانات تعمیر کرنے کی سوسائٹی کے ذریعے جو شخص مکان کا
مالک بننا چاہتا ہے وہ اس کا ممبر ہو جاتا ہے اور بجائے مالک مکان کو کرایہ ادا
کرنے کی بجائے وہ اپنے دوستوں کی ایک کمیٹی کو چندہ اور سود دیتا رہتا ہے
اس طرح مکان تعمیر کرنے کی سوسائٹی ایک سیونگ بنک ہے جہاں ایک خاص

* یعنے اگر تم کسان ہو تو آخری خریدار کو

مقصد کے واسطے روپیہ جمع ہوتا ہے مگر وہ لوگ بھی جو کوئی مکان نہیں خریدتے
اپنے حصوں پر سود اور منافع لیتے ہیں اور بعض اوقات اُس کی مقدار بہت ہوتی ہے
اجتماع جایداد اور زر کا وہی اثر ہوتا ہے جو اکثر کفایت شعار آدمیوں
کی حالت میں دیکھا جاتا ہے۔ یہ اُن کو مستقل مزاج۔ صوفی مشرب۔ اور منتظم
بنا دیتا ہے یہ اُن کو خوشحال یعنی انقلاب کے خیالات سے محترز کر کے جمہوری بنا
دیتا ہے۔ جب مزدور اپنی محنت اور کفایت شعاری سے اپنی آزادی حاصل کر لیتے
ہیں تو وہ مزدوروں کی بہبودی اور فلاح کو اپنے حق میں مضر خیال نہیں کرتے
اور اس حالت میں وہ اپنی خیالی تکالیف کی بنا شر و فساد پر آمادہ نہیں ہو سکتے
کہتے ہیں کہ اراضی خریدنے کی انجمنوں کے اثر سے جو پولیٹیکل مقاصد
کے واسطے قائم کی گئی تھیں لوگ ملکی اصلاح میں شریک ہونے سے اجتناب
کرنے لگے۔ اس قسم کی انجمنیں پہلے پہل برمنگھم میں قایم کی گئیں اس کا مقصد
یہ تھا۔ کہ لوگ زمین خرید سکیں اور اُس کے چالیس شلنگ سالانہ مالگذاری ادا
کرنے والے ٹکڑوں میں تقسیم کریں تا کہ مالک انتخاب کنندے اور قوانین غلہ
کے خلاف رائے دے سکیں قوانین غلہ منسوخ ہو گئے ہیں۔ مگر ایسی زمینیں
کے مالک جو اس وقت خریدی گئی تھیں اب بھی موجود ہیں اور اب وہ مدبرین
سے ہیں یا یوں کہو کہ ملکی اصلاح کی تجاویز میں حصہ نہیں لیتے۔ مسٹر ہولیوک
نے مکانات تعمیر کرنے کی سوسائیٹیوں کے ایک جلسہ میں کہا۔ مسٹر آرتھر اینڈ
نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ برمنگھم میں ان سوسائیٹیوں کے اثر سے بہت سے
لوگوں نے ہمدردی قوم و ملک کو منفعت کی خاطر چھوڑ دیا ہے اور یہ بھی بتایا
کہ مشترکہ انجمنوں کے اراکین اور حقوق کی سند طلب کرنے والے جو [illegible]
اور پولیٹیکل اصلاح کے زور سے درخواست کرتے تھے۔ اب وہ اُس ڈھنگ کو پسند

سے زیادہ وقعت نہیں کرتے۔ اور وہ رات کو جب مطلع صاف ہو اس چھت سے کسی چپکلک جلسہ میں شریک نہیں ہوتے۔ کہ جب اتفاقاً طوفان آجاتا ہے تو تمام فرقہ ترکرا ہو جاتا ہے اور شہر کی گلیوں اور کوچوں کی نالیوں میں گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے انہوں نے زمین کا فرق کیا ہے اور اب اونے خیالات اُن کے روح و روان پر مستولی ہو گئے ہیں۔

وہ بیان کرتا ہے تاہم بعض لوگ ایسے ہیں جو ان سوسائٹیوں کی طفیل ایسی کفایت شعاری سیکھ گئے ہیں جو اُن کو بصورت دیگر معلوم نہ ہو سکتی اُن کی طفیل بہت سے ہونہار اور لائق فرزند ایسے ہیں جو اپنے بوڑھے باپ کو اپنے گھر بجاتے ہیں۔ بجائیکہ اس کے خیرات خانہ میں مر جانیکا اندیشہ تھا۔ اب وہ آرام سے اپنے بیٹے کے باغ میں چرٹ پیتا ہے۔ کیونکہ فرزند ارجمند نے کفایت شعاری سے زمین اور مکان خرید کر ایک چمن بھی لگا دیا ہے۔

ریڈس کے متعلق مکانات تعمیر کرنے کی سوسائٹی نے دوسو کمینوں کے واسطے عمدہ مکانات مہیا کر دیئے ہیں اس میں اُس نے اپنے اثر کو بالفاظ ذیل بیان کیا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ خود ممبر اتفاقی جلسوں میں بیان کرتے ہیں کہ جب سوسائٹی میں نہایت قلیل سرمایہ جمع کرنا شروع کیا۔ بجائیکہ پہلے اتنی قلیل پونجی کا کسی عمدہ صرف پر لگانا ناممکن خیال کیا جاتا تھا۔ ہم مکانات بنانے اور خریدنے لگے۔ پہ ہم اس طرح اپنی پس انداز روپیہ کو بڑھاتے بڑھاتے زندگی میں ترقی ... معقول گذارہ پیدا کرنے لگے۔

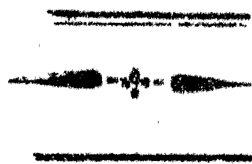
اس طرح کفایت شعاری کی عادات اور عمل ہوگیا ہے اور یہ دونوں باتیں ... کے واسطے نہایت مفید ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ بے احتیاط دور اندیش اور روپیہ پس انداز کرنے پر باقاعدہ معزز صاحب جائداد اور ہر طرح سے عمدہ شہری

ہمسائے ہرطرح سے قابل اور فارغ البال ہو جاتے ہیں +

بینکا شائر میں بعض مستثنےٰ شہر اور دیہات بھی ہیں۔ جہاں انجمنوں سے باسانی مکانات خریدنے یا تعمیر کرنے کے لیے معقول رقمیں پس انداز کرلی ہیں گذشتہ سال میں شہر پاڈیہام میں اس مقصد کے واسطے پندرہ ہزار پونڈ اندوختہ کیا گیا۔ گو اس شہر کی آبادی صرف ۹ ہزار متنفس ہے +

برنلے کے باشندوں کو بھی بہت کامیابی ہوئی ہے۔ یہاں مکانات تعمیر کرنے کی انجمن میں ۶ ہزار ۷ سو چندہ دینے والے ہیں جنہوں نے گذشتہ سال میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ پس انداز کئے یا یوں کہو کہ ہر ایک چندہ دینے والے نے سال بھر بااوسط چوبیس پونڈ بچائے اس انجمن کے زیادہ تر محنتی مزدور۔ کان کن۔ صناع انجینیر۔ بڑھی اور سنگی معمار ہیں۔ اُن میں کتخدا اور ناکتخدا عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ انہوں نے روپیہ جمع کرنے کے واسطے مکانات بھی خریدے ہیں۔ مکانات تعمیر کرنے کی انجمن نے اس قسم کی سینکڑوں حالتوں میں مددوی ہے۔ اس نے رہن پر روپیہ دیا ہے۔ اور راہن قسطیں ادا کرکے زرِ رہن ادا کرسکتا ہے "+

ہیئت مجموعی مکانات تعمیر کرنے کی انجمنیں کفایت شعاری کے فوائد کی تشریح کرنے کے لیے نہایت عمدہ ہیں وہ لوگوں کو اپنے واسطے مکان خریدنے کی ترغیب دیتے ہیں اور جب تک وہ زندہ رہتے ہیں مکان اُن کے نہایت کارآمد ہوتے ہیں +



ساتواں باب

اکیلا فنا دے اس مقصد کو جس کی تکمیل کا تخم ارادہ کیا تھا۔ ترک نہ کرو (ولیم شیکسپیئر)

زندگی ہمکو اس لئے نہیں دی گئی کہ اس کو ایک ایسی چیز کے حاصل کرنے میں جو ہم اپنی وفات پر پیچھے چھوڑ جائیں گے بسر کر ڈالیں (خوش نصیب) پیرانہ سالی کی آسائش یا مصیبت اکثر ہماری گذشتہ زندگی کا ماحصل (نتیجہ) ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر سمائلز)

اشتراک سے روپیہ انداز کرنے کے دو طریقوں کا ذکر باقی ہے پہلا زندگی کے بیمہ کا اصول ہے اس سے بیمہ کرانے والے کی وفات پر اس کی بیوہ اور بچوں کے لیے تہیہ کیا جاتا ہے دوسرا طریقہ دوستانہ انجمنیں ہیں ان کے ذریعے مزدور اور محنتی لوگ علالت اور مرض کے زمانہ کی پیشبندی اور اپنی بیواؤں اور یتیموں کے لئے کچھ سرمایہ پس انداز کرتے ہیں پہلے طریقہ پر میانہ اور اعلےٰ درجہ کے اور دوسرے پر محنتی لوگ عمل درآمد کرتے ہیں*

ممکن ہے کہ ان لوگوں کے لئے تہیہ کرنے کے واسطے جو ہمارے دست نگر ہیں ایک عرصہ دراز ضروری ہو۔ عموماً یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسی رقوم سے جو موت کی پیشبندی کے واسطے علیحدہ رکھی گئی ہیں صرف کریں کیونکہ اکثر لوگ وفات کو بہت دیر بعد آنے والا حادثہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہر ہفتہ تھوڑی تھوڑی

رقم کے پس انداز کرنے پر کچھ بھروسہ نہیں ہوسکتا ؛

جو شخص بیمہ کی سوسائیٹی میں شامل ہو جاتا ہے۔ اُس کی حالت بالکل مختلف ہوتی ہے اس کی سالانہ یا سہ ماہی پس انداز کردہ رقم عام فنڈ کا ایک حصہ ہوجاتی ہے اور بیمہ کرانے والے کا ارادہ اور مدعا پورا کرنے کے واسطے کافی ہوتی ہے۔ جب وہ پہلی قسط ادا کرچکتا ہے۔ اُس کا مدعا حاصل ہوجاتا ہے خواہ وہ قسط ادا کرنے دوسرے روز ہی مرجائے۔ اُس کی بیوی اور بچوں کو بیمہ کی کل رقم مل جاتی ہے ؛

اس طریقہ سے متوفی کے پس ماندوں کے واسطے نفقہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان کو یہ تحریک ہوتی ہے کہ عاقبت اندیشی اور دوربینی کو مدنظر رکھے جو بمنزلہ ایک اخلاقی فرض اور ذمہ واری کے ہے۔ اور اس طریقے کے ذریعے یہ اوصاف حسنہ معرض عمل میں آسکتے اور خانگی معاوضہ و مدعا حاصل ہوسکتا ہے زندگی کا بیمہ کرانے کا ایک بڑا فایدہ یہ ہے کہ جب کوئی دوراندیش آدمی بستر مرض پر یا قریب المرگ ہوتا ہے تو اُس کو اطمینان رہتا ہے اور اُس کو وہ قلبی جدوجہد نہیں ہوتی۔ جو ایک ناعاقبت اندیش آدمی کے دل میں ہوتی ہے۔ اس صورت میں جسمانی تکلیف کے ساتھ تشویش بھی لاحق ہو جاتی ہے اور مریض کو دوا سے یا تو بالکل اثر نہیں ہوتا۔ یا بہت کم فائدہ ہوتا ہے۔ برنس شاعر نے اپنے ایک دوست کو اپنی موت سے چند روز پیشتر لکھا۔ میں ابتک کاوش قلبی میں مبتلا ہوں۔ افسوس کہ ڈاکٹر میری حالت نہایت مایوسی بخش اور ابتر ہے ۔

. . . . افسوس میری غریب بیوی اور نصف درجن چھوٹے چھوٹے بچے جو میری وفات سے یتیم رہ جائینگے جب میں انکا خیال کرتا ہوں۔ تو عورت ذات کی طرح آٹھ آٹھ آنسو روتا ہوں۔ خیر اب

اس معاملہ کا زیادہ ذکر کرنا فضول ہے۔ یہ امر میری غرض کا کسی قدر باعث ہے کہ بیمہ زندگی کی تعریف یہ ہے کہ یہ بیواؤں اور بچوں کو افلاس سے محفوظ رکھنے کے لیے مشترکہ سرمایہ کی ایک تجویز ہے یہ ایک ایسی تجویز ہے جس کے ذریعے بہت سے آدمی قلیل سالانہ رقم جس کو پریمیم کہتے ہیں۔ پس انداز کرنیکا عہد کرتے ہیں جیسے کبھی سیونگس بنک میں تا کہ بیمہ کرانے والے کی وفات پر اس کے پس ماندوں کے کام آسکے۔ وفات پر چندہ کی رقم ان کے سپرد کی جاتی ہے اس ذریعے سے وہ شخص جن کے پاس کچھ سرمایہ نہیں ہوتا۔ باوجودیکہ وہ باقاعدہ اجرت یا تنخواہ پاتے ہیں۔ خواہ اُن کی مقدار کتنی ہی کم ہو اپنے وفات پر اپنے کنبہ کے واسطے فنڈ مہیا کر سکتے ہیں ۔

ہم اکثر سنتے ہیں کہ جو شخص سوسائٹی کے سنتد محنتی اور مفید ممبر تھے اپنی بیویوں اور کنبوں کو محض افلاس کی حالت میں چھوڑ مرے ہیں وہ معززانہ طرز سے رہتے تھے۔ اپنے مکانات کا معقول کرایہ دیتے تھے۔ نفیس کپڑے زیب تن کرتے تھے۔ اچھے اچھے لوگوں سے ملاقاتیں کرتے تھے۔ وہ اکثر تفریح مقامات میں دیکھے جاتے تھے۔ اور اپنے بچوں کو سوشیل پوزیشن اعزاز کے اعلیٰ خیالات پر تعلیم دلاتے تھے۔ لیکن اُن کو موت نے فنا کر دیا اور اب اُن کے کنبوں کی کیا حالت ہے ؟ کیا باپ نے آئندہ کے لئے اُن کے واسطے تہیہ کیا ہے؟ اگر وہ ہمیں سے پچیس پونڈ سالانہ تک کبھی بیمہ کمپنی میں ادا کرتا رہتا تو اس کی بیوی اور بچے ناداری سے محفوظ ہو جاتے۔ کیا اس نے یہ فرض ادا کیا ہے؟ نہیں اس نے کوئی ایسی پیشبندی نہیں کی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوگا کہ کنبہ کے آدمی جو کماتے تھے۔ کھا پیتے تھے۔ بلکہ اپنی کمائی سے زیادہ خرچ کرتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک ذراسی مصیبت ہو پہنچنے پر محتاج ہو جاتے ہیں ۔

اس قسم کا شیوہ نہ صرف بے احتیاطی ہے۔ بلکہ حد درجہ کی ناعاقبت اندیشی اور ظلم ہے۔ پہلے بچے پیدا کرنا۔ پھر اُن کو مذاق ڈالنا۔ اور اُن کو ایسی اسائشوں کا عادی کرنا جنکو وہ ترک نہیں کر سکتے۔ پھر ان کو خیرات خانے۔ جیل یا بازاروں کی نذر کر دینا۔ رشتہ داروں یا عوام سے خیرات لینے پر مجبور کرنا سوسائٹی نیز ان بدقسمت آدمیوں پر جو ایسی مصیبتوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ظلم بلکہ جرم کرنا ہے +

یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں کی تعداد جو اپنے کنبوں کے واسطے سرمایہ پس انداز کرتے ہیں۔ محدود ہے۔ کیونکہ فی زمانہ از حد مقابلہ ہو رہا ہے شاید اُن کی تمام آمدنی روز افزوں کنبہ کی ضروریات میں صرف ہو جاتی ہے۔ اُن کے پاس بنک میں جمع کرانیکے لیئے اس قدر قلیل رقم ہوتی ہے کہ وہ بالکل جمع نہیں کراتے وہ اپنی وفات پر اپنے بچوں کے فائدہ کے لیئے جینے جی روپیہ جمع کرانے سے مایوس ہو جاتے ہیں +

فرض کرو کہ ایک شخص کی شادی ہو گئی ہے۔ اس نے کاروبار شروع کر دیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ اگر میں زندہ رہوں تو متعدد سالوں میں آتیج روپیہ پس انداز کر سکتا ہوں جو میری وفات پر میری بیوی بچوں کے کام آسکے مگر زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں اور وہ جانتا ہے کہ مجھے کسی وقت دار ناپائدار سے کوچ کرنیکا حکم مل سکتا ہے اور اس صورت میں میرے نہایت عزیز بہت نادار اور مفلس رہجائینگے۔ تیس سال کی عمر میں وہ کسی معتبر کمپنی میں بیمہ کرانا ہے۔ وہ پانچسو پونڈ کے واسطے بیمہ کراتا ہے اور بارہ سے تیرہ پونڈ تک سالانہ چندہ ادا کرتا ہے اور بیمہ کی کل رقم اس کے پس ماندوں کو دیئے جانیکا وعدہ ہوتا ہے جس وقت سے وہ چندہ ادا کر دیتا ہے اس کے کنبہ والوں کے لیئے پانچسو پونڈ کے

ہو جاتے ہیں۔ یعنے خواہ وہ بیمہ کرانے کے دوسرے روز ہی مر جائے ۔اس کے لواحقوں کو یہ رقم ملجائے گی ؞

اب اگر وہ بارہ تیرہ پونڈ کسی بنک میں جمع کراتا۔ یا سود پہ دیتا تو اس کی پس انداز رقم بیس سال بعد پانچسو پونڈ ہوتی۔ مگر زندگی کے بیمہ کے ساتھ مگر معقول تجویز وہ اپنی زندگی کے بہترین سالوں فکر و تشویش سے محفوظ رہتا ہے آئندہ کی بدقسمتی کے خیال سے وہ موجودہ خوشیوں سے متنفر نہیں ہوتا۔ سالانہ معین رقم ادا کرنے سے جو سوسائٹی کے منافع کی نسبت سے کم ہوتی جاتی ہے وہ اپنی وفات پر اپنے کنبہ کے استعمال اور فایدہ کے لیئے ایک معین رقم چھوڑ جائیگا ؞

اس طرح زندگی کے بیمہ کو ایک قسم کا معاہدہ خیال کر سکتے ہیں اس کے ذریعے زندگی کے اختلافات ایک حد تک کم اور اُن کی کسی قدر تلافی ہو جاتی ہے ۔ اس مضمون کو یوں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ ان کے کنبے ان لوگوں کی خوش اقبالی میں شریک اور حصہ دار ہو جاتے ہیں جو معمولی سے زیادہ عمر تک زندہ رہتے ہیں اگر خود بیمہ کرانے والا اتنے عرصہ تک زندہ رہے کہ چندہ کی رقم بیمہ کی رقم سے بڑھ جائے۔ تو بھی اُس کو پچھتانا نہ پڑیگا۔ کیونکہ بیمہ کرانے سے اطمینان اور چین سے زندگی بسر ہوتی ہے یہ کہنے کا موقعہ نہیں ملتا کہ ؏

اچہ خوردہ بامداد فرزندم ا

بعض معقول اور مدلل وجوہات کی بنا پر انسان اپنے مکان اور اشیائے ذخائر کا آتشزدگی کے حادثہ کے خلاف بیمہ کرا لیتا ہے انہی وجوہات پر اُس کو مرض اور ناگہانی موت سے بے خوف و خطر رہنے کے لیئے زندگی کا بیمہ کرانے کی اشد حاجت ہے ۔ پہلی حالت میں بیمہ کرانا دنیاوی دور اندیشی ہے بلکہ دوسری

صورت میں اس سے بھی زیادہ کیونکہ اس حالت میں بیوی کے بیوہ اور بچوں کے بیکس و یتیم رہنے کا تہیہ کرنیکا فرض بھی شامل ہے اور جو شخص ایسے ضروری فرض سے غفلت کرے اُس کا کوئی عذر مسموع نہیں ہو سکتا۔ کیا خاوند اور رباپ پر واجب ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بیوی کے واسطے روزمرہ نان و نفقہ مہیا کرے؟ اسی طرح یہ بھی اُس کا فرض ہے کہ اپنی وفات کی صورت میں ان کے گذارے کا مناسب انتظام کرے یہ ایک صریح فرض ہے اُس کے انجام دینے کے اسباب بالکل سادہ ہیں اور ہر شخص کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ بیمہ کرانے کی تجویز عملاً بہت سہل معقول کفایت شعارانہ اور منصفانہ ہے مزید براں اس سے ہر ایک دانا اور دوربین شخص کو خودغرضی کا احساس ہوتا ہے جب یہ سب باتیں بدیہی ہیں تو ہمارے خیال میں اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہمیں یہ دیکھکر افسوس ہوتا ہے کہ کیوں تمام لوگ بیمہ زندگی نہیں کراتے۔ اگر بیمہ کرانے کا رواج بہت عام ہو جائے لوگوں کو بہت زیادہ[1] فایدہ ہو۔

محنتی اور مزدور لوگوں کی دوستانہ سوسائٹیاں بھی مشترکہ انجمنیں ہیں گو اُن کی شکل بالکل مختلف ہے ان سے لوگوں میں دوراندیشی اور خوداعتمادی کی عادت ہوتی ہے پس اُن کو ہر طرح سے حوصلہ دلانا چاہیئے۔

بیشک یہ ایک حیرت انگیز امر ہے کہ کم از کم چالیس لاکھ مزدور مرض اور مصیبت کے زمانہ میں باہمی امداد کے لیئے خود بخود انجمنوں میں شریک ہو گئے ہیں یہ انجمن زیادہ تر اسی وجہ سے ترقی پکڑ گئی ہیں کہ انگریزوں کو خود حکومتی

[1] یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ انگلستان کے دفتر کے بیمہ میں متوسط درجہ کے لوگوں نے ۵۰۰ ملین یعنی ۵۰ کروڑ پونڈ جمع کیا ہوا ہے اور اس کا سالانہ سود ایک کروڑ دس لاکھ پونڈ ہے مگر ابھی تک بھی آدمیوں میں سے ایک نے بیمہ کرایا ہے۔ (مصنف)

اور آزادی سے محبت ہے اس امر کی صداقت کا ثبوت یہ ہے کہ فرانس میں ۷۰ آدمیوں میں سے ایک بلجیم میں ۱۴ میں سے ایک اور انگلستان میں ۵ سے ایک شخص دوستانہ انجمنوں میں شریک ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ انگریزوں کی اس قسم کی سوسائٹیوں کے پاس ایک کروڑ دس لاکھ پونڈ نقد سے زیادہ روپیہ ہے وہ اپنے ممبروں کو اس فنڈ سے امداد دیتے ہیں جو لوگوں نے اپنی آمدنی سے بچتا کر خود چندہ دیکر جمع کی ہے ہر سال میں لاکھ پونڈ نقد کی امداد دی جاتی ہے ۔

گو فرانس اور بلجیم کے محنتی لوگ انگریزوں کی طرح دوستانہ انجمنوں میں کثرت سے شریک نہیں ہوتے۔ مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے لوگوں سے زیادہ کفایت شعار اور عاقبت اندیش ہیں وہ اپنے پس انداز روپیے سے یا تو زمین خرید لیتے ہیں یا پبلک فنڈوں میں جمع کراتے ہیں اہل فرانس اور بلجیم کو زمین خریدنے کا نہایت اشتیاق ہے وہ زیادہ دولت پیدا کرنے کے خیال سے قریباً تمام آمدنی پس انداز کرتے ہیں پبلک فنڈوں میں ان کے روپیہ جمع کرانیکا یہ فائدہ ہوا۔ کہ انہوں نے جرمنی محققین سے اپنی زمین چھڑالی۔ اس غرض کے لئے نیشنل ڈیفنس لون (قومی حفاظتی قرضہ) میں روپیہ[۱] جمع کرایا تھا ۔

مگر انجمنوں میں باوجود کثیر التعداد فوائد اور منفعتوں کے بہت نقص ہیں یا ان کے انضباط اور انتظام کی جزئیات میں خامیاں ہیں۔ اور اکثر مالی پہلو سے

[۱] فی الحال ہر ایک آدمی شخصوں میں سے ایک قومی قرضہ میں شریک ہے جسکی متوسط مقدار ۲۰ فرینک ہے اس قرضہ میں جو لوگ شریک ہیں وہ بیشمار قطعات اراضی کے مالک ہیں ان قطعات کی تعداد ۵۵ لاکھ ۵ ہزار ہے۔ بیشک فرانس پر بعض دوسرے یورپین ممالک کی طرح یہ قول صادق نہیں آتا کہ دولتمند زیادہ دولتمند اور مفلس زیادہ مفلس ہوتے جاتے ہیں۔ بلکہ فرانس میں دولت آبادی کے جم غفیر میں تقسیم ہوتی جاتی ہے (مصنف)

ناقص اور بے ثبات ہیں۔ جیسا کہ شروع شروع میں تمام کاروبار میں دیکھا جاتا ہے عموماً اِن کا کوئی معین اصول نہیں۔ مثلاً چندہ کی شرح اور مریضوں کو امدادی رعائتیں دینے کا کوئی خاص قاعدہ نہیں۔ بعض حالتوں سے لوگ فائدہ خوب اٹھاتے ہیں اور چندہ بہت کم دیتے ہیں۔ پس جب چندے کا روپیہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر چندہ بند کر دیا جاتا ہے۔ یعنے پھر کسی کو امداد نہیں دی جاتی۔ ایسی حالت میں انجمن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور پہلے ممبروں کو تمام عمر کوئی امداد نہیں ملتی۔ مگر زندگی کے بمیہ کی سوسائٹیوں کو بھی اِس قسم کی ناکامیاں ہوئیں اور کئی کمپنیوں کا دوالہ نکل گیا۔ جس سے میانہ درجہ کے لوگوں کی انجمنوں کا اعتبار جاتا رہا۔

دوستانہ سوسائٹیوں کے رجسٹرار کی ایک تازہ رپورٹ میں حسب ذیل عبارت تھی "گو اب تک جو معلومات حاصل ہوئے ہیں۔ انتظام کے عام طریقہ کے لحاظ سے بہت حوصلہ بخش نہیں شاید بہیئت مجموعی غربا کے چندہ کے نتائج اِس سے زیادہ خراب نہیں جو شرفا۔ ممبران پارلیمنٹ تاجروں اور محکمہ بال کے افسروں نے ریلوے کے انتظام مشترکہ سرمایہ کے بنکوں اور ہر طرح کے کارہائے نمایاں میں حاصل کئے ہیں"

مزدوروں کی انجمنوں کا آغاز یوں ہوا۔ کہ سب لوگوں کو جنکے آمدنی قلیل تھی۔ یہ عام ضرورت محسوس ہوئی۔ مرض یا کسی حادثہ سے بیکار رہنے پر بہت سا سرمایہ جمع نہیں کر سکتے۔ جب انسان کاروبار میں مصروف ہوتا ہے۔ تو اگر وہ روزانہ محنت سے روٹی کمائے وہ بہت مشکل سے روپیہ پس انداز کر سکتا ہے۔ اُن کو ایسے اخراجات گوارا کرنے پڑتے ہیں جو بمقابلہ اُن کی آمدنی کے بہت زیادہ ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات ان کی تمام آمدنی خرچ ہو جاتی ہے اور

اگر ان کو اپنے اصل دیہات کے اندر گذارہ کرنا ہو تو اُن کو ناداری افلاس کے
ہاتھوں سے مجبور ہو کر گداگری یا خیرات پر گذارہ کرنا پڑتا ہے۔ ان دونوں سے
اجتناب کرنے کے لیے انہوں نے دوستانہ انجمن کی تجویز کی اس سے میری
مراد یہ ہے کہ بہت سے لوگ ملکر تھوڑا تھوڑا چندہ جمع کرتے ہیں اور اس طرح
مرض کے دوران میں وہ اپنی معمولی ضروریات کے واسطے کافی روپیہ جمع
کر لیتے ہیں +

اس طرح روپیہ جمع کرنے کے طریقے بہت سادہ ہیں دوستانہ انجمن کا
ہر ایک ممبر ایک مشترکہ فنڈ میں ۴ پنس سے ۶ پنس تک جمع کراتا ہے اور اس فنڈ
سے معین و مشروط وظیفہ ادا کیا جاتا ہے۔ بہت سی دوستانہ انجمنوں میں بے
بیواؤں اور یتیموں کی فنڈ بھی ہوتی ہے۔ وہ بھی اسی طریقہ سے جمع کی جاتی
ہے۔ اس میں سے ممبروں کی وفات پر ان کے پس ماندوں کو ایک قسم دی جاتی
ہے یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے انتظام خواہ ان کی جزوی باتوں میں کتنے ہی نقص
ہوں بہ ہیئت مجموعی پر ایک عجیب مفید اثر ڈالتے ہیں۔ مانچسٹر کی انجمن احباب کے
پانچ لاکھ ممبر ہیں اور اس کے پاس ۳۷۰۶۳۶۶ پونڈ سرمایہ ہے وہ ہر سال
موت کے موقعوں پر ۳ لاکھ پونڈ تقسیم کرتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے
کہ اس قسم کی انجمنیں ان جماعتوں پر جنکے واسطے وہ قایم کی گئیں جیسے مفید
اثر ڈالتی ہیں یا جنہوں نے وہ خود قایم کی ہیں مفید اثر ڈالتی ہیں ان کے
ذریعے مزدور آدمی کفایت شعاری کے نتائج سے مستفید ہو سکتے ہیں خواہ وہ
قلیل سرمایہ جمع کر دیں کیونکہ باہمی اعتماد و نہایت اعلے درجہ کی کفایت شعاری
ہے اور اس سے اشتراک کارروائی کی قوت کی تشریح ہو جاتی ہے جس سے سوسائٹی
کے تمام طبقوں میں ایسے عجیب و غریب نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ بلکہ سب کچھ ہونے

ہیں مشترکہ کارروائی تہذیب کا دوسرا نام ہے

بعض لوگ دوستانہ انجمنوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ لوگوں کا کاروبار
کلال خانوں میں انجام پاتا ہے یہ کہ ان میں سے اکثر مے نوشی شروع کرتے
ہیں تاکہ اپنے ممبروں سے چندہ وصول کر سکیں اس وجہ سے جب وہ دو ہفتوں
کے بعد چندہ جمع کرنے کے واسطے جمع ہوتے ہیں تو ان کو مے خواری کی مضر
عادت پڑ جاتی ہے۔ اس طرح وہ جتنا جمع کرتے ہیں اتنا ہی اڑا دیتے ہیں۔
بیشک دوستانہ انجمنیں بہت کچھ تمدنی اصول پر مجبور کرتی ہیں یعنی وہ
ایک ایسا مقام منتخب کرتی ہیں۔ جہاں ہر ایک شخص آئے کلال خانہ ہر ایک
شخص کا خانہ ہے وہاں ممبر جمع ہو کر گفتگو اور مے نوشی کر سکتے ہیں غالباً
اگر وہ اس کام کو فرض سمجھ کر کرتے یعنے مرض کی پیش بندی کو فرض سمجھتے
اور ممبروں سے ہفتہ وار چندہ ملے تو اس قسم کی متعدد سوسائٹیاں چل سکتی
اکثر حالتوں میں ایسی سوسائٹی جو کلال خانے میں جمع ہو بہتر ہوتی۔ کیونکہ
بصورت دیگر سوسائٹی بن ہی نہیں سکتی۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ دنیا کے کاروبار نہایت عمدہ اصولوں پر چل
نہیں سکتے اکثر آدمیوں کو اور بالخصوص جنکا کہ ہم ذکر کر رہے ان کو یہ دنیا کاروبار
دنیا معلوم ہوتی ہے اور یہ ایسے عام اصولوں پہ چلائی جاتی ہے جن پر بخوبی عمل
درآمد ہو سکے۔ اور بعض لوگ مے نوشی تنہا کو پینے یا ضیافتوں میں صرف
اس غرض سے شریک ہونے کو معیوب خیال کرینگے۔ کہ مرض کی پیشبندی کے
واسطے روپیہ جمع کیا جاوے مگر دنیا کے کاروبار میں اکثر ہیں اور ہمکو اس سے
اور ہم کو اس سے زیادہ فایدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ تسلیم کرنا
پڑتا ہے کہ شاذ آدمی نیکی کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہیں بلکہ یہ خیال ہی بہت کم نہ ہوتا

اور اس کی بہت کچھ مدد کرنی پڑتی ہے مگر یہ نتیجہ کہ لوگوں کو گوشت اور مے خواری کی چاٹ دیکر اپنے اور اپنے ہمسایہ کا فرض ادا کرنے کے لیئے بلایا جاوے مزدوروں کی سوسائیٹیوں تک بھی محدود نہیں۔ لنڈن میں کوئی خیراتی خانہ یا کوئی اور انجمن ایسی نکلی جس میں ہر سال ممبروں کو شروع کرنے کے لیئے ضیافتیں نہ دیجاتیں ہوں کیا وجہ ہے کہ ہم غربا کی آٹھ پنس فی سالانہ ضیافت کو تو برا کہیں اور امیروں کی ایک پونڈ کی ضیافت کو اچھا سمجھیں۔

مسٹر ایکسر و برڈ سکنہ ہل خاکس نے ۱۸۵۶ء میں نہایت سعی کی کہ ویسٹ رائیڈنگ واقعہ پارک فنار میں مزدوروں کے واسطے مرض کی پیش بندی کی انجمن اور سیونگ بنک قایم کرکے ان مقاصد کے ساتھ ایک انجمن قایم کی گئی۔ اور گورمنٹ بنک میں پوری کامیابی ہوئی۔ اور مرض کی پیشبندی میں بالکل ناکامیابی ہی مسٹر ایکر و یڈ نے اس ناکامی کی یہ وجوہات بتائی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بعض کی دوستانہ انجمن مثلاً انجمن احبا قایم ہوچکی تھیں۔ اور اُن میں خودحکومتی وغایا خرچ سے بچنے کی باہمی تدبیریں اور عام برادری کے اصول مروج تھے۔ پس ان کے ساتھ کوئی نئی اور آزادانہ انجمن مقابلہ نہیں کرسکتی۔ بہ ضرورت ان انجمنوں کی نسبت چندہ کی شرح بھی زیادہ رکھنی پڑی اور شاید ہماری ناکامی کا سب سے بڑا باعث یہی تھا۔

چندہ کی کم شرح دوستانہ انجمنوں کی ناکامی کا بڑا باعث ہے۔ البتہ یہ ایک طبعی بات تھی۔ جن کی آمدنی محدود تھی سے نہایت قلیل لاگت سے اپنی انجمن کے منافع حاصل کریں پس انہوں نے نہایت کم شرح مقرر کی بلکہ بعض حالتوں میں اعتدال سے کم شرح مقرر کی۔ جب تک انجمنوں میں نوجوان اور تندرست آدمی شامل تھے۔ اور مرض کی اوسط کم رہی چندہ کافی

معلوم ہوتا فنڈ جمع ہوتا گیا۔ بلکہ بعض انجمنوں کے ممبر بارہ تھے کہ ہماری انجمنیں
نہایت عمدہ حالت میں ہیں۔ کیونکہ ان میں تنزل کے یقینی عنصر موجود تھے۔ کیونکہ
جوں جوں ممبروں کی عمر زیادہ ہوتی گئی۔ اُن میں مرض کی اوسط بڑھتی گئی
لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ دوستانہ انجمنوں پر پختہ خیالی کا ضرور اثر ہوتا ہے
جبکہ ممبر بہت بوڑھے ہو جاتے ہیں تو انجمنوں کا دیوالہ نکل جاتا ہے۔ پس نوجوانوں
پرانی انجمنوں سے علیحدگی اختیار کی اور نئی انجمنیں قایم کرنے لگے[له]۔ اِس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ باقاعدہ چندہ گھٹ گیا۔ اور بوڑھے ممبروں نے خاص فنڈ سے روپیہ
لینا شروع کیا۔ اور چونکہ دائمی پنشن ممبر انجمن پر بہت دباؤ ڈالتے تھے۔ آخر
فنڈ سب ختم ہو گئے فقط نقدی کا صندوق بند کر دیا گیا۔ اور سوسائٹی ٹوٹ گئی
اصل میں نقصان ان نوجوانوں کو اٹھانا پڑا۔ جو سوسائٹی میں تھا کیونکہ بہت
سے سالوں تک چندہ ادا کرنے کے بعد جب وہ خود بیمار ہوا تو فنڈ ختم ہو گئے
بہتیری دوستانہ انجمن بھی یہ بات نہیں جانتی کہ چندہ کی مناسب شرح نہایت
ضروری ہے تاکہ انجمن اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکے اور اس کا اعتبار قایم رہے
اور دوسروں کو فایدہ پہنچا سکے۔ بعض انجمنوں میں یہ نقص ہوتا کہ وہ نہایت کم
آمدنی کے ساتھ حد سے زیادہ کارروائی کرنا چاہتی ہیں۔ بجائیکہ چندہ کی
شرح بہت کم ہوتی ہے۔ ممبروں کو اس کی نسبت سے بہت زیادہ فائدہ
پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے جو لوگ پہلے آتے ہیں اُن کو تو امداد مل

له دوستانہ انجمنوں کے رجسٹرار نے ۱۸۵۶ء میں بیان کیا کہ ۱۷۹۳ء سے ۱۸۵۶ء تک ۵۵۲۲ سوسائٹیاں رجسٹر ہوئیں اور ان میں سے ۵۰۰ ٹوٹ گئیں بہت سی حالتوں میں ناکامی کا باعث یہ بیان کیا گیا کہ چندہ کی شرح کم اور بعض بعض کو بہت کم تنخواہ ملتی اور نوجوانوں کی تعداد نہیں بڑھتی۔ بعض وقت انجمن اس واسطے توڑ دی جاتی ہیں کہ بہتر فوائد پانے از سر نو چلائی جاوے اور چندہ کی شرح بڑھا دی جاوے۔

جاتی - جو لوگ بعد میں آتے بھی - اُن کو نقدی کا صندوق خالی نظر آتا ہے عموماً چندہ کی شرح بھی نہایت قلیل مقرر کی جاتی ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ ممبروں کے انتخاب میں بالکل احتیاط نہیں کیا جاتا - جن لوگوں کی صحت پیرانہ سالی سے بہت خراب ہو جاتی ہے اُن کو بھی اکثر نوجوان اور تندرست آدمیوں کی شرائط پر داخل کر لیا جاتا ہے کہ صرف شرح داخلہ میں فرق ہوتا ہے نوجوان ممبر بھی جو کم شرح ادا کرتے ہیں زیادہ توانا ہونے کی بجائے بتدریج زیادہ کمزور ہو جاتے اور چند دایم المریض ممبر فنڈ کھاتے رہتے ہیں - روپیہ جلدی خرچ ہو جاتا ہے اور انجمن کا دوالہ نکل کر ٹوٹ جاتی ہے کہ ہزارہا داستانہ سوسائٹیوں کی تاریخ ہے جو اپنے اپنے وقت میں بہبودی اور فائدہ رسانی میں سعی کرتی ہے مگر تھوڑے عرصہ تک قائم رہکر ٹوٹ جاتی ہیں اور اکثر ممبروں کو مایوسی ہوتی ہے ۔

انہی دنوں اس قسم کی انجمنوں اور بالخصوص مانچسٹر کے اتحاد واحباب نے اپنی سوسائٹی کی مالی حالت کی اصلاح کی کوشش کی ہے اس اتحاد کے ہوشیار معزز اراکین کو اپنی انجمن کی مالی پختگی حاصل کرنے کے واسطے اس کے انضباط میں اصلاح کرنی چاہتے تھے - چنانچہ جماعت منتظمہ نے آئندہ کی راہنمائی کے واسطے تمام بہترین معلومات دریافت کرنے کی اجازت دے دی ہے یعنی واقعی تجربہ کے بعد کتنے ہی مریض ہوئے چنانچہ بڑی محنت سے تیار کرکے شائع کیں اسکی اشاعت میں ۳۰۰۰ پونڈ خرچ ہوئے مسٹر ریٹکلف سکرٹری اس کی تمہید بھی بیان کرتے ہیں یہ رقم ان فنڈوں سے نہیں لی گئی - جو مرض کے دوران میں مریضوں کی امداد دینے موت کے موقعہ پر بیمہ کرانے یا بیواؤں اور یتیموں کے خورد و نوش کے واسطے ضروری ہے

بلکہ انتظامی فنڈوں سے جو عموماً ممبروں سے وصول کی گئیں چونکہ اُن کو ابھی انجمن کی بہبودی اور فلاحت سے نہایت دلچسپی ہے وہ اس روپیہ کو بے جا بھی سے خرچ نہ کرینگے "۔

ہماری رائے میں ہندوستانی انجمنوں کے لیڈروں کو کچھ وقت گذرنے کے بعد تجربۃً معلوم ہو جاویگا۔ کہ انجمنوں کی اصلاح کے لیے کون سے خواید ضروری ہیں اور کون سے لوگ محتاج امداد ہیں بہتریں سوسائٹیاں اور انجمنیں بھی آہستہ آہستہ ترقی کرتی ہیں اور تجربے ہوتی ہیں جیسیں کامیابیاں اور ناکامیاں دونوں شامل ہوتی ہیں اور سچ یہ ہے کہ ان کے استحکام اور تقویت کے واسطے وقت ضروری ہے اور جب تک لوگوں کو اُن کی عادت نہ ہو جاوے اُن کو تقویت نہیں ہوتی۔ مزدور آدمی مرض ہیں باہمی امداد کے لیے اگر کوئی بُری سے بُری بھی انجمن قایم کریں جس میں پرائیویٹ یا پبلک خیرات سے مدد نہ لی جاوے وہ نہایت عمدہ اصول پر مبنی ہے اور اس کو ہر طرح سے حوصلہ دلانا چاہیئے۔ اس بنا پر بہت عمارت قایم ہو سکتی ہے یہ خود رہنمائی کا سبق دیتی ہے اور نہایت غریب اور مفلس آدمیوں میں بھی وہ بہیں کفایت شعاری کی عادت پیدا کرتی ہے۔

ہندوستانی انجمنوں کی کارروائی اس وقت شروع ہوئی۔ جب اُن کی راہنمائی کے لیے کوئی علمی شمار و عادات نہ تھے۔ اور اگر انہوں نے باہمی اعتماد کی وجہ سے غلطیاں کی ہیں تو وہ اکیلے نہیں چونکہ اُن کو بہت سی مشکلات پیش آئی ہیں اُن کے متعلق فیصلہ کرنے میں رعایت کرنی چاہیئے۔ اگر اُن کو عمدہ نصیحت دی جائے۔ مگر نرمی اور نیک نیتی سے تو اُس کے عمدہ نتائج سرزد ہونگے اُن میں جو نقائص ہیں صرف عارضی خیال کرنے چاہیئے۔ جوں جوں وہ پختہ ہوتی

جائینگی۔ رفع ہوتے جاتے ہیں جیسا پھول شگفتہ اور میوہ پختہ ہوتا ہے تو اُسکی پتیاں جھڑ جاتی ہیں ✦

آٹھواں باب

سوانگر بنک

کاش کرہ یا آسمان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صرف ایک
نقطہ یعنے سوانگز بنک کھڑکیوں دریونٹہ ورسٹی
غریبوں کی امداد کرنے کا سچا راز یہ ہے کہ اُن کو اپنی اصلاح حال کرنے
میں خود آمادہ کیا جائے (ارب بشپ سمنر)
اے کاہل چیونٹی کے پاس جا اس کے طریقوں پر غور کر اور اُن سے
دانا بن باوجودیکہ اُن کا کوئی راہنما نگران یا حاکم نہیں وہ گرمی
کے موسم میں اپنے واسطے گوشت مہیا کرتے اور خوراک کا ذخیرہ
جمع کرتی ہیں (ضرب الامثال) ✦

کہتے ہیں کہ ہر ایک گھر میں ایک پنجر ہوتا ہے یہ پنجر کسی الماری یا صندوق میں مقفل رہتا اور شاذ و نادر دیکھائی دیتا ہے۔ صرف گھر والوں کو ہی اُس کی موجودگی معلوم ہوتی ہے تاہم یہ پنجر بہت دیر تک پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ یہ کبھی نہ کسی طرح سے ظاہر ہو جاتا ہے اگلفس جیبرلڈ کا قول ہے۔ افلاس وہ بڑا راز ہے جس کو نصف دنیا باقی کی نصف دنیا سے چھپاتی ہے۔ جب کوئی سرمایہ پس انداز نہ ہو۔ جب مرض کی پیشبندی کے واسطے روپیہ جمع نہ ہو جب

بڑھاپے کی ضروریات کے واسطے ایک کوڑی نہ ہوتی۔ بڑی دقت ہوتی ہے
کیونکہ بہت سی الماریوں میں پوشیدہ پڑا ہے۔

کسی قسم کے ملک میں جو انگلستان کے مشابہ ہو جہاں کاروبار حد سے
زیادہ تجارت اور بڑے بڑے کاموں کا بیڑا اٹھانے سے رک جاتے ہیں بہت سے
کارخانوں کے مالک کلرک اور مزدور بیکار ہو جاتے ہیں اُن کو اقبال کے زمانہ
تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس اثنا میں وہ گذارہ کس طرح کریں
اگر انہوں نے روپیہ جمع نہیں کیا اور کچھ روپیہ پس انداز نہیں کیا۔ تو وہ بالکل نادار
اور بےکس رہتے ہیں۔

بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ مشترکہ کارخانہ جات روئی اور مشترکہ بنکوں کا بھی
دیوالہ نکل سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ بڑے سرمایہ داروں کے ساتھ روئی کے خریدنے
یا سوت بنانے میں مقابلہ نہ کر سکیں جیسا کہ قحط روئی کے زمانے میں ہوا تھا۔
صنعت و حرفت کے واسطے جو مشترکہ کمپنیاں قایم ہوئی ہیں۔ غالباً ان کی بنا
عمدہ قایم نہیں پس محنتی جماعتوں کو انکو بہت دیر تک فایدہ حاصل نہیں ہو سکتا
اور معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے واسطے بہترین ترمصرف یہ ہے کہ روپیہ بچائیں ممکن
ہے کہ اُن کو منفعت نہ ہو مگر نقصان کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ جو کچھ جمع کیا گیا ہے
اُس کے ہاتھ سے چلے جانیکا اندیشہ نہیں وہ تجارت میں صرف کئے گئے[1]
کی طرح ہیر پھیر میں نہیں رہتا بلکہ وہ ہر وقت جمع رہتا ہے اور ہر وقت
بڑھتا رہتا ہے اور جب کبھی وقت یا مشکل پیش آئے تو استعمال کیا جا سکتا ہے

[1] روئی کے نئے کارخانے بنکو مشترکہ کارخانے کہتے ہیں مزدوروں کے روپیہ سے قایم ہوئے ہیں
مشترکہ حصہ دار کسی اہم معاملہ میں کثرت رائے سے فیصلہ کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ حل
پاس کر دیا ہے کہ کام کرنے والوں کو معمولی طریقے سے اجرت دیجائے اور وہ منفعت کو تقسیم نہ کریں

مسٹر ہدایت سو سنہ ۱۹۱۸ء میں ہوس اوف منش میں بیان کیا کہ محنتی جماعتوں کی آمدنی کا ۱۳۱ کروڑ ۱۲ لاکھ تخمینہ بہت کم ہے۔ اگر ۱۵ سال کے عرصہ میں اجرت کی زیادتی کو مدنظر رکھی جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی آمدنی کم از کم ۸۰ کروڑ پونڈ ہو گئی ہے"

یقیناً اتنی زیادہ کمائی میں سے مزدور لوگ چالیس لاکھ پونڈ بخوبی بچا سکتے ہیں۔ بہرکیف وہ اس قدر روپیہ بچا سکتے ہیں کہ اگر اُن کو مناسب طور سے استعمال کیا جائے اور کفایت شعاری سے خرچ کیا جائے تو بہت سے مزدوروں کی حالت درست ہو سکتی ہے بلکہ ایجنسی سے بہت سے دولت مند بھی ہو سکتے ہیں۔

ہم پہلے کئی نظیریں دے چکے ہیں کہ بہت سے غریب آدمی دور اندیشی سے اپنے کنبوں کے فایدہ کے واسطے بہت سا روپیہ جمع کر دیتے جو پیرانہ سالی میں اُن کے کام آیا۔ اس قسم کی مثالیں غیر معمولی اور مستثنا نہیں جو بات ایک باقاعدہ شخص کر سکتا ہے۔ اگر دوسرا بھی ویسی ہی خود اعتمادی اور خود اعتمادی اور خود غرضی سے متاثر ہو تو وہ بھی کر سکتا ہے اُس کو بھی مئے خواری سے پرہیز اور کفایت شعاری سے محبت کرنی چاہیے۔ جس شخص کے پاس معمولی ضروریات سے زیادہ روپیہ ہوتا ہے وہ اُس کو خرچ کر دینے پر مایل ہوتا ہے جیسا کہ ایک عام ضرب المثل ہے کہ روپیہ اُس کی جیب میں سوراخ کر دیتا ہے وہ چند عیش پسند دوستوں کی صحبت میں شریک ہو جاتا ہے بالخصوص اُس کو گھر

(بقیہ حاشیہ) کیونکہ مزدوری علیحدہ علیحدہ کاموں کی ملتی ہے کہ قرار پایا کہ مزدوری۔ ہر ایک شخص کی اُس کی قابلیت اور اُس کے کام کے لحاظ سے دیجاوے۔ عام ردی کاٹنے والے سے رہبری اور انتظام میں کوئی حصہ دار نہ ہی اُس نے سرمایہ دار کی طرح کفایت شعاری اور دور اندیشی کو مدنظر رکھا۔ پس اُس کو نفع کیوں ملے مزدوروں نے بحیثیت حصہ داروں کے تمام منفعت تقسیم کر لی۔

تھی آسائش نصیب نہیں۔ وہ سفر خانہ میں چلا جاتا ہے کیونکہ وہاں مہاتی اور رشتہ دار لوگ اُس کو ہر وقت خیر مقدم کہنے کو تیار رہتے ہیں +

اکثر اتفاق ہوتا ہے کہ کام کرنے والے برے دنوں میں یعنی جب کام کی کسادبازاری ہو جاتی ہے تو بے روزگار ہو جانے میں تاجروں کے کارخانوں کا دیوالہ نکل جاتا ہے اور کارخانوں کے مالک کلرکوں کو تنخواہ دیکر رخصت کر دیتے ہیں اگر لوگ باقاعدہ طور پر ابھی تمام تنخواہ اور اجرت کو خرچ کر دینے کے عادی ہیں اور کوئی چیز پس انداز نہیں کرتے تو اُن کی حالت نہایت تراحم انگیز ہوتی ہے اگر انہوں نے گھر یا سونگز بنک میں کچھ روپیہ پس انداز کر لیا ہے تو بیکاری کے زمانے میں بھوکے نہ مرینگے۔ اُن کو دوسری دفعہ ملازمت کرنے کی نسبت سمجھانے کی مہلت مل جائیگی۔ فرض کرو کہ انہوں نے دس پونڈ پس انداز کئے ہیں ممکن ہے کہ یہ رقم معلوم ہوتا ہم مصیبت کے زمانہ میں بہت امداد کر سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ آئندہ آزادی کا پروانہ راہداری ثابت ہو +

دس پونڈ میں مزدور ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں جہاں ملازمت آسانی سے مل سکے۔ جہاں کام کثرت سے ہو نقل مکانی کر سکتا ہے دس پونڈ وہ کناڈہ یا صوبہ جات متحدہ میں جہاں اس کی محنت کی مانگ ہو جا سکتا ہے اس قلیل سرمایہ کے بغیر ممکن ہے کہ وہ اپنے وطن میں پڑا رہے۔ جس طرح کالے پتھر پر جمی رہتی ہے۔ اگر کسی شخص کی شادی ہو گئی ہے تو وہ دس پونڈ میں اپنے گھرانے کو تباہی اور افلاس سے بچا سکتا ہے۔ دس پونڈ کی مدد سے وہ روزگار چلنے تک بھوک کے بھیڑیے کو اپنے دروازے پرے رکھ سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ دس پونڈ سے ماماؤں اور خادمہ عورت کو مصیبت و بیکسی منظور ہو اس قسم سے وہ اپنی عصمت کو سنبھال کر سکتی ہے۔ اور کوئی مناسب نوکری تلاش کر سکتی

ہیں ورنہ دوسری صورت میں ان کو جو نوکری ملیگی اُن پر قناعت کرینگے ۔

ہم روپیہ کی اس واسطے قدر نہیں کرتے کہ یہ فی نفسہٖ قیمتی چیز ہے۔ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے ۔کہ اُن کو بخیلوں کی طرح زمین میں دفن کر رکھیں ۔مگر ہم یہ بھی تسلیم کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔ کہ یہ زندگی میں آسایش خورد و نوش کے مہیا کرنے اور با زیانت آزادی کام رکھنے کا ایک ذریعہ ہے پس ہم ہر ایک نوجوان مرد اور عورت کو تنبیہ کہتے ہیں کہ اس کو زندگی کے ابتدا میں پس انداز کرنے کا سیکھنا چاہیئے۔ یعنی ہر ہفتہ کی کمائی کا ہر ایک حصہ خواہ وہ کتنا ہی کم اندوختہ کر رکھنا چاہیئے۔ اور ہر ہفتے یا ہر سال کی کمائی نہ اڑا دے اور ہم یہ نصیحت اس واسطے کرتے ہیں کہ اُس کو مدِ نظر رکھنے کے سبب اُس کو دوسروں کی دست نگری افلاس یا گداگری سے بچ سکینگے ہم چاہتے ہیں کہ ہر جماعت مرد اور عورت اپنی امداد خود کریں۔ یعنے اپنی آمدنی پر بھروسہ کریں اپنے پس انداز روپیہ سے گذارہ کریں۔ کیونکہ یہ بالکل صحیح قول ہے کہ جیب میں ایک پیسہ ہو تو وہ اس دوست سے جو کہ عدالت میں ہو بہتر ہوتا ہے اگر ایک پیسہ بھی پس انداز کیا جاوے تو اس وقت سے زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بچانے اور اُس کے جمع کر رکھنے سے خود اختیاری اور دور اندیشی عاقبت بینی اور دانائی پائی جاتی ہے ممکن ہے کہ یہ آیندہ خوشی کا بیج ہو یا آزادی کا آغاز ۔

کوبیٹ کی عادت تھی کہ وہ سونگ بنکوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ کہ وہ کہتا تھا کہ لوگوں کو یہ کہنا کہ اس کے پاس کچھ پس انداز کرنے کے واسطے کوئی چیز ہے کہ اُن کی ہتک کرنا مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ نہایت غریب لوگوں نے ہی سونگ بنکوں سے بہت فایدہ فایدہ اٹھایا ہے تو یہ نتیجہ نکالن

پڑتا ہے کہ وہ غلطی پر تھا۔ جب کہ اُس کی بہت سی رائیں بھی غلط ہیں ہزارہا
آدمی ایسے ہیں جن کو غالبؔ سونگز بنکوں کی سہولت کی عدم موجودگی میں ایک
پیسہ بھی بچانے کا خیال نہ ہوگا بلکہ وہ پس انداز کرنے کی کوشش کو بیہودہ
خیال کرتا اور وہ سمجھتے ہیں کہ بنک میں جمع کرانے کی نسبت یہی بہتر ہے کہ تھوڑا
سا روپیہ اپنی الماری میں بند رہے مگر اس صورت میں بہت سا روپیہ جمع
ہونے سے پیشتر ہی اڑا دینے کا احتمال ہے۔ مگر جب ایک ایسا ذریعہ مہیا
ہوگیا جہاں ایک شلنگ کی رقم پس انداز ہو سکے تو دوست اس سے بعجلت
فایدہ اُٹھانے لگے ٭

پہلا سونگز بنک مس پریس سیلا یک فیلڈ ٹوٹن ہم کے حلقہ واقعہ مڈل
سکس ہیں انیسویں صدی کے اختتام کے قریب قایم کیا۔ اُس کا مدعا یہ تھا کہ
کہ غربا کو کفایت شعاری کی ترغیب دلائی جاوے اس تجربہ میں یہاں تک کامیابی
ہوئی کہ ۱۷۹۹ء میں بنڈن کے پادری جوزف سمتھ نے اپنے حلقہ کے لوگوں سے
موسم گرما کے دوران میں قلیل رقمیں جمع کرنی شروع کیں جو اُن کو بڑے دنوں میں
بمعہ رقم کے ایک ثلث کے برابر رقم اپنے پاس سے شامل کرکے واپس دی
گئیں تاکہ اُن کو دوراندیشی اور عاقبت بینی کی تحریک ہو مس لیک فیلڈ نے
مسٹر سمتھ کی مثال کی تقریر کی ۱۸۰۸ء میں اُس نے اپنے فیاضی بنک کی تجویز
میں توسیع کی کہ بالغ مزدوروں زنانہ خادموں وغیرہ کو شامل کرلیا۔ بجائیکہ
پہلے غریب بچے ہی شامل کئے گئے تھے ۱۸۰۸ء میں شہر باتھ کی لیڈیوں نے
بھی ایسا ہی بنک قایم کیا اور اسی زمانہ میں مسٹر وائیٹ بریڈ نے پارلیمنٹ
کے سامنے ایک قومی ان سٹی ٹیوشن کے قایم کرنے کی تجویز پیش کی جو بنک کے
مشابہ ہو اور مزدور لوگ اس سے فایدہ اُٹھا سکیں مگر اس کی تجویز کا کوشی

نتیجہ ہوا ۔

آکسفورڈ شائر ہنری ٹنٹلدرشول کے پادری نے اس مضمون کی تقریر کی اور
کی تحریک سے سیونگز بینکوں کا طریقہ نہایت عمدہ طور پر شروع ہوگیا۔ اس علاقہ کے
باشندے نہایت مفلس تھے۔ اُن کی اوسط اجرت آٹھ شلنگ ہفتہ وار سے
زیادہ نہ تھی اس ضلع میں کوئی کارخانہ نہ تھا۔ اور باشندوں کے گذارہ کا کوئی
ذریعہ نہ تھا۔ اِلّا زمین کی کاشت سے کچھ آمدنی ہوتی۔ اکثر مالکان اراضی اس
موضع میں مستقل طور پر سکونت پذیر نہ تھے۔ پس یہ جگہ سونگز بنک قایم کرنے
کے واسطے بہت ہی غیر موزون تھی۔ کیونکہ یہاں کے لوگ ایسے مفلس تھے کہ
محض نان ونفقہ حاصل کرنے اور اپنے بچوں کو تعلیم دینے کے واسطے پیسہ
اور دھیلا ایک کر دیتے تھے۔ سکاٹلینڈ کے دہقانوں میں عموماً یہ خوبی ہے کہ جہانتک
وہ کچھ نہ کچھ روپیہ بچا کر اپنے بچوں کو تعلیم دلاتے ہیں اور حلقہ کی دوستانہ
انجمن میں بھی قلیل چندہ دے دیتے تھے مگر باوجود اس مشکل کے پادری نے
ابھی روحانی تعلیم کی مدد کے طور سے اس تجربہ کی آزمایش سے مصمم ارادہ کرلیا
بہت سے آدمی ایسے ہیں جو دینی واعظوں کی عمیق دلایل کو نہیں سمجھ سکتے
ہیں۔ مگر ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس عملی نصیحت کو جس کا اس کے گھرانہ کی بہبودی
اور ابھی روزمرہ آسایش اور خود تعلیمی پر اثر ہو بخوبی ذہن نشین کر سکتا ہے
ڈاکٹر ٹرنکن جانتا تھا۔ کہ نہایت مفلس گھرانے میں بھی آمدنی کا ایک قلیل حصہ
چند ضروری اخراجات پر خرچ کر دیا جاتا ہے اُس نے دیکھا کہ بعض کفایت شعار
دہقان گائے سور یا باغ کا ایک قطعہ بطور سونگز بنک رکھتے ہیں جس سے انکو
مکھن دودھ سرما کے واسطے نمکین گوشت یا باغ کے پھل ملتے ہیں اور اس کو
خیال آیا بعض اور دہقانی مجرد مرد اور نوجوان عورتیں بھی ہیں جن کے واسطے

اسی طرح سے گرما کی کمائی سے جمع کر رکھنے کا کوئی انتظام ہو سکتا ہے۔ اور اُنہی کو قلیل بقاعت کے موادر میں خاصہ سود مل سکتا ہے۔ اس سے رہبوں کے حلقہ میں سونگز بنک کا آغاز ہوا جو ملک انگلستان میں اپنی قسم کی خود بخود چلنے والی پہلی ان سٹی ٹیوشن تھی یہ امر کہ پادری کی رائے غلط نہ تھی۔ پورے پورے طور پر ثابت ہو گیا۔ کیونکہ چار سال کے عرصہ میں اس کے سونگز بنک کی فنڈ ایک ہزار کے قریب ہو گئی۔ اور اگر غریب دہقان آٹھ شلنگ ہفتہ وار اور مزدور عورتیں اور خادم اس سے بھی کم کمائی سے کتنی رقم جمع کر سکتی تھیں۔ تو مینا کار یگر کات کُن اور لوہے کا کام کرنے والے کیا کچھ نہ کر سکیں گے۔ جو سال بھر پچاس شلنگ ہفتہ وار کماتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر ڈنکن نے جو مثال قایم کی اس کی انگلستان اور سکاٹلینڈ کے قصبوں اور ضلعوں میں تقلید کی گئی۔ ہر حالت میں رہبوں کے حلقے کے بنک کے نمونہ کو مدِ نظر رکھا گیا۔ اور یہ اصول اختیار کیا گیا۔ کہ بنک اپنی آمدنی سے چلے اس طرح جو بنک شروع ہوئے وہ خیراتی بنک نہ تھے۔ کیونکہ وہ کسی شخص کی خیرات اور سرپرستی پر منحصر نہ تھے۔ بلکہ ان کی کامیابی خود روپیہ جمع کرانے والوں پر منحصر تھی۔ انہوں نے محنتی جماعتوں کو اپنی زراعت پر بھروسہ کرنے اور زندگی کے کاروبار میں دور اندیشی اور کفایت شعاری کو مدِ نظر رکھنے خود تعلیمی اور خود اعتمادی پر فدا ہوتے پیرانہ سالی میں اپنی آسایش اور گذارہ کا حوصلہ دلائے۔ یعنی اُن کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی محنت کے ثمرہ کو اچھی طرح سے استعمال کریں اور خیراتی ٹکس کی قلیل حصہ کی آرزو میں قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔

ان مقاصد سے سونگز بنکوں کا خیال آخر ایک قومی بہبودی کا کام

تسلیم کیا گیا ۱۸۶۱ء میں ایک ایکٹ پاس ہوا۔ جس کے ذریعہ بنکوں کی تعداد اوران کے فایدہ میں وسعت کی گئی۔ بعدازاں انکو معتبر اور مفید بنانے کے ارادے سے مفید تجاویز اختیار کی گئیں۔ مگر باوجودیکہ بنکوں کے قیام سے بہت بڑا فایدہ ہوا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ معقول تنخواہ پانے والے کاریگر انسے بہت معدود فایدہ اٹھاتے ہیں مزدور لوگ ہر سال چالیس کروڑ روپیہ کماتے ہیں مگر جس کا بہت کم حصہ سونگ بنکوں میں جاتا ہے بحالیکہ ہر سال اس سے بیس گنی رقم مے خانے میں پیر مغاں کی نظر ہوتی ہے۔

اسلئے تنخواہ پانے والے مزدور مرد اور عورتیں سونگ بنکوں میں روپیہ جمع نہیں کراتے۔ بلکہ جن کی آمدنی نسبتاً کم ہے مثلاً مانچسٹر اور سالفورڈ کے سیونگ بنکوں میں بے شمار روپیہ جمع کرانے کے واسطے خانگی ملازم ہیں۔ دوسرے کلرکوں دوکانداروں دربانوں قلیوں حمالوں اور کان کنوں کا دوسرا نمبر ہے۔ آمدنی کا صرف تیسرا حصہ مزدوروں کاریگروں اور صناعوں کو ملتا ہے عموماً تمام صنعتی اضلاع میں یہی حال ہے چند سال ہوئے کہ شہر ڈنڈی میں بے شمار مستورات میں سے جو روپیہ جمع کراتی ہیں کارخانہ میں کام کرنے والی صرف ایک تھی۔ باقی سب نوکرانیاں تھیں ؏

ایک اور امر بھی قابلِ ذکر ہے۔ پس انداز کرنے کی عادت ان کاونٹیوں میں جہاں زیادہ سے زیادہ اجرت ملتی ہے ایسی مروج نہیں جیسا کہ ان کاونٹیوں میں ہے جہاں کم از کم اجرت ملتی ہے پوسٹ آفس سونگز بنکوں کے قیام کے زمانہ سے پیشتر ولٹس ررو ڈورسٹ کے باشندوں نے جہاں تمام انگلستان کی نسبت نہایت کم اجرت ملتی ہے لنکا شائر اور یارک شائر کی نسبت جہاں کے تمام انگلستان میں جہاں کر سب سے زیادہ اجرت ملتی ہے آبادی کے لحاظ کر

فی کس زیادہ روپیہ جمع کرایا مثلاً خود بارک شائر میں صنعت و حرفت کرنیوالے باشندوں نے ۵ ۲ شلنگ فی کس سونگ بنک میں جمع کرایا اور کاشت کاروں نے اس سے تگنا روپیہ جمع کرایا۔

عام سپاہیوں کو نہایت کم اجرت پانے والوں مزدوروں کی نسبت بہت کم تنخواہ ملتی ہے تاہم وہ سونگ بنکوں میں مزدوروں کی نسبت جنکو ۱۲ شلنگ سے ۲۰ شلنگ ہفتہ وار تک ملتے ہیں زیادہ روپیہ جمع کراتے ہیں سپاہیوں کی نسبت عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ بالکل نا عاقبت اندیش آدمی ہیں بلکہ بعض اوقات لاپرواہ اور عیاش قرار دیا جاتا ہو مگر فوجی سیونگ بنکوں کی روئیدادوں سے اس الزام کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریز سپاہی ویسا ہی صوفی مشرب عمدہ تہذیب یافتہ قوالفدوات اور کفایت شعار ہیں۔ جیسا کہ وہ شجاع ہیں۔ اکثر آدمی اس امر کو نظرانداز کردیتے ہیں کہ سپاہی کو تابعدار صوفی مشرب اور با دیانت ہونا چاہیئے اگر وہ مئے خوار ہے تو اُس کو سزا ملتی ہے اگر وہ بددیانت ہے تو اس کی تشہیر کرکے رجمنٹ سے نکال دیا جاتا ہے اس طرح اطاعت کا فرض بڑے پیمانے پر سکھایا جاتا ہے۔ ایسے حکم کی اطاعت یا یوں کہو کہ ایک مشترکہ رہبر کے اشارہ پر متحدہ کاروائی کی جاتی ہے یہی سپاہی جو توپوں کی تاڑ توڑ باڑھوں کے سامنے استقلال سے کوچ کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں بندوقوں کی آتشبازی کی بار سے بے خوف لڑتے ہیں قلعوں کی فصیلوں پر چڑھ جاتے ہیں یا سنگینوں کی نوک سے اپنا سر دیئے مارتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے بڑے جوش میں کیا کسی زمانہ میں درزی کفش دوز۔ صناع۔ قلبادان مجلا ہے اور دہقان سے جو نیم وحشیوں کی طرح گردن جھکا کر پاؤں کو گھسیٹ کر بڑے ڈھیلے ڈھالے ہتھیاروں اور بازو

کو مچھلی کے بازوؤں کی طرح ہلاتے ہوئے چلتے تھے۔ لیکن اب ان کے قدم مضبوط جنگ جوؤں کی طرح ہیں وہ مرد کی طرح ایستادہ یعنی وہ فوجی باجہ بجاتے ہوئے اس طرح کوچ کرتے ہیں کہ زمین ہل جاتی ہے کہ تربیت اور قواعد کا ایک عجیب و غریب کرشمہ ہے۔ جب اقوام مہذب اور شائستہ ہو جاتی ہیں تو وہ ترتیب اور قواعد کے اور اور طریقے اختیار کر سکتے ہیں۔ قواعد محنت ہو جاتی ہے فتح اور تاخت و تاراج کی بجائے طرح طرح پیداوار ہونے لگتی ہے۔ اور دیکھو محنت نے کون کون سی فتوحات حاصل کی ہیں۔ اس نے کیا کیا ہنر دکھائے ہیں اور کیسے کیسے بڑے بڑے ہنر دکھائے ہیں۔ ہر ایک محنت کاریگروں کا ایک قواعد دان گروہ کرتا ہے پارک شائر اور لنکا شائر میں جاؤ تم کو قواعد دان اور مشقت کرنے والوں کی فوجیں کام کرتی ہوئی نظر آئیں گی اور تیار شدہ اشیاء کی مقدار کے لحاظ سے نتائج حیرت انگیز ہوں گے۔

موثر تربیت اور قواعد پر انسان کی فردی اور تمدنی کامیابی کا دارومدار ہے۔ جو شخص نہایت خود اعتماد ہے وہ ہر وقت قواعد و تربیت کو مد نظر رکھتا ہے اور قواعد اور تربیت جتنی ہی اعلے ہو اس کی حالت اتنی ہی مکمل ہوگی انسان کو لازم ہے کہ اپنی خواہشات کی تربیت کرے اور ان کو مطیع رکھے۔

اس کو چاہیے کہ حکم کی فرمانبرداری کرے ورنہ وہ جذبات اور تحریکوں کا غلام ہو جائیگا۔ مذہبی آدمیوں کی زندگی تربیت اور خود ضبطی کی ایک عمدہ مثال ہے کاروباری آدمی قاعدے اور طریقے کا بالکل پابند ہوتا ہے نہایت مسرت ایسی گھر میں ہو سکتی ہے) جہاں تربیت نہایت کامل ہو مگر یہ محسوس بالکل نہ ہو۔ آخر ہم قانون قدرت کی طرح اس کی فرمانبرداری کرنے لگتے ہیں۔ بجا لیکہ یہ ہم کو مضبوطی سے جکڑ لیتی ہے تاہم اس کو محسوس

نہیں کر سکتے۔ عادت کی طاقت قواعد کی طاقت کا نتیجہ ہے

آج کل اس بات کے تشریح کرنے کی ضرورت نہیں کہ سپاہ میں جبراً بھرتی کرنے کا طریقہ مفید ہے کیونکہ اگر لوگ سپاہ میں داخل ہونے پر مجبور کئے جائیں اور وہ فوجی قواعد اور تربیت سیکھ لیں تو ہمارا ملک مضبوط اور شراب سے پرہیز کرنے لگیگا۔ اور کفایت شعاری کی زیادہ عادت ہو جائیگی۔

فوجی بنکوں کی صلاح پہلے پہلے پے ماسٹر (تنخواہ تقسیم کرنے والا) مسٹر فیرفاون نے ۱۸۶۱ء میں دی تھی۔ اور دس سال بعد کرنیل او گلانڈر نے پھر اس سوال کو چھیڑا۔ ڈیوک اوف ویلنگ ٹن کو بھی اس کی طرف توجہ دلائی مگر اس نے نہ مانا۔ ڈیوک ممدوح نے اس مضمون کا ذیل کی یادداشت کی "جہاں تک میرا خیال ہے کہ کوئی ایسا امر نہیں جو سپاہی کو حضور قیصرہ کی دیگر رعایا کی طرح سیونگ بنکوں میں روپیہ جمع کرانے سے مانع ہو اگر کوئی رکاوٹ ہے تو دور کر دینی چاہیئے۔ مگر میرے خیال میں کسی اور تجویز اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔

معلوم ہوتا ہے کہ ڈیوک کو یہ خیال آیا کہ ہندوؤں کی تنخواہ میں تخفیف کر دی جائے۔ کیونکہ وہ روپیہ پس انداز کر سکتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں "کیا سپاہی کے پاس ضرورت سے زیادہ تنخواہ ہوتی ہے یہ بات ٹھیک ہو تو اس کی تنخواہ کم کر دینی چاہیئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان لوگوں کی جو پہلے ملازم ہیں تنخواہ کم کی جاوے بلکہ جو بعد میں ملازم ہوں"۔

مگر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ سپاہی کی تنخواہ زیادہ ہے اور تخفیف کی تجویز نا منظور ہوئی۔

سپاہ کے واسطے سیونگ بنکوں کا مضمون کچھ دیر تک کھٹائی میں

پہنچ گیا۔ آخر کار سر جیمز ایم گریگر اور لارڈ ہوک کی مدد سے آخر ایک تجویز منظور ہوئی
اور آخر کار سنہ ۱۸۴۲ء میں فوجی سیونگ بنک قائم ہو گیا۔ نتیجہ بہت اطمینان بخش ثابت
ہوا ہے۔ اور انگریز سپاہی کے چال چلن عمدگی پر دلالت کرتا ہے۔ چند سال
ہوئے انگلستان کے دار العوام میں ایک کاغذ پیش کیا گیا۔ جس میں مختلف
فوجی بنکوں کی جزئیات دکھائی گئی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شاہی توپخانہ
کی فوج نے ۳۳ ہزار پونڈ سے زیادہ یا بحساب اوسط ۱۶ پونڈ پس انداز کئے
یہ روپیہ ایک شلنگ تین پنس روزانہ تنخواہ اور ایک پینی شراب کے بھتوں
سے بچایا گیا تھا۔ سپاہی کی تنخواہ ۹ شلنگ ۲ پنس ہفتہ وار ہوتی تھی اور اس
میں سے زائد کپڑوں کے واسطے کچھ علیحدہ کر لی جاتی تھی۔ شاہی انجینیروں
نے جو زیادہ تر اعلےٰ درجے کے کاریگر اور صناع تھے قریباً ۱۲ ہزار پونڈ پس انداز
کیے یا یوں کہو کہ ہر ایک جمع کرانے والے نے تیس پونڈ جمع کرائے۔ رجمنٹ
نمبر ۴۲ کے سپاہیوں نے جن کو ایک شلنگ روزانہ تنخواہ اور ایک پینی شراب
کے بدلے ملتی تھی۔ چار ہزار پونڈ سے زیادہ روپیہ بچا لیا۔ اس رجمنٹ کے
دو سو پچاس آدمیوں نے سیونگ بنک میں روپیہ جمع کرایا اور ان کی بچت
۱۵ پونڈ فی کس تھی ؂

مگر ان لوگوں نے بنک میں روپیہ جمع کرنے پر ہی کفایت نہ کی سپاہی
اپنی قلیل تنخواہ میں سے اپنے غریب رشتہ داروں کو بھی بھیج دیتے رہے۔ رجمنٹوں
کے سپاہیوں نے ایک سال میں ۲۲ ہزار پونڈ بھیجے ہر ایک منی آرڈر کی اوسط
۲۱ شلنگ ۴ پنس تھی۔ اور اگر وہ لوگ جن کی تنخواہ سات شلنگ سات پنس
ہفتہ وار ہے اتنا کر سکتے ہیں تو لایق کاریگر جن کی آمدنی دو تین پونڈ ہفتہ وار
ہے۔ کیا کچھ نہیں کر سکتے ؂

انگلستان کے سپاہی ممالک غیر میں متشکل محاربات میں شریک ہوتے ہیں۔ انہوں نے بھی ویسی ہی عاقبت اندیشی کی۔ جزیرہ نما کریمیہ کی جنگ کے دوران میں سپاہیوں اور ملاحوں نے منی آرڈر کے ذریعے ۷۱ ہزار پونڈ بھیجے اور فوج کے ضروری کاروبار انجام دینے والے شاگرد پیشہ لوگوں نے ۵۳ ہزار پونڈ بھیجے۔ سقوطری میں منی آرڈر کا طریقہ مروج ہونے سے ایک سال پیشتر مس نائٹنگل نے سپاہیوں کا پس انداز روپیہ اپنی تحویل میں لے لیا۔ اور اُس کو معلوم ہوا کہ سپاہی اپنی آسائش یا تفریح سے روپیہ بچا کر اپنے عزیزوں یا اپنی آئندہ بہبودی کے واسطے پس انداز کرنے پر رضامند ہیں۔ ہفتے میں وہ ایک روز سپاہیوں کا پس انداز روپیہ جمع کرتی تھی۔ اور انگلستان بھیج دیتی تھی۔ اس طرح اس نے کئی ہزار روپیہ بھیجا۔ لنڈن میں اس کا ایک دوست تھا۔ جس نے اس روپیہ کو سکاٹلینڈ اور آئرلینڈ کے نہایت بعید مقامات تک تقسیم کر دیا۔ یہ اسبات کی شہادت تھی کہ بیج عمدہ زمین میں بویا گیا۔ پوسٹ آفس کی پابندی وقت بھی قابل تعریف ہے۔ کیونکہ سوائے ایک رقم کے سب روپیہ مناسب وقت پر پہونچ گیا۔

ہندوستان میں کوئی رجمنٹ ایسی نہیں۔ جو انگلستان کو واپس جانے کے وقت کچھ روپیہ پس انداز نہ لے جائے ۱۸۶۰ء میں غدر ہند کے بعد ان مریضوں سے جو بیمار ہو کر انگلستان چلے گئے تھے۔ بیس ہزار بھیجے گئے تھے۔ اُس کے علاوہ آٹھ رجمنٹیں ایسی تھیں جنہوں نے اپنے بنکوں میں ۹۹۴۰۴ پونڈ جمع کرائے تھے۔ رجمنٹ نمبر ۴۵ نے سب سے زیادہ روپیہ جمع کرایا۔ اُس کی بچت ۸۱۷۹ پونڈ تھی رجمنٹ نمبر ۸۷ جو لکھنو پر دھاوا کرنے میں ہیولاک کے ماتحت تھیں۔ ۴۴۸۰ پونڈ بچائے اور نمبر ۴۳ کے بہادر سپاہی تھے جو انگلش کے زیر کمان

لکھنؤ پر قابض رہے تھے ۵۲۶۳ پونڈ بچائے۔ نمبر ۲۷ رجمنٹ ۱۰ کا پہلا بٹالین اور نمبر ۹ ڈریگون سب کے سب اپنے وطن میں اتنا روپیہ لائے جس سے اُن کی عاقبت اندیشی اور دوربینی کا ثبوت ملتا تھا۔ اور لوگ اُن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۔

تاہم تمام سپاہی اپنا سب روپیہ فوجی بنکوں میں جمع نہیں کراتے بالخصوص جب اُن کی ایک معمولی بنک تک رسائی ہو سکتی معلوم ہوا ہے کہ شاہی فوج کے بعد سپاہی جو لنڈن میں تعینات ہیں وہ اپنا زائد روپیہ رجمنٹی بنک کی بجائے سیونگ بنک میں جمع کراتے ہیں ایک سپاہی سے یہ پوچھا گیا۔ اُس سے یہ جواب دیا۔ کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا روپیہ پس انداز کرنے کی خبر سر جینٹ (دفعدار) کو ہو جائے۔ اس کے علاوہ یہ وجہ بھی ہے کہ سپاہی اپنے رفیقوں کو یہ خبر نہیں کہنا چاہتے۔ کہ ہم روپیہ پس انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ فضول خرچ سپاہی جب فضول خرچ کاریگر کی طرح اپنا سب روپیہ خرچ کر سکتا ہے تو اپنے کفایت شعار رفیق سے قرض لینے کو حق سمجھتا ہے ۔

یہی بدگمانی کاریگروں کے معمولی سیونگ بنکوں میں مانع ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتے کہ اُن کے مالکوں کو اُن کے روپیہ بچانے کی خبر معلوم ہو اُن کا یہ خیال ہوتا کہ اگر اُن کو خبر ہو گئی تو ہماری اجرت میں تخفیف کر دینگے۔ یارکشائر میں ایک مزدور نے سیونگ بنک میں روپیہ جمع کرانے کا قصد کیا بنک کا ڈائرکٹر اس کا مالک تھا۔ وہ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آیا اس کا آقا موجود ہے یا نہیں بار بار بنک کے دروازے کی طرف جاتا تھا۔ کئی ہفتوں کے انتظار کے بعد ایک [illegible] نہ مالک موجود نہ تھا۔ اور

مزدور نے روپیہ جمع کرا دیا۔

بل سٹن کے کان کن کم از کم وہ جو سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتے تھے کسی غیر کے نام جمع کراتے تھے۔ اور اس کی ایک معقول وجہ ہے کیونکہ کان کنوں کے بعض مالک سیونگز بنکوں کے اجرا کے واقعی مخالف تھے۔ اُن کو اندیشہ تھا کہ مزدور اپنے پس انداز روپیہ کو بے روزگاری کے زمانہ میں استعمال کریں گے۔

اُن کو یہ خیال نہ تھا۔ کہ سیونگز بنکوں میں روپیہ جمع کرانا مزدوروں کی بہترین استقلال کی ضمانت ہے مسٹر ٹیک انسپکٹر کارخانہ جات ہے ہرٹل کی حماقت اس امر سے ظاہر ہوتی ہے کہ اُس کا سرغنہ کوئی مالدار کاریگر شاذونادر ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا۔

سٹن کے ایک مجسٹریٹ نے جس کو مزدوروں سے کچھ نفرت نہ تھا۔ ذیل کا واقعہ بیان کیا۔ اُس کا قول ہے کہ میں نے ایک مزدور کو ترغیب دی کہ سیونگز بنک میں روپیہ جمع کرائے وہ نہایت بے دلی سے روپیہ جمع کرانے لگا وہ بنک میں قلیل رقم جمع کراتا تھا۔ گو میں جانتا تھا۔ کہ اس کی آمدنی بہت ہے میں نے اُس کو حوصلہ دلایا۔ کہ روپیہ جمع کراتے رہو بتدریج وہ زیادہ رقم جمع کرانے لگا اور دو سال کے اختتام پر اُس نے بہت رقم نکلوا کر زمین کا ایک قطعہ خرید لیا اور اس پر گھر تعمیر کیا میرے خیال میں اگر میں اُس کو ترغیب نہ دیتا۔ تو وہ اپنا تمام روپیہ ضیافتوں یا کلبوں یا نذروں کی انجمنوں میں چندہ دینے سے رائیگاں کر دیتا۔ اب اس شخص کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس کی تمدنی حیثیت بڑھ گئی تھی۔ وہ ہماری طرح بینا اور عاقبت اندیش ہے اور وہ دوسروں کو اپنی مثال کی تقلید کرنے

پیدا ہو جایا کریگا"

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہو گیا ہے کہ معقول تنخواہ پانے والے مزدور اور کاریگر روپیہ پس انداز کر سکتے ہیں جب وہ کسی چیز کے حاصل کرنے کی کوشش کریں تو اُن کو ضروری روپیہ پا لینے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی لنکا شائر میں ایک شہر سے ۳۰ ہزار پونڈ چندہ ظاہر ہوا کیونکہ وہاں کسی پاس کے شہر کے باشندوں کی مدد کرنا چاہتے تھے جنہوں نے ہڑتال کر دی تھی جب ہڑتال ختم ہوئی تو وہ اپنے مستقل اور دائمی آسایش کی خاطر کیوں اتنا ہی روپیہ [illegible] پس انداز نہ کریں بہت سے کاریگر بیشتر اس مقصد سے روپیہ جمع کرانے لگے ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ سب کر سکتے ہیں ایک زراعتی ضلع میں صابنوں کا ایک بڑا کارخانہ قایم ہوا چونکہ وہاں بے فایدہ خرچ کی کوئی تحریک نہیں تمام مزدور عادتاً کفایت شعار ہیں اور انھوں نے دو سو سے پانچ سو پونڈ روپیہ فی کس بچایا۔

کارخانوں میں بہت سے مزدور بھی باوجود بڑے بڑے کنبوں کے پانچ دس شلنگ ہفتہ وار بچا سکتے ہیں اور اسی طرح چند سالوں میں [illegible] ہی رقم بچا سکتے ہیں تھوڑا عرصہ ہوا کہ ڈاروں کے ایک مزدور نے بنک سے روپیہ نکلوا کر چندہ سے مکانات بنوا لئے بہت سے لوگ اس شہر اور دوسرے شہروں میں بنوا رہے ہیں۔ بعض نے تعمیری انجمنوں میں چندہ دیکر بنوائے ہیں اور بعض نے بنک میں روپیہ جمع کرا کر بنوا لئے ہیں"

ایک سفید پوش اور معزز مزدور تھوڑا تھوڑا سیونگز بینک میں روپیہ جمع کراتا تھا۔ جب اُس کے ۱۰۰ پونڈ جمع ہو گئے تو اُس نے بیان کیا

کہ میں پہلے شراب پیا کرتا تھا۔ اتفاقاً مجھے اپنی بیوی کی ڈیپازٹ بک نظر پڑی۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس نے قریباً بیس پونڈ جمع کرائے ہیں تب میں اپنے دل میں شرمندہ ہوا [illegible] دل میں [illegible] کرتا [illegible] تو میری بیوی روپیہ جمع کرا سکتی ہے۔ اگر ہم دونوں پس انداز کریں تو پھر کیوں بہت سا روپیہ جمع نہ ہو۔ میں نے شراب خواری کی عادت بند کر دی اور اپنے ہمراہیوں میں میری عزت ہونے لگی۔

"اس نے کہا یہ سب کچھ میری بیوی اور سیونگس بنک کی طفیل ہے"۔

"جب معقول تنخواہ پانے والے مزدور کچھ روپیہ پس انداز کریں اُن کو بتدریج شاق محنت چھوڑ دینی چاہیئے۔ اور بڑھاپے سالی میں آرام کرنا چاہیئے۔ اُن کو لازم ہے کہ خود ادنے درجہ کی اجرت اختیار کریں ۶۰ سال کے بعد انسان کی جسمانی طاقت جواب دینے لگتی ہے اس کو چاہیئے کہ اس امر تک وہ دوسروں کا دست نگر نہ رہے اور آزادانہ زندگی بسر کرنے کا تہیہ کرے۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں کہ مزدوروں نے کس مقصد سے روپیہ جمع کیا۔ اور انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اُن کے طبقہ کے تمام لوگ بہت کچھ روپیہ پس انداز کر سکتے ہیں"۔

پینی بنکوں سے نہایت مفلس لوگوں نے بھی بہت کچھ فایدہ فائدہ اُٹھایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتنا بہت تھوڑا سا بھی اسکے زیادہ واقعہ مہیا کرنے سے بہت سا روپیہ پس انداز ہو سکتا ہے تیس سال گذرے کہ پہلا پینی بنک بطور سیونگس بنک کے معاون [illegible] کیا گیا [illegible] اس کے شروع کرنے [illegible] کا مقصد یہ تھا

کہ وہ مفلس آدمی جو ایک شلنگ سے کم روپیہ پس انداز کر سکتے ہیں
روپیہ جمع کرا سکیں۔ کیونکہ سیونگرس بنک میں کم از کم ایک شلنگ
جمع کرانا چاہیئے۔ گرینا ک کے بنک میں ایک سال میں پانچ ہزار آدمیوں نے
۱۵۰۰ پونڈ جمع کرایا۔ پھر لنڈن مشرقی جانب ایک پادری مسمی گوکیٹ
نے ایک پینی بنک کھولا اس کے نتائج بھی قابل تعریف رہے ایک
سال میں ۱۴۰۵۱۳ رقمیں جمع کرائی گئیں۔ جمع کرانے والوں کی
تعداد ۲۰۰۰ تک محدود کر دی گئی۔ اس بنک میں اس کثرت
سے لوگ شامل ہونا چاہتے تھے۔ کہ بہت سے لوگوں کو روپیہ جمع کرانے
کے واسطے بہت دیر تک انتظار کرنا پڑتا تھا۔

مسٹر گوکیٹ نے کہا بعض لوگ کرایہ ادا کرنے کے واسطے نقد
جمع کرتے ہیں۔ بعض کپڑے بنانے کے واسطے بعض اپنے بچوں کو
کوئی پیشہ سکھانے کے واسطے غرض بہت سے چھوٹے مقاصد کے
واسطے روپیہ جمع کرایا جاتا ہے۔ جب روپیہ نکلوایا جاتا ہے
تو میں اپنے ہاتھ سے واپس دیتا ہوں۔ اس طرح مجھکو معلوم
ہو جاتا ہے کہ بوجہ علالت یا بیکاری اور حادثہ کے قبل نقد نکلوائی
جاتی ہے۔ مزید براں اور بہت لوگ اس بنک میں روپیہ جمع کراتے
رہے۔ مثلاً جن لوگوں کی مزدوری زیادہ ہے وہ کبھی دوسرے
بنک میں معین رقم جمع کرا چکتے ہیں تو ہمارے ہاں آنکلتے ہیں
جو لوگ پہلے ایک ہی ہفتہ وار سے زیادہ بچا سکتے تھے
اور کوئی نہ کوئی سینٹ سکہ جمع کراتے ہیں۔

اس پادری کے اخلاقی اثر کی جتنی تعریف کی جاوے

اتنی ہی کم ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ کسی اور پادری نے اتنا اثر
نہیں ڈالا۔ کیونکہ جن لوگوں کی خدمت مسٹر کوکرٹے نے کی وہ گرجا
سے کوسوں سے بھاگتے تھے۔ لیکن اُس نے ان کو کفایت شعار
بننے میں مدد دیکر اور جسمانی حالت کی اصلاح کرکے اُن کے
مذہبی مذاق کو اعلےٰ کر دیا۔ اور اپنی ایسی مذہبی زندگی کی روح
پھونک دی۔ جس سے اُن کی تعداد کثیف بالکل نابلد تھی ٭

پھر اس تحریک کو مسٹر چارلس ڈبلیو سالس ہڈر فیلڈ
بلڈنگ کمپنی کے خزانچی نے از سرِ نو شروع کیا۔ اُس نے یہ صلاح
کی کہ پینی بنک بڑے بڑے صنعتی کارخانوں کے ساتھ پینی
بنک کھولے جائیں ٭

اس کی رائے تھی کہ اگر مزدوروں کو نوجوانی میں کفایت
شعاری کی عادت سکھائی جائے۔ تو ان کو عملی طور پر بہت
فائدہ ہو سکتا ہے اور سوسائٹی بھی اس سے بہت سا فائدہ
اُٹھا سکتی ہے۔ اگر وہ کتابی علم حاصل کریں تو وہ اتنا
مفید نہ ہوگا۔ اُس نے جتایا کہ مزدور روپیہ کو بےجا استعمال
کرتے ہیں۔ اور ہمارے زمانہ کی بڑی بڑی عملی خرابیاں
پیدا ہوتی ہیں۔ اس کا قول ہے کہ "اکثر حالتوں میں مزدوروں
کی جتنی زیادہ اجرت ہوتی ہے اُن کے کنبے اُتنے ہی مفلس
ہوتے ہیں۔ اور یہی واقعی ناخوش امدود و مزدوروں کو نقصان
پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ ایسے آدمی مخلص اور ترقی کرنے
والے علم میں کس طرح دلچسپی لے سکتے ہیں ٭

لوگوں کی فضول خرچی ظاہر کرنے کے واسطے ذیل کی
مثال بیان کی "ویسٹ رائڈنگ کے ایک بڑے کارخانہ دار کے
جن کے کارخانے ۲۵ برس سے ایک ساعت بھی بند نہیں ہوئے
تھوڑا عرصہ پیشتر اُس کی اجرت کو دیکھا جب اُس کی اجرت کی
شرح کی پڑتال کی جو اُس کے مزدوروں کو اب دی جاتی
ہے۔ اور اُس کا چند سال کی پیشتر کی اجرت کا مقابلہ
کیا تو اُس کو معلوم ہوا کہ کلوں کی اصلاح ہونے سے
اجرت میں ترقی ہو گئی ہے۔ اس کے کاتنے والے اور بننے
والے ۴۴ شلنگ ہفتہ وار کماتے ہیں۔ بہت سی حالتوں میں
اُن کے بچے بھی انہی کارخانوں میں جہاں وہ خود ہوتے
ہیں کام کرتے ہیں۔ چند حالتوں میں اُن کی بیویاں
بھی کام کرتی ہیں۔ اور اکثر کنبے کی آمدنی ایک سو سے
ڈیڑھ سو پونڈ تک ہو جاتی ہے۔ اُن میں سے بعض لوگوں
کے گھروں میں گیا۔ اور وہاں جا کر دیکھا تو چاروں طرف
غلاظت پائی گئی۔ جس سے دیکھ کر میری طبیعت بہت پریشان
ہو گئی۔ کیونکہ آمدنی کے زیادہ ہونے پر نا عاقبت اندیشی
میں اضافہ ہو گیا۔ وہ سیونگز بنک اور تعمیرات کی انجمن
میں شریک نہیں ہوتے۔ اسی کارخانہ میں بعض لوگ
ایسے ہوتے ہیں جن کی زیادہ اجرت نہیں ہوتی مگر
اُن کے گھر ہر طرح کی آسائش مہیا ہے۔ اور انہوں نے تھوڑی
سی رقم پس انداز کر لی۔ براڈفورڈ میں ایک فیاض کارخانہ

داروں نے سیونگ بنک میں چار سو مزدوروں کا حساب شروع کر دیا۔ وہ ہر ایک کے واسطے تھوڑا سا روپیہ جمع کر دیتا تھا۔ مگر نتیجہ حوصلہ دلانے والا ثابت نہ ہوا۔ قلیل رقم بہت جلد نکلوا لی جاتی تھی بلکہ بعض کے حساب کی کتاب میں کوئی رقم نہ رہ گئی ۔

مسٹر سائکس نے صلاح دی کہ ہر ایک صنعتی کارخانہ کے ساتھ سونگس بنک کمیٹی مقرر ہو وہ اپنے ممبروں اور دوسرے لوگوں سے بنک میں جمع کرانے کے واسطے ہفتہ وار اجلاس کیا کرے ۔

اُس نے کہا اگر ہر ایک کارخانے میں ایک کمیٹی اس تجویز پر عمل کرے مزدوروں کی زردی حالت سے دلچسپی سے اُن کے ساتھ ہمدردی کرے۔ اور خوش خلقی سے ان کے تالیف قلوب میں سعی ہو اُن کو نہ صرف کفایت شعاری اور خود اعتمادی کا سبق دے۔ بلکہ اُن میں یہ عادتیں پیدا کر دے تو نہایت مسرت بخش نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر اُن کو بہتر عادات سکھائی جائیں اور وہ خود اعتمادی پر ثابت قدم ہو جاویں تو اُن کو یہ یقین ہو جاویگا۔ کہ ہم اپنی سمجھ اور صفات حسنی سے سعی تمدنی بہبودی حاصل کر سکتے ہیں ۔

اس قابل تعریف نصیحت کا عمدہ اثر یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے بہت سے کارخانے اس عمل کی تجویز پر عمل کرنے لگے۔

اور یارک شائر کے تمام بڑے بڑے صنعتی کارخانوں
کے ساتھ تمہیدی سیونگز بنک قائم ہو گئے۔ ہڈرس
فیلڈ ہیلی فاکس براڈ فورڈ لیڈز اور یارک کے بنکوں کو بہت
کامیابی ہوئی ہے۔ ہیلی فاکس میں جونہی بنک قائم ہوا
ایک مرکزی بنک اور ساٹھ ماتحت بنکوں پر مشتمل تھا
اور آئے سال جمع شدہ رقوم کی تعداد اور کی اوسط بڑھتی
گئی۔ براڈ فورڈ میں ۱۹ پینی بنک قائم کئے گئے۔ اور جب جمع کرانے
والوں کو چھوٹے بنکوں میں جمع کرانے کی عادت ہو گئی۔ تو
وہ معمولی سیونگز بنکوں میں کل روپیہ لے گئے۔

گلاسگو اور قرب وجوار میں ۶۳ پینی بنک قائم کئے
گئے کمیٹی کی رپورٹ میں بیان کیا گیا کہ ان بنکوں کی
مدد سے وہ اندھا دھند اسراف کیا جائیگا۔ جو لوگوں
نے بمنزلہ ایک عادت اور ناعاقبت اندیشی سے اور جس
کی وجہ سے وہ چھوٹی رقمیں اڑا دیتے ہیں۔ اس کمیٹی
نے یہ ترغیب دی کہ سیونگ بنکوں کو زیادہ مفید بنانے
کے واسطے پینی بنک بڑھا دیئے جائیں۔ فارن ہسم
میں ایک پینی بنک قائم ہوا۔ کہتے ہیں کہ چند سال
کے عرصہ میں اس کی مدد سے سیونگ بنک میں ایک سو
پچاس آدمی باقاعدہ روپیہ جمع کرانے لگ گئے
اکثر دیکھا جاتا ہے کہ سال میں کل تعداد کا دو ثلث نکلوا
دیا جاتا ہے۔ اس سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ

کہ لوگ پینی بنکوں میں قلیل رقم جمع کراتے ہیں اور پھر کسی خاص جگہ میں ضرورت پڑنے پر مثلاً کرایہ کپڑے گھر کا اسباب خریدنے یا ڈاکٹر کی فیس ادا کرنے کے لئے نکلوا لیتے ہیں *

اس طرح پینی بنک کی نسبت بڑے زور سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ غریبوں کے لئے بنا ہوا ہے - اکثر ۲ پنس سے زیادہ رقمیں نہیں جمع کرائی جاتیں - اور تمام رقموں کی اوسط ایک شلنگ سے نہیں بڑھتی *

جمع کرانے والے نہایت مفلس مزدور آدمی ہوتے ہیں اور اُن میں سے اکثر ایسے معلوم ہوتے ہیں جن کو اپنی کمائی کا تھوڑا سا حصّہ بھی پس انداز کرنے کی عادت نہیں ہوتی - ڈربے کا پادری مسٹر کلارک بنکوں کی توسیع میں سرگرمی سے حصّہ لیتا تھا - اُس نے بیان کیا ہے کہ اس مقدار کا ½ حصّہ جو ڈربے پینی بنک میں جمع ہوتی تھی - تانبے کے سکّے میں ہوتا تھا - اور باقی ماندہ مقدار میں بیشمار ۳ پینی اور ۴ پینی کے سکّے ہوتے تھے *

پس عیاں ہے کہ پینی بنک میں قلیل آمدنی والے شخص روپیہ جمع کراتے ہیں - جو زیادہ اجرت پانے والے کاریگروں کی نسبت پس انداز کرنے کی کم استطاعت رکھتے ہیں اور اگر وہ اپنی جیبوں میں روپیہ رکھیں تو اکثر حالتوں میں وہ شے خواری میں اڑا دینگے - یہی وجہ ہے کہ جب پینی بنک بھی کہ

جاری کیا گیا۔ اور سال کے اختتام پر جمع شدہ رقموں کی میزان کی گئی۔ ایک آب کاری کے مہتمم نے کہا "اجی بھرے قسم بھرکے ۳۰ ہزار پینٹ کو تلاش کرتی ہے جو انہوں نے نہیں پی۔ یارک شائر کے پینی بنک میں ایک بوڑھا گرجا کی خیرات سے کر جمع کرا دیا کرتا تھا۔ تھوڑے دنوں میں اس قدر رقم جمع کر لی جو کوٹ خریدنے کے واسطے کافی تھی۔ بعض لوگ گھڑی یا باجہ یا ریل کے ذریعے سیر کرنے کے واسطے کافی روپیہ پس انداز کر سکتے ہیں +

مگر پینی بنک کے بڑے معاون لڑکے ہوتے ہیں اور اُن کی ہونہاری کا یہ ایک عمدہ ثبوت ہے۔ کیونکہ آدمی لڑکوں میں سے ہی بنتے ہیں۔ ہڈرسیولڈ میں جب لڑکے کارخانوں سے نکلتے ہیں۔ تو جوق در جوق پینی بنکوں میں جاتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کی مثال اور ریس سے روپیہ جمع کراتے تھے۔ بعض اوزاروں کا صندوق بعض گڑیا بعض گرامر یا ڈکشنری خریدنے کے واسطے روپیہ جمع کراتے ہیں +

ایک روز شام کے وقت ایک لڑکا ایک پونڈ ۸ شلنگ کی رقم نکلوانے آیا۔ پینی بنک کے قواعد میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بیس شلنگ سے زیادہ رقم نکلوائے تو اُس کو ایک ہفتہ پیشتر نوٹس دینا چاہیئے۔ خزانچی نے رقم ادا کرنے میں تامل کیا اس پر لڑکا بولا اجی وجہ یہ

ہے کہ میری والدہ مکان کا کرایہ ادا نہیں کرسکتی۔ اور چونکہ میرے پاس روپیہ موجود ہے۔ میں ادا کرنا چاہتا ہوں"
ایک اور لڑکا بیس پونڈ دیکر اپنے بھائی کو فوج سے واپس لایا وہ کہنے لگا والدہ ایسی بے قرار ہو رہی ہے (اگر اس کو آزاد نہ کراؤں تو اُس کا شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا۔ اور میں کبھی گوارا نہیں کرسکتا" اِس طرح یہ ان سیٹی ٹیوشنین کئی طرح سے مدد اور طاقت دیتی ہیں یہ نوجوانوں کو قرض سے بچاتی اور اپنے تمام اخراجات کی ایمانداری سے ادا کرنے کی تحریک دیتی ہیں۔ اِس کے علاوہ وہ خاندانی تکلیف اور ضرورت کے موقعہ پر فیاضی اور مہربانی کرنے کے وسائل مہیا کردیتی ہیں۔

یہ ایک قابلِ ذکر امر ہے کہ مدارت سے غربا کے ساتھ طالب علموں کو عمدہ عادات سے کھانے کے واسطے جن کی اُن کو نہایت ضرورت ہے۔ پینی بنک قایم کئے گئے ہیں مدارت سے غربا میں ایک سال طالب علموں نے ۸۰۰ پونڈ بچائے یہ میزان اعظم ۲۵۶۳ رقموں پر مشتمل تھی۔ جب مدارت سے غربا کے مفلس لڑکے اتنا روپیہ جمع کرا سکتے ہیں تو انگلستان اعلیٰ اجرت پانے والے کاریگر اور صناع کیا کچھ نہ کرسکیں گے۔

مگر پینی بنکوں کے چلانے کے متعلق ایک اور نمایاں امر یہ ہے کہ لوگوں میں عاقبت اندیشی کی عادت کو فروغ ہوتا ہے۔ اور جب لڑکے اور

لڑکیاں روپیہ جمع کرانے لگتی ہیں۔ تو والدین بھی اُن کی تقلید کرتے ہیں جب کوئی لڑکا ہفتوں تک اپنی قلیل رقم جمع کراتا رہتا ہے۔ اور اپنے پاس بک گھر لیجاتا ہے۔ تو گھر والے اُس کو توجہ سے دیکھتے ہیں تو اُن کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جمعیاں باقاعدہ طور پر درج کی جاتی ہیں اور ساتھ ہی تاریخ دیجاتی ہے پس انداز شدہ رقم بیکار نہیں پڑی رہتی بلکہ اس کا ۲½ فیصدی فی سال پر سود ملتا ہے بشرطیکہ وہ روپیہ کسی وقت واپس لیا جاسکتا ہے۔ اگر بیس شلنگ سے کم رقم ہو تو بغیر نوٹس کے اگر بیس شلنگ سے زیادہ ہو تو ہفتہ کا نوٹس دیکر لیجاتی ہے یہ کتاب بذاتِ خود ایک چھوٹی سی تاریخ ہوتی ہے۔ اور لڑکے بھائی بہن اور والدین اُس کو دلچسپی سے دیکھتے ہیں۔

والدین اپنے لڑکے کو بنک سے وابستہ کرتے ہیں اگر والد سمجھدار آدمی ہے تو اُس کو طبعی خیال ہوتا ہے کہ میرا لڑکا ایسی قابل تعریف باتیں کرسکتا ہے تو میں خود بھی کرسکتا ہوں۔ چنانچہ ہفتہ کی شب کو جب لڑکا پینی بنک میں جمع کرانے جاتا ہے تو باپ اکثر ایک شلنگ بھیج دیتا ہے۔

اس طرح ایک عمدہ عادت کا آغاز ہوجاتا ہے اور اگر اس پر ثابت قدم رہیں تو تھوڑے عرصے کے بعد تمام کنبے کی حالت پر عمدہ اثر پڑ گیا ماں دیکھتی ہے کہ اس سے لڑکے کی عمدہ عادت کا گھر والوں کی خوشی پر عمدہ اثر ہوتا ہے اور جب مناسب وقت جب چھوٹے لڑکے بڑے ہوجاتے ہیں اور روپیہ کمانا شروع کردیتے ہیں تو وہ انکو بڑے لڑکے کی مثال کی تقلید کا حوصلہ دلاتی ہے وہ خود اُن کو ہاتھ سے پکڑ کر پینی بنک میں لے جاتی ہے اور اُن کو اپنا پس انداز روپیہ جمع کرانے کی عادت ڈالتی ہے ایسے معاملات کی نسبت مردوں کی نسبت عورتوں کا زیادہ اثر پڑتا ہے اور اگر وہ اثر ڈالنا چاہیں تو اس کے مفید نتائج زیادہ دیر

جا ہوتے ہیں ایک روز شام کے وقت ایک موٹا اور توانا کاریگر بریڈفورڈ کے
سیونگ بنک میں کام کرنے کے کپڑے پہنے ہوئے معہ اپنے تین بچوں کے آیا۔
ایک بچہ اُس نے گود میں لیا ہوا تھا۔ اُس نے میز پر چار پونڈ رکھدیے اور ڈ
شلنگ جو تینوں لڑکوں کے نام پر جمع کرادی تھی۔ پہنچ کر لے جاتے تھے۔ پہلے
اِن لڑکوں کی ماں جمع کرانے آیا کرتی تھی۔ اُس نے اپنے گود والے بچے کو گلے
لگایا۔ افسوس اُن کی والدہ فوت ہو گئی تھی۔ مگر اب جہاں تک ہو سکیگا میں
اُن کی بہتری کی کوشش کرونگا۔ اور وہ اپنے بچوں کو وہی عمدہ سبق دیتا
رہا۔ جو اُس کی بیوی نے دینا شروع کیا تھا۔ وہ اُن کو ہر وقت اپنے ساتھ لے آتا
ہے کہ اپنی قلیل رقم کو جمع ہوتا دیکھ لیں۔

ایک انگریزی ضرب المثل ہے کہ جو شخص سرسبز ہونا چاہتا ہے پہلے اُس کو اپنی
بیوی سے مشورہ لینا چاہیئے کیونکہ عورت کو اپنے خاوند کی فارغ البالی دیکھکر صرف
خوشی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اِس کی مدد کرنی چاہیئے ورنہ وہ ہمدم و ہمساز نہیں
اور باہمی مدد خانگی خوشی اور اطمینان کے واسطے مزدوروں کی حالت میں
اور نیز تمام دوسرے شخصوں کی حالت میں جو کنبہ کی ذمہ داری اُٹھاتے ہیں
عورتیں وہ اخلاق کرہ ہیں جس میں ہم بحالت طفولیت نشوونما پاتے ہیں اور جب
ہم پختہ سال ہو جاتے ہیں۔ تو بھی وہ ہماری زندگی پر بہت کچھ اثر ڈال سکتی
ہیں بہ نسبت اس کے کہ مرد سمجھتے ہیں۔ تاہم یہ ہو سکتا ہے کہ عورتیں بری ہونگی یہ بتاتی ہے
کہ کس بات کا لگنا چاہیے مثل کا قول بالکل درست ہے کہ بعض ...
جیسا اُن کو عورتیں بنا دینگی۔

عرصہ ہوا مسٹر ... ایک ... کی کارخانے میں ... بیٹھا ہوا ...
... کر رہا تھا۔ اتفاقاً ... ہو گئی ...

تعطیلوں میں اپنی والدہ سے ملنے جا رہا تھا۔ مسٹر سائیکس نے کہا "میں خوش ہوں کہ ایک مزدور اتنا فاصلہ طے کرکے اپنی والدہ کو ملنے جا رہا ہے۔" اس آدمی نے جواب دیا "ہاں اور میں خوش ہوں کہ میرے پاس سفر خرچ موجود ہے۔" مسٹر سائیکس نے پوچھا کہ "تمہارے کارخانہ میں اور بھی بہت سے آدمی روپیہ جمع کراتے ہیں۔" کاریگر نے کہا نہیں، شاید سو میں دو آدمی روپیہ جمع کراتے ہیں باقی جو روپیہ کماتے ہیں وہ سیونگ بنک میں نہیں جمع کراتے۔ بلکہ بڑھنوں کی تجارت کرتے ہیں۔" مسٹر سائیکس نے کہا تم کب سے روپیہ انداز کرنے لگے ہو؟" کاریگر نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ ابھی میں اتنا بڑا ہی تھا جیسے چھوٹا لڑکا ہی تھا، پہلے سے میں بنک میں روپیہ جمع کرایا اور اس کے بعد ہمیشہ جمع کراتا رہا ہوں۔

ابتدائی مشق اور مثال کے عمدہ اثر میں کوئی کلام نہیں۔ ہم کو یہ دیکھکر ہی خوشی ہوئی ہے کہ کفایت شعاری اب پبلک سکولوں میں سکھائی جاتی ہے۔ جنکنسن کو نٹی کے غریب خانے میں ریونڈ مسٹر گرانڈے غریب لڑکوں اور لڑکیوں کو کفایت شعاری کی تعلیم دینے میں بہت کوشش کی وہ کہتا ہے کہ تمام ابتدائی سکولوں میں سیونگز بنکوں کی نسبت پینی بنک قایم کئے جائیں۔ اس کی یہ رائے محفوظ معلوم ہوتی ہے۔ کہ اگر نوخیز نسل کو روپیہ اس کی مالیت قیمت اور فوائد نیز روپیہ دینے اور خرچ کرنے اور بچانے کے غرض پر سادہ سبق دیئے جائیں تو ان کا بہت مفید اور وسیع اثر ہوگا۔

بلجم کے قومی سکولوں میں لڑکوں کو قریباً آٹھ سال کفایت شعاری کی مشق کرائی جاتی ہے۔ گھنٹ کے حکام اسکول کی رائے ہے کہ مزدوروں کی اخلاقی اور مادی بہبودی پر پس انداز کرنا عمدہ اور پورا اثر ان کا یقین ہے کہ کفایت شعاری ان کے دل میں ذہن نشین کرنے کا عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ بچوں کو یہ عادت سکھائی

جاوے اور اُس کی مشق کرائی جاوے۔

بڑی عمر کے آدمیوں کو کسی نئی چیز کا سکھانا مشکل ہوتا ہے بالخصوص فضول خرچوں کو کفایت شعاری کا سبق دینا بہت دشوار ہے کیونکہ وہ سب بود و باش کا طریقہ مقرر کر چکے ہوتے ہیں۔ اُن میں اسراف کی عادت دیرپا بلکہ موروثی ہو جاتی ہے مرد تو کلال خانے میں جاتے ہیں اور عورتیں عمدہ لباس پر روپیہ اڑا دیتی ہیں وہ جتنا کماتے ہیں وہ سب خرچ کر دیتے ہیں اور جو بچا سب کھا لیا۔ اور جب ان کو کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو اُن کو بھیک مانگنے میں کوئی عار نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کو ذاتی عزت کا کچھ پاس نہیں ہوتا۔ مگر بچوں کی حالت اس سے بالکل مختلف ہے۔ اُن کو اُس سے کوئی نیک یا مضر عادت نہیں ہوتی۔ اُس کو جیسا سکھایا جائیگا ویسا ہی کرینگے۔ جس طرح اُن کو حساب سکھا سکتے ہیں ویسا ہی کفایت شعاری بھی سکھا سکتے ہیں بہرکیف ایک ہوشیار اُستاد اُس کے دل میں کفایت شعاری کی عادت پیدا کر سکتا ہے وقتاً فوقتاً ہر بچہ کے پاس چند پیسے ہوتے ہیں تو ماسٹر اُن کو یہ تربیت دے سکتا ہے کہ اپنے پیس پیس انداز کرو تاکہ کسی عمدہ مقصد میں کام آئیں۔ گھنٹ میں ہر ایک سکول میں ایک سیونگز بنک جاری کیا گیا ہے اور بچے اپنی پینیاں وہاں جمع کراتے ہیں۔ اس قسم کے بنک خیراتی نیز دوسرے سکولوں میں جہاں فیس لیجاتی ہے جاری کئے گئے ہیں کیونکہ غریب اور امیر مرد و زن سب کو اُن کی کفایت شعاری کی عادت مفید ہوتی ہے۔ کفایت شعاری کی تعلیم کے نتائج بہت قابل اطمینان ہوتے ہیں[1] گھنٹ کے سکولوں کے بچوں نے ۱۸ ہزار

[1] گھنٹ میں ایک رسالہ شائع کیا گیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کفایت شعاری کی بہت ترقی ہو گئی۔ نوجوان لڑکیاں اپنی جیب خرچ سے روئی یا کپڑا خریدتی ہیں اور فرصت کے وقت میں وہ کپڑے بناتی ہیں۔ علاوہ ازاں خیراتی سکولوں میں قمیص جرابیں کپڑے رومال اور لنگے وغیرہ

پونڈ جمع کر لیے ہیں۔ جو سرکاری سیونگز بنکوں میں جہاں سے فی صدی سود ملتا ہے جمع کرا
دیے گئے ہیں۔ اب یہ طریقہ انگلینڈ فرانس اور اٹلی میں مروج ہوتا جاتا ہے ایک حد تک
ہمارے ملک میں اختیار کیا گیا ہے مثلاً گلاسکو سوریول انگلیم الفورڈ کلان اور لنڈن کے
یتیم خانہ سے سکول بنک قایم ہو گئے ہیں اور تھوڑے عرصہ تک وہ برطانیان
کلاں کے تمام سکولوں میں قایم ہو جائینگے ۔

یہ عیاں ہے کہ کفایت شعاری کی عادت زیادہ تر ان سہولتوں پر جو روپیہ
کی قلیل رقمیں پس انداز کرنے کے واسطے مہیا کی گئی ہیں۔ مختصر یہ ہے اگر کوئی
عمدہ سیونگز بنک تیار کیا جاتا ہے تو اس میں روپیہ جمع ہونے لگ جاتا ہے
کوئی سیونگز بنک قایم کیا جائے۔ تو سپاہی کسی نہ کسی طرح اپنی قلیل تنخواہ
سے روپیہ بچاتے ہیں جب پینی بنک کھولے جاتے ہیں تو ہشیار لوگ روپیہ جمع
کرنے لگ جاتے ہیں × × × × × × × × × × × × × × × غرباء کے سکولوں
کے لڑکے بھی ان میں بہت سا روپیہ جمع کرا دیتے ہیں سکولوں کے ساتھ جو بنک
ہوتے ہیں ان میں بھی روپیہ جمع کراتے ہیں۔ جیسا کہ گھنٹ کے طلباء کی
مثال سے واضح ہو گیا ہوگا ۔

پندرہ سال گذرے کہ اس ملک میں بہت کم سیونگز بنک تھے۔ اس وقت
وہاں بہت سے شہر اور دیہات تھے۔ جہاں کوئی بنک قایم نہ ہوا تھا لنکا
شائر میں دو سو لاکھ باشندوں کے واسطے صرف ۳۰ سیونگز بنک تھے مارک شائر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱) تقسیم کیے جاتے ہیں سرکیا یہ سب چیزیں بنکر تھیں کے خبر اپنی سکولوں میں دی گئی ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سکولوں کی [illegible] کفایت شعاری کی عادت اتنی ہی کم ہے ۔

کے مشرقی حصّہ میں صرف چار سیونگس بنک تھے برطانیہ کلان کی نیدرہ کلارنیٹوں میں ایک سیونگس بنک بھی نہ تھا۔ قریباً تین لاکھ باشندوں کے واسطے صرف ۷ سو سیونگس بنک تھے۔

ہفتہ میں دو یا تین گھنٹہ میں کھلے رہتے تھے بعض مہینے میں صرف چار گھنٹے کھلے رہتے تھے۔ اگر کوئی مزدور روپیہ بچانا چاہتا تھا۔ تو وہ اپنے فالتو شلنگ کو کئی روز تک جیب میں لئے پھرتا تھا۔ اپنے روپیہ کو محفوظ رکھنے کے لئے اُس کو پس انداز کرنے کی عادت سیکھنی ضروری تھی۔ حالانکہ سونگس بنکوں کے قائم کرنے کا یہ مدعا نظر تھا کہ اس عادت کی تعلیم اور ترتیب دیجائے۔

ڈاکٹر گوتھری نے مدارس غربا کے متعلق اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۶۰ء میں بیان کیا ہے "ہمارے صنعت اور حرفت کرنے والے نوجوانوں کی کیا حالت ہوگی جو ان کے چاروں طرف کلال خانے اور شراب کی دکانیں ہوتی ہیں اور اُن کو مے خواری کی خواہ مخواہ رغبت ہوتی ہے بعض ایسے ہیں جن کو سیونگس بنکوں کا نام تک بھی نہیں آتا۔ ہر ایک بازار میں صرف روپیہ اڑاتے نظر آتے ہیں ہمارے بعض شہروں میں شراب خوری سے سب خرچ کر سکتا ہے کیونکہ تھوڑے سے فاصلہ میں شراب کی نصف درجن لکانیں نظر آتی ہیں۔ یہ دن رات ہر وقت کھلی رہتی ہیں رات کے وقت خانہ جگمگاتے ہیں سنیچر اور اتوار کو جمگھٹا لگا رہتا ہے لوگ شراب پیتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں اگر کوئی کفایت شعاری کرنا چاہے تو اُس کو سونگس بنک پہونچنے تک ایک میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور طرہ یہ کہ سیونگس بنک ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ کھلتا ہے"۔

غربا کے ہمدردوں نے طرح طرح کی تدبیریں تجویزیں کرکے صلاح دی کہ ملک بھر میں سیونگ بنکوں کے طریقہ کو وسعت دی جائے۔ ۱۸۶۱ء میں مسٹر وایٹ

نے پارلیمنٹ نے اِس غرض سے ایک مسودہ پیش کیا کہ لندن میں قلیل رقم جمع کرانے کے واسطے ایک دفتر قایم کیا جائے۔ اگر بیرونجات سے کوئی شخص جمع کرانا چاہیئے تو مختلف اضلاع کے پوسٹ ماسٹر روپیہ بھیجدیں اِس مسودہ میں ایک قومی انجمن بیمہ کے قیام کی تجویز بھی پیش کی گئی تاکہ ہر روز لوگ دوسو پونڈ تک بیمہ کرا سکیں اور ۲۰ پونڈ تک سالانہ چندہ ویاکریں مسٹر وایٹ برڈ کا بل مسترد کیا گیا۔ اور اِس کی صلاح پر عمل نہ ہوا سر روانڈ ہیل کی کوششوں سے پوسٹ اوفس کے طریقہ کو ترقی دی اور اطراف و اقطاع میں اس کا مفید اثر محسوس ہونے لگا۔ پھر یہ صلاح دی گئی۔ کہ ۱۸۳۸ء میں جو منی آرڈر قایم ہوگئے ہیں۔ یہی روپیہ جمع کرانا اور وصول کرنے کا انتظام کر دیا۔

پروفیسر ہی روک نے اسی مضمون پر ۱۸۵۲ء میں ایک رسالہ شائع کیا نومبر ۱۸۵۶ء میں مسٹر جان ویوس مشہور ڈکیل نے جو ہیٹ سے پینی بنک کے اجرا کے مضمون میں غور کرتا رہا۔ پوسٹ اوفس کے حکام کو صلاح دی کہیں اور ڈر کے دفتروں سے سیونگس بنکوں کا کام لیا جاوے مگر اِس وقت اِس کے مشورہ کی کسی نے تائید نہ کی اور اُس کا کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا دیگر جنٹلمینوں نے مسٹر ہیوچ مسٹر ایم کورکو ڈیل کپتان سٹرننگ مسٹر ربسی وغیرہ نے اسی قسم کے مشورے دیئے +

مگر ہیبن ناک ہڈرس فیلڈ کے مسٹر سائکس نے اِس مصلح کی تائید نہ کی یہ مختلف صلاحیں معرضِ عرض نہ آئیں صلاحیں ہمیشہ مفید ہوتیں وہ غور و خوض کی عادت ڈالتی ہیں۔ قیمتی صلاحیں ضائع نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ آخرکار خودبخود معرضِ عرض میں آجاتی ہیں۔ اکثر ایجادیں صلاح و مشورہ کا نتیجہ ہیں۔ کوئی شخص کبھی صلاح کو معرضِ عمل میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ پہلے پہل ناکامیاں بھی ہوتی ہیں مگر زیادہ علم زیادہ تجربے اور زیادہ استقلال کے ساتھ آخر تجویز سے

کامیابی ہوتی ہے +

پوسٹ آفس سیونگس بنکوں کو رواج دینے میں باعث ہوا اور دیگر بیدار مغز اصحاب کے جنہیں مشوروں سے کامیابی ہوئی۔ بعد ازاں مسٹر سیلز مدد سے جس نے روپیہ بھیجنے کے واسطے برانچ پوسٹ آفس قائم کرائیے ان مشوروں اور تجویزوں کو قابل بنا لیا۔ پھر مسٹر سائیکس نے اسی مضمون کو لیا۔ اس نے سنہ ۱۸۵۹ء میں عملی طور پر اس میں سرگرمی دکھانی شروع کی وہ استقلال سے کام کرتا رہا۔ وہ انگلستان کے کئی باشندوں کو اس کی طرف توجہ دلاتا رہا +

آخر مسٹر گلیڈسٹون نے سنہ ۱۸۶۱ء میں پوسٹ آفس سیونگس بنک قائم کرنے کا ایک مسودہ پیش کیا اور پارلیمنٹ سے منظور کرا لیا +

مسٹر سائکس کو ڈاکخانے کے صیغہ منی آرڈر سے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ پوسٹ آفس میں سیونگس بنک قائم ہو سکتا ہے بہت سے اور مشاہدہ کرنے والوں کو بھی یہی خیال ہوا تھا۔ جب کسی شہر کے لوکل انسپکٹروں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ ہفتہ میں پانچ منی آرڈر روانہ ہوتے ہیں +

تو اس شہر کے پوسٹ آفس میں منی آرڈر دو وقت میں بتا دیا جاتا تھا۔ تخمیناً کسی کو معلوم ہوا کہ انگلستان میں بحساب اوسط تین میل کے فاصلہ پر پوسٹ آفس موجود ہوں یہ آفس ہر روز کھلے رہتے تھے۔ جو شخص آتا تھا روپیہ روانہ کر دیتا تھا اور اس کو ایک سال جمع کردہ رقم کے واسطے بھی مل جاتا تھا۔ دفتروں میں روپیہ جمع رہتا تھا۔ جب کوئی بوجہ دکھاتا تھا۔ تو اس کو روپیہ مل جاتا تھا۔ غرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ پوسٹ آفس ترسیل زر کا ایک بنک تھا۔ جہاں چوبیس گھنٹوں سے ہفتوں یا مہینوں تک روپیہ جمع رہتا تھا۔ جب پوسٹ آفس کو یہ اجازت مل گئی کہ ہفتے سے لوگوں کا روپیہ جمع کر سکے۔ تھوڑی میعاد میں وسعت کر دی گئی اور تھوڑی

سود دینے کی اجازت ہوگئی تو یہ تمام مقاصد اور اغراض کے لئے قومی بنک ہو گیا۔

پوسٹ آفس سیونگز بنک ایکٹ کے نتیجے بہت اطمینان بخش ثابت ہوئے ہیں۔ منی آرڈر کے دفتروں کو بہت وسعت دی گئی ہے اب وہ چار ہزار کے قریب ہیں بنکوں کے قیام کے زمانہ سے روپیہ پس انداز کرنے کی دگنی سہولت ہوگئی ہے۔ ضلع لنڈن میں چار سو ساٹھ بنک ہیں چنانچہ پایہ تخت کے نہایت آباد حصوں میں بھی چند سو گز کے فاصلے پر کوئی نہ کوئی سیونگز بنک ملجاتا ہے ۱۸۶۳ء میں جمع کرانے والوں کی تعداد (۱۵۰۰۰۰) سے زیادہ تھی۔ روپیہ جمع شدہ کی تعداد (۲۱۰۰۰۰۰) پونڈ نقد تھی۔ پھر لطف یہ ہے کہ اصلی سیونگز بنکوں میں بھی اتنا ہی روپیہ جمع ہوا۔ جتنا کہ پہلے ہوا۔

پوسٹ آفس سیونگز بنکوں کے کئی قاعدے ہیں جو ہر ایک معلوم ہونے چاہئیں۔ یہ بنک جابجا بنے ہوئے ہیں اور صبح کے ۹ بجے سے شام کے ۶ بجے تک اور سنیچر کو رات کے ۹ بجے تک کھلے رہتے ہیں لوگ ایک یا زیادہ شلنگ جمع کر سکتے ہیں بشرطیکہ ایک سال میں ۳۰ پونڈ سے زیادہ جمع نہ کرائے جائیں۔ ڈاکخانہ کے عہدہ دار وہ کتاب دے دیتے ہیں۔ جس میں علیحدہ علیحدہ اندراج ہوتے ہیں اس کتاب میں پوسٹ آفس کے سیونگز بنکوں کے قواعد بھی جمع ہوتے ہیں سود کی شرح فی صدی فی سال ۲ پونڈ ۱۰ شلنگ ملتی ہے۔

اب نہایت ضروری بات حفاظت ہے گورنمنٹ تمام ادا کردہ رقم کی ذمہ وار ہوتی ہے۔ چنانچہ پوسٹ آفس سیونگ بنک میں جو روپیہ جمع کرایا جاتا ہے وہ ویسا ہی محفوظ ہوتا ہے۔ جیسا بنک کا روپیہ پس انداز شدہ نقد روپیہ کسی قسم کے خرچ کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتا ہے اور جب ضرورت جمع کرانے والے کو ادا کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ کہیں جمع کرایا گیا ہو جمع کرانے

والے اور پوسٹ ماسٹر کے سواجس کو جمع کرانے والوں کے نام ظاہر کرنے کی ممانعت ہوتی ہے یہ سب باتیں اغراض کی طرح پوشیدہ رکھی جاتی ہیں +

ہم نے مسٹر چارلس ولیم سائیکس کا پینی بنکوں اور پوسٹ آفس سیونگز بنکوں کے متعلق بارہا ذکر کیا ہے اس بارے میں اُس کو عزت سے یاد کیا جائیگا وہ ہڈرزفیلڈ کے ایک ساہوکار کا بیٹا تھا۔ جب وہ سکول میں پڑھتا تھا۔ تو اُس کو ڈاکٹر فرینکلن کے مضامین اور خطوط کا نسخہ بطور انعام ملا اُس نے اس کتاب کو نہایت شوق سے پڑھا +

اس سے اس کے دل میں بہت سے مفید خیالات پیدا ہو گئے اور اس کا چال چلن بالکل عملی ہو گیا۔ ہڈرزفیلڈ میں صنعت و حرفت کے بہت سے کارخانے ہیں۔ گو مزدوروں کو عمدہ × × × × × × مزدوری ملتی تھی۔ اُن کو کبھی کام ملتا اور کبھی نہیں ملتا تھا جب تجارت کی کساد بازاری ہو جاتی تھی۔ اور وہ اپنی تمام کمائی کو خرچ کر دیتے تھے۔ تو اُن میں اکثر بازاروں یا سڑکوں میں خیرات مانگتے ہوئے نظر آتے تھے۔ نوجوان سائکس کو تعجب ہوتا تھا۔ کہ آیا ان لوگوں نے بھی ڈاکٹر فرینکلن کا نام سُنا اور یہ کہ وہ گداگری سے بچنے اور نیز مصیبت سے اور اچھے وقتوں میں روپیہ پیس انداز کرنے کے وقت کیا مشورہ دیتا ہے +

۱۸۴۳ء کے شروع میں مسٹر سائکس ہڈرزفیلڈ کی بنکانگ کمپنی کا ملازم ہو گیا۔ یہ انگلستان میں مشترکہ سرمایہ کا دوسرا بنک تھا۔ سکاٹلینڈ بنکانگ کمپنیوں کو منیجروں کی دور اندیشی کے باعث اکثر کامیابی ہوتی رہی تھی۔ پس ڈائرکٹروں کو یہ خیال آیا۔ کہ سکاٹلینڈ کا کوئی آدمی مہتمم بنایا جاوے ڈائرکٹروں نے پہلا ریزولیشن یہ اختیار کیا کہ مزدوروں کو کفایت شعاری اور عاقبت اندیشی کا حوصلہ دلانے کے لیے دس پونڈ یا زیادہ کی رسید بنا دی جائیگی۔ مسٹر سائکس

مینیجر کا منظور نظر تھا۔ جو اُس کو سکاٹلینڈ کے دہقانوں کی کفایت شعاری کی عادات کے دلچسپ قصے سناتا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ شہر پرتھ کے ایک بنک میں مختلف جمع شدہ رقموں پر ۲۰ ہزار پونڈ سالانہ سود دیا جاتا ہے۔

۱۸۳۴ء میں مسٹر سائیکس کمپنی کا خزانچی ہو گیا۔ اس طرح اس کا ان لوگوں سے میل جول ہو گیا۔ جن کے اطوار و عادات معلوم کرنے کا وہ نہایت خواہاں تھا یعنی کام کرنے والی جماعتوں کا کفایت شعار حصہ کی عادات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ ان میں سے اکثر کا روپیہ سود پر دیا ہوا تھا۔ جب کئی سال گذرنے کے بعد مسٹر سائیکس کو معلوم ہوا کہ جمع کرنے والا دس یا ۲۰ پونڈ سے شروع کرتا ہے پھر اپنے قلیل ذخیرے میں آہستہ آہستہ اضافہ کرتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کئی سو پونڈ جمع ہو جاتے ہیں۔ مسٹر سائیکس اکثر کہا کرتا تھا۔ کہ اگر ہر ایک مزدور کفایت شعاری اور عاقبت اندیشی کو مدنظر رکھے تو اُس کی حالت میں عجیب و غریب اصلاح ہو جائیگی۔ کیونکہ بعض آدمی سیونگز بنک میں روپیہ جمع کرا کے مالدار ہو گئے ہیں۔

اس وقت تجارت کی بہت ردی حالت تھی۔ ہاتھ سے کپڑا بُننے والے جلاہے بالکل بے روزگار تھے۔ چاروں طرف مصیبت اور تکلیف اور افلاس کے آثار نظر آتے تھے۔ بعض لوگ ناداری کے ہاتھوں مجبور رہے مگر اُن کے لبوں پر مہر خاموشی لگی ہوئی تھی۔ افلاس و نکبت کو دور کرنے کے لئے مختلف تجویزیں پیش کی گئیں بعض کہتے تھے کہ اگر سوسائٹی کے تمام افراد اپنی کمائی کو تقسیم کریں تو افلاس دور ہو سکتا ہے۔ بعض کہتے تھے آزادانہ تجارت اُس کا علاج ہے۔ غرض طرح طرح کے خیالات تھے۔ تاہم اس ادبار و نکبت کے زمانہ میں بھی بعض آدمی ایسے بھی تھے۔ جنہوں نے آئندہ کی پیش بندی کی ہوئی تھی۔ یعنے انہوں نے مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں یا سیونگز بنکوں میں روپیہ جمع کرایا ہوا تھا۔ اور وہ وہاں سے روپیہ

نکلوا کر عمدہ گذران کرتے تھے ؛

مسٹر سائیکس کو آزادانہ تجارت کے عمدہ نتائج پر بھروسہ تھا۔ مگر اُس کو یہ بھی یقین تھا۔ کہ قومی اقبال اور قومی مصیبت دونوں کے ساتھ بڑی بڑی خرابیاں ہوتی ہیں تاوقتیکہ عوام کو عاقبت اندیشی اور کفایت شعاری کی عادات نہ سکھائی جائے اور اُن کو تعلیم دیکر اچھے وقتوں کے واسطے تیار نہ کیا جائے ؛

مسٹر سائیکس شام کو جب گھر جاتا تھا۔ تو اُس کو اکثر مزدوروں سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملتا تھا۔ اس طرح اُس کو معلوم ہو گیا کہ بعض ایسے تمدنی سوالات ہیں جن کے قانون بنا کر حل نہیں کیا جا سکتا۔ ازاں جملہ عوام کی ناکفایت شعاری اور فضول خرچی سے نہیں روک سکتے ایک شخص نے جس کے پاس ۵۰۰ جلاہے ملازم تھے مسٹر سائیکس نے کہا کہ جب کام کثرت سے تھا۔ اور مزدوری زیادہ ملتی تھی تو میں اپنے آدمیوں کو ایک پینی بلکہ ایک کوڑی بیس انداز کرنے کی رغبت نہ دے سکتا تھا۔ کیونکہ اگر میں دوزانو ہو کر التماس کرتا۔ تو وہ میری بات نہ مانتے۔ بنیا کاری کی تجارت سے کبھی تو بہت فایدہ رہتا ہے اور کبھی نقصان ہو جاتا ہے کسی وقت کاریگروں کو معقول اجرت ملتی ہے اور کسی وقت کام بھی نہیں ملتا۔ مگر باوجود تجربہ کے ناعاقبت اندیشوں کو کچھ فایدہ نہ ہوا۔ مسٹر سائیکس کے زمانے میں اس فقرہ اعظم سیتمر کی کتاب ضرر مخلوقات کو پڑھ رہا تھا۔ اس میں یہ عبارت تھی۔ غریبوں کو مدد دینے کا سچا راز یہ ہے کہ اُن کو اپنی حالت کی بہبودی کرنے میں مدد دی جائے۔ یعنے وہ بھی مدد سے اپنی حالت کو سنواریں ؛؛

یہ الفاظ بظاہر سادہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر انھوں نے مسٹر سائیکس کے دل پر جادو کا اثر کیا۔ ان کے ذریعے اس نے پہلی آرا اور مشاغل کا امتحان شروع کیا۔ خیرات اور عطیہ نہایت عمدہ خیال سے دیا جاتا ہے۔ مگر لینے والے پر اُس کا

نہایت زبون اثر پڑتا ہے برخلاف اس کے خود اعتمادی اور خودمدی جو انسان کے وقر کے ستون ہیں۔ مزدوروں کی خصلت میں سرایت کر جائیں۔ تو اُن کو کوئی چیز ترقی سے نہیں روک سکتی۔ مسٹر سائکس نے سمجھا۔ کہ جب تک مزدوروں کے ہاتھوں میں زیادہ روپیہ نہ ہوگا ان کو ہمیشہ تکلیف اور افلاس کے ہاتھوں مصیبت اٹھانی پڑے گی اُس کا خیال تھا اگر مزدور عاقبت اندیش ہو جائیں تو سوسائٹی کی حالت بہت سدھر جائیگی اور اُس نے ارادہ کر لیا۔ کہ جہاں تک ہوسکے اس عمدہ کام کو مدد دے۔

۱۸۵۰ء میں سیونگس بنک ہفتے میں صرف چند گھنٹے کھلتے تھے ہڈرس فیلڈ میں جہاں چار کروڑ پونڈ سالانہ اجرت کے طور پر دیئے جاتے تھے سیونگس بنک ۔ ۴ سال تک قایم رہتے اور ان میں سے ۴۳۳۴۷ پونڈ جمع ہوئے۔
۱۸۵۵ء میں مسٹر سائکس اخبار لیڈز مرکری کے ایڈیٹروں کو ایک گمنام چٹھی لکھی بعد ازاں ان کی درخواست سے اُس نے اپنا نام بھی ظاہر کر دیا۔ اس خط میں اُس نے صناعوں کے کارخانوں کے ساتھ پینی سیونگس بنک کھولنے کی سفارش کی اس نے سادہ مگر زبردست الفاظ میں بیان کیا۔ کہ مزدور نوجوانوں اور عورتوں کو کفایت شعاری کی عادت سیکھنے اور سیونگس بنکوں میں روپیہ جمع کرانے کا کوئی موقعہ نہیں ملتا۔

یہ خط عام طور پر پسند کیا گیا۔ یارکشائر کے صناعوں کی ایک کمیٹی نے اُس کو سچے دل سے منظور کر لیا اور یارک شائر کے ہر ایک کارخانہ کے ساتھ پینی بنک قایم کئے گئے۔ ایک بنک کا انتظام ہڈرس فیلڈ میں بنایا گیا۔ خود مسٹر سائکس کرنے لگا۔ اب تک اُس میں تین ہزار پونڈ جمع ہوئے۔ اور اتنے ہی واپس دیئے گئے۔ الغرض ہڈرس فیلڈ نے مزدور مسٹر سائکس کی عملی مثال سے طفیل نہایت عاقبت اندیش

اور کفایت شعار ہو گئے سنہ ۱۸۰۵ء میں اُن کے سیونگز بنکوں میں ۷۴۰۰۰۰ روپیہ جمع اور سنہ ۱۸۴۷ء میں ۳ لاکھ ۳۰ ہزار ہو گیا +

سنہ ۱۸۳۵ء میں مسٹر سائکس نے ایک رسالہ اچھے وقت یا سونگز بنک اور چوہلا کے نام سے شائع کیا۔ اس میں ایسی کامیابی ہوئی۔ کہ وہ سیونگز بنکوں کے مضمون پر زیادہ غور کرنے لگا۔ اُس کو معلوم ہوا کہ یہ ملکی ضروریات پوری کرنے کے واسطے بالکل غیر مکتفی ہیں وہ سرکار نوائس خزانہ عامرہ کے چانسلر سے ملاقات کرنے گیا۔ اور اُس کو اس مضمون کی طرف توجہ دلائی چانسلر نے مسٹر سائکس سے درخواست کی کہ اپنی آرا کو خط میں قلم بند کرو۔ چند ماہ میں اُس نے سیونگز بنکوں کی اصلاحات میں ایک رسالہ شائع کیا۔ مسٹر سائکس نے اصرار کیا کہ سیونگز بنکوں میں جو روپیہ جمع کرایا جائے۔ گورنمنٹ اُس کی ضمانت دے مگر اس سے انکار کیا گیا +

پھر مسٹر سائکس نے پوسٹ آفس سیونگز بنک کے مسئلہ پر بحث کی۔ جب اُس نے دیکھا کہ پارلیمنٹ نے سیونگز بنکوں کی اصلاح کے واسطے کوئی تجویز اختیار نہیں کی تو اُس کو مایوسی ہوئی۔ وہ زمانہ بہت دور معلوم ہوتا تھا کہ اُس کی دلی آرزو پوری ہو یعنے سونگز بنک اصل میں عام لوگوں کے بنک بن جائیں مگر صبح سے پہلے نہایت تاریکی ہو جایا کرتی ہے جب موجودہ سیونگز بنکوں کی اصلاح سے مایوسی ہو گئی تو اُس کو یکایک خیال آیا۔ کہ منی آرڈر آفس بطور سیونگز بنک کی بنیاد کا کام دے سکتا ہے +

اُس نے اس تجویز کو ایک خط کے ذریعے اپنے دوست مسٹر بینس ممبر پارلیمنٹ کے گوش گذار کر دیا۔ یہ تجویز سر رولنڈ ہل کے پاس پیش کی جس نے اُس کی تائید کی۔ اور کہا کہ جہاں تک پوسٹ آفس کا تعلق ہے اس پر عمل

تو دو مسٹر سانگس نے ڈاکخانے کے سیونگز بنکوں کی کامیابی کی نسبت پیشینگوئی کی گئی تھی - اور اگر اس تجویز پر عمل درآمد ہو جائے - تو یہ آناً فاناً عمدہ کام کرنے لگیگی - جہاں بنک کھولا جاتا ہے اور روپیہ جمع ہونے لگتا ہے تو ایک حد تک لوگوں کے دل میں خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اعلیٰ زندگی شروع کر دیتے ہیں اُن کو بتدریج یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ناعاقبت اندیشی مزدوروں کی جانی دشمن ہے اور کفایت شعاری اور دور اندیشی ان کی سچی دوست ہے ان کے زیر ہدایت گھر کی چیزیں نہایت سستی خریدی جا سکتی ہیں - یعنے نقد روپیہ دیتے میں بہت نفع رہتا ہے اور اگر باقاعدہ طور پر کرایہ دیا جائے - تو نہایت ارزاں کرایہ پر حسب خواہش مکان مل سکتا ہے کفایت شعاری سے گھر میں دولت ہی دولت ہو جاتی ہے - اور سب گھر والے عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگ جاتے ہیں - اس قسم کے گھروں میں عمدہ عادتیں سیکھی جا سکتی ہیں یعنی بچوں کو محنت کفایت شعاری اور وطن سے محبت ہوتی ہے ؂

وہ عمدہ مثال کی تقلید کرتا چاہتے ہیں اور بڑے ہو کر وہ اپنی زندگی کا حصہ پس انداز کرنے کی کوشش بسر کرینگے - اگر آدمی تھوڑا تھوڑا روپیہ جمع کراتا رہے تو سردی کے وقت بیروزگاری کے زمانہ میں وہی روپیہ نکلوا کر خاطر خواہ گذارہ ہو سکتا ہے - جب اچھے دن آئیں تو بھی جمع ہو سکتا ہے اور اگر یہ تجویز اختیار کر لی جائے - تو میرے خیال میں عام مزدور کفایت شعاری اور خود داری کی عادت سیکھ جائینگے - جس سے ہر ایک فرد بشر کو خاطر خواہ معاوضہ مل جاتا ہے اور سلطنت میں امن و امان قایم رہتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سونگز بنک ہر شخص کے مکان سے ایک گھنٹہ سفر کے فاصلے

پر قایم ہو جاینگے"!

مزدوروں نے ڈاکخانہ کے سونگس بنکوں سے پورا پورا فایدہ نہیں اُٹھایا۔ مثلاً برنگھم کی مثال کو جہاں کاریگروں کو شہر کے تمام آدمیوں سے زیادہ اجرت ملتی ہے۔ ڈاکخانے کے سونگس بنکوں کے جمع کرانے کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ کاریگر خانگی ملازموں بلکہ کتخدا اور دوشیزہ عورتوں اور کان کنوں سے بھی پیچھے ہیں وہ جمع کرانے والوں کا صرف دسواں حصہ ہے گو وہ اور اسم کے بنکوں میں بھی روپیہ جمع کرا سکتے ہیں۔

اس کے بعد ہم تمام برطانیہ کلاں میں روپیہ جمع کرانے والوں کی فہرستوں پر نظر ڈالتے ہیں ڈاکخانہ کے سیونگس بنکوں میں ۱۰ ہزار جمع کرانے والوں میں سے خانگی ملازم اوّل درجہ پر ہیں دوسرے درجہ پر دوشیزہ اور بیاہی ہوئی عورتیں پھر ایسے لوگ جنکا کچھ پیشہ نہیں یا جنہوں نے کچھ پیشہ نہیں لکھوایا۔ اُس کے بعد کاریگر پھر مزدور کان کن تاجر سپاہی جہازران کلرک درزی۔ پیشہ ور۔ اور سرکاری عہدہ دار۔ اس ترتیب سے آتے ہیں جو بیان کی گئی۔ مگر ہم اس طریقہ کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے۔ پورے پورے طور سے مروج ہو گیا۔ ہمکو یقین ہے کہ موجودہ نسل گذرنے کے بعد ہی ڈاکخانہ کے سیونگس بنکوں کا نتیجہ ظاہر ہوگا۔

چند سالوں سے فرسٹنڈ کے باشندے اپنی کمائی کا بہت سا حصہ بچا رکھتے ہیں بالخصوص گذشتہ ہڑتال کے وقت سے ہڈرسفیلڈ کے سوا انگلستان میں کوئی ایسا شہر نہیں جس کے باشندے ویسے ہی کفایت شعار اور عاقبت اندیش ہوں۔ ۵۰ سال گذرے کہ فرسٹنڈ کی آبادی کے ۳۰ آدمیوں میں سے صرف ایک شخص روپیہ جمع کراتا تھا۔ بیس سال ہوئے کہ ہر ایک گیارہ میں سے ایک شخص جمع کرانے لگا اور حال میں ہر ایک چھ میں ایک شخص جمع کرانے لگا۔ [illegible]

ایک لاکھ ۶۵ ہزار پونڈ جمع کرائے اور ۱۸۷۳ء میں ۲۳۹۷۴۱۱ جمع کرانے والوں نے ۴۵۰۰۰ ہزار اس سال کل آبادی ۸۴۴۴۵۸ نہیں کیا کوئی اور ایسا شہر ہے جہاں گذشتہ ۲۰ سالوں کے تجربہ مثال اور فارغ البالی کا اس سے زیادہ اطمینان بخش نتیجہ پیدا ہوا ہو۔

نواں باب

چھوٹی چھوٹی باتیں اور چیزیں

آسایش اور طمانیت چھوٹی چھوٹی چیزوں کے مجموعے سے پیدا ہوتی ہے بیٹی بیوی یا دوست کے ادنےٰ اور تفکرات پہ گھر کی مقدس مسرت کا انحصار ہے رہتا ہوں

یہ معلوم کرو کہ خرچ میں انداز اور خریدنا کب چاہیئے۔ اور تم خالی ہاتھ ہرگز نہ ہوگے۔ سلا ییکلتر ٹیکس

چھوٹی چھوٹی چیزوں کی عقدت بمنزلہ ایک پہاڑی کے ہے جس پر بنی نوع انسان میں سے اکثر کی کشتیٔ زندگی ٹکرا کر پاش پاش ہوگئی ہے۔ انسانی زندگی چھوٹے چھوٹے واقعات کے مجموعے کا نام ہے اُن میں سے ہر ایک چنداں ضروری نہیں ہوتا تاہم ہر ایک شخص کی خوشی اور کامیابی کا انحصار اس امر پر ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے واقعات میں کیا روش اختیار کرتا ہے کیریکٹر یا چال چلن کی بنا چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ہے۔ یعنے اگر چھوٹی چھوٹی چیزوں کو شرافت عزت اور عمدگی سے انجام دیا جائے تو کاروبار میں انسان کی کامیابی

کا انحصار اس امر پر ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر توجہ دے گھرانے کی آسائش چھوٹی چھوٹی چیزوں کی عمدگی سے ترتیب دینے اور مناسب وقت پر مہیا کرنیکا نتیجہ ہے۔ عمدہ گورنمنٹ بھی اس طرح سے حاصل ہوسکتی ہے یعنے چھوٹی چھوٹی چیزوں کے کرنے کے واسطے باقاعدہ اسباب اور ذخیرے ہوں ؛

اجتماع علم اور نہایت قیمتی تجربہ علم کے ذرات خورد اور تجربہ کو احتیاط کے ساتھ ذخیرہ کرنیکا نتیجہ ہے زندگی میں جو لوگ کچھ سیکھتے ہیں یا کچھ جمع نہیں کرتے اُن کو ناکام قرار دیا جاتا ہے کیونکہ وہ چھوٹی چھوٹی سی غفلت کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ خیال کریں دنیا ہماری مخالفت کرتی ہے مگر اصل یہ ہے کہ وہ خود اپنے دشمن تھے۔ مدت سے لوگ خوش قسمتی پر یقین کرتے رہے ہیں مگر بہت سے عام اور غلط خیالات کی طرح معدوم ہوتا جاتا ہے۔ اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مستعدی محنت خوش قسمتی کی ماں ہے۔ یا بالفاظ دیگر دنیا میں انسان کی زندگی اس کی کوششوں کی اُس کی محنت اور چھوٹی چھوٹی چیزوں پر توجہ دینے کے مناسب ہوگی۔ غافل۔ آوارہ مزاج بیجا شخصوں کو خوش قسمتی نصیب نہیں ہوتی کیونکہ محنت کا ثمرہ ان لوگوں کو نہیں ملتا۔ جو اُس کے حاصل کرنے کے واسطے مناسب کوشش نہیں کرتے

آدمی خوش قسمتی سے نہیں بلکہ محنت سے بنتے ہیں امریکہ کے ایک مصنّف کا قول ہے کہ جو شخص خوش قسمتی کا معتقد ہوتا ہے وہ ہمیشہ اس بات کا خواہشمند رہتا ہے کہ اُس کو غیب سے خزانہ مل جائے مگر اصل یہ ہے کہ اُس شخص کو غیب سے خزانہ ملتا ہے۔ جو زبردست قوت ارادہ اور نظر غائر سے محنت کرتا ہے جو شخص صرف خوش قسمتی کا معتقد ہوتا ہے وہ بستر پر پڑا رہتا ہے اور

چاہتا ہے کہ ڈاک کا ہرکارہ اُس کے واسطے وراثت حاصل ہونے کی خبر لائے
محنتی شخص صبح سویرے اُٹھ بیٹھتا ہے۔ اور قلمی محنت یا گھما گھم ہتھوڑا چلا کر کافی ذریعہ
معاش پیدا کرنے کی بنا ڈال دیتا ہے۔ خوش قسمتی کا معتقد جزع فزع کرتا ہے
محنتی شخص محنت کے وقت دل بہلانے کے لیے گاتا یا سیٹی بجاتا ہے خوش
قسمتی پر اعتقاد رکھنے والا اتفاق پر بھروسہ کرتا ہے۔ محنتی شخص چال چلن پر
اور خوش قسمتی کا معتقد آرام طلب ہوتا ہے۔ محنتی برابر جدّوجہد کرتا ہے اور
آزادی حاصل کرنے کی آرزو رکھتا ہے ۔

گھرانے میں بہت سی چھوٹی چھوٹی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن پر توجہ
دینا صحت اور مسرت کے لئے ازبس ضروری بلکہ لابدی ہے۔ صفائی چند ایک
بظاہر چھوٹی چھوٹی چیزوں پر توجہ دینے کا نام ہے مثلاً فرش کو جھاڑ دینا
کرسی سے گرد وغبار دور کرنا چائے کے برتنوں کو دھونا۔ مگر ان تمام باتوں کے
مدنظر رکھنے کا عام نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گویا اخلاقی اور جسمانی بہبودی کا ایک کرہ
پیدا ہو جاتا ہے۔ بعینہٖ صفائی کی حالت انسانی کیرکٹر (خصلت) کے نہایت
اعلےٰ نشوونما پانے کے . . . . لئے نہایت مفید
ہوتی ہے یہ ایک ادنےٰ اور معمولی سی بات ہے کہ مکان میں کسی قسم کی ہوا دورہ
کرتی ہے کیونکہ ہم ہوا کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور بہت کم لوگوں کو اس کی حالت
معلوم نہیں۔ تاہم اگر ہم اپنے شہروں میں ہوا کے باقاعدہ طور پر مہیا کرنیکا
بندوبست نہ کریں تو ہمکو لامحالہ اپنی غفلت کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔ جب ضرورت
گھر میں موجود بھی ہوں تو محسوس نہیں ہوتے۔ اور یہ بھی وثوق ضروری بات نہیں
کہ مکان کے دروازے یا کھڑکیاں بند ہیں یا نہیں۔ لیکن اگر ان چیزوں کی
طرف توجہ نہ کی جائیگی۔ تو تکلیفوں سے بخار میں مبتلا ہو کر جلد مر جائینگے

اندیشہ ہے۔ پس تھوڑا سا گرد و غبار اور تھوڑی سی کثیف ہوا درحقیقت بہت سنجیدہ اور وزنی باتیں ہیں گھرانے کے تمام قواعد فی نفسہٖ نہایت ادنےٰ ہیں۔ مگران ادنےٰ ادنےٰ چیزوں سے ضروری نتائج پیدا ہوتے ہیں +

لباس اور پوشاک میں پن ایک نہایت چھوٹی سی چیز ہے۔ مگر لباس میں اس کے لگانے سے طرز سے بالعموم لباس پہننے والے کا کیریکٹر معلوم ہو جاتا ہے۔ ایک ہوشیار اور تیز بین آدمی کا ذکر ہے کہ وہ بیوی کی جستجو میں تھا۔ اس ارادہ سے وہ ایک خاندان میں جس میں چند ایک لڑکیاں تھیں چلا گیا اُن میں سے ایک لڑکی جو دوسروں سے زیادہ حسین تھی۔ اپنی پوشاک میں پن کے لگانے کے بغیر اس کمرہ میں داخل ہوئی۔ جس میں وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اور اُس پر طرّہ یہ کہ اس کے بال بھی پریشان تھے۔ پھر اس گھر میں کبھی نہ گیا ممکن ہے کہ تمہارا خیال ہو کہ یہ شخص فضول تھا۔ جو ایک ادنےٰ سی چیز سے متنفر ہو کر اپنی معشوقہ کے گھر میں نہ گیا۔ مگر درحقیقت وہ بہت ہی تیز اور میسر آدمی تھا بعدازاں اُس نے ایک اور عورت سے شادی کر لی۔ اور میاں بیوی کی خوب گذری وہ مردوں اور عورتوں دونوں کا چھوٹی چھوٹی چیزوں سے اندازہ لگایا کرتا تھا۔ اور وہ بالکل حق پر تھا +

ایک دوائی فروش ایک ملازم رکھنا چاہتا تھا۔ اُس نے اشتہار دیا اور بیسیوں نوجوانوں نے درخواستیں دیں اُس نے سب کو ایک ہی وقت اپنی دوکان میں بلایا۔ اور ہر ایک کو دو ایک پیسے کی کوئی دوائی دیکر کہا کہ اس کی پڑیاں بناؤ اس نے اُس شخص کو ملازم رکھا۔ جس نے نہایت عمدگی اور صفائی سے پڑیا بنائی کیونکہ اُس نے اُن کی عملی قابلیت کا اس چھوٹے سے کام سے فیصلہ کر لیا تھا +

چھوٹی چھوٹی چیزوں سے غفلت کرنے سے بہت سی دولت ضائع اور

جہاز کا ستیاناس ہو گیا ہے ایک جہاز زر و سیم کا ایک گراں قیمت خزانہ لیکر وطن کو واپس جارہا تھا۔ اور صرف اتنے نقص کی وجہ سے غرق ہو گیا۔ کہ جب کسی بندرگاہ سے روانہ ہوا تھا۔ تو اُس کے پیندے میں ایک سوراخ تھا۔ اور اُس کو بند نہ کیا گیا تھا۔ ایک مصاحب گھوڑے پر سوار جارہا تھا۔ اُس کے گھوڑے کی نعل میں صرف ایک کیل نہ تھا۔ اُس کیل کے نہ ہونے سے نعل گر پڑی۔ اور نعل کے گر پڑنے سے گھوڑا ضائع ہو گیا اور گھوڑے کے ضائع ہونے سے خود مصاحب کو جان دینی پڑی کیونکہ دشمن نے اُس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ اور مصاحب کی وجہ سے اُس کے جنرل کی سپاہ ضائع ہو گئی۔ اور ان تمام آفتوں کی وجہ صرف یہ تھی کہ گھوڑے کی ایک نعل میں ایک چھوٹا سا کیل نہ لگایا گیا تھا۔

جو لوگ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے غفلت کرتے ہیں وہ کہا کرتے ہیں "کام نکل جائیگا"! ورد زبان کرنے سے بہت سے آدمیوں کی خصلت پر پانی پھر گیا۔ بہت سے لوگوں کی دولت ضائع ہو گئی۔ بہت سے جہاز ڈوب گئے۔ بہت سے مکان اور گھر جل گئے۔ اور انسان کی بہبودی کی بہت سی تجویزیں خاک میں مل گئیں۔ اور اُن کا کچھ تدارک نہ ہو سکا۔ کام چل جائیگا کے معنے یہ ہیں کہ بات ٹھیک نہیں ہوئی۔ یہ گذارہ کر لینے کا اعتراف ہے یہ ناکامی اور شکست ہے آدمی کو یہ نہ دیکھنا چاہیئے کہ کام کس طرح نکلیگا۔ بلکہ ہر وقت یہ مدعا ہونا چاہیئے کہ نظر بر حالات بہترین کیا ہے۔ اور کام کس طرح نہایت عمدگی سے انجام پا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ مقولہ اختیار کرے کام نکل جائیگا تو وہ دشمن کے بس میں آجاتا ہے اُس کی ناقابلیت ہویدا ہو جاتی ہے اور ضرور شکست ہوتی ہے اور ہم اُس کو قابل رحم خیال کرنے لگتے ہیں۔

ایم سے فرانسیسی عالم سیاست مدن و ترقی دولت نے چھوٹی چھوٹی

چیزوں سے غفلت کی مفصلہ ذیل نظیر بیان کی ہے کہ کسی دیہات میں ایک زراعتی کھیت کا پھاٹک تھا جس کے اندر مرغ اور چار پائے رہتے تھے۔ پھاٹک کی چٹخنی نہ تھی اور اس وجہ سے وہ کھلا رہتا تھا۔ وہ ایک پنی خرچ کرنے سے دو منٹ میں ٹھیک ٹھاک ہو سکتی تھی۔ جب کوئی شخص باہر جاتا تھا۔ تو پھاٹک کھلا رہتا تھا اس طرح کئی مرغیاں گم ہو گئیں۔ ایک روز ایک موٹا تازہ سور باہر نکل گیا۔ تمام کنبہ بمعہ باورچی دودھ دھونے والی خادمہ کے مفرور کی تلاش میں نکلا۔ باغبان نے سب سے پہلے سور کو دریافت کیا۔ ایک خندق کو پھاندتے ہوئے اس کی موچ نکل گئی۔ اور وہ پندرہ دن تک بستر پہ پڑا رہا۔ جب باورچن واپس آئی تو دیکھا کہ کپڑا بالکل جل گیا ہے جو وہ چولہے کے سامنے خشک ہونے کے واسطے آویزاں کر گئی تھی۔ دودھ دھونے والی خادمہ افرا تفری کی حالت میں مویشیوں کو گاؤ خانہ میں باندھنا بھول گئی تھی ایک کھلی ہوئی گائے نے ایک بچھڑے کی جو گائے والے چھپر کے نیچے باندھا جاتا تھا۔ ٹانگ توڑ دی۔ جلے ہوئے کپڑے اور باغبان کے کام کا جو وہ چھوڑ کر گیا تھا انکی قیمت پورے پانچ پونڈ تھی۔ اور بچھڑے کی قیمت اس سے دگنی تھی۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ تمام نقصان ایک چھوٹی سی چٹخنی کو مرمت نہ کرانے سے ہوا جس پر چند پنس خرچ آتے۔

زندگی میں اس قسم کی سینکڑوں مثالیں مل سکتی ہیں جب عادتاً چھوٹی چھوٹی چیزوں سے غفلت کی جاتی ہے۔ تباہی قریب ہوتی ہے۔ محنت و مشقت آدمی کے ہاتھ سے ہی دولت پیدا ہوتی ہے اور محنتی و مستعد مرد یا عورت چھوٹی اور بڑی سب باتوں کو توجہ سے دیکھتا ہے ممکن ہے کہ چیزیں خود چھوٹی و حقیر معلوم ہوں تاہم ان کی طرف توجہ مبذول کرنا ایسا ہی ضروری ہے۔

جیسا کہ بڑے بڑے معاملات اور مہایم پہ توجہ دینا +

شلاً نہایت چھوٹے سے سکے پینی یا پیسے کا دھیان کرو۔ ایک پینی یا پیسے کا جو تانبے سے بنایا گیا ہے کیا فایدہ ہے؟ ایک واحد پیسہ کس مصرف کا ہے؟ اس سے کیا خرید سکتے ہیں؟ پینی بھی کم قیمت چیز ہے اس سے بیئر کا صرف آدھا گلاس خریدا جا سکتا ہے اس سے دیا سلائی کا صرف ایک بکس خرید سکتے ہیں جو اس لائق ہے کہ اگر گداگر کو دیجائے۔ تاہم اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان کو ترقیات تمام مسرت کا انحصار پینی کو مناسب طور سے استعمال کرنے پہ ہے +

ممکن ہے کہ آدمی سخت محنت کرے اور بہت زیادہ اجرت کمائے لیکن اگر وہ پینیوں کو جو محنت شاقہ کا نتیجہ ہیں اپنے ہاتھ سے جانے دیتا ہے بعض کو بیئر کی نذر کر دیتا ہے اس کو معلوم ہوگا۔ کہ باوجود سخت محنت کے اس کی زندگی جانور کی طرح محنت کرنے سے اچھی نہیں برخلاف اس کے اگر وہ پینیوں کو احتیاط سے رکھے اور ہفتہ وار کچھ پینیاں کی کمپنی یا بیمہ فنڈ میں جمع کرانا جائے +

کچھ سوینگس بنک میں جمع کراتا رہے اور باقیماندہ اپنی بیوی کو دیتا ہے جو ان کو حفاظت سے رکھ چھوڑے یا کہ یہ اندوختہ اس کے کنبہ کی تعلیم و ترتیب اور با آسائش زندگی بسر کرنے کے کام آئے۔ اس کو جلدی ہی معلوم ہو جائیگا کہ چھوٹے چھوٹے معاملات پر توجہ دینے کا کافی سے زیادہ معاوضہ مل گیا ہے یعنی اس کے پاس بہت سا روپیہ جمع ہو جائیگا اس کو گھر میں ہر طرح کی آسائش نصیب ہوگی۔ اور اس کے دل کو آئندہ کے تفکرات سے نجات رہیگی +

ہر طرح کا ذخیرہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے دانہ دانہ شود انبار ایک مشہور ضرب المثل ہے۔ پونڈ کئی پینیوں کا بنتا ہے جو پونڈ پس انداز کئے جائیں تو اس سے یہ مراد ہے کہ اندوختہ کرنے والے کو آسایش۔ نجات

دولت اور آزادی حاصل ہے مگر پینی دیانت سے کمانی چاہیئے مشہور ہے کہ جو پینی دیانت سے کمائی جائے۔ وہ شلنگ دینے کی نسبت بہتر ہے سکاٹلینڈ کی ایک ضرب المثل ہے یہ جو شہد بطور عطیہ ملے ایسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ وہ شہد جو اپنی کمائی کے روپے سے خریدا جائے" اگر پنی سیاہ بھی ہو تو کیا مضائقہ آہن گر اور اس کی کمائی ہوئی پنی دونوں سیاہ ہوتے ہیں۔ مگر آہن گر دیانت سے پنی کماتا ہے *

اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اپنی پنیاں یا پونڈ کس طرح پس انداز کرے تو گویا اس کی ناک ہر وقت سان سے لگی رہیگی۔ افلاس اور ناداری۔ وہ ایک مسلح سپاہی کی طرح اس پر ہر وقت حملہ کرنے کے واسطے تیار رہیگی احتیاط سے پس انداز کرنیکا عمدہ اثر ہوتا ہے۔ اس سے انسان کے دل میں اطمینان اور بدن میں طاقت پیدا ہوتی ہے اور اس کو کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ پنیاں جو اس نے اپنے سیونگس بنک میں جمع کرائی ہیں یا گھر میں پس انداز کر رکھی ہیں علالت میں اس کے دل میں چین یا بڑھاپے میں آرام دیتی ہیں جس کے پاس کچھ اندوختہ ہوتا ہے وہ افلاس زمانہ کے سرد و گرم کا مقابلہ کر سکتا ہے اور جو شخص کچھ پس انداز نہیں کرتا مصیبت کے وقت میں کاسہ گدائی ہاتھ میں لینے کے سوا اس کو کچھ چارہ نہیں ہوتا ایسی حالت میں ناداری کے ہاتھوں سے مجبور ہو کر فریاد کرتا ہے۔ مگر اس کی کوئی نہیں سنتا *

ممکن ہے کہ کوئی مرد روپیہ پس انداز کرنا اور اس کو مرض یا دیگر مقاصد میں استعمال کرنا چاہتا ہو۔ مگر جب تک اس کی عورت اس امر میں حامی نہ ہوگی وہ ایسا نہیں کر سکتا کفایت شعار دور اندیش اور سلیقہ مند بیوی اپنے خاوند کے لئے شہرت اور شان و شوکت کا تاج ہے وہ اس کے تمام عمدہ ارادوں میں مدد

دیتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ حوصلہ دلا کر اس کی عمدہ خصائل کو نشوونما دینے میں مصروف ہو اور اپنی مثال سے وہ اس کی طبیعت میں ایک شریفانہ اور اعلٰے اصولوں کو قائم کر دے جو نہایت اعلٰے عملی خوبیوں اور صفات کے بیج ہیں۔

ریونڈ مسٹر اولن بلیتھن کا مشہور ہمدرد محنتی لوگوں کا اچھا دوست اور شفیق تھا۔ وہ ایک شخص کی داستان سنایا کرتا تھا۔ جو کفایت شعار نہ تھا مگر وہ اپنی بیوی کی ایثار [illegible] سے کفایت شعار ہو گیا۔ یہ شخص مانچسٹر میں چھینٹ چھاپا کرتا تھا۔ شادی کے بعد اس کی بیوی نے سمجھا کر اس سے یہ اجازت لے لی کہ روزانہ شراب پینے سے ایک چوتھائی شراب اس کا حصہ نکالا جائے۔ وہ اس سمجھوتے سے بہت سٹپٹایا کیونکہ گو وہ شرابی تھا۔ مگر وہ صوفی مشرب عورت کو شرابی عورت سے زیادہ پسند کرتا تھا۔ وہ دونوں سخت محنت کرتے تھے۔ جب کارخانہ بند ہوتا تھا۔ تو مرد جو اپنی عادت سے مجبور تھا۔ قریب الفور کلال کی دوکان پر چلا جاتا تھا۔

وہ ہر روز اپنی ایک پینٹ شراب پیتی تھی۔ اور وہ دو تین گلاس چڑھایا کرتا تھا۔ [illegible] وہ ایک دوسرے کی باتوں میں دخل نہ دیتے تھے۔ البتہ کبھی کبھی عورت اس کو لطائف [illegible] سونے سے رات کو معمول سے ایک دو گھنٹے پیشتر بلا لیا کرتی تھی اور وہ کبھی کبھی تمام رات اپنے گھر میں گذارتا تھا۔ اُن کی شادی کو ایک سال گذر گیا۔ جب شادی کی سالگرہ کا دن آیا۔ تو صبح کے وقت تو خاوند اپنی بیوی کے پسندیدہ خط و خال اور صاف ستھرے کپڑوں کی طرف دیکھا کہنے لگا جب سے ہمارا بیاہ ہوا ہے۔ ہم نے کوئی تعطیل نہیں منائی میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ورنہ ہم تمہاری والدہ سے ملاقات کرنے کے لیے ایک گاڑی کرا لیتے اور [illegible] جاتے۔

اپنے خاوند کو یہ مسرت بخش الفاظ کہتے ہوئے سنکر وہ مسکرائی اور آنکھوں

میں آنسو ڈبڈبا کر کہنے لگی۔

جان۔ کیا آپ جانا چاہتے ہیں؟ اگر آپ وہاں جانا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ بلکہ آپ کی ضیافت کرونگی"

خاوند۔ ضیافت کرو گی۔ تمہارے پاس دولت کہاں سے آگئی"

بیوی "نہیں بلکہ میرے شراب کا ایک پینٹ ہے"

خاوند "کیا ہے"

بیوی "شراب کا ایک پینٹ"

جان اب بھی اس کی بات کو نہ سمجھ سکا تھا کہ وفادار بیوی۔ انگیٹھی کی ایک مخفی جگہ پر چڑھ گئی اور وہاں ۴ پونڈ۔ ۱۱ شلنگ ۳ پنس نکال لائی۔ اور اُس کے ہاتھ میں دیدیئے۔ یہ اُس نے ایک پینٹ شراب روزانہ فروخت کرکے کمائے تھے۔ وہ کہنے لگی۔ آپ جشن منائیں +

جان۔ شرمسار۔ حیران اور نادم ہوا۔ اُس کو اپنی بیوی سے زیادہ الفت ہوگئی مگر اُس نے اس روپیہ کو ہاتھ نہ لگایا۔ "تم نے اپنے حصے سے زیادہ نہیں لیا تھا۔ میں اب بہت کچھ نہ لونگا" اُس نے اپنی بات کو پورا کر دکھایا اپنی شادی کی سالگرہ کے روز خاوند اپنی بیوی کے ساتھ سسرال میں چلا گیا۔ اور خوب جشن منائی۔ بیوی کا قلیل سرمایہ آئندہ کفایت شعاری کے واسطے نمونہ ثابت ہوا۔ کیونکہ اُس کے بعد خاوند بھی تھوڑی تھوڑی رقمیں جمع کرانے لگا۔ اور آخر اتنا روپیہ جمع ہو گیا کہ اُس شخص نے ایک دوکان خرید لی۔ پھر ایک کارخانہ بنا لیا۔ پھر تھوڑے دنوں میں گدام اراضی گاڑیاں گھوڑے وغیرہ خرید لئے۔ اور آخر وہ لورپول کا میئر ہو گیا +

اسی طرح ایک نہایت ادنے درجے کا محنتی جس کو بوجھ اپنے با قاعدہ چل

ملین کے خوش اقبالی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ اپنے ہم جنسوں کے سامنے محنت اجتناب
ے مردانہ ہمدردی اور علم اور بری خواہشوں میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرتا ہے
اور اپنے اهل و عیال سے محبت رکھتا ہے۔ وہ نہایت فصیح و بلیغ مصنف کے برابر
انسانی بہبودی میں حصہ لیتا ہے اگر اس قسم کے بہت سے ہمدرد انسان ہوتے
تو سوسائٹی پر ان کا مفید اثر جلدی محسوس ہونے لگتا ہے جو زندگی عمدگی سے بسر
کی جاتی ہے وہ بے شمار تقریروں کے برابر قیمتی ہوتی ہے۔ مثال الفاظ کی نسبت
نہایت فصیح زبان ہے یہ فعل و عمل کی صورت میں تعلیم ہے یا دانش مندی جو
معرض عمل میں آرہی ہو۔

انسان کی روزانہ زندگی اس کی اخلاقی اور تمدنی حالت کی نہایت عمدہ
محک ہو۔ مثلاً فرض کرو کہ دو شخص ایک ہی کام کرتے ہیں اور مساوی روپیہ کماتے
ہیں مگر ممکن ہے کہ ان کی واقعی حالت بالکل مختلف ہو ایک آزاد معلوم ہوتا ہے
اور دوسرا غلام ایک عمدہ مکان میں رہتا ہے دوسرا گارے کی جھونپڑی میں
ایک ہمیشہ نفیس نفیس کوٹ پہنتا ہے دوسرا دھجیاں پہنتا ہے ایک کے لڑکے
صاف ستھرے خوش پوش اور مدرسے میں تعلیم پاتے ہیں دوسرے کے لڑکے میلے
کچیلے اور نکاس کی نالیوں میں پڑے پھرتے ہیں ایک کے پاس زندگی کی معمولی
آسائش ہوتی ہے۔ اور بہت سی خوشیاں اور سہولتیں شاید عمدہ کتب خانہ
بھی موجود ہو۔ دوسرے کے پاس زندگی کی بہت کم آسائش ہوتی ہے لیکن
خوشیاں لذتیں اور کتابیں بالکل نہیں ہوتیں۔ تاہم یہ دونوں آدمی برابر
روپیہ کماتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان جو فرق ہے اُس کا باعث کیا ہے؟
فرق یہ ہے کہ ایک شخص سمجھدار اور دور اندیش ہے اور دوسرا اس کے
بالکل برعکس ایک شخص اپنی بیوی اپنے کنبے اور اپنے وطن کی فایدہ رسانی

کے واسطے ایثار کرتا ہے دوسرا ایثار بالکل نہیں کرتا۔ بلکہ وہ بری عادتوں کا غلام بنکر زندگی بسر کرتا ہے۔ ایک شخص صوفی مشرب ہو اور وہ اپنے گھر کو دلکش اور اپنے اہل وعیال کے واسطے آسائش کے سامان مہیا کرنے سے خوش ہوتا ہے، دوسرا اپنے گھر اور کنبے کی کچھ پرواہ نہیں کرتا بلکہ اپنی کمائی کا بہت سا حصہ کلال خانے یا چنڈو خانے میں خرچ کر دیتا ہے ایک شخص کے مسرت حاصل کرنے کا معیار اعلےٰ اور دوسرے کا ادنےٰ ہوتا ہے ایک شخص ایسی کتابوں کو پسند کرتا ہے جو اُس کے دماغ کی تعلیم اور اُس کو اعلےٰ کریں۔ دوسرا شراب کو پسند کرتا ہے جو اُس کو گرا دیتی ہے اور وحشی بنا دیتی ہے۔

ایک اپنا روپیہ بچاتا ہے دوسرا برباد کرتا ہے ایک مزدور اور اُس کا ہم پیشہ شخص شام کے وقت کام کر کے گھر کو واپس جا رہے تھے پہلا اپنے ساتھی کو کہنے لگا۔ میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم کس طرح گذارہ کرتے ہو تم اپنے اہل و عیال کو اچھا کھانا کھلاتے۔ اور عمدہ کپڑے پہناتے ہو اور علاوہ اس کے بینک میں روپے جمع کراتے ہو بجالیکہ میری مزدوری تمہارے برابر ہی ہے اور بچے بھی کم مگر میرا مشکل سے گذارہ ہوتا ہے"

دوست"۔ ابھی میں ابھی بتاتا ہوں۔ اس کا باعث یہ ہے کہ میں پیسوں کو احتیاط سے رکھتا ہوں"۔

پہلا۔" بس یہی باعث ہے"

دوسرا۔" ہاں اور کیا یہ معمولی سی بات ہے۔ پچاس میں سے ایک شخص بھی اس راز کو نہیں جانتا۔ مثلاً تم نہیں جانتے"

دوسرا۔" کیوں میں نہیں ہوں جانتا۔ تم نے یہ نتیجہ کس طرح سے نکالا"

پہلا۔" تم نے میرا راز پوچھا ہے میں تمہارے سامنے تمام حقیقت کہدوں گا

لیکن اگر میں صاف صاف بیان کر دوں تو غصے نہ ہو جانا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں شراب کے واسطے ایک پائی نہیں خرچ کرتا۔"

دوسرا۔ "پائی نہیں خرچ کرتے تو گویا تم اپنے ہمسایوں کے مال پر گذارہ کرتے ہو۔"

پہلا۔ "میں شراب پر ایک پائی نہیں خرچ کرتا۔ میں پانی پیتا ہوں جس پر کچھ قیمت خرچ نہیں آتی۔ جس روز شراب پی جاتی ہے دوسرے روز اس کا خمار ضرور ہوتا ہے۔ میں دردِ سر اور طرح طرح کی آفتوں سے بچ جاتا ہوں۔ اور اپنا روپیہ بھی بچا لیتا ہوں۔ پانی پینے سے نہ تو کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے اور نہ ہی مقروض اور نہ ہی اس کی بیوی بیوہ ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے اور تمہارے چال چلن میں اس باعث سے بڑا بھاری فرق پیدا ہو گیا۔ میں ہفتہ میں سوا ڈیڑھ روپیہ یا سال بھر میں ستر اسی روپے بچاتا ہوں۔ اتنے روپے میں اپنے اور اپنے بچوں کے لئے کپڑے بنا لیتا ہوں اور تمہارا بمشکل گذارہ ہو سکتا ہے اور تمہارے بچے برہنہ پھرتے ہیں۔"

دوسرا۔ "ابھی جانے بھی دو۔ تم بہت مبالغہ کر رہے ہو۔ میں اتنی شراب نہیں پیتا کبھی کبھی ایک آدھا گلاس چڑھاتا ہوں۔ سوا ڈیڑھ روپیہ ہفتہ والی بات بہت ہی مبالغہ ہے۔"

پہلا۔ "اچھا یہ بتاؤ۔ کہ گذشتہ سنیچر کی رات کو تم نے شراب پر کتنا روپیہ خرچ کیا تھا دیکھو سچ سچ کہنا ہوگا۔"

دوسرا۔ "اچھا میں ٹھیک ٹھیک بیان کرتا ہوں۔ میں نے جونز کے ساتھ ایک پینٹ پیا۔ ایک ہوپس کے ساتھ جو آسٹریلیا کو جانے والا ہے اور پھر میں اپنے مکان کی طرف چلا گیا۔"

پہلا۔ "اچھا وہاں کتنے گلاس چڑھائے۔"

دوسرا:- میں کس طرح بتا سکتا ہوں مجھے بھول گیا ہے"

پہلا:- "تم کو اتنا بھی یاد نہیں کہ تم نے کتنے گلاس پیے - اور یہ بھی نہیں جانتے کہ تم نے کیا خرچ کیا - میں تمہاری بات پر یقین کرتا ہوں - لیکن تمہارے پیسے ابھی طرح خرچ ہوتے ہیں"

دوسرا:- "اور تمہارا تمام راز یہی ہے"

پہلا:- "ہاں پیسوں کو احتیاط سے رکھو - بس تمام راز یہی ہے - چونکہ میں پس انداز کرتا ہوں اور تم اڑا دیتے ہو - جب تمہارے پاس روپیہ نہیں ہوتا میرے پاس موجود ہوتا ہے - یہ بالکل معمولی بات ہے"

دوسرا:- "ہاں مگر اس میں کیا دھرا ہے"

پہلا:- "اس میں یہ دھرا ہے کہ تم مجھ سے یہ سوال کر رہے ہو کہ میں اپنے کنبے کو کس طرح آرام آسائش سے رکھتا ہوں اور بنک میں روپیہ جمع کراتا ہوں اور تم اتنی ہی مزدوری لیکر مشکل سے گذارہ کرتے ہو - روپیہ آزادی ہے اور روپیہ پیسے جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے - بات یہ ہے کہ میں اپنے گذارہ کے واسطے سخت محنت کرتا ہوں - اور تم بھی اسی طرح سے کرتے ہو - بس میں شراب پر روپیہ اڑانا نہیں چاہتا اور سخت محنت و مشقت سے کمائے ہوئے پیسے بنک گھر میں جمع کراتا ہوں* اور کبھی نوٹ سے بیتا ہوں میرے دوست کیا یہ معمولی بات ہے میرے خیال میں یہ پکی بات ہے اور پھر اتنا اور آرام ہے کہ خواہ مجھکو کوئی واقعہ پیش آوے مجھکو بھیک مانگنے یا خیرات خانہ میں جانے کی ضرورت نہیں ہوتی پیسے بچانے سے میں آزاد رہتا ہوں - جو شخص ہمیشہ مقروض رہتا ہے یا جس کے پاس ایک پیسہ نہ ہو وہ غلام سے بہتر نہیں ہوتا"

دوسرا:- لیکن اگر ہمارے حقوق ہوتے تو غریبوں کے ساتھ ایسا سخت سلوک نہ کیا

* جو ضرورت کے وقت کام آتا ہے کبھی اس روپے سے کپڑے بنوا لیتا ہوں

جاتا۔ جیسا اب کیا جاتا ہے"
پہلا "میرے دوست یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارے حقوق ہوتے تو کیا وہ اس روپیہ
کو جو تم خرچ کر چکے ہو تمہاری جیب میں ڈال دیتے کیا تمہارے حقوق تمہارے
بچوں کو جوتیاں اور جرابیں دلواتے۔ کیا لیکہ تم اپنا روپیہ جس سے یہ چیزیں خریدی
جا سکتی ہیں شراب پر اڑا دیتے۔ کیا تمہارے حقوق تم کو یا تمہاری بیوی کو پہلے
سے زیادہ کفایت شعار یا تمہارے چولھے کو پہلے سے زیادہ صاف ستھرا بنا
دیتے۔ کیا تمہارے حقوق تمہارے بچوں کے منہ دھوتے اور تمہارے پھٹے
ہوئے کپڑوں کو رفو کرتے۔ نہیں میرے دوست یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمکو
حقوق مل جائیں۔ پھر بھی وہ عادات نہیں ہو سکتے اور ہمکو عادات کی یعنی عمدہ
عادات کی ضرورت ہے اگر ہمکو یہ حاصل ہو جائیں۔ تو ہم اب آزاد اور با
اختیار ہو سکتے مگر اس کے واسطے عزم کرنا چاہیے۔ جیب الوداع اور میرے
راز کا خیال رکھنا یہ بالکل ناچیز راز ہے لیکن تم پینوں کو احتیاط سے رکھوگے
تو بلاشبہ اپنی احتیاط خود کرینگے"
الوداع۔ یہ الفاظ کہکر وہ [illegible] دوسرے سے رخصت ہوئے۔ اور ایک شخص
جس کو شراب پینے کی عادت تھی وہ اپنے خستہ حال مکان یا جھونپڑی میں
چلا گیا۔ اس میں غلاظت اور میل کچیل پڑی ہوئی تھی۔ بچوں نے شور و غل
برپا کیا ہوا تھا۔ جن کے غلیظ اور میلے کچیلے چہرہ کو دیکھنے کو جی نہ چاہتا تھا
اور ایک ویسی ہی غلیظ عورت انکو گالیاں نکال رہی تھی۔ برعکس اس کے دوست
صوفی مشرب کے مکان پر مکان کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ یہ آسائش دہ عمدہ اور
صاف ستھرا تھا۔ انگیٹھی میں ابھی ابھی ریگ ڈالی گئی تھی۔ بیوی بچے
صاف اور ستھرے تھے۔ وہ اس کو کاروبار سے فرصت ملتی تھی اور اس کا

خاوند اپنے روزمرہ کے کاروبار سے فراغت پاکر اپنے بچوں میں اطمینان اور آرام سے بیٹھ سکتا تھا"

اب بخوبی راز ظاہر ہوگیا۔ پیسوں کے متعلق جو راز تھا۔ وہ بھی ایک حد تک بہت عمدہ تھا مگر فی الحقیقت اُس نے تمام سازنہ بتایا تھا۔ وہ اپنے بدقسمت دوست کو یہ بات بتانے کی جرات نہ کرتا تھا۔ کہ خانگی خوش اقبالی کی جڑ بیوی ہے اور ایسے شخص کی بیوی ویسی تھی۔ جیسے کہ ایک محنت مشققت کرنے والے آدمی کو ملنی چاہیئے۔ کیسی گھر میں کفایت شعاری بیس اندازی یا آسائش نہیں ہوتی۔ تاوقتیکہ بیوی مدد نہ کرے اور محنتی آدمی کی عورت کو دوسری عورتوں سے زیادہ مدد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ بیوی گھر کی منتظم دایہ اور ملازم سب کچھ ہے اگر وہ کفایت شعار نہ ہو تو اس کے ہاتھوں میں روپیہ دینا چھلنی میں پانی ڈالنے کی طرح ہے اگر وہ کفایت شعاری کو مدِنظر رکھیگی تو اس کا گھر آسائش و آرام کا ملجا و ماوی ہو جاویگا۔ اور وہ اپنے خاوند کی زندگی کو بھی مسرت بخش بناویگی گو وہ اُس کی خوش اقبالی اور دولت کی بنیاد قایم نہ کرسکے"

بہت کم لوگ ایسے ہیں جنکا یہ خیال ہو کہ ہر روز ایک پنی یا قریباً ایک آنہ بچانے سے کوئی نمایاں کام ہو سکتا ہے تاہم یہ بات بخوبی ثابت کیجا سکتی ہے کہ اگر ایک پنی کو احتیاط سے خرچ کیا جاوے تو آدمی آزاد ہو سکتا ہے اور اپنی بیوی اور کنبے کے واسطے آئندہ افلاس اور ناداری کی پیش بندی کر سکتا ہے۔

کسی پراویڈنٹ سوسائٹی (انجمن دور اندیش) پراسپکٹس اور فہرستیں تو اس قسم کی انجمن اِن لوگوں کے واسطے بنائی گئی ہیں جو ایک پنی روزانہ

خرچ کرتی ہیں یعنی ملک کی تقریباً تمام کام کرنے والے لوگ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم کسی ایک انجمن کو مخصوص کریں۔ کیونکہ وہ سب یکساں اصولوں پر چلتی ہیں جو وسیع مشاہدے اور صحت اور مرض کے تجربے اور نتائج پر مبنی ہے اُن کی شرحیں بھی یکساں ہیں اگر ہم ان سوسائیٹیوں کو دیکھیں گے تو ہم کو معلوم ہو جاوے گا۔ کہ ایک پینی روزانہ سے کیا ہو سکتا ہے"

(۱) ایک پینی روزانہ سے مرد یا عورت جس کی عمر چھبیس سال ہو دس شلنگ کی ہفتہ وار رقم بیمہ کمپنی سے لے سکتا ہے جو اُس کو تمام زندگی بھر بیں مرض کے وقت دیجاو یگی"

(۲) ایک پینی روزانہ کے معاوضہ میں اگر یہ چندہ ساٹھ سال کی عمر میں دینا بند کیا جائے اکتیس برس کا مرد یا عورت اپنی وفات پر پچاس پونڈ امانت میں چھوڑ جاتا ہے۔ جو اُس کے لواحقوں کو مل سکتے ہیں۔ خواہ وہ اس ہفتہ یا مہینہ میں وفات پاوے جس میں بیمہ کرایا گیا تھا۔

(۳) ایک پینی روزانہ کے معاوضہ میں کوئی نوجوان مرد یا عورت ستّر پونڈ کی رقم بیمہ کمپنی سے لے سکتا ہے بشرطیکہ وہ تمام عمر ایک پینی روزانہ کے حساب سے چندہ ادا کرتا رہے مگر ایک ستّر پونڈ موت کا وقوعہ ہونے پر فی الفور مل سکتے ہیں"

(۴) ایک پینی روزانہ کے معاوضہ میں نوجوان مرد یا عورت کو چھبیس پونڈ سالانہ یا دس شلنگ ہفتہ وار زندگی بھر کے واسطے مل سکتے ہیں بشرطیکہ جمع کرانے والے کی عمر پینسٹھ سال سے متجاوز ہو۔

(۵) ایک پینی روزانہ کے معاوضہ میں بشرطیکہ چندہ کسی بچے کی پیدایش سے شروع کیا جاوے والدین بیس پونڈ کا بیمہ کرا سکتے ہیں یہ رقم بچے کو چودہ سال کی عمر

میں مل جاتی ہے "

(۶) اگر ایک پینی روزانہ بچے کی پیدائش سے اکیس سال تک ادا کی جاتی رہے تو اُس کو ۵۰ پونڈ مل سکتے ہیں تاکہ وہ کاروبار شروع کرے یا خانہ داری کے واسطے ضروریات لے سکتے ہیں "

(۷) ایک پینی روزانہ کے معاوضہ میں چوبیس سالہ نوجوان یا عورت کو ساٹھ سال کی عمر میں ایک سو پونڈ مل سکیں گے۔ اور اُس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ ادا کردہ رقم کا بیشتر حصہ کبھی واپس لے سکے اور اگر ساٹھ سال کی عمر سے پیشتر موت واقعہ ہو تو چندہ کی تمام قسطیں واپس دیجائینگی۔ فی پینی فی روز کی یہ طاقت ہے۔ کون ہے جس کو اس کا خواب وخیال بھی تھا۔ مگر یہ بالکل سچ ہے اور بیمہ کرنے والی نہایت عمدہ کمپنیوں کی رویداروں کو دیکھکر یہ بات بخوبی ثابت ہوسکتی ہے۔ بنک میں ایک پینی روزانہ جمع کراتے جاؤ۔ اور یہ آہستہ آہستہ جمع ہوتی جاتی ہے یوں تو یہ ہر ایک آدمی کے واسطے مفید ہوتی ہے مگر بیمہ کرنے والی کمپنیوں کے واسطے یہ ایک زبردست طاقت ہوتی ہے اگر ۱۸ سال کی عمر میں کوئی شخص ایک پینی جمع کرانے لگے تو اگر وہ بالفرض دوسرے چھٹے یا سال میں مرجائے تو اُس کی بیوی اور بچے کو ساٹھ پونڈ مل سکتے ہیں چونکہ باہمی ضروریات کے واسطے کثیر التعداد لوگ تھوڑا تھوڑا پس انداز روپیہ جمع کراتے ہیں وہ سب مل ملاکر نہایت مفید ہوجاتا ہے اور اس طرح پینی کو جو منفرد صورت میں کسی کام کی نہ تھی۔ جمع ہونے پر بے حد طاقت حاصل ہوجاتی ہے "

کسی مزدور کا اپنی بیوی اور بچوں کے فائدے کے واسطے اپنی زندگی کو بیمہ کرانا اُس کی کمال بے غرضی پر دلالت کرتا ہے یہ ایک خلاقی اور مذہبی کام

بھی ہے۔ یہ خود اپنے گھرانے کے لوگوں کے واسطے تیار کرتا ہے اس عمدہ تجویز پر عمل کرنے سے محنت کرنے والے کا کنبہ اس کی وفات کے بعد آزاد رہ سکتا ہے ۔ چھوٹی رقموں کو مناسب طور سے جمع کرنا ہمارا عملی زندگی کا بہترین ثبوت ہے اور سچے آدمی کی راست بازی اور کمال دوراندیشی پر دلالت کرتا ہے"

متوفی جوزف بکسنڈیل محنت اور مشقت کرنے والوں کا پکا دوست تھا کیونکہ وہ زندگی میں اُن کی محنت اور مشقت میں شریک تھے اس شخص میں عقل سلیم اور عامہ سمجھ کا بہت ساحصہ تھا اور اُس کو کاروبار کا فرنکلن کہہ سکتے وہ دانشمندی میں اپنی آپ ہی نظیر تھا۔ اُس کو بہت سی ضرب المثلیں یاد تھیں اور وہ لوگوں کو عملی مدد دینے میں مستعد تھا۔ وہ اپنے ملازموں کو ہمیشہ تشویش دلاتا تھا۔ کہ مصیبت کے وقت یا کبیر سنی میں اپنے گذارہ کے واسطے کچھ روپیہ پس انداز کر رکھیں وہ اپنے بوڑھے ملازموں کو کام کرنے سے معذور ہونے پر پنشن دیکر رخصت کر دیتا تھا۔

اس نے اپنے مکانات پر موٹے حروف میں بعض نصیحتیں لکھی ہوئی تھیں تاکہ اگر کوئی شخص دوڑتا ہوا بھی وہاں سے گذرے تو ان کو پڑھ سکے ۔ اُن کی چند مثالیں ذیل میں دکھائی ہیں۔ مایوس ہر گز نہ ہونا چاہیئے۔ محنت کے بغیر کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔ جو شخص اپنی تمام کمائی خرچ کر ڈالتا ہے ۔

وہ گداگری کے قریب ہوتا ہے۔ گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔ محنت اجتناب سے اور کفایت شعاری کو اپنی زندگی کی عادات بناؤ۔ یہ عبارتیں بھی حروف میں چھاپ کر لگائی گئی تھیں تاکہ ہر ایک راہ رو انکو پڑھ سکے بعض اُن کو از بر کر لیتے تھے۔ اور ان نیکیوں پر عمل کرتے تھے۔ جن کی ان میں تلقین کی گئی تھی "

بعض موقعوں پر مسٹر بیکسنٹھال اپنے مزدوروں کے درمیان لمبی لمبی اور مفید عبارتیں تقسیم کرایا کرواتا تھا یا اپنے کارخانوں کار بار کے مقامات میں چسپان کر دیتا تھا۔ وہ اس قسم کے چھپے ہوئے کاغذات کو کلرکوں کے دفتروں یا ایسے مقامات جہاں آدمی گشت کرنا چاہیں یا کھانا کھانے کے واسطے یا کام کرنے سے پیشتر جمع ہوں چسپان کرا دیتا تھا۔ ان میں بہت سی کارآمد نصیحتیں ہوتی تھیں۔ ہم ان میں سے ایک نصیحت جو پابندی وقت کی اہمیت کے متعلق ہے نقل کرتے ہیں :-

طریقہ ہی کاروبار کا خلاصہ ہے اور پابندی وقت کے بغیر طریقہ نہیں ہو سکتا۔ پابندی وقت اس واسطے ضروری ہے کہ ہر کنبہ کی امن اور بہبودی اور خوش خلقی میں بڑے کام کی ہے۔ اگر پابندی وقت کو مد نظر رکھا جاوے تو ضروری فرض میں بہت واقف ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات فرض بالکل ادا نہیں ہو سکتا۔ پابندی وقت کا ایک اور فایدہ یہ ہے کہ دل کو اطمینان رہتا ہے جو شخص بے ترتیبی سے کام کرتا ہے وہ ہمیشہ افراتفری کی حالت میں رہتا ہے جب تم اس سے ملو اور کچھ بات چیت گفتگو کے واسطے ٹھیرانا چاہو تو وہ کہتا ہے مجھے فرصت نہیں میں ایک اور جگہ جا رہا ہوں وہاں پہنچکر وہ اپنے کام پر ٹھیک وقت پر نہیں لیا جا سکتا یا اس کو ادھورا چھوڑ کر دوسرا شروع کر دیتا ہے پابندی وقت سے آدمی کی خصلت وزن دار ہو جاتی ہے جو شخص وقت کا پابند ہو ہم اس کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ اس نے اقرار کیا ہے اور وہ اپنے اقرار پر قایم رہیگا۔ اور اس سے تمہارے میں بھی پابندی وقت شامل ہوتا ہے کیونکہ دوسری نیکیوں کی طرح یہ بھی ایک آدمی سے دوسرے آدمی میں منتقل ہو جاتی ہے جب کبھی گھرانے کا سرپرست وہ آدمی وقت کا

پابند ہوتا ہے تو اُس کے ملازموں اور بچوں کو بھی پابندِ وقت ہونا پڑتا ہے جب
جب وہ کبھی کسی سے ملنے اقرار کرتے ہیں تو وہ اس کا قرض کی طرح خیال رکھتے ہیں
اگر کبھی سے مقررہ وقت پر ملاقات کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے تو وقت کا پابند
ہونا چاہیئے کیونکہ وعدہ کرنے والے کا کوئی حق نہیں کہ اگر وہ اپنا وقت ضائع
کرتا ہے تو دوسرے کا بھی ساتھ ہی کرے"

شاید کوئی یہ سوال کرے کہ جوزف بکنڈیل کون تھا۔ وہ پکفورڈ کمپنی
کا مالک تھا۔ یہ بڑا کارخانہ تمام انگلستان اور برہ اعظم یورپ میں مشہور ہے
مسٹر بکنڈیل لنکاشائر کے ایک ڈاکٹر کا بیٹا تھا۔ اُس نے عمدہ تعلیم پائی روئی کی تجارت
میں مصروف ہوگیا۔ اور لنڈن میں اس کارخانہ قائم مقام ہوکر آیا جس سے اس
کا تعلق تھا۔ پھر اس تجارت کی بازاری ہوگئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ روئی کی
تجارت چھوڑ کر کوئی اور کام شروع کرے مسٹر پکفورڈ اس سے پیشتر کرایہ
کی گاڑیوں کا کام شروع کرچکا تھا۔ مگر اس کے پاس روپیہ نہ تھا۔ مسٹر بکنڈیل
نے اُس کو سرمایہ دیا اور وہ خوش ہوا کرتا۔ وہ اس کام کی طرف سے غافل رہا۔
لیکن یہ دیکھ کر کہ زیادہ اہتمام اور انتظام کی عدم موجودگی سے اس کام میں
کچھ ترقی نہیں ہوتی۔ اس نے آخر یہ عزم کیا کہ اس کام میں خود شریک ہوا اور
خود انتظام کرے گا

وہ پکفورڈ کمپنی کے کارخانے کے کاروبار میں نہایت مستعدی سے
شریک ہوگیا۔ اس نے از سرِ نو ایجنٹ مقرر کئے۔ اور ملک بھر میں ایجنسیاں
قائم کیں۔ اُس نے سڑکوں پر جابجا گاڑیاں لگا رکھیں جو ہماری ڈاک گاڑی
کی طرح تیز چلتی تھی۔ ایک اور قسم کی آہستہ چلنے والیاں گاڑیاں تیار کیں
جو مال گاڑی سے مشابہ تھیں اس نے نہروں سے بھی بہت کچھ فایدہ اٹھایا

اور بڑے بڑے شہروں کے مابین مسافروں کو لیجانے والی کشتیاں جاری کر دیں۔ اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ ملک کی سڑکیں بڑی خراب تھیں سال کے بعض موسموں ملک کے ایک حصہ سے دوسرے حصے میں تجارتی مال لے جانا ناممکن ہے۔

اس قسم کے اہم اور وسیع کاروبار چلانے کے لیے بہت سے سرمائے بڑی مستعدی اور اوّل درجہ کی انتظامی قابلیت کی ضرورت تھی۔ پچھلے زمانہ میں مسافروں اور اسباب وغیرہ کے لیجانے کے واسطے صرف پچاس گھوڑے مقرر تھے۔ جن کی تعداد میں اضافہ کرکے ایک ہزار بنا دیے گئے۔ کیونکہ سڑک کے اسٹیشنوں پر مثلاً لنڈن اور مانچسٹر کے مابین لنڈن اور ایگزیبیٹر اور لنڈن اور ڈنبیرہ کے مابین کوتل گھوڑے ضروری تھے۔ جہاز سازی کا ایک کارخانہ تیار کیا گیا۔ جس میں مسٹر پکفورڈ نے اپنے خرچ سے تیز او رکشت کشتیاں جو اس کام میں ضروری تھیں بنائی گئیں"۔

مسافروں اور اسباب وغیرہ کے لے جانے کے کام میں ذاتی نگرانی کی بھی بہت کچھ ضرورت تھی۔ صرف ایک صاحب عزم مستعد اور بے دھڑک آدمی ہی اس کو کرسکتا۔ اس کے پاس ایک تیز رفتار کشتی تھی۔ جس میں وہ سوار ہو کر نہروں سے گزر جاتا تھا۔ اور یہ دیکھتا تھا کہ آیا آدمی اپنی اپنی جگہ پر کام کر رہے ہیں اور اسباب وغیرہ مناسب طور سے مہیا کیا جاتا ہے۔ وہ شب و روز نگرانی میں مصروف رہتا تھا۔ بعض اوقات وہ اپنی خاص سفری گاڑی پر سوار ہو کر سڑکوں پر جایا کرتا تھا۔ وہ سرائے والوں کو زیادہ سے زیادہ کرایا دیتا تھا۔ تاکہ نہایت عمدہ گھوڑے مل سکیں اور وقت ضائع نہ ہو وہ اپنے گاڑی بانوں کو راستے میں ہی جا لیتا تھا۔ اور یہ دیکھتا تھا

کہ آیا انھوں نے شراب تو نہیں پی اور وہ سٹیشنوں پر مقررہ وقت پر پہونچ جاتے ہیں وہ اپنی بندوقوں کا بھی معائنہ کرتا تھا۔ اور وہ یہ دیکھتا تھا۔ کہ وہ بھری ہوئی ہیں یا کہ نہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں سڑک پہ سفر کرنے والے کو قزاقوں کا ہر وقت کھٹکا رہتا ہے وہ یہ بھی دیکھتا تھا۔ کہ ایجنٹ اپنا فرض ادا کرتے ہیں اور ہر ایک چیز باترتیب رکھی ہوئی ہے "

"گاڑیوں کا معائنہ کرنے کے علاوہ بعض اوقات چھوٹی سڑکوں پکڈنڈیوں پر سفر کرتا تھا۔ کیونکہ وہ ملک کی تقریباً ہر ایک سڑک کو جانتا تھا۔ اور وہ گاڑی بانوں کو اچانک جا لیتا تھا۔ کیونکہ وہ نہ جانتے تھے کہ وہ ان کے پیچھے ہے یا آگے اور اس طرح بالعموم تمام آدمی چوکنے رہتے تھے۔ اس قسم کے اور طریقوں سے بھی کارخانہ کا کام قابل تعریف انجام پانے لگا۔ اور مسافروں اور اسباب کے لے جانے کا کام ایسا اعلےٰ ہو گیا۔ جو اس زمانہ کی سڑکوں اور نہروں کی حالت کو مدنظر رکھکر کیا جا سکتا تھا "

جب یہ کارروائیاں مکمل ہو چکیں تو ریل کی آمدآمد سے گھوڑے اور شکرم گاڑیوں کے کام میں نقص واقع ہونے لگا۔ ڈیوک آف برج واٹر نے کہا مجھے لوہے کی سڑکوں میں شرارت نظر آتی ہے مگر اس قسم کی سڑکوں کا وقت آگیا تھا اور وہ ملتوی نہ ہو سکتی تھیں۔ پہلے لوہے کی سڑکیں کانوں سے سمندر کے کنارے تک کوئلوں کے بھیجنے کے واسطے استعمال ہوتی تھیں۔ اور وہاں سے وہ جہازوں پر لندن پہنچا دیا جاتا تھا۔ پھر یہ تجویز کی گئی کہ لوہے کی سڑکیں شہر بشہر چیزیں پہونچانے کے واسطے استعمال کی جائیں کیونکہ سب سے زیادہ آمدورفت لنکا شہر میں تھی۔ لیورپول اور مانچسٹر کے درمیان لوہے کی ایک سڑک بنائی گئی۔ اور پھر ان دونوں شہروں

سے ملک کی تمام طرفوں میں پھیل گئی "

" اگر مسٹر بکنڈیل مسافروں اور نئے طریقہ کی مزاحمت کرتا تو اُس کو انجام کار ناکامی ہوتی - مگر اُس نے صاف صاف طور پر دیکھ لیا کہ ریلوے کے طریقہ کو آخر کار فتح ہو گی - بجائے اس کے کہ وہ اس کی مخالفت کرتا - وہ اس کا مؤید ہو گیا - اُس نے لیورپول اور مانچسٹر کمپنی کو بہت سی تکلیف سے نجات دی یعنے وہ اُن کے اسباب لیجانے کا انتظام اور اُس کو جمع کرنے اور دینے کا اہتمام خود کرنے لگا - پھر جب وارنگٹن سے برامنگم اور برمنگھم سے لنڈن تک ریلیں جاری ہونے کی تجویز ہوئی - اس نے پارلیمنٹ کی کمیٹیوں کے سامنے آمد و رفت کے متعلق شہادت دی اور جب سڑکیں تیار ہو گئیں اس نے اپنی گھوڑے گاڑیوں سے اسباب ریلوے پر منتقل کر دیا - اس طرح وہ بہت سا اسباب ریل گاڑی کے ذریعے جانے لگا - اس اثنا میں انگلستان کے تمام شہروں اور قصبوں میں ریلوے قایم ہو گئی تھی - اور وہ اسباب جمع کر کے بذریعہ ریل روانہ کرتا تھا "

" اس نے ریلوں میں بھی بہت سا حصہ لیا - ساؤتھ ویسٹرن ریلوے لین میں اُس کو ایسا درجہ حاصل ہوا کہ اس کو کمپنی کا چیرمین ہونے کے واسطے بلایا گیا - اُس کی اور مستوفی ولیم کیوبٹ کی مدد سے ٹوپو تک لین بن گئی مگر ڈوار کا بندرگاہ ایک کمپنی کے پاس تھا - اور وہ مال و اسباب کو جگہ دینے میں تخل کرتی تھی - اور بندرگاہ پر اسباب رکھنے کا کرایہ حد سے زیادہ مانگتی تھی - مسٹر بکنڈیل نے فی الفور کل بندرگاہ اپنی لاگت سے خرید کیا اور ساؤتھمٹن کمپنی کے نام پر کر دیا - پھر اس نے ٹوپول اور ایمیس بن کے بنانے کا ارادہ کیا - جو زیادہ تر انگریزی سرمایہ سے تعمیر ہوئی - اور اس طرح

لنڈن سے پیرس تک براہ راست لائن جاری ہو گئی "

"اپنے کاروبار میں توسیع ریلوے کے متعلق اُس کو سخت محنت کرنی پڑی اور اسی وجہ سے وہ بیمار ہو گیا۔ اور صحت بحال کرنے کے واسطے وہ غیر ملکوں کی سیر کو چلا گیا۔ اُس کی غیبت میں لیورپول میں جھگڑا بندی ہونے لگی جس کا مدعا یہ تھا۔ کہ اُس کی بجائے ایک اور چیرمین مقرر کیا جاوے گو اُس کو ایک فریب سے صدارت کی کرسی سے اتار دیا گیا۔ اُس نے اپنی موقوفی کو خوشی سے قبول کیا۔ اب اس کے بیٹے کاروبار میں اُس کا ہاتھ بٹانے کے لائق ہو گئے تھے۔ گو وہ زندگی کے اختتام تک وہ ہر ایک چیز میں دلچسپی لیتا رہا۔ وہ بہبودی اور خیر خواہی کے کام کرنے سے کبھی نہ تھکتا تھا۔ وہ اپنے وسیع تجربہ کی وجہ سے اپنے مختلف ویا ترکے اسسٹنٹوں کلرکوں اور کام کرنے والوں کو نصیحت دیتا رہتا تھا۔ اس نے ان لوگوں کے نصیحت دینے کے خیال اپنے کارخانوں کے مختلف حصوں پر عمدہ مقولے اور نصیحت کے نام سے اشتہارات چسپاں کرا دیئے "

تھوڑا عرصہ ہوا کہ بکفورڈ کمپنی کے ایک ملازم نے کہا میں اس کارخانہ میں [illegible] شلنگ [illegible] اجرت پہ ملازم ہوا تھا۔ اور کفایت شعاری اور محنت سے میں نے کافی روپیہ جمع کر لیا۔ میرا مقولہ یہ تھا۔ کہ ایک شلنگ میں سے نو پنس سے زیادہ خرچ نہ کرنا چاہیئے۔ گو یہ بات فضول سی معلوم ہوتی ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ [illegible] سے بیس شلنگ پانچ شلنگ اور چالیس پچاس [illegible] پونڈ [illegible] ہو سکتے ہیں "

[illegible] نوجوان [illegible] جمع کرے [illegible] سال [illegible] پونڈ اضافہ کرتا جائے۔ تو [illegible] سال کے [illegible] اُس کے

ایک سو پچاس سے دو سو روپے ماہوار تک تنخواہ پاتے تھے۔ اگر ابتدا سے زندگی میں موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے تو تنخواہ دار حالتوں میں ہی پچاس سے سو روپیہ بچایا جا سکتا ہے۔

جس کارخانہ میں ہم ملازم ہیں۔ اُس کو ان لوگوں نے بنایا ہے جو تیس سال سے تنخواہیں لے رہے تھے۔ اگر وہ مذکورہ بالا تجویز پر عمل کرتے تو وہ فارغ البال بلکہ متمول ہو جاتے۔ اور اب ہم اُن کو سوسائٹی کا معزز اراکین پاتے

ہماری بہبودی محنت اور کفایت شعاری پر منحصر ہے دنیا میں اعلےٰ قابلیت کی نہیں بلکہ مستقل اور متواتر محنت کی ضرورت ہے بہت کم لوگ ایسے ہونگے۔ جن کو معزز رتبہ حاصل نہ ہو سکے خدا اُن کی مدد آپ کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں جو شخص کام کرنے کی بجائے خوشی کے پیچھے سرگرداں پھرتا ہے۔ تھوڑے سے عرصہ میں اُس کو کام نہ ملے گا۔

میں اکثر اوقات فضول چیزوں کی شکایت کیا کرتا ہوں۔ لیکن اگر ان کا اکثر خیال نہ کیا جائے۔ تو تمام کھیل بگڑ جاتا ہے پس لازم ہے کہ ہر ایک شخص اپنے فرض کو توجہ سے کرے مقررہ گھنٹوں پر کام کرو اور آج کا کام کل پر ملتوی نہ کرو۔

اگر کام معمولی سے زیادہ دباؤ ڈالے تو زائد وقت دو تاکہ تمہارے حساب بگڑ نہ جائے اور تمہاری وجہ سے دوسروں کو تاخیر اور تکلیف گوارہ نہ کرنی پڑے۔ یہ اکثر دیکھا ہوتا ہے کہ افراد کی غفلت ان لوگوں پر زائد محنت ڈال دیتی ہے جو باقاعدگی کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ دوسروں کے نقائص کو چھپانے یا ان سے چشم پوشی کرنے سے بہت نقصان اور مضرت ہوتی ہے۔ اکثر نقصان کرنے والے کو مگر مالک کو ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔

"عابد کے واقعات سے مجھکو یہ ترغیب ہوئی ہے کہ تمہیں اس مضمون کی طرف توجہ دلاؤں یہ پبلک اور پرائیویٹ عہدوں میں ہر ایک پہلو سے ضروری ہے۔ آدمی کے واسطے سچائی کی نسبت کوئی چیز انسب و اولےٰ نہیں جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ نہایت حقیر خیال کیا جاتا ہے یاد رکھو کہ جھوٹ اگر زبان سے نہ بھی بولا جائے۔ تو وہ عملی طور سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے اور جس چیز کو جھوٹ کے رنگ میں ظاہر کیا جائے وہ بھی سراسر جھوٹ ہے"

"پس جو شخص اپنے مالک کا نقصان ہوتے ہوئے دیکھکر اس کو ظاہر کرنے میں غفلت کرتا ہے وہ بھی قصوروار کے برابر قصوروار ہے دونوں میں فرق یہ ہے کہ عملی جھوٹ بول رہا ہے یعنے ایک شخص کی غلطی پر پردہ ڈال رہا ہے وقت کا پابند نہ ہونا بھی جھوٹ ہے"

"تمام موقعوں پر صاف گوئی سے کام لو اور جو کام کرو اعلانیہ کرو اس طرح غلطیاں کم ہو جائینگی۔ اور محنت گھٹ جائیگی"

"یہ بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ ہم کوئی ضروری خدمت انجام دے سکیں جو چھوٹی چھوٹی خدمات ہمیشہ مفید ہوتی ہیں۔ پس ایک دوسرے کو مدد دینے کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اس صورت میں تم اپنے مالکوں کا نہایت قابلِ تعریف کام کر سکتے ہو نیز خود تمہارے درمیان حسن عقیدت اور یکجہتی کا خیال پیدا ہو جائیگا"

"اچھے عیسائی کو اچھا نوکر ہونا چاہیئے۔ زندگی میں خواہ تم کسی حالت میں ہو مگر یہ ہر وقت یاد رکھو کہ خدا کا خوف دانشمندی کی ابتدا ہے"

دسواں باب

"مالک اور ملازم"

محنت کا پسینہ خشک اور معدوم ہو جاتا ہے۔ مگر اس سے کچھ مدعا حاصل ہوتا ہے۔ (شیکسپیئر)

"انسان قواعد کی ایک دکان ہے یا یوں کہو کہ بہت بڑا گٹھڑ جس کے ہر ایک پارسل میں ایک قانون لکھا ہوا ہے (جارج ہربرٹ)

"جو کچھ محنت سے حاصل ہوتا ہے وہ احتیاط سے بچا سکتا ہے۔ جو شخص اپنا کام مستعدی سے کرتا ہے مگر احتیاط کو مدنظر نہیں رکھتا ہے وہ گویا ایک ہاتھ سے جمع کرتا ہے اور دوسرے سے پھینک دیتا ہے (کوبٹ)

"جا پیداد کی تحصیل اجتماع کا سرمایہ عمدہ اجرت پانے والے کام کرنے والوں کی استطاعت میں ہے۔ اور توضیع قوانین کو بہت کم مزید سہولتیں دینی یا رکاوٹیں رفع کرنی ہیں۔ اُن کی بچت اب اس قدر زیادہ ہے کہ ان کو عمر کے نصف حصہ سے کم عرصہ میں آزاد سرمایہ دار بنانے کے واسطے شراب سے پرہیز کرنیکی عادت اور لغویات کا اجتناب اور زیادہ سمجھ کی ضرورت ہے (ڈبلیو آر گریگ)

"مالک اپنے مزدوروں اور ملازموں کے درمیان کفایت شعاری احتیاط اور دور اندیشی کی عادات کو ترقی دینے میں بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ گو محنتی آدمی یہ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی مربی بنے مگر وہ اس بات اعتراض نہیں

کریگا کہ اس کی کوئی مدد کرے۔ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ افراد بہت کچھ کر سکتے ہیں وہ کفایت شعاری کی عادت سیکھ سکتے ہیں اور اپنی کمائی کا ایک خاص حصہ پس انداز کر سکتے ہیں۔ جو ضرورت کے وقت کام آئے مگر اُن کو حوصلے اور امداد کی ضرورت ہے ان کو ہمدردی اور مدد کی ضرورت ہے"۔

"اگر مالک اس بات کو سمجھتے کہ ان کا اپنے ملازموں اور کام کرنے والوں پر بے حد اثر پڑتا ہے وہ ان سے ہمدردی اور اُن پر اعتبار کرتے اس طرح ان کا خرچ کچھ نہ ہوتا اور فایدہ بہت ہوتا۔ ہم کو کوئی ایسی مثال معلوم نہیں کہ کسی مالک نے اپنے کام کرنے والوں کی بہبودی اور ترقی میں دلچسپی لی ہو اور انہوں نے اس کے معاوضہ میں اس کا پہلے سے زیادہ ادب اور اس کا کام زیادہ توجہ سے نہ کیا ہو۔ مثلاً اگر وہ ایسا انتظام کرے کہ مزدوروں کی اجرت سنیچر کے روز بہت رات گئے ادا نہ کی جائے۔ کیونکہ اس طرح ان کو اپنی ہفتہ وار چیزیں خریدنے میں بہت نقصان ہوتا ہے البتہ بعض مزدور ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس تھوڑا سا سرمایہ پس انداز ہوتا ہے وہ کسی اور وقت خرید سکتے ہیں تاکہ ان کو سنیچر کی رات سے زیادہ فایدہ ہو مالک اپنے مزدوروں کو کلال خانے میں اجرت ادا کرنے سے بھی پرہیز کر سکتا ہے اور اس طرح وہ اپنے کام کرنے والوں کو شراب پر روپیہ ضایع کرنے سے بچا سکتا ہے جس سے کہ اکثر بہت نقصان ہوتا ہے"۔

"دیگر مالک اس سے بھی بہت زیادہ کر سکتے ہیں وہ اپنے کام کرنے والوں اور ملازموں میں عاقبت اندیشی کی عادات ڈالنے میں عملی طور پر مدد دے سکتے ہیں۔ مثلاً وہ مردوں اور عورتوں کے واسطے سیونگس بنک اور لڑکوں اور لڑکیوں کے واسطے پینی بنک قایم کر سکتا ہے وہ دور اندیشی کو

کو ترقی دینے اور سرمایہ جمع کرنے کے واسطے کلب اور انجمن تعمیرات کو چلائیں
اور خورد و نوش مہیا کرنے کے کلب چلا سکتا ہے اور [illegible] سے مدد
دے سکتا ہے۔ وہ مزدوروں کو مشورہ دے سکتا ہے کہ اپنی اجرت کے خرچ
کرنے کے واسطے کون سا بہتر طریقہ اختیار کریں بہت سے کارخانوں کے مالکوں
نے بہت کچھ عملی فایدہ پہنچایا ہے انہوں نے روپیہ پس انداز کرنے کی تدابیر کی
ہیں۔ جن میں اُن کے ملازم اور کام کرنے والے عموماً شریک ہوتے ہیں اور اُن
کا ادب بھی کرتے ہیں۔"

ساتھ ہی یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے مالکوں اور ملازموں کے مابین
ہمدردی نہیں پائی جاتی۔ اصل یہ ہے کہ ہمدردی تمام جماعتوں یا طبقوں میں
نادار ہے مثلاً غربا کام کرنے والوں متوسط حیثیت کے لوگوں اور اعلیٰ جماعتوں
میں باہمی ہمدردی کا نام نہیں ان کے درمیان بہت سے مجلسی [illegible] ہیں جن کو
ابھی عبور نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی ان کو ملا سکتے ہیں [illegible]
کے وقت کہا ہے کہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ انگریزوں کی [illegible] ایک
جماعت کے دوسری جماعت کے ساتھ ملنے جلنے میں [illegible] ہم
ہے میں کہوں گا۔ کہ ان میں ہمدردی نہیں پائی جاتی"

یہ ایک اعلیٰ صداقت ہے مگر اس کی ابھی قدر نہیں ہونے لگی یہ
وہی قدیم صداقت ہے جس پر مذہب عیسوی کی بنیاد ہے۔ یعنی ایک دوسرے
سے محبت کرو۔ یہ ایک سادہ مقولہ ہے مگر اس میں ایک ایسی نصیحت ہے جو دنیا
کی تجدید کرنے کے واسطے کافی ہے مگر جہاں آدمی اس طرح متفرق اور جماعتوں
میں تقسیم ہوں اور وہ ایک دوسروں سے اتنے علیحدہ رہتے ہوں کہ وہ ایک دوسرے
کو جانتے بھی نہ ہوں ان کو باہمی لحاظ اور رعایت کرنے کا خیال نہیں ہوتا۔

چہ جائیکہ اِن کو ایک دوسرے سے دلی ہمدردی اور الفت ہو۔

"خیرات سے اِس نقص کا تدارک نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمدردی کا خیال موجود نہ ہو تو غریبوں کو روپیہ کمبل اور اسی قسم کی اور چیزیں دینے سے بہت فائدہ نہیں ہوتا۔ فیاض لارڈوں اور لیڈیوں کی خیرات روپیہ سے ہی شروع ہوتی ہے اور اس کا خاتمہ بھی وہی ہو جاتا ہے۔ انسانی ہمدردی کا خیال معدوم ہوتا ہے۔ غربا کے ساتھ اس طرح سلوک نہیں کیا جاتا جس سے یہ پایا جائے کہ وہ بنی آدم کی اولاد سے ہیں یا اُن کے سینے میں بھی انسان کا دل ہے۔"

مالک اور ملازم یکساں نا ہمدردانہ طور پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہر ایک اپنے واسطے اِن کا مقولہ ہے "مجھے اِس بات کی کچھ پرواہ نہیں کہ کون ڈوبتا ہے بشرطیکہ میں تیرتا رہوں۔"

ایک شخص سرائے میں سویا ہوا تھا۔ دربان نے اُس کو یہ کہکر کہ "بازار میں آگ لگی ہوئی ہے" جگا دیا۔ مسافر نے کہا۔ "خبردار مجھکو پھر دق نہ کرنا تاوقتیکہ اِس مکان کے پاس والے مکان کو آگ نہ لگ جائے۔" ایک مالک نے اپنے ملازموں کو کہا۔ "تم یہ کوشش کرتے ہو کہ میرے سے حتی الوسع زیادہ سے زیادہ اجرت لو اور میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ تمہارے سے زیادہ سے زیادہ کام لوں۔" مگر اس طرح نہیں ہو سکتا۔ جس شخص میں ذرا بھی ہمدردی ہوتی ہے وہ اپنی عمدہ فطرت پر ایسے خیالات کو غالب ہونے نہیں دیتا۔ اُس کو چاہئے کہ بنی نوع انسان کا ہمیشہ روشن پہلو دیکھتا رہے۔ مالک بروک نے کہا "کمینے خیال اور اوچھے شرشت کے آدمی کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں کے متعلق نہایت بری رائے قایم کرتا ہے۔"

"برخلاف اس کے کام کرنے والے لوگ اپنے فوائد کو اپنے آقا کے فوائد سے بالکل علیحدہ خیال کرتے۔ وہ اپنی محنت کا جہاں تک ممکن ہوسکتا ہے زیادہ سے زیادہ معاوضہ لینا چاہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ محنت گراں ہو جاوے تاکہ اُن کو زیادہ سے اجرت مل سکے۔ پس چونکہ باہمی ہمدردی یا دوستانہ خیال موجود نہیں ہوتا۔ بلکہ دونوں جماعتوں کا تعلق روپے کے لین دین کا تعلق ہوتا ہے اکثر تنازعات ہوتے رہتے ہیں اور ہڑتالیں ظہور میں آتی ہیں۔ یعنی مزدور لوگ ضد میں آکر کام نہیں کرتے دونوں جماعتیں اپنے اپنے ہم جنسوں کی مدد کے بھروسے پر یہ ارادہ کرلیتے ہیں کہ اخیر دم تک لڑتی رہینگی۔ یہی وجہ ہے کہ پریسٹن نیوکاسل لنڈن اور ساؤس ویل جیسے مضر ہڑتالیں دیکھنے میں آتی ہیں"

"دونوں کا مقصد اعظم دنیاوی فایدہ ہے جس سے بعض اوقات سخت نقصان ہوتا ہے۔ ان کو ایک دوسرے سے شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور سوسائٹی اندر سے کھوکھلی ہو جاتی ہے اس کا علاج صرف یہی ہے کہ عیسائیوں کی طرح زیادہ ہمدردی مدِنظر رکھی جائے اور واقعی فیاضی کی جائے۔ اس طرح سوسائٹی کی حالت سدھر سکتی ہے دولت مند اور امیر کے درمیان دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کے واسطے روپیہ کا عطیہ دینے سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ نیکی کا خیال اور انسانی دلسوزی نہ ہو۔ اس نقص اور خرابی کا جس کا جج ٹالفورڈ نے نزع کے وقت ذکر کیا تھا۔ ہرگز تدارک نہیں ہوسکتا"

"بعض کا قول ہے کہ مقابلہ کرنے کے خیال سے ہمدردی کا خیال باقی نہیں رہتا" مقابلہ کرنے سے آدمی سنگدل خودغرض اور شریر ہو

جاتا ہے

اور انہیں سخت تنگی اور نقصان ہوتے ہیں۔ مثلاً کروڑوں بندگانِ خدا مفلس اور مصیبت زدہ ہو جاتے ہیں۔ مقابلہ سے چیزوں کی قیمتیں کم ہو جاتی ہیں یا بعض اوقات زیادہ ہو جاتی ہیں جب مقابلہ آپڑتا ہے تو آدمی بہت سی مشکلات گوارا کر لیتے ہیں "

تاہم مقابلہ کی تائید اور مخالفت میں بہت ہی وجوہات پیش کر سکتے ہیں۔ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مقابلہ ایک طرح کی کشمکش ہے بلکہ تمام زندگی ہی کشمکش ہے جب مزدور مقابلہ کرتے ہیں تو وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ اجرت حاصل کریں اور جب آقا مقابلہ کرتے ہیں تو اُن کا مقابلہ پر تاجر کہ زیادہ سے زیادہ نفع بچائیں۔ مصنفوں واعظوں اور مدبروں کے مقابلہ میں شہرت ناموری یا آمدنی کے بڑھانے خاطر مقابلہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ تمام انسانی اشیا کا حال ہے۔ مقابلہ میں بھی خرابی کی تھوڑی سی آمیزش ہے۔ اگر ایک شخص دوسرے کی نسبت زیادہ خوش اقبال اور دولت مند بن جاتا ہے یا اگر کوئی جماعت دوسرے کی نسبت زیادہ فارغ البال ہو جاتی ہے وہ دوسری جماعتوں کو اپنے پیچھے چھوڑ جاتی ہو اسکا یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ دوسروں کو ردی اور بُری حالت میں چھوڑ جاتی ہے بلکہ یہ کہ وہ خود ترقی کر جاتی ہے "

مقابلہ کو روک دو اور افراد اور اقوام کی ترقی بھی ساتھ ہی رک جائیگی۔ اگر مقابلہ نہ ہو تو تمام انسانوں کی حالت بالکل یکساں رہی گی جس طرح کہ پانی کی سطح ہموار ہوتی ہے۔ سوسائٹی کے مختلف طبقے اور حالتیں ہمیشہ ایک ہی رنگ پر نظر آئینگی۔ تحریص اور مقابلے کا خیال

جاتا رہے گا × × × × × × × × × × × × اور ذات کا خیال پیدا ہو جائیگا مقابلے کو روک دو تو فردی ترقی کی کشمکش رک جائیگی - اور فردی ترقی کا بھی خاتمہ ہو جائیگا - اور آخر سوسائٹی کی ترقی مسدود ہو جائیگی"۔

"مقابلہ سے مجبور ہو کر کاہل آدمی کو بھی کوشش اور جد وجہد کرنی پڑتی ہے اور اگر وہ کوشش نہ کریگا - تو اُس کو زندگی کشمکش میں پیچھے رہنا پڑیگا - اگر وہ کام نہیں کرنا چاہتا تو اُس کو کھانا بھی نہ چاہیے میرے کاہل دوست میرے سے یہ امید نہ رکھو - کہ میں دنیا میں اپنا کام بھی کرونگا - اور تمہارا بھی کرونگا - تم کو چاہیئے کہ اتنا کام ضرور کرو - جو بروئے انصاف تمہارا حصہ ہے خود روپیہ بچاؤ اور میرے یا دوسرے لوگوں سے یہ امید نہ رکھو کہ وہ تم کو خیرات خانے میں جانے سے بچائیں گے دنیا میں سب لوگوں کے واسطے کافی چیزیں ہیں - مگر تم کو کام کا اپنا حصہ ضرور کرنا چاہیئے"۔

"کامیابی ایسی جد وجہد سے ہوتی ہے - جس میں مشکلات کو مغلوب کرنے کا ارادہ کر لیا جاوے - اگر کوئی مشکل نہ ہوتی تو کامیابی بھی نہ ہوتی اگر کشمکش یا مقابلہ کرنے کے لیئے کوئی چیز نہ ہوتی تو کوئی چیز حاصل نہ ہوتی - پس انسان کا جد کرنا ضروری ہے - جد وجہد کی ضرورت انسان کی ترقی کا منبع و مخزن ہے فردی اور قومی ترقی کا کرشمہ یہی ہے اس سے نہایت عالیشان دستکاری کی ایجادیں - کلوں میں اختراع اور زمانہ کی ترقیاں ہوئی ہیں - اس سے جہاز ساز سوداگر صناع کل ساز تاجر اور کاریگر مزدور کو کام کرنے کی ترغیب ہوتی ہے جد وجہد کی ضرورت بھی طرح طرح کی چیزیں پیدا کرتی ہے صنعت و حرفت کی تمام اشیا ایں

کا نتیجہ ہیں اس سے انگلستان اور دیگر ممالک کے ذرائع میں ترقی ہو گئی ہے
یعنی زمین کی پیداوار بڑھ گئی ہے اور باشندوں کے اوصاف حسنہ اور
فضیلت میں ترقی ہو گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک فرد بشر کی نما
اور تربیت وغیرہ کو اکسانے کے واسطے یہ ازبس ضروری ہے۔ اس نے
انسان کے دل میں جگہ بنا لی ہے اور یہ اس کو اس بات کی تشویق دلاتی
ہے کہ وہ اس سے کوئی بہتر اور اعلیٰ چیز کی تلاش اور اس کو حاصل کرنے
کی کوشش کرے جو اب تک حاصل ہوئی ہے ٭

البتہ اس میں کلام نہیں کہ انسان کو صرف مقابلہ کرنے کے واسطے
ہی نہیں پیدا کیا۔ بلکہ یہ منجملہ دیگر اوصاف کے ایک وصف ہے اور یہ بھی
نہایت اعلیٰ یا نہایت شریف وصف نہیں۔ اس میں ہمدردی آرزوئیں
امیدیں اور دیگر خیالات ہیں جس کی وجہ سے اس کو یہ رغبت ہونی چاہیے
کہ عامہ بہبودی کے واسطے وہ دوسروں کے ساتھ شریک ہو کر کام کرے۔
فردی آزادی کے ساتھ عام خوشی کے لیے مفید اشتراک ہو سکتا ہے بلکہ
ہونا چاہیے۔ انسان محنت اور چیزیں بنانے کے واسطے متحد ہو سکتے ہیں
اور وہ اپنی مشترکہ محنت کے اثمار کو تقسیم کر سکتے ہیں۔ مگر ہر حالت میں مقابلے
کا خیال ضرور ہوگا۔ اور مقابلے کے موقعہ بھی ملیں گے۔ گو اس میں نقص بھی
ضرور ہوتے ہیں۔ مگر فوائد بھی بیشمار ہیں ٭

محنت اور کفایت شعاری کا ایک نتیجہ اجتماع راس المال ہے۔ راس
المال گذشتہ خود ہی ساری عاقبت اندیشی اور انٹرپرائز کو ظاہر کرتا
ہے۔ جن لوگوں کو سرمایہ یا راس المال کے جمع کرنے میں نہایت کامیابی
ہوئی ہے۔ وہ خود محنت و مشقت کرنے والوں کی جماعت میں سے تھے۔ وہ

ایسے محنتی اور مزدور ہوتے ہیں جو اپنے ہم جنسوں سے گوئے سبقت لے گئے ہیں
اور جواب لوگوں کے ملازم ہونے کی بجائے دوسروں کو ملازم رکھتے ہیں
ان لوگوں کو جو گو دستی محنت نہیں کرتے مگر نہایت محنتی اور کام کرنے والے
خیال کرنے چاہییں۔ لوگوں کے نہایت عمدہ اور فائدہ رساں مربی سمجھنے چاہییں
کیونکہ انہوں نے اس قسم کی محنت پیدا کی جس سے پیداوار اور فائدہ ہو
اور پھر اُس کو وسعت دی بیشک یہی لوگ ہیں جو کسی قوم کی طاقت اور دولت
کا بڑا سرچشمہ ہیں اگر یہ لوگ نسلاً بعد نسل کفایت شعاری کرکے سرمایہ جمع نہ کرتے
تو کاریگروں اور مزدوروں کی حالت بہت ابتر ہو جاتی "
کوئی کاریگر اور صناع ایسا نہیں جو اپنے مالک کے روپے سے
فائدہ نہ اٹھائے جب کوئی اناڑی اور ناواقف مزدور اپنے بیلچے سے کام کرنا
چھوڑ دیتا ہے تو گویا وہ اٹھاراں پنس کا سرمایہ بیکار چھوڑتا ہے۔ لیکن
جب کوئی کاریگر صناع اپنے کارخانے یا اپنی دوکان کو چھوڑتا ہے تو وہ
ایک سو یا دو سو پونڈ کا سرمایہ بیکار رہنے دیتا ہے اور اگر کوئی کاریگر کسی
شخص کے ہاں ملازمت اختیار کرلے تو اُس کو سرمایے کے ضائع ہونے کا خطرہ
نہیں ہوتا۔ گو اُس کو سرمائے کے نفع کا حصہ ملتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی محنت کی
اجرت لیتا ہے باقی کی منفعت جو مالک کے پاس رہتی ہے وہ انتظام واہتمام
وخطرات کا معاوضہ ہوتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تمام خطرات
کا بھی پورا معاوضہ نہیں ملتا۔ جیسا کہ کارخانوں کی بعض رپورٹوں سے صاف
صاف پایا جاتا ہے "
جو شخص کسی کارخانہ میں معقول تنخواہ پاتا ہے اُس کو کام چلانے کے
واسطے روپیہ قرض لینا یا اُس کا سود ادا کرنا نہیں پڑتا۔ اُس کی کوئی کل بیکار

نہیں پڑی رہتی۔ اُس کو اپنی اشیاء کے فروخت کرنے کا کچھ فکر نہیں ہوتا اُس کو یہ خطرہ نہیں ہوتا۔ کہ خام اشیاء کی قیمت کی کمی بیشی سے اُس کو نقصان ہوگا۔ کاریگر جو کسی کے ہاں ملازم ہوتا ہے اُس کو ہمیشہ اس قسم کے فائدے ہوتے رہتے ہیں مگر عموماً وہ ان کا خیال نہیں کرتا۔ اس میں کلام نہیں کہ اگر تجارت کی کساد بازاری ہو تو اُس کو نقصان رہتا ہے۔ لیکن اگر اس کو رونق ہو تو وہ بہت اجرت بنتا ہے۔ اس صورت میں اگر وہ چاہے تو روپیہ پس انداز کر سکتا ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے مالک کے کارخانہ کے خسارے اور فایدہ میں شریک ہوتا ہے مگر اس پر حصہ داروں کی ذمہ داریاں عاید نہیں ہوتیں"

مسٹر کارلایل نے ایک بڑے انگریز کارخانہ دار کا عجیب و غریب حال بیان دیا ہے۔ اس شخص کا نام بلگٹن تھا۔ وہ اپنے روئی کاتنے والے مزدوروں کو کہا کرتا تھا۔ بہادرو ہم نے ایک لاکھ روپیہ کمایا ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس سے اپنا مکان اور انگورستان بناؤں ایک لاکھ تو میرا ہے مگر تم تین شلنگ چھ پنس روزانہ لیتے رہے ہو۔ بہادرو الوداع تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک گروٹ دی جاتی ہے۔ جو مقررہ اجرت کے علاوہ ہے اس سے میرا جام صحت نوش کرو"

یہ ایک عالی دماغ مصنف نے ایک خیالی شخص کا ذکر کیا ہے۔ شاید بعض ناظرین یہ خیال کرینگے۔ کہ اس قسم کا کوئی سچ مچ کوئی آدمی تھا۔ ممکن ہے کہ بعض مالک فیاض ہوں مگر بعض سخت بخیل ہوتے ہیں بلکہ بعض بددیانت صناع اور کارخانہ دار بھی ہوتے ہیں اور اس طرح بددیانت مصنف بددیانت شراب فروش بددیانت تاجر ہوتے ہیں۔ مگر یہ یقین رکھنا چاہیئے۔

کہ تمام کاروبار میں دیانت ایک کلیہ قاعدہ ہے اور بددیانتی مستثنیٰ یا غیرمعمولی حالت کا نام ہے بہرکیف یہ جاننا بہتر ہے کہ فی الحقیقت دنیا میں کس قسم کے کارخانہ دار ہوتے ہیں اور ہمیں من گھڑت کارخانہ داروں پر کفایت نہ کرنی چاہیے۔ پہلے ہم ایک بہت بڑے کارخانہ یا کارخانوں کے اس سلسلہ کا ذکر کرتے ہیں جو جنوبی لنکا شہر میں بہت مشہور ہے ہماری مراد مسرز ایشورتھ کے روئی کاتنے کے کارخانوں سے ہے جو ایجبرٹن اور نیو ایگلے میں بنے ہوئے ہیں وہ ستر سال سے بنے ہوئے ہیں ان کو بارہا بڑھایا گیا ہے اور ہمیشہ پہلے سے زیادہ مزدور لگائے جاتے رہے ہیں جن کو اچھی ہی اجرت دی جاتی ہے۔ جو تمام ضلع بھر میں دیجاتی ہے مزدور اور کام کرنے والے ہفتے میں سترہ شلنگ سے دو پونڈ تک کماتے ہیں عورتیں ہفتہ وار اکیس شلنگ کما سکتے ہیں اگر والدین اور بچے ملکر کام کریں تو تمام کنبہ کی مجموعی کمائی ڈیڑھ سو پونڈ سے دو سو پونڈ سالانہ تک ہوتی ہے۔

اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ ایشورتھ کے خاندان نے لوگوں کے فائدے کے واسطے کیا کچھ کیا ہے ابتدا سے ہی اونے درجہ کی تعلیم دیجاتی تھی* اس سے سنڈے سکول یعنی اتوار کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ کاروبار کی مسلسل توسیع سے مدرسہ میں بھی زیادہ کمرے بنائے گئے۔ ساتھ ہی ایک کمرہ اخبارات کے واسطے اور دوسرا کتب خانہ کے واسطے اور تیسرا اتوار کے روز عبادت کرنیکے واسطے بنائے گئے۔ نوجوانوں کی ورزش کے واسطے کرکیٹ کا میدان بھی بنایا گیا۔"

بارہ لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ مسرز ایشورتھ کے جوش اور مصارف کثیر گوارا کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس کو کسی نہ کسی روز مالی نقصان

اور کوئی نہ کوئی اور تکلیف ہوگی یہ پیشنگوئی صرف ایک حالت میں پوری ہوئی
ایک لائق نوجوان نے جو بچپن سے پاس کے کسی کارخانہ سے اس کارخانہ میں
آگیا تھا سکول کی پڑھائی میں بالخصوص علم ریاضی میں بہت کچھ ترقی
کرلی اور جب ۱۸۳۰ء میں مزدوروں نے کام بند کردیا۔ تو یہ نوجوان
بے دھڑک ان کا سرغنہ ہوگیا اس سال میں اور بھی بہت سی ہڑتالیں
ہوئیں مگر ایشورتھ کے کارخانہ کی ہڑتال ہوتے ہی اور مزدور کام پر لگا دیئے
گئے سنئے مزدوروں پر غضب ناک اور پرجوش عوام میں وحشیانہ پن سے
حملہ کیا یہاں تک کہ مدرسے کی کھڑکیاں چکنا چور کرڈالیں اور بہت کچھ
اور نقصان کیا یہ خیال کیا گیا تھا۔ کہ عوام کا وحشیانہ پن سے حملہ کرنا
اس نوجوان کی وجہ سے تھا۔"

تاہم اس کارخانہ کے مالکوں نے اپنے اصلی ارادے پر عمل کرنے
میں کوتاہی نہ کی انہوں نے مدرسے کے کمرے کی مرمت کردی اور زیادہ
عمدگی سے تعلیم دینے کی کوشش کی۔ ان کو یقین تھا کہ جاہلانہ جوش
وغضب کے دور کرنے کے لیے زیادہ تعلیم دینے سے کوئی بہتر طریقہ نہیں
بہت سی حالتوں میں بعض خاندانوں کے سرکردہ جلاہوں کا کام کرتے
تھے۔ یا زراعت یا گلہ بانی کرتے تھے۔ تھوڑے عرصہ میں ثابت
ہوگیا کہ نئے کام پر غور کرتے رہنے سے ان کی سمجھ تیز ہوگئی۔ اور ان کے
عام شیوہ سے اعلٰے تربیت کے نشان پائے جاتے ہیں۔

"نیو انگلے کا کارخانہ ایک تنگ وادی میں بولٹن سے چند میل
کے فاصلہ پر واقعہ تھا۔ کیونکہ یہ جائداد کارخانہ کے مالکوں کے قبضہ میں
تھی۔ انہوں نے اس پر کسی کلال خانے یا شراب خانہ کے کھلنے کی

ممانعت کر دی - چنانچہ یہ ضلع باشندوں کی سلامت روی اور شراب سے
پرہیز کے واسطے مشہور ہو گیا جس شخص کو منشیات کی عادت ہو وہ ایشورتھ
کے دیہات میں نہیں رہ سکتا اُس کو مالک اپنے ہاں سے نہیں نکالتے بلکہ خود مزدور
نکال دیتے ہیں اُس کو یا تو دوسرے باشندوں کی طرح شراب سے پرہیز کرنا پڑتا
ہے یا کسی بڑے شہر میں جانا پڑتا ہے جہاں کہ اُس کی بد کرداریاں چھپی
رہ سکیں والدین ۔ اکثر اس بات پر خوشی ظاہر کرتے تھے کہ ہم ایشورتھ
کے دیہات میں رہ کر شراب اور سود کی خرابیوں میں پڑنے سے بالکل بچے
ہیں" مالکوں نے کام کرنے والے مزدوروں پر ایک اور احسان یہ کیا
ہے کہ ان کی رہائش کے واسطے عمدہ مکانات بنا دیئے ہیں یہ مکانات پتھر
کے اور دو منزلہ ہیں بعض کے دو کمرے ہوتے ہیں اور بعض کے تین زیریں
فرش پر ایک بیٹھک ایک رہائشی کمرہ اور ایک باورچی خانہ [illegible] ہوتا ہے اور
صحن کے بعد ایک خاص بلندی دار ہوتی ہے - مالک [illegible] اور
مفلسوں کے واسطے امدادی ٹیکس ادا کرتا ہے مکانات کا کرایہ دو شلنگ
چار پنس سے چار شلنگ تین پنس تک ہفتہ وار ہوتا ہے"

جو لوگ وہاں آباد ہوئے وہ باقاعدہ کام کرتے تھے - اور محنت کی رات
کو ان کو اجرت بھی مل جاتی تھی - بدیں وجہ ان کو اس جگہ سے الفت ہو گئی
بچے نو آباد کاروں کی اولاد اس جگہ رہی - ان کے عمدہ تعلقات میں ترقی
ہو گئی - ان کے ہاں ایک دوسرے سے شادیاں بھی ہوتی تھیں اور اس
تمام اثنا میں چوری کی ایک واردات بھی نہیں گذری [illegible]
اپنے آقاؤں کی حالت کے ساتھ ہی [illegible] ترقی کی گئی - جس سے [illegible]
اور دوسری کمپنیاں جمع کرلتے ہیں اور [illegible]

کام میں روپیہ صرف کر لیا"

"لیکن کیا یہ لوگ معمولی کاتنے والوں کے درجہ سے نہیں بڑھے کیوں نہیں جن میں سلیقہ شعور اور انتظامی قابلیت تھی وہ مزدوروں کے درجہ سے ترقی کر کے کارخانوں کے مینجر ہو گئے ہیں مسٹر ہنری ایشورتھ کا قول ہے کہ ان میں سے تین کارخانوں کے مالک یا کسی اور تجارت کے حصہ دار ہو گئے۔ اور اکثروں نے صنعت و حرفت اختیار کی ہے۔ اکثروں نے اپنے ملازموں کی حالت سدھارنے کے واسطے بہت کوشش کی ہے اور کسی کو شک نہیں کہ ان کو فایدہ کی امید سے نہیں بلکہ صرف نیک نیتی اور ہمدردی کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا ہے"

"اس قسم کے صناع اور کارخانہ دار مال و دولت جمع کر کے اپنے مزدوروں کو جام صحت نوش کرنے کے واسطے ایک ایک گروٹ نہیں دیا کرتے۔ اور نہ ہی وہ کام چھوڑ کر چلے جایا کرتے ہیں وہ مزدوروں کے ساتھ نسلاً بعد نسل رہتے ہیں نہایت شریف کارخانہ دار مثلاً ٹرٹن کے ایشورتھ ڈربی کے سٹرٹ لیڈس کے مارشل ہیلی فاکس کے اکروئیڈ اور س فیلڈ کے برکس اور بہت سے اور نسلاً بعد نسل اپنے کارخانوں کی نگرانی کرتے چلے آئے ہیں۔ خاندان سٹرٹ آرکرایٹ کے حصہ دار تھے۔ جو انگریزی صنعت و حرفت کا بانی مبانی تھا۔ فی الحقیقت جب سے آرکرایٹ نے اپنے کاتنے کی کل کا پیٹنٹ کرایا۔ اور واٹ نے اپنے دخانی انجن کا پیٹنٹ لیا۔ انگلستان ایک صنعتی ملک ہو گیا"

اگر انگلستان میں مستعدی سے بڑے بڑے کام کرنے کا خیال اور کارخانہ داروں کو عوام سے ہمدردی نہ ہوتی تو اس ملک کی ترقی کا کچھ پتہ نہ ملتا

کیا زراعت آبادی کے متواتر زیادتی کو غور اک حیا کر سکتی ہے۔ اگر اس ملک کے صنعتی اضلاع میں محنت و شقت کرنے والے لوگوں کے واسطے بیشمار منفعت کام نہ نکل آتے تو فرانس کی طرح یہاں بھی گداگروں کی کثرت ہو جاتی اور لوگوں کا مال واسباب لٹ جاتا۔ اور گورنمنٹ کے انتظام میں فرق آجاتا بیشک دخانی انجن انگلستان کے واسطے حفاظت کا سرچشمہ ثابت ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے سلطنت برطانیہ نے براعظم یورپ کے جنگوں میں اپنی پوزیشن کو قایم رکھا۔ اگر انجن نہ ہوتا۔ اور اس کی وجہ سے بہت صنعت وحرفت کے کارخانے نہ ہوتے تو انگلستان اس وقت تک تیسرے یا چوتھے درجے کی طاقت ہوگیا ہوتا۔"

"یہ سچ ہے کہ بڑے بڑے کارخانہ دار متمول ہو گئے ہیں مگر تعجب تو اس صورت میں ہوتا کہ وہ باوجود محنت و مستعدی اور انتظامی قابلیت کے مفلس ہو جاتے۔ مسٹر اشورتھ مارشل وغیرہ کے خیالات کے آدمی صرف دولت کی خاطر ہی کام نہیں کرتے گو اُن کو دولت مل جاتی ہے۔ وہ اس واسطے بڑے نہیں ہوئے کہ وہ دولتمند تھے۔ بلکہ وہ اس وجہ سے دولتمند ہو گئے ہیں کہ وہ فی الحقیقت بڑے آدمی تھے۔ دولت اس صورت میں جمع ہو سکتی ہے کہ آدمی غیر معمولی محنت کفایت شعاری اور انتظام کو مدنظر رکھے یہ نہیں کہ غیر معمولی منفعت ہو آدم سمتھ نے کہا ہے یہ شاذو نادر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی دولت کسی خاص کام یا کاروبار سے کمائی جا سکے بلکہ یہ مدت العمر کی محنت کفایت شعاری اور توجہ کا نتیجہ ہے۔"

"مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں مثلاً مسٹر لسٹر سکنہ براڈفورڈ اون وغیرہ صاف کرنے کی کل ایجاد کرنے کے بعد ریشم کے فضلات کو استعمال

کرنے کی ایک کل ایجاد کرنے کی تیاری کرنے لگا جس سے ریشم کے فضلات کو کات کر نہایت اعلےٰ درجہ کا ریشم بنا لیا جاوے اور پھر اس سے نہایت اعلےٰ درجے کی مخمل بنائی جائے۔ اس سے پہلے کسی موجد نے پہلے یہ کوشش نہ کی تھی۔ اور یہ ناقابل مغلوب مشکل معلوم ہوتی تھی۔ مسٹر لیسٹر اپنی اون صاف کرنے کی مشین سے بہت سی دولت کما چکا تھا۔ جس سے وہ خلوت گزیں ہو گیا۔ اور آسایش اور آرام میں زندگی بسر کرنے لگا۔ مگر اس کی جدت پسند طبیعت اوس کو چین نہ لینے دیتی تھی۔ وہ ریشم کی کل بنانے میں مصروف ہوا۔ براڈ فورڈ کی ایک انجمن کے جلسہ میں اُس نے بیان کیا۔ آپ اس بات سے اندازہ کر سکتے ہیں میں نے مشکلات کے مغلوب کرنے کے واسطے کس قدر محنت کی ہے میں بیس سال سے ساڑھے پانچ بجے سے بعد کبھی نہیں سویا۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ انگلستان بھر میں کسی شخص نے میرے برابر محنت نہیں کی۔"

نہایت قابل ذکر امر یہ ہے کہ اس نے بہت سی دولت اس کام پر اس وقت خرچ کی جبکہ کامیابی کی امید واثق نہ تھی۔ "میں نے اپنا بہت سارو پیہ خرچ کر دیا۔ اور عنقریب تھا کہ میرا دوالہ نکل جائے۔ کیونکہ میں اپنی کل سے ایک شلنگ کمانے سے پیشتر تین لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ خرچ کر چکا تھا۔ . . . . . مگر اتنا سرمایہ خرچ کرنے کے بعد اُس کی کل تیار ہو گئی اور ریشم کی صنعت میں اس زمانے تمام کاروبار کی نسبت زیادہ کامیابی ہونے لگی۔"

"مسٹر لسٹر نے براڈ فورڈ کے لوگوں کو ایک رمنہ بطور پیش کش عطا کیا تھا۔ وہاں اُس کی [illegible] بھی عام لوگوں کے چندہ سے اس کا

ایک بُت کھڑا کیا گیا +

ڈبلیو ای فورسٹر نے اس بت پر سے پردہ اُٹھانے کے وقت ایک
تقریر کی جس میں اُس نے کہا " جہانتک میرا خیال ہے ہم مسٹر سٹر کی عزت
کرنے نہیں آئے بلکہ خود اپنی عزت کرنے آئے ہیں۔ ہم ان قوٰی کی عزت
کرنا چاہتے ہیں۔ جنہوں نے ہمارے ملک انگلستان کو ایک عملی اور بدیں
وجہ ایک بڑا اور با اقبال اور نہایت زبردست ملک بنا دیا ہے۔ مسٹر سٹر
میں انتھک چین نہ کرنے والی محنت کرنے کی قوت تھی۔ اور اُس کو عملی سمجھ
کسی مقصد کو بر سر تکمیل پونچانیکا ارادہ عطا ہوا تھا۔ وہ کسی شخص کی مخالفت
کرنے سے نہ ڈرتا تھا۔ اور کسی رکاوٹ کی بھی پرواہ نہ کرتا تھا۔ ان عمل
قوی کی وجہ سے ہی انگلستان کے لوگ فارغ البال ہو گئے ہیں اور
انگلستان کا اقبال ترقی پر ہے۔ ہم بالخصوص کس چیز کی عزت کرنے آئے
ہیں۔ ہم اس شخص کی دلیری کی داد دینے آئے ہیں۔ اس خیال سے کہ جب
اس کو فضول ریشم کی تجارت سے سابقہ پڑا تو وہ کہنے لگا " یہ کام کرنے
کے لائق ہے اور جب تک میں اس کو کر نہ لونگا۔ مجھے چین نہ آئیگا۔ اور جب
یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے تو مجھے کوئی شخص اس کے
کرنے سے نہ روک سکیگا۔ وہ مدت تک اسی اصول پر مدت العمر لڑتا رہا اور
جب ہم ۱۸۴۲ء سے اُس کی جدوجہد کی داستان کو پڑھتے ہیں اور یہ دیکھتے
ہیں کہ اس نے دو بڑی ایجادیں کیں تو ہم اُس شخص کی یاد میں جس نے اس
لڑائی میں کامیابی حاصل کی ہے یہ بت کھڑا کرتے ہیں اور ہم امید کرتے
ہیں کہ ہمارے بیٹے اور ہمارے بیٹے اور ہمارے امیروں اور غریبوں سب کے
بیٹے مابعد کی نسلوں میں اس بت کی تعریف کرینگے۔ نہ صرف اس وجہ سے

کہ یہ ایک ایک دولت مند اور کامیاب آدمی کے خط و خال کو ظاہر کرتا ہے بلکہ یہ اس آدمی کی شکل اور خط و خال کو ظاہر کرتا ہے۔ جس کو محنت وہبی قابلیت، مستعدی حوصلے اور استقلال کا وافر حصہ عطا ہوا تھا۔ جو پہلے حل طلب سوالات کے متعلقات کو معلوم کرنے میں اپنی سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ اور بعد ازاں اپنے ارادوں کو معرض عمل میں لانے سے اس کا دل کبھی نہ ہارتا تھا۔ اور اس کا عزم پست نہ ہوتا تھا"

بڑے آدمی روپیہ بچانے اور روپیہ خرچ کرنے میں دانشمندی سے کام لیتے ہیں۔ مانٹس کیو نے سکندر اعظم کی نسبت کہا ہے "اُس کے اقبال اور قوت کا پہلا ذریعہ اُس کی عظیم الشان ذہانت تھی۔ دوسرا ذریعہ کفایت شعاری اور سلیقہ اور تیسرا ذریعہ بڑے بڑے مقاصد کی تکمیل میں بے حد فیاضی کو مدنظر رکھنا وہ اپنے پر بہت کم روپیہ خرچ کرتا تھا۔ لیکن عامہ مقاصد کے واسطے اس کا ہاتھ ہمیشہ کھلا رہتا تھا" نپولین اول کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ شارلیمین کی طرح کفایت شعار تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شارلیمین کی طرح اعظم سے لقب کا مستحق تھا۔ سوائے جنگ و جدل کے نپولین فضول خرچی نہ کرتا تھا۔ مگر وہ بڑے بڑے قومی کاموں کی تکمیل میں بہت سا روپیہ خرچ کرتا تھا۔ ایسی حالتوں میں کفایت شعاری اور فیاضی کا ملا دینا بہتر ہوتا ہے اور جن لوگوں میں مستعدی محنت اور انتظامی قابلیتیں ہوتی ہیں۔ وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں"

"ممکن ہے کہ صنعت و حرفت کی اشیاء پیدا کرنے والوں اور بڑے بڑے سپاہ سالاروں کا مقابلہ کرنا نامناسب معلوم ہو مگر کارخانہ دار کو بھی اکثر جنگ جو کی طرح حوصلہ ذہانت اور انتظامی قابلیت ضروری

ہوتی ہے۔ ایک کو یہ سوچنا ہوتا ہے کہ وہ اپنے کارگیروں سے کس طرح کام لیتا رہے اور دوسرے کو یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ وہ اپنے سپاہیوں کو لڑائی کے واسطے کس طرح مستعد اور تیار رکھے۔ اور اگر لڑائی شروع ہو جائے تو کونسا ڈھنگ اختیار کرے کہ فتح حاصل ہو۔ دونوں اولوالعزم دلیر مبصر اور دیگر امور کی ضروریات سے واقف اور ان پر توجہ دینے والے ہونے چاہئیں بلکہ کارخانہ دار کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اُس کو بہ نسبت سپاہ سالار کے زیادہ فیاض ہونا پڑتا ہے اگر مسٹر ٹائیٹس سالٹ کو اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اُس کو حرفت و محنت کا کپتان ہی نہیں بلکہ فیلڈ مارشل یا سپہ سالار اعظم کہہ سکتے ہیں۔ اُس کو اکثر صناعوں کا بادشاہ پکارتے ہیں۔

ٹائیٹس سالٹ یارک شائر کے اُون کے ایک تاجر کا بیٹا ہے اوائل زندگی میں وہ براڈفورڈ کے قریب کاشتکاری کا کام کیا کرتا تھا۔ کاشتکاری کے کاموں کا اُس کو یہاں تک شوق تھا۔ کہ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اس پیشہ کو جاری رکھیگا۔ وہ اُون کے کام میں اپنے باپ کے ساتھ حصہ دار بھی تھا یہ دیکھکر کہ صناع اُس کے قرب جوار میں بہت جلد ترقی کر رہے ہیں اُس نے شراکت ترک کر دی اور براڈفورڈ میں اُون کاتنے کا کام شروع کیا سب سے پہلے الپاکا کی اُون کا استعمال اس نے ہی مفید سمجھا۔ اس کی بہت سی مقدار لیورپول میں جمع تھی۔ جو ملک برازیل واقعہ امریکہ سے آئی تھی۔ لیکن اس اُون کے خریدنے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ آخر مسٹر سالٹ نے کچھ مقدار خریدی اور اس کو کات کر بہت عمدہ سوت بنا دیا۔ پھر اُس نے لیورپول میں جتنی الپاکا کی اُون تھی خریدنے کا ارادہ کیا اور منڈی میں جتنی اون آتی تھی سب کی سب خریدنے لگا۔ وہ اس قسم کی اون کاتتا رہا اور آخر اس

کا کارخانہ قایم کیا۔ جو مسٹر سالٹ کی دولت کی بنا ثابت ہوا "

" آخر اس کارخانہ میں بیس سال مسلسل محنت کرنے کے بعد مسٹر سالٹ نے کاروبار سے دست کش ہونے اور کاشتکاری جس سے اُس کو بہت محبت تھی اختیار کرنے کا ارادہ کیا اس کا ارادہ تھا کہ اپنی پچاسویں سال گرہ کے روز کنارہ کش ہو جائے۔ مگر اس وقت سے پہلے زیادہ تر اس خیال سے کہ اس نے پانچ بیٹوں کے ذریعہ معاش کی سبیل نکالنی تھی اس نے اپنے فیصلہ کو منسوخ کر دیا۔ اور اس کار و بار کو تھوڑی مدت تک اور جاری رکھنے اور اپنے کارخانے کا خود منتظم رہنے کا عزم کر لیا ہے یہ عزم کر کے اُس نے براڈفورڈ سے جانیکا ارادہ کیا۔ اس قصبہ میں آبادی کی پہلے ہی بہت زیادہ کثرت تھی اور وہ آبادی کو اور بڑھانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنے کارخانہ کے لائق مقام تلاش کرنے لگا۔ اور آخر آئر کی خوبصورت وادی میں زمین کا ایک بڑا قطعہ پسند کیا۔ جس کے محاذ میں لیڈس اور براڈفورڈ ریلوے لائن کی شاخ تھی اور عقب میں لیڈس اور لیورپول کی نہر تھی چنانچہ خام اشیا کو لانے اور تیار کی ہوئی چیزوں کو لے جانے میں ہر طرح کی سہولت تھی۔ اس جگہ سالٹ نے اپنا کارخانہ تعمیر کیا جس کو انگریزی میں سالٹیر کہتے ہیں یہ فرد الوالعزمی فیاضی اور دانشمندی کی عمدہ یادگار ہے "

سالٹیر کو بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اس کے متعلقہ مکانات ساڑھے چھ ایکڑ زمین پر بنے ہوئے ہیں بڑا کمرہ پانچسو پچاس فٹ لمبا ہے اُون بٹنے کا مکان دو ایکڑوں پر بنا ہوا ہے۔ اُون صاف کرنے کا مکان ایک ایکڑ پر بنایا گیا ہے ہر ایک مکان بڑا فراخ اور مضبوط ہے

کارخانے اور مزدوروں کے مکانات بنانے پر ایک لاکھ چالیس ہزار پونڈ سے زیادہ خرچ آتے تھے۔"

اس مکان کے افتتاح کے روز مسٹر سالٹ نے اُون صاف کرنے کے مکان میں تین ہزار پانچسو آدمیوں کو کھانا کھلایا۔ ضیافت کے موقعہ پر اُس نے کہا میں اپنے گرد و پیش دوستوں اور کام کرنے والوں کے اتنے بڑے مجمع کو دیکھکر متاثر ہو گیا ہوں۔ جو شریف آدمی میرے پاس بیٹھا ہے اُس کی موجودگی میرے لئے باعث فخر ہے میں اپنے کام کرنے والے اور مزدوروں کے آنے سے بالخصوص خوش ہوا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میرے پاس ایسے لوگ جمع ہو جائینگے جو اس قرب و جوار کے عزت نفس سے محفوظ ہونگے یعنے محنتی لوگ جو قانع اور خوش و خورم رہیں گے میں نے اپنے معماروں کو ہدایت کی ہے کہ کام کرنے والوں کے مکانات اس قسم کے بنائیں جو اس دیہات میں نمونہ خیال کئے جائیں۔ مگر مشیت ایزدی نے مجھے کچھ دیر تک زندہ رکھا۔ تو میں دیکھونگا کہ میرے آس پاس مطمئن قانع اور خوش لوگ ہونگے۔"

"اس وعدہ کا ایفا کیا گیا۔ مسٹر سالٹ نے اپنے فرض اور ذمہ داری کو مدنظر رکھا جب گورنمنٹ فرانس نے اس کے کارخانے کے متعلق اس سے واقفیت حاصل کرنی چاہی۔ تو اُس نے جواب دیا۔ "سالٹیر میں جو کچھ کیا گیا ہے وہ میں نے اپنے ذاتی خیال اور فیصلے سے کیا۔ مجھکو یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ پبلک اس سے دلچسپی لے گی۔ اور اُس کی تحقیقات کی جائیگی۔ خود کارخانے کے متعلق مزید حالات لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں اس کی بنا کا مدعا یہ تھا کہ اشیا کی ساخت پر کم وقت خرچ ہو [illegible]

سے دوسرے حصہ میں پہنچنے پر ایک منٹ بھی ضائع نہیں ہوتا۔ دو قافی طاقت سے زیادہ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ وقت کا ہر ایک لحظہ کفایت شعاری سے استعمال کیا جاتا ہے اور اس طرح کارخانہ کی پیدا کرنے کی قابلیت بہت کچھ بڑھ جاتی ہے ٭

کارخانہ کے اس مختصر بیان کے بعد ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ مسٹر سالٹ جس کو بعد میں سر کا خطاب مل گیا۔ اپنے مزدوروں کی جسمانی اور اخلاقی حالت میں کیا اصلاح کی۔ عمارات کے نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سالٹیئر نے ایک گرجا، ایک چھوٹا چیپل (معبد) اور ایک علم ادب اور فلسفہ کا مدرسہ مہیا کیا گیا ہے۔ لڑکوں لڑکیوں اور بچوں کے واسطے پڑھنے کے سکول بنائے گئے ہیں جن کے ساتھ کھیلنے کے واسطے کافی میدان ہیں۔ نوجوانوں اور بوڑھوں کے واسطے کرکٹ اور دیگر ورزشوں کے واسطے میدان اور گلگشت کے واسطے جگہ بنی ہوئی ہے ضیافت کے واسطے ایک بڑا ہال ہے غسل خانے اور حمام بنے ہوئے ہیں ہسپتال اور پنشن یاب مزدوروں کے واسطے خیرات خانے بنے ہوئے ہیں ٭

ان کاموں میں تقریباً تین ہزار آدمی ملازم ہیں اور ان کی آسائش کے واسطے ۷۵۶ مکانات تعمیر کئے گئے ہیں۔ مکان کی وسعت کے لحاظ سے کرایہ دو اور چار پنس یا سات آٹھ پنس ہفتہ وار ہوتا ہے۔ کرایہ میں غربا کا ٹیکس اور پانی مہیا کرنے کی اجرت بھی شامل ہے۔ روشنی کے واسطے گیس تھوڑی سی قیمت پر فروخت کی جاتی ہے۔ مکانات پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔ ان کی اندر کی جانب نقشی ہے۔ ان میں ایک بیٹھک ایک باورچی خانہ ایک گودام اور تین سونے کے کمرے ہوتے ہیں ہر ایک مکان کا جدا صحن

ہے اور اُس کے ساتھ معمولی لوازمات سب موجود ہوتے ہیں۔ مزدور ان کا کرایہ بخوبی ادا کر سکتے ہیں۔ ایک ایک مزدور چوبیں سے ۳۵ شلنگ ہفتہ وار کما سکتا ہے اگر کوئی شخص اپنے بچوں کے ساتھ کام کرے تو وہ ہفتہ میں چار پونڈ چار شلنگ کما سکتا ہے یا یوں کہو کہ اس کی مجموعی آمدنی دو سو بیس پونڈ سالانہ ہوتی ہے"۔

چونکہ مزدوروں کو آسایش دہ مکانات ملے ہیں۔ وہ ان کو طرح طرح کی آرائشوں سے سجا کر صاف ستھرا رکھتے ہیں۔ جو کہ خانہ داری کی مسرت کی یقینی علامت ہے۔ جن لوگوں کو مفلسوں کے ہاں جانیکا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ ایسی قسم کی چیزوں سے بدی اور مرض کہاں تک رک سکتی ہے اور مزدوروں کی اخلاقی حالت کیسی اعلےٰ اور اُن کے دماغ کس طرح ترقی کر جاتے ہیں سالٹیر کا ایک ڈاکٹر مسٹر وینڈ کہتا ہے کہ جو شخص غلیظ مکان میں رہے وہ ایسی گداگر کی طرح ہے۔ جس نے پھٹے پرانے اور نفرت انگیز کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ اُس کو تھوڑے عرصہ میں خود تعظیمی کا خیال بالکل نہیں رہتا اور جب یہ خیال نہ رہے تو پھر انسان کی اصلاح میں بہت کم امید رہ جاتی ہے"۔

" سالٹیر نے تعلیم بلکہ اعلےٰ تعلیم کی طرف بھی بہت توجہ کی جاتی وہاں ایسے سکول ہیں جن میں دن کو تعلیم ہوتی ہے اور ایسے سکول بھی ہیں جن میں رات کو تعلیم ہوتی ہے۔ باہمی اصلاح کی جماعتیں قایم ہیں۔ لکچر اور رسالے ہوتے رہتے ہیں۔ سرود جو ایک نہایت مسرت بخش اور مہذب کرنے والی خوشی ہے اس کا بڑے ذوق و شوق کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ بلکہ راگ گانے خوشی کرنے اور باجا بجانیکی بہت ہی انجمنیں ہیں

مردوں کے واسطے چینی کا ایک کامل باجا ہے۔ ایک وصل اور جھانجھ والا باجہ لڑکوں کے واسطے ہے۔ پھر منہ اور ہاتھوں سے بجانے والے طرح طرح کے باجے ہیں۔ مزدور لوگ ضیافت کے حال میں سرود کے باقاعدہ جلسے کرتے ہیں باجوں کے واسطے اتالیق مقرر کیے گئے ہیں ''

" سرود اور باجے سے تفریح حاصل کرنے کے علاوہ بہت سے کاریگر مزدور اپنے فرصت کے اوقات کو مختلف علمی تفریحوں میں صرف کرتے ہیں۔ مثلاً کوئی علم حیوانات کی تعریف کا مطالعہ کرتا ہے کوئی علمی آلات بناتا ہے۔ مثلاً مخراج الحواط طرح کی کلوں، ہوائی انجنوں کے نمونے اور گھر میں کام آنے کی چیزیں بعض نے ارغنوں اور دیگر موسیقی آلات تیار کیا ہے ''

سالٹیر میں کوئی شراب خانہ نہیں۔ چنانچہ مے نوشی کے ساتھ جو بدیاں اور امراض ہوتی ہیں وہ مقام سے خارج ہو گئی ہیں۔ بعض امراض جو افلاس سے مخصوص ہوتی ہیں۔ سالٹیر میں کوئی ان کا نام بھی نہیں جانتا۔ خاص صفائی اور مکانات میں ہوا۔ اور روشنی کی آمد و رفت کا پورا پورا انتظام کیا گیا ہے۔ حمام ہر قسم کے ہیں۔ غوطہ لگا کر نہانے کے حمام گرم حمام۔ ترکی حمام اور اسی طرح کے اور حمام مستورات کے واسطے کپڑے دھونے کے علیحدہ مکانات بنے ہوئے ہیں۔ جو ان کے رہائشی مکانات سے فاصلے پر ہوتے ہیں اور اس جگہ وہ بڑے اطمینان سے کپڑے دھو سکتے ہیں۔ اگر گھر کے اندر کپڑے دھوئے جائیں۔ تو بہت ضرر پہنچتا ہے۔ اور بالخصوص نوجوانوں کے بیمار ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے "

" کام کرنے والے بھی کفایت شعار ہوتے ہیں وہ اپنے بہن انداز سے

کو بینی بنک اور سیونگس بنک میں جمع کراتے ہیں - بعض اور تعمیرات کی انجمنوں گیس بنانے کی کمپنیاں اور دیگر پر منفعت کار و بار کے واسطے روپیہ جمع کراتے ہیں بیشک وہ ایسے لوگ ہیں جن پر خدا کا نہایت ہی احسان مدام ہوتا ہے ان کے واسطے ہر ایک دولت اور ضرورت کی چیز ہر طرح کی خوشی اور تفریح مہیا کی گئی ہے ان کے گھر آرام دہ ہیں اور ان کا گھر میں ٹھہرنے کو جی چاہتا ہے - پھر مچھلیاں پکڑنے کو کشتی چلانے کے واسطے اور کرکٹ کھیلنے کے کلب بنے ہوئے ہیں مدرسے لٹریری انجمنیں لکچر دینے کے ہال عجائب خانہ وغیرہ بنے ہوئے ہیں اور سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ خدا کی عبادت کے لیے ایک خوبصورت گرجا بنا ہوا ہے پھر کوئی تعجب نہیں کہ سالٹیئر کی ناموری ہو گئی ہے اور سر ٹائیٹس سالٹ کا نام اپنے ہمجنسوں میں مشہور ہو گیا ہے "

بہت سے مالک ایسے ہیں جو اپنے مزدوروں کے سر ٹائیٹس سالٹ کی طرح نیک نیتی سے سلوک کرتے ہیں گو وہ ان کے واسطے آسائش اور آرام کے اتنے ہی سامان مہیا نہ کر سکتے ہوں وہ معقول اجرت دیتے ہیں مزدوروں کو اپنی فاضل آمدنی کو کفایت شعاری سے استعمال کرنے میں مدد اور حوصلہ دلاتے ہیں - وہ اُن کے استعمال کے واسطے سیونگس بنک اور بینی بنک قایم کرتے ہیں ان کو مشترکہ انجمنوں کے بنانے میں مدد دیتے ہیں تاکہ وہ سستے نرخ پر خالص خوراک اور دیگر ضروریات خرید سکیں - اُن کی رہائش کے واسطے صحت بخش مکانات بناتے ہیں ان کے بچوں کے واسطے مدرسے تعمیر کرتے ہیں اور ان کو ایسے ہر ایک طریقہ میں مدد دیتے ہیں - جس سے اُن کی اخلاقی اور تمدنی اصلاح

میں ترقی ہو سکے۔"

"مسٹر ایڈورڈ ایکروئیڈ نے جو پہلے شہر ہیلی فاکس کی طرف سے
پارلیمنٹ کا ممبر تھا۔ تمام یارک شائر میں بہت اثر ڈالا اس طرح پر کہ اس
نے مزدوروں میں کفایت شعاری کی عادات کو حوصلہ دلایا۔ کوپلے اور
ہیلی حل جو بین مقامات ہیلی فاکس کے قریب ہیں اس نے اپنے مزدوروں
اور کاریگروں کے واسطے بشمار عمدہ مکانات بنائے ہیں اور ان کو اپنی
فاضل آمدنی تعمیراتی انجمنوں میں جمع کرانے کی ترغیب دیکر خود اپنے
مکانات بنانیکا بھی حوصلہ دلایا ہے۔ اس نے مشترکہ سرمایہ کے کلب
قائم کیئے ہیں تاکہ مزدور اور محنت و مشقت کرنے والے خوراک اور کپڑے
اپنی لاگت پر خرید سکیں اُس نے اپنا روپیہ صرف کرکے عمدہ سکول
تعمیر کرائے ہیں اور معقول تنخواہ دیکر معلم رکھے ہیں اس نے ایک بہت
عمدہ گرجا آل سولز نام تعمیر کرکے وقف کر دیا ہے۔ اس نے اپنے کام کرنے
والوں کے واسطے ہیلے حل اور کوپلے میں ایک لٹریری اور سنٹیفک
سوسائٹی جس میں علم ادب اور علم طبعی پر بحث ہوتی ہے ایک باہمی
اصلاح کی سوسائٹی مزدوروں کا ایک کتب خانہ جس میں اس نے پانچ
ہزار کتابیں دیں۔ مزدوروں کا کلب کمرۂ اخبارات سرود کی سوسائٹی
اور سرود کا ایک عمدہ کتب خانہ بنایا۔ نیز ایک تفریح کلب جس میں
کرکٹ اور دیگر ورزشوں کے واسطے کافی میدان تھا۔ مسٹر ایکروئیڈ نے
اپنے مزدوروں کو ایک بڑا قطعہ زمین بھی دیا ہے اس کے اس نے
سو اور دو سو چالیس مربع گز کے علیحدہ علیحدہ ٹکڑے بنائے ہر ایک
ٹکڑے کے واسطے سالانہ لگان مقرر ہے ہر سال پھولوں کی نمائش

ہوتی ہے۔ اس میں نہایت عمدہ پھولوں پودوں اور بقولات کے پیدا کرنے والوں کو ابھی دکان کے روپے سے انعام دیا جاتا ہے۔ سچ پوچھو تو یہ ہے کہ ہیلے ہصل کا پھولوں اور بقولات کا باغ اس قریہ و جوار میں نہایت سرسبز ہے۔ الغرض مسٹر ایکروئیڈ نے اپنے کارخانوں کے ہزار مزدوروں کی اخلاقی اور روحانی بہبودی اور ترقی دینے کے واسطے وہ سب باتیں کی ہیں۔ جو ایک دانشمند روشن ضمیر اور ایماندار مالک کرتا ہے۔

لیکن گو مسٹر ایکروئیڈ نے اپنے مزدوروں مرد اور عورتوں دونوں کے واسطے ایسے قابل تعریف کام کئے ہیں لیکن وہ عوام کا بڑا بھاری خواہ مربی ہے اس نے روپیہ جمع کرنے کے واسطے پارک شائر میں پینی بنک قائم کیا۔ مسٹر ایکروئیڈ نے ۱۸۵۲ء ایک سیونگس بنک جاری کیا تھا جس میں اُس کے مزدور ایک یا زیادہ پنیاں جمع کرا سکتا تھا اس طریقہ میں ایسی کامیابی ہوئی۔ کہ اس نے پارک شائر کے مختلف حصہ میں اُس کو توسیع دینے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ اس طرح لوگوں میں دور اندیشی کی عادت پڑنے لگی۔ اس نے چند بارسوخ صاحبوں کو اپنے ساتھ شامل کیا۔ اور یہ سکیم ۱۸۵۶ء میں شروع کی گئی یارک شائر پینی سیونگ بنک کے قائم کرنے کے واسطے پارلیمنٹ سے ایک ایکٹ نافذ کرایا گیا۔"

"مسٹر ایکروئیڈ نے یارک شائر پینی بنک کی داستان کی ایک تمہید لکھی ہے جس سے ہم ذیل کی عبارت اقتباس کرتے ہیں بعض اوقات خیالات اور اتفاقیہ مشورے عجیب و غریب طور پر اشاعت کے لئے میں ... چھپتے ...

ممکن ہے کہ وہ محض تصور کا نتیجہ ہوں یا وہ کسی اعلےٰ سرچشمہ کی آواز ہوں میرے دل میں ایسی شاپ قایم کرنے کا جو خیال آیا۔ وہ ضرور خوق [illegible]

"یہ خیال اس طرح پیدا ہوا جب میں شہر میں تھا۔ تو گرجا میں جایا کرتا تھا۔ اور حضور قیصرہ وکٹوریہ کے ایک پادری کا وعظ سنا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ریورنڈ چارلس کنگسلے نے لنڈن کی لیڈیوں کی انجمن کے کہنے پر ایک خطبہ پڑھا۔ اس میں اس نے مشرق و مغرب نام کتاب کا حوالہ دیا۔ جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ لنڈن کے غربا کس قدر کیا فایدہ اٹھاتے ہیں لیکن اس نے زیادہ تر یہ بیان کیا کہ لنڈن میں غربا اور مالدار ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ رہتے ہیں گویا کہ ایک جماعت کا دوسری جماعت سے بالکل تعلق نہیں۔ جس سے سوسائٹی کو بڑا خطرہ درپیش ہے جیسا کہ فرانس کی مثال سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس خطبے سے میرے دل پر اتنا اثر ہوا۔ کہ میں نے تھوڑے دنوں میں کتاب مشرق و مغرب میں خریدی اور اس کتاب کا احتیاط سے مطالعہ کیا"

"گذشتہ مشاہدہ سے مجھے لنڈن کے مغربی حصے کے رہنے والوں کی عیش و عشرت کی زندگی اور مشرق میں مفلسوں کے نہایت تنگدستی اور پریشانی میں زندگی بسر کرنے پر تعجب کیا یہ لوگ موت تک بے حالوں میں گذارہ کرتے ہیں۔ اب سوال یہ تھا کہ سوسائٹی کے نہایت اعلےٰ اور نہایت ادنےٰ افراد کے مابینی فرق کو کس طرح دور کیا جائے۔ اس طرح دونوں فریقوں کے خود غرضی میں کچھ خلل واقعہ ہوا اس تیج سوال کا حل کرنا مشکل نظر آتا تھا۔ تاہم نہایت چھوٹی سی نہایت مفید

کتاب کی قابلِ تعریف تمہید میں کونٹس سپلیٹن سر جو ایک شریف اور مقبول لیڈی تھی۔ اور اس کے ہمراہیوں نے ایک حد تک اس سوال کو حل کر لیا تھا اور اس فرق کو بہت کچھ زائل کر دیا۔"

"اس سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ قصبات اور دیہات میں غربا کو اپنی مدد آپ کرنے کا سبق دینا بہ نسبت لنڈن کے بہت آسان ہے کیونکہ اس جگہ اپنے مکان کے پاس والے پڑوسی کو بھی نہیں جانتے۔ یارک شائر پینی بنک کا بنیادی اصول غربا کو اپنی مدد آپ کرنے کی ترغیب کرنا ہے۔"

"اس بنک کا کام یکم مئی ۱۸۵۹ء کو شروع ہوا۔ سال کے اختتام پر جب اس بنک کے افتتاح کو سات مہینے گذر چکے تھے۔ چوبیس شاخیں اور کھولی جا چکی تھیں۔ اس کی شاخیں چندہ دینے والوں کیلئے کافی نہیں تھیں چندہ کی تعداد بڑھتی گئی۔ ۱۸۶۶ء میں دو سو پچاس شاخیں قائم ہو چکی تھیں اور ٹرسٹیوں کے نام پر قریباً چار لاکھ پونڈ جمع ہو چکے تھے۔"

یارک شائر پینی بنک پوسٹ آفس سیونگ بنک کی کارروائی میں حارج نہیں ہوتا۔ اس کا ایک خاص منشا ہے یعنے نوجوان مردوں اور عورتوں کو پس انداز کرنے کی عادت سکھانا۔ پختہ عمر کے آدمیوں کو بھی یہ سہولت رہتی ہے کہ وہ اپنی کمائی جمع کرا سکتے ہیں بہت سے لوگوں کو پس انداز کرنے کی ترغیب ہوتی ہے کیونکہ بنک اُن کے دروازے کے بالکل قریب بنے ہوتے ہیں۔ پینی بنکوں کی تاریخ میں ایک قابل ذکر امر یہ ہے کہ بچوں کا کفایت شعاری سے پس انداز کیا ہوا روپیہ بے پرواہ اور مے خوار والد کے کام آتا ہے یہ امر اجتناب کی ترغیب لانے والی

انجمن کی توجہ کے لائق ہے۔ اگر وہ لوگوں کو سیونگ بنکوں میں روپیہ جمع کرانے کی ترغیب دیں۔ تو وہ بہت کچھ عملی فائدہ کر سکتے ہیں۔ خالی تقریریں کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ مسٹر اکروئڈ کی داستان سے ذیل کی نظیریں لی جاتی ہیں ؛؛

بنک کے ایک محاسب کا قول ہے۔ نوجوان لڑکے اپنے پیسوں کو بنک میں جمع کرا کر محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور بچپنے کے آدمیوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ اب وہ بھی یہ نہیں چاہتے کہ اپنے تنخواہ روپے کو شراب خانے میں حماقت سے خرچ کر دیں بعض کارخانوں کے مزدوروں کے پاس اس قدر سرمایہ جمع ہو گیا ہے کہ وہ زمین اور مویشی خرید کر کاشتکاری کر سکتے ہیں ؛؛

"ایک اور بنک کے محاسب کا قول ہے۔ ایک شخص کو شراب کی دھت پڑی ہوئی تھی۔ اُس کے بچے روپیہ جمع کراتے تھے۔ اب وہ بھی سوا شلنگ ہفتہ وار بنک میں جمع کرانے لگا ہے۔ ایک چھٹا ہوا بدمعاش کان کن باقاعدہ طور پر خود بھی . . . . جمع کرانے لگا اور اپنے بیٹے کے نام پر بھی روپیہ جمع کرانے لگا۔ پہلے اس کا فاضل روپیہ شراب میں خرچ ہو جاتا تھا۔ جس تاریخ سے اس نے روپیہ بچانا شروع کیا اس کے چال چلن اور شیوہ میں محسوس اصلاح ہونے لگی۔ ایک اور حالت میں دو ایک اور لڑکوں نے اپنے والد کو ترغیب دی کہ ان کو ایک شلنگ ہفتہ وار جمع کرانے کی اجازت دے تاوقتیکہ ان کے پاس اتنا روپیہ جمع ہو گیا کہ ہر ایک نے نئے کپڑوں کا ایک ایک سوٹ خرید لیا۔ اس سے پہلے ان کی اور ان کے باپ کی کمائی شراب میں صرف ہو جاتی تھی ؛

"ایک اور صاحب کا قول ہے میں نے والد اور والدہ کو جو شراب پیا کرتے تھے روپیہ دیکر بنک میں بھیجتے ہوئے دیکھا۔ جب میں دیکھتا تھا کہ کوٹھی اُٹھا جس کو اپنی تمام عمر میں نئے کپڑوں کا سوٹ نصیب نہ ہوا تھا۔ بنک سے روپیہ نکلوا کر دو گھنٹے سے بھی کم عرصہ میں عمدہ عمدہ کپڑے پہنے ہوئے سکول میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ بیٹھا ہوا گانے کی مشق کر رہا ہے تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ ایک جلسہ میں میں نے والدین اور ان کے بچوں سے کہا کہ اگر تم کو بنک سے فایدہ ہوا ہے تو اپنے ہاتھ اُٹھاؤ فی الفور بہت سے ہاتھ اُٹھا لئے گئے ایک ماں چیخ کر کہنے لگی میں اپنے دونوں بچوں کے واسطے ہاتھ اُٹھاتی ہوں۔"

"ایک کان کن نے جس کے بہت سے لڑکے لڑکیاں تھیں شراب خوری ترک کردی اور بنک میں اپنا روپیہ جمع کراتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک انجمن تعمیرات کی مدد سے اس نے چار سو پونڈ کی لاگت پر دو مکانات بنوائے بہت سے لوگوں کے واسطے بنک ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ چھتہ شہد کی مکھی کے واسطے یعنی ایک طرح کا ذخیرہ اور جب مرض یا مصیبت کے منحوس دن آتے ہیں وہ بنک سو امداد لینے کو دوڑتے ہیں۔"

"ایک مشنری کا قول ہے" دو سال ہوئے میرے ایک آدمی اور اس کی بیوی سے ملاقات ہوئی وہ دونوں مخمور تھے۔ میں نے اُن سے شراب ترک کرنے پر حلف پر دستخط کرا لیے اس وقت سے وہ ہمارے بنک میں روپیہ جمع کرانے لگے۔ اُن کی چیزوں کا بہت سا حصہ صراف کے پاس گرو رکھا تھا۔ مگر یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنی تمام چیزیں مرتہن سے چھڑا لی ہیں اور ہر ہفتے میں ہمارے بنک میں تھوڑا بہت روپیہ لے آتا ہے

جب وہ روپیہ جمع کراتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ شراب خانے میں روپیہ صرف کرنے کی نسبت یہاں جمع کرانا بہتر ہے اب اُس کے پاس ایک عمدہ اور آرام دہ مکان ہے"۔

"ایک شرابی رات کے وقت بنک میں آیا۔ اُس نے ایک شلنگ اول مرتبہ جمع کرانے کے واسطے پھینک کر کہا۔ یہ لو یہ چھ پنٹ شراب کی قیمت ہے لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ پیر تعطیل کو بھی اتنا روپیہ نہ دونگا۔ جتنا کہ میں پہلے دیا کرتا تھا"۔

اس شخص نے بھی شراب ترک کر دی ہے۔ اور باقاعدہ طور پر روپیہ جمع کراتا ہے۔ "ایک اور شخص بڑا ہی لاابالی اور بے پرواہ تھا اُس کی بیوی نے اس کو ایک بنک میں چند پیسے جمع کرانے کی ترغیب دی وہ جمع کراتا رہا۔ اور اُس کی ہفتہ وار چندہ بڑھتا گیا۔ وہ شراب خانے میں بھی پہلے سے کم جانے لگا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے پاس معقول رقم جمع ہو گئی۔ جس سے اس کو یہ شوق ہوا کہ ایک انجمن تعمیر کا ایک حصہ خریدے پھر اُس نے دوسرا حصہ خرید لیا۔ وہ کچھ وقت تک ان کا مقررہ روپیہ ادا کرتا رہا۔ اور اُس نے زمین کا ایک قطع خرید لیا۔ جس پر اُس نے دو مکان تعمیر کرلئے۔ ان میں سے ایک میں وہ خود رہتا ہے اور دوسرے کو کرایہ پر دے رکھا ہے علاوہ بریں وہ معزز انہ تجارت کرتا ہے۔ اس کے دو تین ملازم اور دو تین شاگرد ہر وقت کام کرتے ہیں وہ اب صوفی مشرب ہے اور مستقل مزاج اُس کے دوست اور ہمسائے اُس کی بہت تعظیم کرتے ہیں"۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں ایک دفعہ

کا ذکر ہے کہ ایک لڑکے نے اتنا روپیہ پس انداز کر لیا۔ کہ اُس نے اپنے باپ کے واسطے کپڑوں کا ایک جوڑا خریدا جو اپنی تمام کمائی شراب خوری میں صرف کر چکا تھا۔ اور اُس نے اپنے آپ اور کنبے کو مفلس و ذلیل کر لیا تھا۔ بعض معمور حالتوں میں دیکھا گیا ہے کہ بیٹے اور بیٹیاں خیرات کی انجمن کے بغیر اور ضعیف اور کمزور والدین کی دستگیری کرتے ہیں۔ اور اُن کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ بعض کسی نشا سے اور بعض کسی اور نشا سے پس انداز کرتے ہیں بعض وطن سے رحلت کرنے بعض کپڑے خریدنے بعض جیبی گھڑی خریدنے کے لیے روپیہ بچاتے ہیں۔ لیکن تمام حالتوں میں کفایت شعاری کا سبق ملتا رہتا ہے۔ یعنی کہ پس انداز کرنے کی عادت ہو جاتی ہے "۔

" پارک شائر کے ایک بینی بنک کا ایک محاسب ذیل کی داستان بیان کرتا ہے۔ جس سے منیجران بنک کو مستعدی اور استقلال کا سبق مل سکتا ہے "مسٹر سمتھ ہمارا پہلا منیجر تھا۔ لیکن وہ دو تین دفعہ کھانے کے بعد یہ کہکر چلا گیا۔ کہ یہ بچوں کا کام ہے میں نے جواب دیا ہم کو بچوں سے ہی سروکار پڑتا ہے تھوڑا عرصہ بعد میری پھر اس سے ملاقات ہوئی اور میں نے باتوں باتوں میں کہدیا کہ میں کبھی کبھی اداس ہو جاتا ہوں میں نہیں جانتا کہ ہم کوئی مفید کام کر رہے ہیں اور میں بنک کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔ اس پر اُس نے بڑی گرم جوشی سے جواب دیا۔ خدا کے لیے ایسے خیال کو اپنے دل میں نہ آنے دو۔ تم کو معلوم نہیں کہ کیا نیکی کا کام کر رہے ہو اس قریب جوار میں کوئی شخص ایسا نہیں جو تھوڑا بہت اُس کے کنبہ میں سے روپیہ جمع نہ کراتا ہو۔ محاسب مذکور نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی اکزوڈ کبھی مایوس ہو جاتا ہے تو میں اُس کو مندرجہ بالا جواب دیتا ہوں "۔

"اس طرح سیونگس بنکوں نے بہت سا مفید کام کیا ہے ان کی وجہ سے ہزار ہا خاندان خوش باامن اور باآسائش زندگی بسر کرتے ہیں بسبٹر اکرویڈ کی مثال کی تقلید کرنی چاہیئے۔ اور ملک بھر میں کوئی کونٹی ایسی نہ ہونی چاہیئے۔ جس میں باقاعدہ بینی بنک نہ بنائے گئے ہوں"

گیارھواں باب

خاندان کے واسطے مالک اور ملازم

"دولت سے محفوظ ہونے کے واسطے بھی سلیقہ چاہیئے اور اس سے دوسروں کو مستفید کرنا چاہیئے۔ (پوپ)

"میں نے اپنی تمام بازی ایک چیز پر لگا دی۔ پر نہیں لگا دی نہ ہی میری تمام جایداد موجودہ سال کی کمائی پر موقوف ہے (شکسپیر)"

"بعض اوقات نہایت کٹھن راستہ چلنے کے بعد دولت کی تمام آرام دہ منزل پر پہنچا دیتا ہے (فرنکلین)

"نیک عورت کس کو مل سکتی ہے کیونکہ وہ لعل سے بھی زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ ایسی عورت پر اس کے خاوند کو بھروسہ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ مال غنیمت سے بھی مستغنی ہو جاتا ہے۔ وہ اون اور کتان تلاش کرکے بخوشی اپنے ہاتھوں سے محنت کرتی ہے وہ چرخہ کاتتی ہے

وہ غربا کی دستگیری کرتی ہے اور حاجت مندوں کو مدد دیتی ہے
قوت وعزت اس کا لباس ہوتے ہیں وہ آئندہ خوش ہوگی
اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ تو اُس کو دعائیں دیتے ہیں۔ اس کا
خاوند بھی اُس کی تعریف کرتا ہے (ضرب الامثال سلیمان)۔

" بہت سے بڑے بڑے کارخانوں کے مالک اشتراک کے اصول کو صنعتی کاربار کے ساتھ ملانے کی کوشش کر چکے ہیں انہوں نے ان لوگوں کو جنہوں نے اُن کی گذشتہ دولت کمانے میں مدد دی۔ آئندہ منفعت میں شریک ہونیکا موقعہ دیا ہے۔ ایسے مالکوں کا یہ مدعا رائے ہے کہ سرمایہ اور محنت کی معاندت کو دور کریں اور اپنے کاریگروں کے درمیان قناعت کا خیال پھیلائیں۔ اس طرح سے وہ مزدور جنہوں نے اپنی کمائی پس انداز کرکے سیونگس بنکوں میں جمع کرا رکھے تھے۔ ان کارخانوں کے حصہ دار ہو گئے۔ جہاں وہ پہلے محنت کیا کرتے تھے "۔

شہر سیلی فاکس کے دو بڑے کارخانے یعنی جمیز اکرویڈ اور جان کروسلے کے کارخانے مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں میں تبدیل ہوگئے ہیں اصل میں ان میں اس منشا سے تغیر کیا گیا تھا۔ کہ ان کے منیجر مزدور اور دیگر متعلقین اشتراک کرینگے۔ اس خیال سے کارخانوں کے ڈائرکٹروں نے حصے مقرر کرنے میں ان کا سب سے پہلے خیال رکھا "۔

" ہم پہلے ایڈورڈ اکرویڈ کے پارک شائر کی کوٹھی میں بنی نوع انسان کے مفید کام کرنے کی طرف اشارہ کر چکے ہیں۔ اب ہم کارخانہ کروسلے کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کی قالینیں اور غالیچے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ ہم کو اُن کے تذکرہ سے بالخصوص اس واسطے خوشی ہوتی ہے کہ ان کی تاریخ بیان

کرنے سے یہ کتاب غالبًا مفید ہو جائیگی۔ گو بعض ناظرین کو وہ دلچسپ معلوم نہ ہو۔

اس کارخانے کا بانی جان کروسلے تھا وہ یارک شائر کے ایک قدیم خاندان کے ہاں پیدا ہوا۔ اس کا دادا ہیلی فاکس کے قریب گنگس کراس میں رہتا تھا۔ اس کے والدین بھی معزز سمجھے جاتے تھے۔ اس نے عمدہ تعلیم پائی۔ مگر اس کو کاروبار کا شوق ہرگز نہ تھا۔ بلکہ وہ اپنے وقت کا بہت سا حصہ شکار میں صرف کر دیتا تھا۔ مگر اس کی بیوی کی طبیعت بالکل مختلف تھی وہ محنتی مستعد اور خانہ داری کے کاروبار میں عمدہ منتظم تھی وہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے خاوند اور کنبہ کیلئے معاش پیدا کرتی تھی۔ اس طرح پر کہ اُس نے ہیلی فاکس کے قریب جوار میں ایک سکول جاری کیا ہوا تھا۔ جس میں لڑکیوں کے خورد و نوش کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

اس عورت کا ایک بیٹا جو بعد میں جان کروسلے کا باپ ہوا قالین بافی کا کام سیکھتا رہا۔ اس نے یہ کام مسٹر ویسٹ [illegible] میں سیکھا اور بعد میں اس کی ایک بیٹی سے شادی کر لی۔ جان کراسلے بھی اپنے [illegible] کے ہاں قالین بافی کا کام کرتا رہا۔ اور جب شاگردی کی میعاد ختم ہو گئی تو وہ مسٹر کراسلے کے کارخانہ واقعہ لنڈن فٹ میں قالین بافی کرنے لگا۔ جب وہ اس کارخانہ میں کام کیا کرتا تھا۔ اُس کے آقا نے ایک عمدہ رہائشی مکان تعمیر کیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے آقا نے مکان بنانے کے واسطے روپیہ بہت اندازہ کیا ہوا ہے۔ مگر بعد حالات سے ثابت ہو گیا کہ اس سے روپیہ [illegible] کیا ہوا تھا۔ مسٹر کراسلے نے اپنے فورمین کو بتایا کہ پانچ ہزار پونڈ خرچ ہوتے تک تو میں مکان کا حساب و کتاب رکھتا رہا

بعد ازاں میرا دل ایسا بیزار ہوا باوجودیکہ مکان مکمل نہ ہوا تھا میں نے حساب کتاب کی یادداشت جلا دی۔ میں نے یہ سب کچھ ایک عورت یعنی اپنی بیوی کے خوش کرنے کو کیا تھا۔ گو مسٹر کروسلے کاروبار کا انتظام بخوبی کر سکتا تھا۔ مگر اُس کی بیوی نمود اور نمایش کی نہایت شایق تھی اور جس بڑے اور نفیس گھر میں وہ رہنا چاہتی تھی باعث اُس کے اس کا تمام برباد ہو گیا۔ وہ اس مکان کے مکمل ہونے کے بعد مر گیا۔ اور پھر اس کا تمام کارخانہ ٹوٹ گیا۔"

"مسٹر کروسلے کے ہاں سے رخصت ہو کر جان کراسلے ہیلی فاکس میں چلا آیا۔ وہاں اُس نے مسٹر جاب لیسن کے کارخانہ قالین کا چارج لے لیا اب وہ بیوی تلاش کرنے لگا۔ اس کے تعشق کی داستان عجیب و غریب ہے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان کروسلے کو خوبی قسمت سے عمدہ بیویاں ملتی رہیں اور اس خاندان کو اپنے مردوں اور عورتوں دونوں سے بدرجہا زیادہ فارغ البالی اور دولت ملی ہے"

مارتھا کروسلے بعد میں جان کروسلے کی بیوی ہوئی انگلستان کے ایک مقام فول مل میں جو انیلتھارپ پارک کے قریب ہے پیدا ہوئی اس کا پڑدادا مسٹر ز دہقان تھا۔ اس کے بیٹے نے بھی کاشتکاری کا کام سیکھا۔ سب سے چھوٹے بیٹے ابراہیم نے کاشتکاری باقاعدگی اور دل صاف کرنی سیکھی۔ شادی کرنے کے بعد اس کے ہاں تین بچے ابراہیم ٹامس اور مارتھا پیدا ہوئے۔ پہلا جو سب سے بڑا تھا جان کراسلے کی بیوی کا باپ تھا"

ابراہیم کو کاشتکاری اور دستکاری کی تربیت بھی دی گئی تھی

مگر یہ یاد رہے کہ اس زمانہ میں صنعت وحرفت کو وہ رونق حاصل نہ تھی جو آج کل ہے بعد ازاں وہ اپنے ٹاسن کے ساتھ کپڑا بنانے میں شریک ہوگیا مگر شادی کے بعد شراکت ختم ہوگئی - پھر اس نے ایک زراعتی فارم یعنی کھیت مول لے لیا - اور اپنے بچوں کی پرورش اور تربیت کرنے لگا ۔"

"گو ابراہیم ٹرنر کے پاس زمین تھی - وہ اس بات میں اپنی بہتری سمجھتا تھا - کہ اس کی بیٹی مارتھا کسی شخص کے ہاں ملازمت کرے جب اُس کی عمر پندرہ سال کی ہوئی - تو اُس نے والٹ ایس اولڈفیلڈ کے ہاں ملازمت اختیار کی اُس کو خادمہ باورچن اور گھر کی منتظمہ کا کام کرنا پڑتا تھا اس کے علاوہ وہ صبح شام چار پانچ گائیوں کا دودھ [illegible] دوہتی تھی اولڈفیلڈ کے ہاں دس سال تک رہی - پہلے پہل وہ پندرہ پنس ہفتہ وار اجرت لیتی رہی دو سال بعد اٹھارہ پنس تک بڑھا دی گئی - اور نو سال کی ملازمت کے بعد بڑھتے بڑھتے چھ گنی سالانہ تنخواہ ہوگئی اس عرصہ میں مارتھا ٹرنر نے محض کفایت شعاری سے تیس پونڈ پس انداز کر لئے ۔"

"جان کروسلے کارخانہ کارخانہ کروسلے کا بانی اور مارتھا ٹرنر کا بانی ابتداء میں قالین باف تھا - ایک روز ملازمت کے وقت جب وہ کرگھے پر کام کر رہا تھا - وہ شراب پیکر سیاہ بوتل کو نیچے رکھنے والا تھا کہ وہ نیچے گر پڑی بوتل کے ایک ٹکڑے سے اُس کو ایک ایسا سخت زخم لگا کہ یہ اندیشہ ہوگیا کہ خون نکلتے نکلتے وہ مر جائیگا وہ اب کرگھے پر کام نہ کرسکتا تھا - اور وہ اپنا ہاتھ گلے میں ایک پٹی پر ٹکائے ہوئے ادھر اُدھر پھرتا تھا - اس کے مالک نے [illegible] اُس کو کہا - جان اب تم کام تو نہیں

کرسکتے - کیا تم کرسکتے ہو یا نہیں کرسکتے - جوان نے جواب دیا کیوں نہیں اس نے
نہایت ہوشیاری سے کر کے گھوڑے کو چابک لگا دی اور ایک جھٹکے سے اٹھا ہوا تھا غائب کر دیا
اس کا مالک اس کے ہنر کا ایسا قائل ہو گیا کہ پھر اس کو گھوڑے پر نہ لگایا بلکہ
کر دیا اپنے بازو کے مجرموں کے ہمراہ سنگین واقعہ کو اپنی زندگی کا ایک
مہتم بالشان واقعہ خیال کرتا تھا "

" اس اثنا میں یہ عشق بڑھتا رہا مگر مارگریٹ کا باپ جو ایک
مغرور دہقان تھا پسند نہ کرتا تھا اس نے صاف صاف کہہ دیا میں اپنی
بیٹی کو جلا دوں یا جلاوطن کر دوں لیکن ایسے شخص سے شادی کرنے کی اجازت ہرگز
نہ دوں گا - اس کے عشق کی داستان خود مارگریٹ کے الفاظ سے بہتر معلوم
ہو سکتی ہے "

" ایک روز شام کے وقت میں اپنے گھر کے پاس ٹہل رہی تھی وہاں ایک
نوجوان مرد کھڑا ہوا تھا اس نے مجھ سے پوچھا کیا تم ایک عاشق چاہتی
ہو میں نے جواب دیا میں شادی کرنا نہیں چاہتی تم کو کیا عاشق چاہتی
ہوں - جب میں اس کو پہچان گئی کیونکہ میں اکثر اوقات پہلے بھی
اس نوجوان کو اپنے مکان کے قریب پھرتے ہوئے دیکھا کرتی تھی
مگر میں نے اس سے سارا ماجرا ذکر نہ کیا تھا اس کا نام جان کوچے
تھا جب میری آقا کو اس کا حال معلوم ہوا تو اس نے اس نوجوان مذکور
کی مخالفت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور بیان کیا کہ یہ شخص کے
علاوہ میرے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا - مگر وہ بڑا ہی بدمعاش
تھا - جب میری آقا جان کو سمجھانے لگی تو مجھ سے کہنے لگی وہ کہتی تھی کہ
نوجوان کو دوسرے کے پاس رہنا چاہئے "

"ایک روز مجھے اس کا ایک مشتاق امیز خط ملا جس کو میں اب لفظ بلفظ دہرا سکتی ہوں۔ میرے چند اور چاہنے والے بھی تھے۔ مگر جان کروسلے کی طرح مستقل مزاج اور مستعد نہ تھا۔ اس نے مجھے اپنے ساتھ شادی کرنے کی بہت ترغیب دی آخر اس نے ایک خط بھیجا اور بیان کیا کہ نورجا رج یارڈ میں جو اس کے کارخانہ کے قریب ہے ایک مکان خالی اور وہاں ملنے کا خوب موقعہ ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں پانچ نومبر کو گھر جانے والی ہوں اور اس راستہ سے گذرتی ہوئی اس مکان میں ملوں گی۔

جب میں گھر پہونچی تو اپنے والدین سے اس بارہ میں اجازت چاہی اُس وقت انہوں نے بہت اعتراض نہ کیا مگر میں مس اولڈ فیلڈ کے مکان میں دو تین روز سے زیادہ نہ رہی کہ انہوں نے میری بہن گریس کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم جان کروسلے سے شادی کرو۔ اور اگر تم اس سے شادی کروگی تو ہم تمہارا منہ نہ دیکھیں گے۔"

"جب میری بہن چلی گئی تو میں نہایت غمگین اور مایوس ہو اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ اور کتاب مقدس کو کھولا۔ کتاب کھولتے ہی یہ الفاظ میری نظر پڑے جب تیرا باپ اور تیری ماں تم کو چھوڑ دیں تو خدا تیری دستگیری کریگا۔ اس سے میرے دل کو بہت سا اطمینان ہوگیا اور میں نے خیال کیا کہ اس معاملہ میں خدا میرا معاون ہے۔ مجھے اپنے فرض کا کسی طرح شک نہ رہا۔ میں نے جان کروسلے کی درخواست کو منظور کیا اور ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۰۰ میں ہماری شادی ہوگئی۔"

مسٹر کروسلے کی یہ بڑی خوش قسمتی تھی کہ اس نے ایک عمدہ اور نیک عورت سے شادی کر لی۔ اس روز سے وہ اُس کی مددگار اُس کے کام میں

شریک ہونیوالی اور اُس کی تشفی کرتی رہی وہ اپنے خاوند کو تمام جد و جہد میں مدد دیتی رہی اور ایک لحاظ سے وہ خاندان کروسلے کی پشت و پناہ تھی"

"مسٹر جاب لیز کی وفات کے بعد مسٹر کروسلے اس کی قالین بافی کے کارخانہ کو چھوڑ کر دو اور شخصوں کے ساتھ شریک ہو کر کلیں وغیرہ بنانے اور کام چلانے لگا۔ اس نے کارخانہ کو چھوڑ دیا اور کارخانہ ڈین کلف کرایہ پر لے لیا۔ اور وہاں وہ اپنے بھائی ٹامس اور جیمز ٹریورس کے ساتھ شریک ہو کر انکا ایک خاص طرح کا کپڑا بنتے رہے جان کروسلے اس کارخانہ کے جس کو وہ چھوڑ کر چلا آیا تھا۔ کرگھوں کا انتظام کرتا اور سوت کاتتا اور رنگ کرتا رہا۔ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نئے کارخانہ میں پرانے کارخانہ کے واسطے رنگنے اور کاتنے کا بہت کام کرتا۔ پھر ایک نہایت تنزل کا وقت آیا۔ پرانے کارخانہ میں اپنا کام لے لیا اور سوت کاتنے اور رنگنے کے واسطے کسی اور جگہ دے دیا۔ اس سے نئے کارخانہ کو بہت نقصان پہونچا۔ لیکن آخر کار پہلے سے زیادہ مستعدی کفایت شعاری اور مستقل مزاجی سے اس کا معاوضہ ہو گیا۔ مسز کروسلے اپنے خاوند کی محنتوں اور ذمہ داری میں پورا پورا حصہ لینے لگی"

اُس نے اپنی سوانح عمری کے قلمی نسخہ میں لکھا ہے "قالین بافی کے سوا ہم تھان اور کمبل بھی بنایا کرتے تھے۔ موخر الذکر دونوں کاموں کا میں خود انتظام کرتی تھی۔ ایک وقت میں ہمارے ہاں ان چیزوں کے بنانے والے ایک سو ساٹھ ملازم تھے۔ چرخہ کرگھوں پر پٹیاں اور برسیں ایک پینڈ والوں کے پاس بھیجا کرتی تھی۔ اور دیہات میں بنجاروں کی طرح فروخت کرتے تھے۔ میں قالین بافی کے کام میں بھی مدد دیتی تھی۔ میں صبح کے چار بجے

اٹھتی تھی۔ اور ایسی سرگرمی سے کام کرتی تھی کہ ناشتہ کھانے سے پیشتر جب بچے جماعت کو اپنے گھروں سے روانہ ہوتے تھے میں دو شلنگ کما لیتی تھی۔

کروسلے اور اس کے بھائی کی شراکت میں سال تک رہی جب یہ میعاد ختم ہو گئی۔ حصہ داروں نے آپس میں اندوختہ روپیہ کو تقسیم کر لیا۔ کل روپیہ چار ہزار دو سو پونڈ تھا۔ ہر ایک کو چودہ چودہ سو پونڈ ملے۔ چودہ سال کی سخت محنت سے اتنا روپیہ پیدا کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر اس وقت ڈین کلف کا کارخانہ بہت چھوٹا تھا۔ اور ہر حصہ دار کاتنے رنگنے اور بننے کا کام اپنے ہاتھ سے کرتا تھا۔ مسز کروسلے کہتی ہے کہ یہ چودہ سو پونڈ بہت مفید ہوئے فی الحقیقت ان سے ابتدا ہی ہوئی۔ جان کروسلے نے آخر تمام کارخانہ ڈین کلف خرید لیا۔ اس کے آٹھ بچے تھے جن کے ذریعہ معاش کی اس کو فکر کرنی پڑی۔ اس نے اپنے بچوں کو زیادہ تر اپنے کاروبار میں لگا دیا۔ وہ بھی اپنے والدین کی مثال کی تقلید کرنے لگے۔ اور کفایت شعار مفید اور معزز بن گئے۔

کارخانے کے بانی جان کروسلے کا قول ہے میں اپنی زندگی کے دوران میں آدمیوں اور چیزوں کا بخوبی مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ میں نے اپنے پڑوسیوں کے بچوں کی تربیت میں بہت سے نقص دیکھے بعض شخص اپنے بچوں پر سختی کرتے تھے۔ اور وہ اُن کو ہر وقت گھر میں بند رکھتے تھے۔ اُن کو دنیا دیکھنے نہ دیتے تھے۔ چنانچہ جب والدین نے وفات پائی اور ان کا طبعی ظرف گھٹ گیا۔ اور تمام بندش دور ہو گئی۔ وہ دنیا میں بھیڑوں کی طرح نکلے۔ اور ہر ایک چیز اپنی توقع سے بالکل مختلف

پائی۔ مسٹر کروسلے کا قول ہے کہ ایسے نوجوان آدمی جنکا کوئی راہنما کرنے والا نہ تھا۔ جلدی ہی آوارہ اور تباہ ہوگئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ بعض والدین اپنے بچّوں سے نہایت نرمی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ دنیا کی مشکلات برداشت کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ اور اُس کشتی کی طرح جو بودی اور کمزور ہونیکے باوجود سمندر میں ڈال دی جائے وہ جلدی ہی بحرِ زندگی میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اس واسطے مسٹر کروسلے نے افراط تفریط دونوں سے بچنے کی کوشش کی اور حتی الامکان اپنے بچوں کو زندگی سے بہت کچھ علم سکھایا۔ جب وہ گھر میں تھا وہ اپنے ایک بیٹے کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ یا جب وہ گھر سے باہر جاتا تھا تو وہ ان میں سے ایک کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس طرح ان کو زندگی کا بہت سا علم ہو جاتا تھا۔ اور وہ دنیا میں نیکی اور بدی کا بہت کچھ حال جان گئے تھے۔ اور جب وہ بڑے ہوئے تو وہ اپنی زندگی کو زیادہ مفید طور پر استعمال کرنے لگے

خاندان کروسلے کی تمام تاریخ بتانی ضروری نہیں۔ جان کروسلے [illegible]ء میں راہ گیر ملک عدم ہوا۔ جس کے بعد اس کارخانہ کا کام جان جوزف اور سر فرانسس کروسلے بارٹ چلانے لگے۔ آخر الذکر اپنی وفات کے وقت پارک کی کوٹھی کے مغربی حصّے کی طرف سے ممبر پارلیمنٹ تھا۔ [illegible]ء میں اس نے زمین کا ایک عمدہ قطعہ خرید کر ہیلی فاکس کی میونسپل کمیٹی کو پیش کیا۔ تاکہ لوگوں کی گلگشت اور سیر کے لئے رمنا بنایا جاوے۔ اس قطعے کو پیش کرنے کے وقت اُس نے یہ تقریر کی "منجملہ دیگر چیزوں کے [illegible]

اور اپنے [illegible]

رہا ہوں بیس سال کا ذکر ہے کہ ہم اس سوال پر گفتگو کرتے رہے تھے اور میں نے کہا تھا۔ کہ روپیہ کمانے کی فکر کرنا۔ جنون میں داخل سمجھنا چاہیے کیونکہ بعض لوگ صرف اس واسطے روپیہ کماتے ہیں کہ خوشی حاصل ہو لیکن میں اس کو حباب کی طرح سمجھتا ہوں۔ یعنے جب اُس کو پکڑ لیا جاوے تو یہ پھوٹ جاتا ہے۔ اگر میں شریف نسل سے ہوتا یا میں اپنا شجرہ نسب ولیم منصور کے پیراؤں سے ملا سکتا تو مجھے کچھ فایدہ نہ ہوتا۔ اور مجھے اس سے کچھ فایدہ بھی نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ میں ایک ادنےٰ جماعت میں پیدا ہوا تھا مجھے ان لوگوں کا ذکر کرنے کی اجازت دی جائیگی جو اس عزت میں میرے ساتھ شریک ہونا چاہئیں۔ میری والدہ ایک دہقان کی بیٹی تھی۔ جو اپنی جاگیر پر رہتا تھا۔ گو یہ جاگیر بڑی نہ تھی پر اس خاندان میں نسلاً بعد نسلاً چلی آئی تھی۔ میری بیوی کے باپ نے وہی غلطی کی جو یعقوبؑ نے کی۔ یعقوبؑ جس طرح یوسفؑ سے بہت محبت کرتا تھا اسی طرح اس کا باپ اس کو بہت چاہتا تھا۔ میری ماں کی عمر سترہ سال کی تھی۔ اور اس کی طبیعت تیز تھی اس نے کہا کہ میرے ساتھ گھر میں انصاف نہیں ہوتا۔ اور میں دنیا میں اپنا راستہ بنا کر ہی چھوڑوں گی خواہ نتیجہ کچھ ہی ہو وہ اپنے باپ کی مرضی کے برخلاف ملازمت کرنے چلی گئی۔ وہ شخص بھی یہاں موجود ہے جو میری بیوی کو ملازم رکھنے والے خاندان سے ہے میری مراد مسٹر اولڈ فیلڈ سکنڈ سٹاک بین بیلی ہاکس بورڈ آف کاؤنٹیس کے پریزیڈنٹ سے ہے اس ملازمت میں وہ خود خادمہ منتظمہ اور باورچن کا کام کرتی تھی۔ اصلاً اس سے علاوہ وہ ہر روز صبح اور شام چھ گائیں دوہتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ گھر کو ایک چھوٹے

سے محل کی طرح صاف اور ستھرا رکھتی تھی۔ مگر یہ اس کام کے واسطے کافی نہ تھا اس کی آقا اُون لے آتی تھی۔ اور وہ اون کاتا کرتی تھی۔ اور ایک پونڈ سے چھتیس ہینکس اُون نکالتی تھی۔ اس طرح وہ اپنی آقا کے واسطے بہت سا روپیہ کماتی تھی۔ علاوہ اس کے گھر کا تمام کام وہی کرتی تھی"

مذکورہ بالا عبارت اُس قلمی مسودہ سے لی گئی ہے جو سر فرانسس نے اپنے والد کی یادگار میں لکھا ہے پھر وہ کہنے لگا۔ ڈین کلف کے کارخانہ میں میری والدہ حسب معمول مستعدی سے گئی جب وہ اس کے احاطہ کی طرف صبح کے چار بجے جا رہی تھی اس نے یہ سوگند اٹھائی اگر خدا نے ہم کو اس جگہ برکت دی تو غریب لوگوں کو بھی اس سے حصہ دیا جائیگا۔ اُس نے یہ حلف نہایت صدق دل سے اُٹھائی تھی اور نہایت ایمانداری سے اُس کا ایفا کیا گیا۔ اور میرے خیال میں میرے والد کی کامیابی کی یہی وجہ تھی۔ میری والدہ ہمیشہ اس خیال میں رہتی تھی کہ یہ حلف کس طرح پورا ہو وہ اپنے بچوں کو ہر وقت یہ نصیحت کرتی تھی اپنی اشیاء کو اصلی لاگت سے کم قیمت پر کبھی فروخت نہ کرو۔ کیونکہ اس طرح تمہارا نقصان ہوگا۔ اور کسی کو ہمیشہ کے واسطے فایدہ نہ ہوگا۔ لیکن اگر تم موسم سرما میں لوگوں کو ملازمت دے سکو تو دیتے رہو کیونکہ جب کوئی مزدور گھر جائے اور وہ اپنے بچوں کو بھوک کی وجہ سے روتے ہوئے دیکھے اور اُس کے پاس اُن کے کھلانے کے لیئے روٹی نہ ہو تو اُس کو بڑا افسوس ہوتا ہے +

اب یہ بیان کیا جاتا کہ سر فرانسس کروسلے نے اپنی والدہ کے حلف کو کس طرح پورا کیا اُس نے لکھا ہیں وسط ستمبر ۱۸۵۵ء کو علے الصبح نیویارک سے کوہستان سفید کی طرف روانہ ہوا۔ صوبہ جات متحدہ امریکہ کے اس

سلسلہ کوہ کا نظارہ نہایت شاندار ہے کوہ سفید کے ہوٹل میں جاو پہنچنے کے وقت میں شام کے وقت اکیلا ہی سیر کرنے گیا۔ یہ ایک خوبصورت مکان تھا۔ آفتاب کوہ واشنگٹن کے عقب میں غروب ہو رہا تھا اور اُس کی زریں کرنیں نہایت دلکش معلوم ہوتی تھیں۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں خداوند تعالیٰ کی حضور میں ہوں میں نے کہا اللہ عزوجل شانہٗ کی تمام نعمتوں کے معاوضہ میں میں کیا کروں اے خدا تیری رضا کس بات میں ہے اس کا جواب فی الفور ہی مل گیا میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ میں اپنے ملک کے ہزارہا باشندوں کو یہ نظارہ دکھانے کے واسطے نہیں لا سکتا۔

مگر میں یہ نظارہ ان کے پاس لے جا سکتا ہوں۔ فن اور فطرت کو اس طرح سے ترتیب دینا ممکن ہے کہ ہیلی فاکس کے ہر ایک مزدور کی وہاں تک رسائی ہو سکے یعنے ایک ایسی جگہ بنائی جائے کہ جب مزدور دن بھر کی محنت سے واپس آئیں۔ تو وہاں سیر کر سکیں یہ مجھکو ایک نہایت شاندار خیال معلوم ہوا۔ میں گھر چلا گیا۔ اور خوب سو رہا۔ صبح کو یہ خیال میرے دل پر اور بھی نقش ہو گیا۔ دس ستمبر کو جب میں کوہ سفید کی طرف روانہ ہوا تھا تو مجھے رمنہ بنانے کا مطلق خیال نہ تھا۔ جب میں اپنے وطن میں واپس آیا تو میں نے اس خیال کے پورا کرنے کی بہت کوشش کی گو مجھے بہت مشکل پیش آئی مگر میں اس کام کا بیڑا اٹھانے سے بالکل نہ جھجکا۔ اور میں خوش ہوں کہ میری کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ آج عوام کے فائدہ کے واسطے ایک رمنہ کھولا گیا ہے۔

یہ رمنہ اگست ۱۸۶۷ء میں کھولا گیا تھا۔ یہ شہر ہیلی فاکس کے

وسط میں واقع ہے اور ساڑھے باراں ایکڑ زمین پر بنا ہوا ہے سر فرانسس
کروسلے کے اس پر ۵ سو ہزار پونڈ خرچ ہوئے۔ اس نے شہر کی میونسپل کمیٹی کو
چھ ہزار تین سو پونڈ کی رقم اس غرض سے تھی کہ بنک میں جمع کرا کر اس کے
سود سے رمنہ کے اخراجات چلائے جائیں۔ ۱۸۶۰ء میں سر فرانسس کروسلے
کا ایک عمدہ بت جو مسٹر جوزف ڈرہم نے تیار کیا تھا رمنہ مذکور میں رکھا گیا
تا کہ جو لوگ اس شاہانہ رمنہ کو دیکھیں۔ وہ عطا کرنے والے کی شکل و صورت
بھی دیکھیں اس بت کی لاگت عوام کے چندہ سے ادا کی گئی۔ چندہ ادا کرنے
والوں نے تمام پولیٹیکل فریقوں کے آدمی شامل تھے۔ اس بت کی تیاری
میں اٹلی کے اس انقلاب کی وجہ سے تاخیر ہو گئی جس سے وکٹر ایمانیول
اٹلی کے تخت پر بیٹھا۔ جب کارارہ میں کان کن سنگ مرمر کی وصلیں
کاٹ رہے تھے۔ جس سے بت بنایا جاتا تھا تو انہوں نے آزادی نامی
کا نعرہ سنا اور ساتھ ہی گاری بالڈی کا نام سنائی دیا۔ وہ اپنا کام
چھوڑ کر اس مشہور سپہ سالار کے تلے جمع ہونے کے واسطے چلے گئے اس
اس بت کے مقابل طرف میں یہ کتبہ لگا ہوا تھا۔ یہ بت فرینک کروسے ممبر
پارلیمنٹ و سٹرائی ڈنگ یارڈ کا ہے جس نے عوام کے فایدے کے واسطے
ایک رمنہ عطا کیا تھا۔ شہر ہیلی فاکس کے باشندوں نے چودہ اگست
۱۸۶۳ء کو یہ بت اس کی یادگار کے طور پر کھڑا کیا کیونکہ وہ اس لائق تھا
کہ اس کی فیاضی اور دریادلی کی یادگار باقی رہے ۔

مگر بارتھ کروسلے کی حلف ابھی پورے   طور سے پوری نہ
ہوئی تھی جس نے کہا تھا۔ اگر ہم کو خدا اس جگہ میں برکت دیگا۔ تو غریب
اس سے فایدہ اٹھائینگے۔ جب اس کا خاوند ڈین کلف کے کارخانہ کا مالک

ہو گیا۔ تو اس نے یہ حلف اٹھایا تھا۔ اور اس کے بیٹوں نے اس حلف کو پورا کر دکھایا۔ ۱۸۶۴ء میں جان کروسلے اور سنز کے تمام کارخانے کلیں گدام اور سرمایہ جو ہیلی فاکس کڈرمنسٹر یان چیسٹر اور لنڈن میں تھا مشترکہ سرمایہ کی کمپنی میں تبدیل کیا گیا۔ یہ کمپنی اس مدعا سے بنائی گئی تھی۔ کہ جتنے لوگ اس کام میں شریک ہونگے وہ مدد کرینگے۔ اور کلرکوں مزدوروں منیجروں اور دیگر متعلقین کو فایدہ رہیگا۔ اگر وہ کمپنی اور اتحاد سے کام کرتے رہیں مزدوروں کو اس کام میں شامل کرنے کے واسطے ایک بڑی معقول رقم قرض دی گئی تاکہ وہ کمپنی کے حصے خرید سکیں اور مزدوروں نے بہت سے حصے خرید لیے بہ نسبت اجنبیوں کے منیجروں اور کام کرنے والوں کو پہلے حصے دیے جاتے تھے ؛؛

اس طریقے کے نتایج بہت اطمینان بخش ثابت ہوئے ہیں ڈائرکٹروں نے رپورٹ دی ہے کہ اس کارخانہ میں جتنے لوگ شریک ہیں وہ سب مستعدی سے کام کرتے ہیں اور کامیابی ہونیکا یہی گر ہے۔ اور اس طریقہ سے توقع سے زیادہ منفعت ہوئی۔ جس کا باعث یہ ہے کہ کام کرنے والے منفعت میں شریک ہوتے ہیں اس وجہ سے وہ نہایت محنت سے کام کرتے ہیں ؛

اس وقت اس کمپنی میں کام کرنے والوں کے تیس ہزار پونڈ کے حصے ہیں۔ مفلسوں کے واسطے جو فنڈ بنایا گیا تھا۔ اس میں سولہ ہزار سے زیادہ پونڈ جمع ہیں اس طرح مارتھ کروسلے کا یہ حلف بالکل پورا ہو گیا ہے کہ غریب اور مفلس جان کروسلے کی دولت سے فایدہ اٹھائینگے ؛

مشترکہ سرمایہ کی ایک نہایت مفید کمپنی میسرز برگس نے ویک فیلڈ کے قریب قایم کی اس کا منشا بھی یہی تھا کہ مزدوروں اور کام کرنے والوں

کو فایدہ پہونچایا جائے۔ ابتدا میں برگس کان کھد وانے کا خود ہی مالک تھا
مگر ۱۸۶۵ء میں اس نے کان کنوں کو بھی شریک کر لیا۔ یعنی جب کسی سال
کی منفعت اصلی سرمایہ پر دس فیصدی سے زیادہ ہوتی تھی تو کمپنی کے
تمام ملازموں کو فاضل منفعت کا نصف بطور عطیہ کے دیا جاتا تھا۔ اور
وہ لوگ اپنی سالانہ آمدنی کے لحاظ سے اس عطیہ کو تقسیم کر لیتے تھے۔
اس کارخانہ کے مالکوں کا مدعا یہ تھا۔ کہ ہڑتالوں کا خاتمہ کریں کیونکہ جب
مزدور غصہ میں آتے تھے۔ تو نہ صرف کام ہی بند کر دیتے تھے بلکہ مالکوں کی
جان کے درپے ہو جاتے تھے۔ اس واسطے یہ ضروری تھا۔ کہ ان سے زیادہ
میل جول کیا جائے۔ کان کنوں کو حصہ دار بنانے کے واسطے مدعو کیا
گیا۔ تاکہ ان کو کارخانہ کی خوش اقبالی میں ذاتی طور پر دلچسپی ہو۔"

"اس تجویز کو اشتراک کو ملکر کام کرنے کے مسئلہ کے موئدوں نے
بہت تائید کی نظر سے دیکھا۔ مسٹر جان سٹوارٹ مل نے اپنی کتاب اصول
سیاست مدن میں صاف طور پر بیان کیا کہ میسرز برگس نے نہایت عمدہ تجویز
اختیار کی ہے اور یہ ملازموں کے فایدے اور تمدنی اصلاح کے عام مفاد
کے واسطے بہت ہی عمدہ اور مروج کرنے والوں کے واسطے باعث فخر ہے
"مسٹر سیڈ ز کانوں کا معائنہ کرنے گیا۔ اور کانوں کے مشترکہ طور پر کھودے
جانے کے کام میں پہلے سال اتنی بڑی کامیابی دیکھکر بہت حیران ہوا اس
نے مالکوں کو کہا میرا یقین ہے کہ یہ تجویز اختیار کر کے تم نے انگلستان کے
واسطے بہت مفید کام کیا ہے اور یہ کہ تھوڑے عرصہ میں تمہارا بہت پیچھا کر
گذرا ہوگا۔ اس کارخانہ کے مالکوں نے پیرس کی عام نمائش گاہ میں اس
بنا پر انعام لینے کا دعویٰ کیا کہ ہمارے کارخانہ میں انگلستان بھر میں

تمام مزدوروں کو خواہ وہ حصہ دار نہ ہوں سرمایہ پر معین فیصدی منفعت
کے بعد نفع میں شریک کیا جاتا ہے"
"مگر یہ ہونہار کمپنی چند سال ہوئے ٹوٹ گئی۔ مگر اس کے ٹوٹنے کا باعث
مالک نہیں تھے۔ بلکہ مزدور اور کام کرنے والے مالک کوئلہ کی قیمت بہت
زیادہ بڑھ جانے کے زمانہ میں نفع پر قانع رہتے تھے۔ مگر مزدور اجرت سے
خوش نہ ہوتے تھے۔ اگر وہ ویلز کے کان کنوں کی طرح آزاد ہوتے تو وہ
بہت زیادہ اجرت مانگنے پر مصر ہوتے۔ مگر اس سے مالکوں کو سخت نقصان
ہوتا۔ پس مزدوروں کو شریک کرنے کا طریقہ ترک کر دیا گیا۔ اور اب مزدور بجائے
نفع کا ایک حصہ لینے کے اجرت پر کام کرنے لگے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ کان
کن اتنے تعلیم یافتہ نہ تھے۔ کہ اس سکیم کے فوائد کی قدر کرتے۔ گو کرس کے
کارخانہ کے بعض مزدور کفایت شعاری کرتے رہے اور اپنے واسطے عمدہ
عمدہ نفیس مکان بنا لیے مگر ان کی تعداد کثیر نے کام اور منفعت کے افزونی
کے وقت اپنی کمائی کو فضول چیزوں اور شراب وغیرہ پر اڑا دیا۔
چند کارخانوں نے جو لوہے کی تجارت کرتے تھے یہ کوشش کی کہ
اپنے کارخانوں میں اشتراک کے اصول کو مروج کریں۔ ازاں جملہ
گرینگ کے کارخانہ مان چیسٹر اور فاکس کے کارخانہ ڈیس برا تھا۔ مگر ان
کارخانوں کو کان کنوں کے لالچ اور کاہلی سے نقصان ہوا۔ اور لوہے
کی تجارت کی رونق بالکل کم ہو گئی۔ مسٹر گرینگ نے بہت جوش سے
کام شروع کیا مزدوروں کے واسطے اس کے نتائج بہت مفید ثابت ہوئے
بعض مزدوروں میں نیک نیتی بلکہ وفاداری کا خیال بھی پیدا ہو گیا
تھا۔ مگر بدقسمتی سے منتظر رہتے اپنے ٹھیکہ سے بڑے جرمانہ سے نقصان

اور اس کارخانہ کا دوالہ نکل گیا ۔ مسٹر گریننگ کا بیان ہے کہ جن انجمنوں میں منفعت کا ایک حصہ مزدوروں میں تقسیم کیا جاتا ہے وہ دوسری انجمنوں کی بنسبت زیادہ کامیاب ہوئی ہیں ۔ اور امید ظاہر کی ہے کہ باقی انجمنیں بھی مزدوروں کو ملازم خیال نہ کرینگی بلکہ سرمایہ کی منفعت میں شریک کریں گی ۔

فاکس کے کارخانہ داروں نے بھی اپنے مزدوروں کو منفعت میں شریک کر لیا ۔ تھوڑے عرصہ سے ہڑتالوں نے ان کا ناک میں دم کر رکھا دن کا کارخانہ بہت دیر تک بند رہا ۔ ۱۸۶۶ء میں ایک طویل ہڑتال کے اختتام پر اشتراک کا طریقہ اختیار کیا گیا ۔ ایک شرط یہ قرار پائی کہ فاکس کے کارخانہ مالکوں کی کسی انجمن کا رکن نہ ہو اور مزدور ایکا کرنے والوں کی جماعت میں شریک نہ ہوں ۔ پہلے یہ ارادہ تھا ۔ کہ منفعت کے لحاظ سے مزدوروں کو عطیہ دیا جائے ۔ بالآخر بیسرز برگس کے کارخانہ کا اصول اختیار کیا گیا ۔ یعنے دس فیصدی سے زائد منفعت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے ۔ ایک حصہ سرمایہ داروں کو ملے اور دوسرا حصہ ان لوگوں کو تقسیم کیا جائے ۔ جو سال بھر محنت کرتے رہے اور اس تقسیم میں ان کی سالانہ اجرت یا تنخواہ کا خیال رکھا جائے ۔ کام کرنے والوں کو یہ بھی موقعہ دیا گیا کہ اپنے پس انداز روپیہ کو کارخانہ میں جمع کرا دیں لیکن تین سال میں صرف ایک مزدور نے روپیہ جمع کرانے کی درخواست کی ۔ روپیہ جمع کرانے کے متعلق فقرہ کو اڑا دیا گیا ۔

لوہے کی تجارت کی کساد بازاری کی وجہ سے پہلے دو سالوں میں کوئی نفع تقسیم نہ ہوا ۔ مگر مزدوروں کو مروجہ اجرت دی گئی اشتراکی

طریقہ کے مروج کے تیسرے سال بعد مالکوں اور ملازموں نے اڑھائی فیصدی تقسیم کی مزدوروں کو پانچ فیصدی اجرت بھی بدپیشگی مل گئی چوتھے سال میں مزدوروں کی اجرت میں دس فیصدی کا اضافہ کیا گیا۔ پھر بھی ان کو اجرت اور تنخواہ کے علاوہ چار فیصدی منفعت تقسیم کی گئی۔ سالانہ کاروبار کے نتیجہ کا اعلان کرنے کے وقت مالک کارخانہ نے کہا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہم نے ہمدردی کی پالیسی اختیار کی ہے میرے خیال میں کاروبار ہمدردانہ اصول پر نہیں چل سکتے۔ مگر اتنا میں بھی کہتا ہوں کہ زندگی کا مدعا صرف روپیہ کمانا نہیں ہے ہم کئی سالوں سے تمہارے ساتھ رہتے سہتے رہے ہیں اور ہم کو تمہارے سے بہت دلچسپی ہو گئی ہے اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ان کی زندگی بہت طویل نہیں ہوتی بیس یا تیس سال کے عرصہ کے بعد ہم سب خاک میں مل جائینگے۔ ہمارا کام اور مالک اور ہی مزدور کرینگے۔ اگر ہم ان لوگوں سے جن کے ساتھ ہم مل جل کر رہتے ہیں کسی قدر دلچسپی نہ لیتے تو بہت ہی تعجب ہوتا پس کارخانہ کے واضح اصولوں کے ترک کرنے اور انتظام کو ہاتھ سے دینے کے بغیر بحیثیت مالک کے ہمارا فرض ہے اور بحیثیت ملازموں کے تمہارا بھی یہ فرض ہے کہ ایک دوسرے کے مفاد کا خیال رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو صدق دل سے کام کرتے رہیں۔"

کوئلے کے مخلوط لوہے کے کام پر بہت مضر اثر پڑنے لگا بعض اوقات کوئلے کی کمی کے باعث لوہے کو تیار کرنے کی بھٹیاں بیکار ہو گئیں۔ کوئلے کی قلت کا بڑا باعث یہ تھا۔ کہ مزدور تھوڑے وقت تک کام کرتے تھے۔ اور کم کام کے واسطے زیادہ اجرت مانگتے تھے تاہم

اشتراء ہیں ہیں ۱/۲ ۳ فیصدی منفعت بطور عطیہ کے دی گئی۔ بہت سے مزدوروں نے روپیہ کی معقول رقم پس انداز کر لی دو سرے سال ساڑھے تین فیصدی منفعت تقسیم کی گئی۔ کوئلے کا قحط جاری رہا اور بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ کارخانوں کے مالک اجرت کی شرح بڑھانے کے برخلاف جلسے کرتے تھے۔ اور مزدوروں کے ایکوں کی مخالفت کرتے تھے۔"

کارخانہ فاکس اور ہیڈ کے ایک حصہ دار مسٹر ہیڈ نے مزدوروں کو نہایت پر زور الفاظ میں مشورہ دیا۔ اُس نے کہا ان ایکوں پر بالکل خیال نہ کرو اور آنکھیں کھولو۔ جہاں تک ہو سکے روپیہ بچاؤ اور بڑھاپے کی پیشبندی کرو۔ کیونکہ کبھی نہ کبھی بیماری ضرور آئے گی۔ کفایت شعاری کے واسطے تخفیہ کرو عمدہ کتابیں پڑھو شہر میں اب عمدہ کتب خانہ قائم ہو گیا ہے اور تم کو ہر طرح کا موقعہ حاصل ہے اگر دوسرے راست بازی اور دیانت داری کا دم بھریں تو اُن کی بات پر اعتبار کرو تاکہ تم پر بھی اعتبار کیا جاوے اور میں تم کو ایک فہمایش کرتا ہوں کہ تم معقولیت صاف گوئی اور راست بازی سے کام لو۔ جو کہ سمجھدار انگریزوں کا خاصہ ہے یہ ثابت کر دو کہ اگر تمہارے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہے تو تم اُس کی قدر کرتے ہو۔ اور جو لوگ تمہارے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں تم اُن کی داد دیتے ہو خبردار کہ عدم ہمدردی سے تم بہترین مالکوں کا زوال کر دو گے اور صرف ایسے مالک رہ جائیں گے جو ظالم اور زبردست ہیں۔ جو لوگ تم کو خود غرضی یا اندھا دھند جوش سے کام کرتے تھے۔ اُن کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ اپنی ذاتی اغراض کی خاطر تم کو مشکلات میں مبتلا کر کے تمہاری ذرا بھی پرواہ نہیں کرینگے

اس قسم کے آدمی نابینا ہوتے ہیں اور اُن کی پیروی کرنے والے بھی نابینا ہی ہوتے ہیں۔ اگر تم ان کی پیروی کروگے تو تمہارا کوئی ساتھ نہ دیگا۔ اور تم کسی اندھے کوئیں میں گر پڑوگے"۔

مگر باوجود اس نصیحت کے کچھ فایدہ نہ ہوا۔ مزدوروں کی اجرت بیس فیصدی بڑھ گئی۔ اور عطیہ منفعت کا خاتمہ ہوگیا۔ کوئلہ کا قحط جاری رہا۔ مالکوں کو بجائے نفع نقصان ہونے لگا۔ کوئلے کی قیمت کم ہوگئی۔ کارخانے دو ماہ تک بیکار پڑے رہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کارخانہ کے محاسب مسٹر وارٹ ہوس نے یہ رپورٹ پیش کی کہ سال بھر کی کمائی مصارف اجرت اور دیگر اخراجات سے زیادہ تھی۔ مگر وہ اتنی کافی نہیں کہ سرمایہ کے سود اور دیگر قرض ادا ہوسکیں۔ پس یہ بیان کرنا میرا فرض ہے کہ فی الحال مالکوں یا مزدوروں کو منفعت بطور عطیہ کے نہیں مل سکتے"۔

۱۸۷۵ء میں کوئی رپورٹ شائع نہ کی گئی تھی۔ البتہ یہ اعلان کیا گیا کہ منافع تقسیم نہ ہوگا۔ اور کارخانہ مشترکہ سکیم جاری رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ مشترکہ کارروائی کی اجرائے کے دوران میں آٹھ ہزار پونڈ بطور عطیہ کے تقسیم کیے گئے۔

بعدازاں مسٹر جوزف وہسٹ ورتھ نے اپنے مزدوروں میں منفعت کا ایک حصہ تقسیم کرنیکا ارادہ ظاہر کیا گو یہ بیان نہ کیا کہ کس اصول پر منفعت تقسیم کی جائیگی۔ اس کے ارادہ کی خبر سنکر انگلستان کے مشہور مصنف کارلائل نے سر جوزف کو ذیل کا خط لکھا

"خدا کرے کہ انگلستان کے سرمایہ دار سب تمہاری طرح بنی نوع انسان سے ہمدردی کرنے والے ہوں۔ انگلستان کی صورت سے مجھے اسید خصوصاً ظاہر ہوتی ہے سرمایہ اور محنت کا سوال ہمیشہ پیدا ہوتا

ہے۔ اور قدیم خیال کی رائے سے اس کا حل نہیں ہو سکتا مجھکو دو باتوں کا پورا پورا یقین ہے۔ پہلی یہ کہ سرمائے اور محنت کا اس وقت تک کبھی اتفاق نہیں ہو سکتا۔ جب تک سرمایہ دار اور مزدور یہ فیصلہ نہ کریں کہ وہ شروع سے اخیر تک راستبازی کو مد نظر رکھیں گے۔ اور دیانت کو اپنا نہایت اعلےٰ مقصد قرار دینگے۔ اور اپنے خالق کے ابدی احکام کو مانیں گے دوسری بات یہ ہے جو کوئلے کی ہڑتال یا کسی اور ہڑتال کی نسبت بہت زیادہ افسوسناک ہے یعنے تمام اہل انگلستان اپنے کام کو بری طرح ترش روئی اور عجلت میں کرنے ہیں اپنا زیادہ سے زیادہ نفع خیال کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے اور سو سال پیشتر کے وقت میں عظیم الشان فرق ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ اہل انگلستان کام کرنا چاہتے تھے۔ اور خداوند کریم سے یہ دعا مانگتے تھے۔ کہ انکی روزانہ محنت میں برکت اور کام کو بخوبی انجام دینے میں مدد دے مگر اب کیا دوکاندار کیا مزدور اور کیا محنت و مشقت کرنے والے شیطان کے مرید ہو گئے ہیں اور اس سے یہ دعا کرتے ہیں "اے دغا کاری بدی اور جرایم کے پیدا کرنے والے ہمکو یہ توفیق دے کہ ہم اپنا کام شتاب کاری اور بری طرح سے کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ نفع لیں۔ تو اس ہماری دعا کو قبول کر۔ آمین"

مگر خوش قسمتی سے یہ خط مین صداقت نہیں۔ اور شیطان کی جناب میں جو دعا کی گئی ہے وہ بھی صدق دل سے نہیں کی گئی۔ رائٹ آنریبل مسٹر چوبرسٹر نے جس کو سرمائے اور محنت کا بہت کچھ حال معلوم ہے کابڈن کلب کے ایک جلسہ میں بیان کیا "لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک کی حدود کے اندر سرمائے اور محنت کے مابین لڑائی ہو رہی ہے لیکن

جب سے میں جوان ہوا ہوں - میں بھی مزدوروں کو کام پر لگاتا رہا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ کوئی ایسا وقت نہ تھا - جب مالکوں اور ملازموں کے تعلقات اس سے بہتر ہوں ۔

متوفی مسٹر فرانسس کروسیلے نے کہا تھا کہ بعض لوگوں کے درمیان ایک غیر معقول خیال پایا جاتا ہے بعض کی رائے ہے کہ مزدوروں کو اپنی محنت سے زیادہ سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنا اچھا نہیں - لیکن یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ صرف اپنی محنت کو ہی فروخت کر سکتے ہیں نہایت عمدہ بات یہ ہے کہ ہر ایک معاملہ طبعی طور پر ہونے دیا جائے - مالکوں کا یہ خیال بھی غلط ہے کہ نہایت کم قیمت کی محنت ہمیشہ نہایت ارزاں ہوتی ہے اگر محنت کی قیمت کم کرنے کی کوشش نہ کیجائے - اور مالک زیادہ مصالحت کو مدنظر رکھیں تو ہڑتال اور زبردستی کے وقوعے بہت کم ہوا کریں

یہ درست ہے کہ موجودہ زمانے اور سو سال سے پیشتر کے عرصہ میں بہت فرق ہے اس وقت انگلستان صنعتی ملک نہ تھا - غلے اون کپاس کے سوا ہم کو تقریباً ہر ایک چیز باہر سے منگانی پڑتی تھی ہم لوہے کا بہت بڑا حصہ سپین سویڈن جرمنی اور روس سے منگاتے تھے - ہم ظروف گلی ہالینڈ سے ٹوپیاں - فلینڈرس سے ریشم - فرانس سے کپڑے اور غلیچے بلجیم سے منگاتے تھے - روئی - اون - کپاس - اور کل سازی کے کاموں کا نام نہ تھا - کوئلہ بمشکل ملتا تھا - کیونکہ کوئلے کی کانوں میں پانی داخل ہو جاتا تھا ۔

سو سال پیشتر ہم دخانی انجن نہ بنا سکتے تھے - اور پل بمشکل تعمیر کرا سکتے تھے - سو سال پیشتر کے تعمیر کردہ گرجوں کا دیکھو اور بھاری

فن عمارت کی حقیقت کھل جائیگی۔ سو سال پیشتر بحیثیت ایک قوم کے ہماری حالت نہایت پست ہوگئی تھی۔ ہمارا ہاں کوئی بندرگاہ نہ تھا۔ ہمارے ہاں جہاز سازی کا کوئی کارخانہ نہ تھا۔ دریا بے تمیز بہہ پڑے پڑتے تھے۔ سڑکوں پر جوق در جوق قزاق پھرتے تھے۔ سکاٹ لینڈ کے باشندے شمالی انگلستان کے دہقانوں سے گذشتہ صدی کے وسط تک جبراً محصول لیتے تھے۔

سو سال پیشتر ہمارے جہاز تباہ و خستہ تھے۔ ان پر قیدی یا بازاروں سے گرفتار کیے ہوئے مزدور کام کرتے تھے۔ سو سال کا عرصہ ہوا کہ جیمز واٹ جو لنڈن میں آلات بنایا کرتا تھا اس خوف سے باہر نہ نکلا کرتا تھا کہ اُس کو پکڑ کر ہندوستان یا امریکہ کے زراعتی کھیتوں میں نہ بھیج دیں سو سال سے بھی کم عرصہ ہوا کہ سکاٹ لینڈ کے کان کن اور مزدور غلام تھے ابھی چالیس سال ہوئے ہیں کہ عورتیں اور بچے کوئلے کی کانوں میں کام کرتے تھے۔ یقیناً ہم خداوند تعالےٰ کی جناب میں دو زانو ہوکر یہ دعا نہیں کر سکتے "کہ وہ سو سال پیشتر کی حالت پھر ہمیں دکھلائے"

سو سال گذرے کہ آئرلینڈ کے ساتھ مفتوحہ ملک کی طرح سلوک کیا جاتا تھا اور باغیوں کو اکثر پھانسی دیکر یا گولی کے ذریعہ مار دیا جاتا تھا۔ نوے کے بیڑے میں بغاوت ہوئی۔ اور اس بغاوت کو خونریزی اور جور و تعدی سے فرو کیا گیا۔ شہروں اور قصبوں میں بدمعاشوں کے گروہ کے گروہ پھیرتے تھے۔ اور وحشیانہ کھیلیں اور وحشیانہ زبان کی وہ کثرت تھی کہ الاماں مجرم پانچ پانچ چھ چھ کرکے بمقام ٹائیبرن پھانسی دیئے جاتے تھے۔ ملک کی تمام سڑکوں کے نقطہ تقاطع پر پھانسیاں لگی ہوئی تھیں۔ لوگ بالکل جاہل

اور اُن کی طرف مطلق پرواہ نہ کی جاتی تھی - اتحاد اور بے دینی کا زور تھا۔
حتے کہ وبرپیلے اور وسیٹ فیلڈ نے الحاد اور دہریہ پن پر زور سے اعتراض
شروع کیا - ان پر گندے انڈوں لاٹھیوں اور پتھروں کی بارش کی گئی۔
سو سال پیشتر لٹریچر کی بہت ردی حالت تھی - پریس کی حالت ناگفتہ بہ
تھی - اس وقت ولیم وہیٹ ہیڈ ملک الشعرا تھا - جس کا اب کوئی نام
بھی نہیں جانتا "۔

" گبن میں اپنی تاریخ رومتہ الکبریٰ کا زوال اور انحطاط نہ لکھی
تھی - جونئیس ہر دلعزیز مصنف تھا - اس کے خطوط میں ملکی بد انتظامی
اور رشوت وغیرہ کی خوب قلعی کھولی گئی - متمول آدمی - اوباش بدمعاش
مئے خوار اور بد سلیقہ تھے - رشوت اور خرابیوں کی گرم بازاری تھی۔
پارلیمنٹ میں داخل ہونیکا بڑا ذریعہ رشوت ہی تھی "

مسٹر وڈس ویل ممبر پارلیمنٹ دو رسیس ڈسٹ ڑنے دار العوام کے
اراکین کو مخاطب کر کے کہا تم نے ایک شخص کو مذہب کی ہتک کرنے اور
نامناسب الفاظ استعمال کرنے کے الزام سے نکال دیا ہے - لیکن میں
تو دیکھتا ہوں کہ جب ایک درجن ممبر ملکر شراب پیتے ہیں تو ان کی گفتگو
میں سوائے مغلظات مذہب کی ہتک یا گورنمنٹ کی بدگوئی کے اور کچھ
سنائی نہیں دیتا "۔

گو اب بھی مے خواری کی کثرت ہے مگر سو سال پیشتر شراب خوری
کی کثرت سے لوگوں کی بڑی حالت ہو رہی تھی - کلالوں کی دوکان
کے تختے پر یہ لکھا ہوتا تھا یہاں ایک پینی کو نشہ ہو سکتا ہے - دو پینی
دینے پر ایسا نشہ ہو کہ تن بدن کی ہوش نہ رہے اور اگر کچھ دینا نہ چاہو تو

گھس کر جاتو "

"مے خواری مردانہ وصف خیال کیا جاتا تھا۔ سب مل کر شراب پینا زنا۔ زنا و طیرہ تھا۔ ایسے لوگ عام تھے۔ جو چھ بوتلیں پیتے تھے۔ بلکہ پادری بھی مخمور دیکھے جاتے تھے"

"سترہویں صدی کی عامہ تفریحیں کیا تھیں؟"

زیادہ تر انسانوں مرغوں کتوں سانڈھوں کی لڑائیاں ہوتی تھیں طرح طرح کی سزائیں دی جاتی تھیں۔ مثلاً پلوری کے ذریعے اس آلہ میں دو استا ستون ہوتے تھے اور دو متوازی لکڑیوں میں سے مجرم کے ہاتھ اور سر نکال کر لکڑیوں کو کس دیتے تھے۔ پھر شاہراہ عام پر تازیانہ کی سزا دی جاتی تھی اور سرعام پھانسی دی جاتی تھی۔ مسٹر ونڈہم نے پارلیمنٹ میں اس زمانہ کی سزا اور بدمعاشی کو حق بجانب ثابت کرتے ہوئے کہا۔ اس طرح انگریزوں میں جسارت اور حفاظت خوداری کا مردانہ فن پیدا ہوتا ہے۔ سانڈوں کی لڑائی بہت ہی وحشیانہ تھی۔ اور انسان ایک دوسرے سے انعام لینے کی خاطر لڑتے تھے۔ سانڈوں کی لڑائی کی بابت ونڈہم نے کہا تھا۔ کہ اس سے انگریزوں کے شریفانہ حوصلے کو تحریک ہوتی ہے۔ سانڈ کو منڈی یا شہر کے ایک خاص حلقہ میں جو حلقہ سانڈ کے نام سے مشہور تھا۔ ایک لکڑی سے باندھ دیا جاتا تھا۔ اور وہاں قرب و جوار کے آوارہ گرد کتے اس کو تنگ کرتے تھے تماشائیوں کی ہاں پکار بدمعاشوں کی لعنت و پھٹکار سانڈ کا زخمی ہونا اور اس کے اعضا کا قطع برید کرنا تماشائیوں کا جوش اور مے خواری اور خود رفتہ ہونا کفر و الحاد کے کلمے نکالنا اور تماشاگاہ میں خوف و ہراست

کا ایسا سماں ہوتا تھا کہ قلم اُس کو بیان نہیں کرسکتی۔ اگر فی زمانہ کوئی ایسے واقعات
کو سن لیتا ہے تو حیران ہوتا ہے مگر سو سال بھی کم عرصہ گذرا کہ ۲۴ مئی ۱۸۰۲ء
کو سانڈ اور کتوں کی لڑائی موقوف کر دینے کا مسودہ دارالعوام انگلستان
میں ۴۴ مخالف اور ۶۴ موافق ممبروں کی وجہ سے نامنظور رہا۔ مسٹر ونڈہم
نے یہ حجت اُٹھائی کہ گھوڑ دوڑ اور کتوں کی لڑائی اور انعام جیتنے کی لڑائیوں
سے زیادہ ظالمانہ نہیں ہے۔

پچاس سال گذرے کہ یورپ قدیم الایام کی معزز مزاجیاں کی جاتی
تھی مرد اور عورت ایسے جرایم کے واسطے اس شکنجہ عقوبت میں کسے جاتے تھے
جنکا دانشمند متقن خیال تک نہ کرتے جب کسی شخص کو اس شکنجے میں ڈال
دیتے تھے۔ تو مرد عورت اور بچے گروہ در گروہ اس پہ پتھروں اینٹوں وغیرہ
کی بارش برساتے تھے۔ الغرض ہم اس نفرت انگیز نظارہ کو بیان بھی نہیں
کرسکتے اس زمانہ میں سنگین مجرموں کے ساتھ ہی مستورات کو بھی تازیانے
لگائے جاتے تھے۔ غرض اس شاعروں کے فرضی عمدہ قدیم زمانے میں عام
قباحتیں اور خرابیاں اس درجہ ترقی کر گئی تھیں کہ نیروں کا زمانہ بھی اُن
کے مقابلے میں ہیچ ثابت ہوتا ہے

لیکن اب سانڈوں اور مرغوں کی لڑائی اور دیگر نفرت انگیز
تفریحیں معدوم ہو گئی ہیں شکنجہ عقوبت کا نام نہیں ہے خواری کو ناپسند کیا
جاتا ہے اچھا قدیم وقت رخصت ہو گیا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ کبھی واپس
نہ آئیگا محنتی کے پاس کلال خانے کے سوا اور بھی جگہیں ہوتی ہیں جہاں
وہ جاسکتا ہے نمائشیں اور رستے دخانی کشتیاں اور ریلوے مطالعہ کرنے
کے کمرے قہوہ خانے۔ عجائب گھر باغات اور ارزاں نرخ کے سرود خانے

موجود ہیں۔ قدیم زمانے کی نفرت انگیز تفریحوں کی بجائے زیادہ صحت بخش اخلاق کو ترقی دینے والی اور عمدہ مشاغل ہو گئے ہیں۔ اور پہلے سے زیادہ معلومات پہلے سے زیادہ اتقا شراب سے پرہیز اور ہمدردی پائی جاتی ہے سو سال کے عرصہ میں ہم نے اپنی بہت سی وحشیانہ عادات کو چھوڑ دیا ہے بطور ایک قوم کے ہمارے میں شجاعت کم نہیں ہوئی۔ گو وحشت کم ہو گئی ہے ہم ویسے ہی جوان مرد ہیں۔ گو پہلے کی طرح بہایم صفت نہیں ہیں۔ ہمارے اطوار زیادہ شائستہ ہو گئے ہیں تاہم بطور ایک قوم کے ہماری جراءت مستعدی اور تحمل و بردباری زایل نہیں ہوئی ہم اپنی تعظیم زیادہ کرتے ہیں اور بحیثیت ایک قوم کے ہماری زیادہ تعظیم کی جاتی ہے جب ہم سو سال پیشتر کے اطوار کا خیال کرتے ہیں تو ہمیں شرم آتی ہے ٭

وہ کمالات جن پر انگلستان کو نہایت فخر ہے گذشتہ سو سال میں حاصل ہوئے ہیں۔ انگلستان کے غلام خود اس ملک میں اور باہر کے ملکوں کے آزاد کئے گئے ہیں۔ مجبوری ملازمت موقوف ہو گئی ہے پارلیمنٹ میں ہر طرح کے لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ قوانین غلہ موقوف ہو گئے ہیں آزادانہ تجارت قایم ہو گئی ہے اور اب ہمارے بندرگاہ تمام دنیا کے واسطے کھلے ہیں"۔

پھر یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارے موجدوں نے کیا کمال پیدا کیا ہے جیمز واٹ نے دخانی انجن ایجاد کیا جس نے چند سالوں میں بہت سی نئی صنعتیں پیدا کر دی ہیں۔ اور بیشمار لوگوں کے روزگار کی صورت نکل آئی ہے ہینری کورٹ نے ایک ایسا عمل ایجاد کیا جس سے انگلستان لوہے کے خود اپنے ذخایر پر بھروسہ کر سکتا ہے اور اجنبی اور شاید مخالف

ملکوں کی دست نگری سے مستغنی ہو گیا ہے۔ ساحل انگلستان کے گرد اگرد جہاز سازی کے کارخانے حوض اور بندرگاہیں وہ سب موجودہ صدی میں بنے ہیں دخانی کشتیاں ریلوے اور تار برقی صرف گذشتہ پچاس سال سے ایجاد ہوئی ہیں اور استعمال ہونے لگی ہیں ◆

انگریز کاریگروں پر بعض اوقات عجلت اور بدسلیقگی کا الزام لگایا جاتا ہے مگر یہ معقول معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہمارے بندرگاہوں میں آزادانہ تجارت ہوتی ہے اور وہ تمام دنیا کے واسطے کھلے ہیں۔ اگر اہل فرانس جرمنی اور بلجیم یا امریکہ انگریزوں کی نسبت بہتر کام کرسکتے تو نہ صرف ہماری برآمد بند ہو جاتی۔ بلکہ ہماری چیزیں انگلستان میں بھی فروخت نہ ہوتیں۔ اجنبی اگر چاہے تو ہمارے ملک کی منڈیوں میں ہی ہم سے سستی قیمت پر اپنی چیزیں فروخت کرسکتا ہے۔ مگر وہ ایسا نہیں کرسکتا ◆

کیونکہ ہم کو یقین واثق تھا۔ کہ انگریز کاریگر سب سے بہتر اور بادیانت ہوتے ہیں ہم نے آزادانہ تجارت قایم کر دی اگر ہم بری طرح کی چیزیں بنانے لگیں غالباً آزادانہ تجارت موقوف ہو جائے گی۔ اور اس صورت میں ہمکو اجنبی ساخت کی چیزوں پر اس خیال سے محصول لگانا پڑیگا۔ کہ وہ ہمارے ملک میں نہ آئیں۔ لیکن کیا یہ واقعی امر نہیں کہ ہر سال انگلستان کی برآمد زیادہ ہوتی جاتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگلستان کی تیار کی ہوئی چیزیں دنیا کی عام منڈیوں میں سب سے ردی نہیں بلکہ سب سے بہتر خیال کی جاتی ہیں اور اجنبی ممالک کے بیشمار کارخانہ دار اپنی اشیا پر انگریزی کارخانہ داروں کے نشان لگاتے ہیں تاکہ وہ جلد جلد فروخت

ہوا سکتیں۔ پ۔

انگریز کاریگروں اور ان کے حالات اور کلوں کے ذریعہ سے بہ معظم یورپ کے کارخانے قایم ہوئے ہیں۔ باوجودیکہ وہاں محنت اور اجرت سستی ہے ہمارا اجنبی منڈیوں میں خوب سکہ جیٹھ جاتا۔ مگر بدقسمتی سے اجنبی سلطنتیں انگریزی ساخت چیزوں پر امتناعی محاصیل لگاتی ہیں۔

مسٹر براسے اپنی کتاب کام اور اجرت میں کہتا ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ بطور عملی کاریگروں کے انگریزوں سے کوئی بھی سبقت نہیں لے گیا۔ جن لوگوں کو بحیرہ روم کے دخانی جہازوں میں سفر کرنے کا اکثر اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ بہت سے اجنبی ملاحوں کے درمیان ایک انگریز انجینیر دیکھا جاتا ہے جو اپنے ملک کی صنعتی ذہانت کا قایم مقام ہوتا ہے۔ قونصل لیبور کا قول ہے کہ گورنمنٹ آسٹریا میں بہت سے انگریز نہ صرف کارخانوں میں بلکہ اپنے بیڑے کے جہازوں پر بطور انجنیر ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ گو ان لوگوں کی بجائے کم تنخواہ دیگر جرمنی یا سوٹزرلینڈ کے انجنیر ملازم رکھے جا سکتے ہیں مگر انگریز صحت فراست اور اپنے فن کی تمام جزئیات پر کامل دستگاہ رکھنے میں مشہور ہیں اور ہر ایک مشکل کے وقت میں وہ ایسا کام چلاتے ہیں کہ ان کی فوقیت تسلیم ہو گئی ہے *

نیز انگریز سب سے بہتر کان کن سب سے بہتر آلات بنانے والے سب سے بہتر اوزار بنانے والے سب سے بہتر جہازران۔ سب سے بہتر جہاز بنانے والے سب سے بہتر کاتنے والے اور سب سے بہتر بننے والے ہیں۔ مسٹر براسے کا قول ہے کہ پیرس اور روین ریلوے کی تعمیر کے وقت فرانسیس باشندگان آئرلینڈ اور انگریز پہلو بہ پہلو کام کرتے تھے۔ بوہیمیں کی کان میں فرانسیسی

کو تین فرنیک باشندگان آئرلینڈ کو چار اور انگریزوں کو چھ فرنیک ملتے تھے۔ اور اجبری پینے انگریزوں کے کام میں سب سے زیادہ فایدہ رہتا تھا جب کبھی انگریزوں اور دوسری قوموں کے کاریگروں کو پہلو بہ پہلو کام کرنے پر لگایا جاتا تھا تو وہ ان سے فائق پایا جاتا تھا۔

بیشک انگریز کاریگر بہت تیز ہوتے ہیں مگر یہ انگریزی کلوں کی خوبی ہے۔ ایم جیوس سمن کا قول ہے کہ اب تک دستی محنت کرنے والا ذی شعور قوت تھا۔ مگر کل کے ذریعے وہ قوت کا ذی شعور راہ نما کرنے والا ہو گیا ہے انگریزی کلوں کی تیزی اور کاریگروں کی تیز سمجھ کی وجہ سے ہی انگریز کارخانہ داروں کو بہت سا نفع ہوتا ہے۔ اور خود کاریگروں کو بمقابلہ دیگر ممالک یورپ کے کاریگروں کی زیادہ اجرت ملتی ہے۔ فرانس میں چودہ تکلوں کی نگرانی کرنے کے واسطے ایک شخص لگایا جاتا ہے۔ روس میں اٹھائیس کے واسطے ایک اور برطانیہ کلاں میں چھتر کے واسطے ایک ہماری کلیں چونکہ تیز ہوتی ہیں ہم ہندوستان سے روئی لاتے ہیں۔ مانچسٹر میں اس کا کپڑا تیار کرتے ہیں اور پھر تیار کردہ مال کو اسی جگہ لے جاتے ہیں جہاں سے لائے تھے۔ اور اس کو ویسی کپڑے سے کم قیمت پر فروخت کرتے ہیں۔

مسٹر هیڈ وک ذیل کی نظیر بیان کرتا ہے کہ کسی بڑے روئی کے کارخانہ دار کی بیوی اس کے پاس ململ کا ایک عمدہ اور نفیس کپڑا لیکر جو وہ ہندوستان سے لائی تھی۔ خوش خوش اس کے پاس گئی اور یہ کپڑا اس کو دکھا کر کہا کہ اگر اس قسم کا کپڑا تیار کریں تو آپ بیشک تعریف کے مستحق ہونگے۔ اس نے اس کپڑے کو دیکھا اور معلوم ہوا کہ یہ

خود اس کی کلوں کا تیار کیا ہوا ہے جو مانچسٹر کے قریب تھیں یہ کپڑا
ہندوستان میں جا کر فروخت ہوا اور وہاں سے پھر انگلستان پہنچا اور
یہاں ہندوستان کے صنعت کے کامیاب نہ ہونے کے بعد دوبارہ
فروخت ہوا "

اجنبی ممالک میں ہمارے قونصل رہتے ہیں انہوں نے مہذب
دنیا کے اکثر حصوں کی محنتی جماعتوں کی حالت اور خصلت کی رپورٹ
گورنمنٹ میں بھیجی ہے۔ مسٹر والٹر ممبر پارلیمنٹ نے مزدوروں اور کام
کرنے والوں کے ایک جماعت میں تقریر کرتے ہوئے اسی قسم کی ایک
رپورٹ کا حوالہ دیا۔ اُس نے کہا بالخصوص ایک امر ایسا ہے جو رپورٹ کے
شروع سے لیکر اخیر تک بار بار پایا جاتا ہے یعنے بجز چند مستثنیات کے اجنبی
ممالک کے کاریگر اپنے کام پر نازاں نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی وہ اپنی خصلت کو
اس سے نقش کرتے ہیں اس مضر قاعدے سے ایک قابل تعریف اور قابل
تعظیم مستثنیٰ ہے سوٹزرلینڈ کا ملک اپنی تعلیم اور گھڑیوں کے واسطے
مشہور ہے تاہم رپورٹ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہو جائیگا کہ اس
سے اعلےٰ وصف کے استعمال کے سوا جس کا میں ذکر کر رہا ہوں نہ ہی علم
اور نہ ہی سمجھ کافی ہوتی ہے اس رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ بطور
قاعدہ کلیہ کے بیان کیا گیا ہے کہ سوٹزرلینڈ کے کاریگر اپنے اپنے پیشوں
میں لایق ہوتے ہیں اور اپنے کام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ کیونکہ بوجہ اعلےٰ
تعلیم کے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اگر وہ شوق سے کام کریں گے تو اُن
کے آقاؤں اور بالواسطہ خود اُن کو مالی نفع رہے گا۔ سوٹزرلینڈ کے
ایک کوہستانی ضلع میں لاپرواہی سے کام کرنے کا ایک عجیب واقعہ ہوا۔

جس کا بہت اثر ہوا۔ یہ ضلع کوہ جورا میں واقع ہے۔ وہاں پہلے گھڑیوں کی خوبی اور وصف بہت کچھ زائل ہو گئے ہیں کیونکہ باشندوں نے بے شمار خراب گھڑیاں بنانی شروع کیں اور تجارت سے فوری فوائد کو مدنظر رکھا وہ بہت دیر تک خوب نفع اٹھاتے رہے مگر آخر کار ان کی گھڑیوں کی ایسی بدنامی ہوئی کہ وہ فروخت نہیں ہوتیں اور اس علاقے کے تقریباً تمام گھڑی سازوں کے دوالے نکل گئے ہیں۔"

مگر ممالک غیر کے کاریگروں کی نسبت ایک بات بالعموم کہنی پڑتی ہے گو وہ انگریزوں کی طرح جفاکش نہیں وہ اپنی آمدنی کو احتیاط سے استعمال کرتے ہیں وہ ازحد کفایت شعار ہیں۔ بمقابلہ انگریزوں کے اہل فرانس زیادہ صوفی مشرب اور ان کے اطوار زیادہ شائستہ ہیں بحیثیت مجموعی انگریز کاریگروں کی نسبت وہ زیادہ عاقبت اندیش ہیں۔

مسٹر براسے کا بیان ہے کہ جب پیرس اور روئن کی ریلوے کی تعمیر شروع ہوئی تو ٹھیکہ داروں نے یہ کوشش کی کہ کاریگروں کو چودہ روز کے بعد تنخواہ دینے کا دستور مروج کیا جائے مگر اس کام کو شروع ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ فرانسیسیوں نے یہ درخواست کی کہ تنخواہ مہینہ میں صرف ایک دفعہ ملا کرے۔"

مسٹر ریڈ نے جو اس ریلوے لائن کا ڈائرکٹر تھا۔ دارالعوام کی اس کمیٹی کے سامنے جو ریل پر کام کرنے والے مزدوروں کے متعلق تحقیق کر رہی تھی۔ بیان کیا فرانس کا مزدور انگریز مزدوروں کی نسبت زیادہ آزاد اور زیادہ معزز ہوتا ہے۔ اس رائے کی تائید میں اس نے یہ شہادت پیش کی کہ انگریز مزدور ایک ہفتہ کے بعد ہفتہ کی شام کو اپنی اجرت

کا تقاضا کرتا ہے۔ اور بدھ کے روز کچھ اور مانگنے لگتا ہے بجالیکہ فرانسیسی مزدور مہینہ میں صرف ایک دفعہ تنخواہ مانگتا ہے مسٹر ریڈ نے کہا کہ مزدور کی عزت کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ وہ ایک ماہ تک بغیر تنخواہ کے گذارہ کرتا ہے +

"گو فرانسیسی مزدور کو بچانے کے واسطے ویسی سہولتیں حاصل نہیں۔ جیسے کہ انگریز مزدور کے واسطے مہیا کی گئی ہیں مگر پھر بھی وہ انگریز مزدور سے دس گنا زیادہ روپیہ پس انداز کرسکتا ہے۔ فرانس میں ایک ہزار سیونگس بنک اور اُن کی شاخیں ہیں مگر باوجود اس کے بیس لاکھ ادنےٰ درجہ کے باشندوں نے دو کروڑ اسی لاکھ پونڈ جمع کرائے مگر شہری فرانسیس گورنمنٹ کو سودی روپیہ دینا پسند کرتا ہے اور دیہاتی فرانسیس زمین خرید لیتے ہیں مگر سب کے سب کفایت شعار پس انداز کرنے والے اور باسلیقہ ہوتے ہیں کیونکہ اِن کو نہایت اوائل سے کفایت شعاری کی تعلیم دیجاتی ہے +

بارھواں باب

آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا

"کسی صورت میں قرض نہ لو اپنی پیمانہ کا خیال رکھو۔ کوئی میں پچاس پونڈ سالانہ پر گذارہ نہیں کرسکتا۔ اور جو شخص چالیس پونڈ پر گذارہ کرتا ہے وہ عیش کرتا ہے۔ اور یہ سودا بہت ہی مہنگا ہے جو دغا و ذلت ...

سو سال تک محض تنگ کرنے سے ایک کوڑی قرض بھی ادا نہ ہوگا۔

(فرانسیسی زبان کا مقولہ) اگر کوئی شخص نقد روپیہ خرچ کرکے
وضعداری کو قائم رکھے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس
کی خاطر قرض کی زیر باری ہو جائے۔ تو فرشتہ کا دل بھی
ٹوٹ جائیگا (بیرولڈ)۔

"موجودہ زمانہ کی سوسائٹی میں فضول خرچی کا رواج بہت ہی
زوروں پر ہے یہ دولت مندوں اور سرمایہ داروں تک ہی محدود نہیں
بلکہ میانہ درجہ کے لوگوں اور مزدوروں میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔
کسی زمانہ میں بھی دولت مند بننے یا اپنے آپ کو دولت مند
ظاہر کرنے کی اس سے زیادہ خواہش نہ تھی۔ لوگ اب بادیانت
محنت کی کمائی پر قانع نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ یکایک مالدار ہونے کی
خواہش کرتے ہیں اور اس مدعا کے حاصل کرنے کے واسطے وہ بڑے
بڑے کاموں کا بے سوچے سمجھے بیڑا اٹھاتے قماربازی کرتے شرطیں لگاتے
طرح طرح کے دھوکے اور فریب کرتے ہیں۔

"عام فضول خرچی ہر جگہ نظر آتی ہے بالخصوص شہر کے لوگوں
کا یہ ایک خاص وصف ہے بازاروں رستوں اور گرجوں میں فضول
خرچی کے نشان پائے جاتے ہیں لباس کی فضول خرچی کے نشان پائے
جاتے ہیں۔ لباس کی فضول خرچی صرف ایک مثال ہے تمدنی نمود اور نمائش
میں بالعموم فضول خرچی کی جاتی ہے لوگ اپنی آمدنی سے زیادہ روپیہ
خرچ کرتے ہیں اور خوب ٹیپ ٹاپ سے رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ تجارتی کاروبار میں ناکامی ہوتی ہے۔ بیشمار آدمیوں کے دوالے نکلتے ہیں

اور فوجداری عدالتوں میں مقدمات پیش ہوتے ہیں جہاں کفایت شعاری
آدمیوں پر بددیانتی فریب اور دھوکا کے الزام لگائے جاتے ہیں۔"
وضعداری کو کبھی نہ کبھی طرح قایم رکھنا پڑتا ہے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ
جتنے وہ دولتمند ہیں اُس سے زیادہ مالدار عیاں کیے جائیں۔ جو لوگ ایسا کرتے
ہیں وہ خود اختصاد لوگوں کو آسانی سے دھوکا دے سکتے ہیں لوگوں کو
مجبوراً ایک خاص طرز سے زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ عمدہ مکانات میں
رہنا پڑتا ہے عمدہ شراب پینی اور اچھے اچھے کھانے کھلانے اور خوب ٹھاٹ
رکھنا پڑتا ہے اور یہ سب کچھ فضول خرچی یا بددیانتی سے ہو سکتا ہے پہلے
ہر ایک شخص کو بڑے ٹھاٹھ اور رابس کی فیاضی اور کروفر سے زندگی بسر
کرنے پر حیرت ہوتی تھی۔ مگر اب اِس قسم کے لوگ ہزاروں نہیں تو
سینکڑوں ضرور ہیں۔"
"ایک اور قسم کے لوگ دھوکا باز تو نہیں ہوتے مگر فضول خرچ
ضرور ہوتے ہیں اِن کے دھوکا باز بننے کا ہر وقت اندیشہ رہتا ہے وہ
جتنا کماتے ہیں خرچ کر دیتے ہیں بلکہ بعض اوقات آمدنی سے بھی زیادہ
خرچ کرتے ہیں وہ اس مصرعہ مقولے پر عمل کرتے ہیں۔ "ہم کو وہی کرنا چاہیے
جو دوسرے کرتے ہیں" وہ اتنا خیال نہیں کرتے کہ اپنی آمدنی کے برابر
یا اُس سے زیادہ خرچ کرنے میں کب تک کام چل سکیگا۔ مگر وہ دوسروں
کی نظروں میں معزز بننا ضروری خیال کرتے ہیں۔ ایسا کرنے کی کوشش
میں وہ عموماً خود تعظیمی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں وہ اپنے لباس کو اپنے
مکانات کو نوکروں چاکروں کو اپنی طرز بودوباش کو فیشن کو مدنظر رکھ
کو ہی عزت اور جاہ و منصب کی کسوٹی خیال کرتے ہیں۔ وہ دنیا کی نظروں

وضعداری قایم رکھتے ہیں۔ گو یہ محض ریاکاری اور جھوٹ پر مبنی ہو
"مگر وہ یہ نہیں چاہتے کہ لوگوں کی نظروں میں مفلس خیال ہوں تا
وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ جس طرح ہو اپنے افلاس کو چھپائیں۔ وہ پنساری
نانبائی۔ درزی اور قصاب کے مقروض ہوتے ہیں وہ اپنے وضعدار دوستوں کو
دوکانداروں کو نقصان پہنچا کر کھلاتے ہیں۔ لیکن جب خود ان پر مصیبت
آتی ہے اور جب ان پر بے حد قرضہ ہو جاتا ہے۔ تو تمام دوست فرار ہو جاتے
ہیں۔ وہ ایسے شخص سے جو کہ قرض میں غرقاب ہو۔ کوسوں نفرت کرتے
ہیں"

تاہم جن لوگوں میں اتنی اخلاقی جرأت ہو کہ جب وہ کسی قسم کا خرچ
کرنے لگیں تو اپنی آمدنی کا لحاظ رکھیں اور اگر خرچ کرنے کی استطاعت
نہ ہو تو کہدیں کہ ہم میں طاقت نہیں۔ ان کا افلاس دوبھر معلوم نہیں ہوتا جو
لوگ خوش قسمتی سے کسی زمانہ میں دوست بنے رہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں ظاہری
میل جول رکھنے سے کیا فایدہ اس سے اتنا بھی نہیں ہوتا۔ کہ انسان اخلاقی
لحاظ سے اعلےٰ ہو جائے۔ یا اس کے زندگی کے کاروبار میں رونق ہو جائے
کامیابی کا دا ... ر ... وہ تر خصلت اور اس امر پر موقوف ہے کہ کسی شخص کی
عام طور پر کتنی قدر ہوتی ہے اور اگر روپیہ کمانے سے پیشتر فضول خرچ شروع
کردے جائیں تو خواہ کامیابی کی کتنی امیدیں ہوں مشکل سے کامیابی
ہوتی ہے بلکہ عموماً تو ایسا ہوتا ہے کہ کام شروع کرنے والا مگر فضول خرچ
آدمی نہنگ قرض کے منہ میں گرتا ہے۔

وضعداری بہت بری چیز ہے۔ گو دنیا کے عام لوگوں کا شیوہ ہی
یہی ہے لوگوں میں یہ ایک رواج اور عادت ہو گئی ہے کہ وہ وضعدار

بننا پسند کرتے ہیں جتنا کہ لوگ بدقسمتی سے اس پر جان دیتے ہیں وہ اس کے
شیدا بلکہ محکوم ہیں۔ داناؤں کے اقوال کا ارشاد ہے کہ کفایت شعاری کو ترک کردیں
ہم اس پر مرتے ہیں کہ ہم دنیا کو منہ نہیں دکھا سکیں گے۔

"دنیا کو اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر ایک دوسرے
کو خود اعتمادی اور اپنے آپ پر بھروسہ کرنے سے دور رکھنا چاہتے ہیں
ہر ایک شخص کو دوسرے کی نظروں سے دیکھنا پڑتا ہے اور دوسرے کے خیالات
پر کاربند ہونا پڑتا ہے ہم جو قدم اٹھاتے ہیں اس پر جان دیتے ہیں ہمارے
میں عاقبت اندیشی بالکل نہیں۔ ہم پر دوسروں کی نکتہ چینی کا ڈر ہے۔ جہالت
اور کمزوری سے مجبور ہیں ہم جس بات میں اکیلے ہوں۔ اس پر قائم
رہنے سے ڈرتے ہیں۔ ہم اپنے خیالات اور افعال کو لوگوں سے چھپاتے
ہیں۔ وضعداری اور نمائش اور نمود کی چاروں طرف حکومت ہے ہم
آزادانہ خیال اور آزادانہ طور پر کام کرنے سے ڈرتے ہیں ہم اپنی
فطرت اور روحانی آزادی کو حق بجانب ثابت کرنا نہیں چاہتے۔ ہم دوسروں
کے اشارے پر چلنے پر خوش ہیں اور خود راستہ پیدا کرنا نہیں چاہتے۔

بچے کے معاملات میں بھی یہی مشہور خیال پایا جاتا ہے جس طرح سوسائٹی
ہدایت کرتی ہے اسی طرح ہم زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی ذات یا جماعت
کے معیار کو مدنظر رکھتے ہیں۔ ہم رسم و رواج کی تعظیم کرتے ہیں ہم وضعداری
کے لحاظ سے لباس پہنتے کھاتے اور پیتے ہیں جب تک ہم یہ کرتے رہیں
ہم معزز خیال کئے جاتے ہیں۔ اس طرح بہت سے لوگ دیدہ و دانستہ پریشانی
میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور صرف اس بنا پر کہ دنیا اُن کی طرف انگشت
نمائی نہ کرے وہ ڈرتے ہیں کہ دنیا اُن کی نسبت کیا کہیگی اور دشمن ہنسیں گے

نو حالتوں میں وہ لوگ جو طلاقت کرتے ہیں۔ وانایا دوربین نہیں ہوتے بلکہ بیوقوف مغرور اور کوتاہ نظر ہوتے ہیں۔

"سر ولیم ٹیمپل کا قول ہے کہ آدمی کے دل میں جو بے چینی ہوتی ہے کہ جو وہ فی الواقعہ نہیں وہ ہو جائے اور جو چیز اس کے پاس نہیں اُس کو لے یہ تمام بداخلاقی کی جڑ ہے"

"یہ قول بالکل صحیح ہے اور اس کی عام تجربے سے تصدیق ہو چکی ہے۔ وضعداری کو قایم رکھنے کی کوشش ہمارے زمانے کی نہایت شب سے بڑی قباحت ہے میانے اور اعلےٰ درجے کے لوگوں میں عموماً یہ کوشش رہتی ہے کہ وہ اس سے بڑھ چڑھکر نظر آئیں۔ جیساکہ وہ فی الحقیقت نظر آتے ہیں وہ محض دکھاوے کی زندگی بسر کرتے ہیں اور دولتمندی کا اظہار کیا چاہتے ہیں"۔

اِن کا بڑا مدعا یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کی نظروں میں معزز بنے رہیں۔ اگر اس لفظ کے اصلی معنے لیئے جائیں۔ تو معزز بننا بہت قابل تعریف بات ہے اگر کوئی شخص عمدہ وجوہات پر معزز اور قابل تعظیم بننا چاہیے تو خواہ عورت ہو یا مرد اس بارہ میں حق بجانب ہے مگر موجودہ زمانے میں معزز سے یہ مراد ہے کہ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور کرو فر کو مدنظر رکھا جائے اس کے یہ معنے ہیں کہ عمدہ لباس پہنے عمدہ گھروں میں رہیں اور عمدہ طرز سے زندگی بسر کریں۔ موجودہ زمانے کی عزت صرف بیرونی چیزوں کا خیال رکھتی ہے اور نمود و نمایش پرستی پڑتی ہے یہ جیب میں زر و سیم کی چھنکار کو سنتی ہے اور اخلاقی و صفت نیکی کا کچھ خیال نہیں رکھتی ممکن ہے کہ اس زمانے میں کوئی شخص معزز ہو مگر ساتھ ہی قابل نفرت بھی ہو۔

یہ چھوٹی اور اخلاق کو پست کر دینے والی عادتیں اس واسطے پیدا
ہوتی ہے کہ انسان دو چیزوں کا جو بذات خود بہت عمدہ ہیں اعتدال سے
زیادہ اندازہ لگاتا ہے یعنے منصب و دولت کا ہر ایک شخص کسی اعلےٰ
جماعت میں ترقی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذات پات کا خیال مزدوروں
اور مشقت کرنے والوں میں بھی ویسا ہی زور وشور سے پایا جاتا ہے جیسا
کہ نہایت اعلےٰ جماعت کے لوگوں میں۔ انگلستان میں مزدوروں کی ایک کلب
تھی۔ جنہوں نے اپنے کوٹوں پر پیتل لگائی ہوئی تھیں ایک اور کی
پیتل ندارد تھیں ایک دوسری کو حقارت کی نظر سے دیکھتی تھیں۔
کوبیٹ جو لوگوں کے طرح طرح کے نام دھرتا تھا اپنے حریف مسٹر سیڈلر کو
ہزار پکارتا لیکن بہت سے لوگوں کی حیثیت شرارت سے بھی کم ہوتی ہے بزاز
اپنے سے چھوٹے دوکانداروں کو نفرت سے دیکھتا ہے بساطی دستکاروں
سے نفرت کرتا ہے اور دستکار مزدوروں کو کچھ مال نہیں سمجھتا۔ بلکہ تعجب
کی بات ہے کہ جو شخص کسی رئیس کی اردل میں رہتا ہے وہ اتنا مغرور رہتا
ہے کہ آبکاری کے ملازموں کو حقیر خیال کرتا ہے۔

غور کرو کسی طبقہ یا جماعت کا خیال کریں اور کسی کی حد فی حالت خواہ
کتنی ہی ادنےٰ ہو معلوم ہو گا کہ ہر ایک سے کوئی نہ کوئی ادنےٰ ہوتا ہے
ہر ایک جماعت کے لوگوں کے درمیان اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وہ بعض لوگوں
سے بالکل علیحدہ رہنا چاہتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ وہ ان کو اپنے درمیان شامل
کرنا نہیں چاہتے۔ ہر ایک حلقہ یا جماعت اپنی اعلیٰ ذات کا بہت خیال
کرتی ہے کہ اپنے سے ادنیٰ حلقہ کے ارکین کے ساتھ میل جول یا واقفیت
پیدا کرے۔ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں اور قصبوں میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ

چھوٹی چھوٹی جماعتیں ایک دوسرے سے الگ رہتی ہیں غالباً وہ ایک دوسرے سے نفرت کرتی ہیں بلکہ اکثر اوقات دشنام دہی کی نوبت پہونچ جاتی ہے بالعموم بڑے بڑے شہروں میں گرجے بنے ہوئے ہیں ان میں اسی قسم کی کچھ علیحدہ علیحدہ جماعتیں ہوتی ہیں جو درجہ بدرجہ اعلیٰ و ادنیٰ شمار کی جاتی ہیں۔

ہر ایک شخص خواہ مرد ہو یا عورت ایک خاص حلقہ میں شامل ہوتا ہے جس سے وہ تمام لوگ جو ادنیٰ حیثیت کے تصور کئے جاتے ہیں۔ خارج رہتا ہے سوسائٹی میں جو ایسی طبقاتی حد بندی سے گذرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جو ان سے اعلیٰ جماعت نے قائم کر دی ہے وہ اس سے پار ہو جانے کے مشتاق ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس حلقہ میں شامل ہو جائیں۔ جو ان کی نسبت سے زیادہ مخصوص ہے۔
سب سے آگے بڑھنے اور معزز جگہ حاصل کرنے کے واسطے بھی یہ سخت جد و جہد کی جاتی ہے اور اس کے حاصل کرنے کے واسطے بہت سے کمینے فریب استعمال کئے جاتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ سوسائٹی ہماری عزت کرے یہ مقصد اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم دولت مند ہوں یا کم از کم دولت مند نظر آئیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاص خاص فیشن اختیار کرنے دولت مند بننے کی کوشش کی جاتی ہے اور متوسط اور اعلیٰ درجہ کے لوگ طمطراق اور کر و فر سے رہتے سہتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے مذاق بہت بڑے ہو گئے ہیں ان کے دل پژمردہ اور ان کے دماغ ضعیف اور ان کو فضولیات سے الفت حماقت اور دیوانگی ہو گئی ہے۔

زمانہ حال کی نہایت گرا دینے والی یعنی اخلاق کو پست کر دینے

والی مانند بڑی بڑی جماعتوں کو اپنے مکان میں بلاتا ہے لوگ معززین کی
جماعتوں کو اپنے گھروں میں جمع کر لیتے ہیں یہاں تک کہ تل رکھنے کو جگہ
نہیں رہتی یہ عادت بہت ہی مضر اور مضحکہ خیز ہے۔ روشفوس میں بعض
دماغی نقص بھی تھے۔ کہتا ہے اگر ایک دن کے واسطے میرا مکان بہت
ہی چھوٹا معلوم ہو تو مضائقہ نہیں۔ اگر سال بھر کے واسطے بہت فراخ
معلوم ہو تو بہت بری بات ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اگر دوستوں
کے مجمع کو کافی جگہ نہ ملے تو کوئی حرج نہیں لیکن بوجہ کمی سرمایہ کے
سال بھر خالی نظر آئے تو شرم کی بات ہے فیشن نے اس مقولے کو
بالکل تبدیل کر دیا ہے خانگی خرابیاں اس وقت سے شروع ہوتی
ہیں جب کوئی بڑا سا فراخ مکان لیا جائے جس میں بہت سے آدمیوں
کے واسطے مناسب نشست ہو مصیبت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب ہم کوئی مکان
پسند کرتے ہیں تو ہم اپنے سے ادنے لوگوں کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ اپنے
سے اعلے لوگوں کی مثال مد نظر رکھتے ہیں۔

مگر بد اخلاقی کا باعث صرف وضعداری کو قائم رکھنا نہیں بلکہ
وہ وسائل اور ذرائع ہیں جو وضعداری کو قائم رکھنے کے واسطے کئے
جاتے ہیں جب کوئی شخص کسی جماعت کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے
تو وہ اس کے قائم رکھنے کے واسطے ہر طرح کا خطرہ گوارا کرتا ہے کبھی
ذریعہ خرچ کو کم کر دینا دنیا کی نظروں میں گر جانا خیال کیا جاتا ہے جو
شخص مثلاً ہر وقت مند بنا رہنا چاہتا ہے اور بند گاڑی میں سوار
ہوتا اور شام کو بیئر شراب پیتا ہے وہ یہ گوارا نہیں کرتا کہ ٹم ٹم میں سوار
ہو یا سادہ بیئر پینے لگے۔ اور جو شخص ٹم ٹم پہ سوار ہوتا ہے وہ اپنے

دیہاتی گھر سے اپنے شہری گھر تک پیدل جانے کو اپنی کسرِ شان سمجھتا ہے لوگ ظاہری منصب میں گرجانا پسند نہیں کرتے لیکن اگر اخلاقی حالت میں گرجائیں تو کچھ پرواہ نہیں وہ بددیانتی کر لیتے ہیں۔ لیکن سب کے بڑے بیوقوف یعنی دنیا کے مرحبا اور تحسین کے نعروں کو ضرور سننا چاہتے ہیں۔

ہر ایک شخص کو سینکڑوں معزز آدمیوں کی مثالیں معلوم ہونگی۔ جنہوں نے کئی قسم کے فضول خرچ کیے ہیں اور وہ اس دولت کو جو اُن کی اپنی کمائی نہ تھی۔ اندھا دھند اڑاتے رہے تاکہ دنیاوی شہرت کو قایم رکھیں اور اپنے تعریف کرنے والوں کی نظروں میں باوقعت بنے رہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کی تمام وضعداری کی عمارت منہدم ہوجاتی ہے یعنے ان کا دوالہ نکل جاتا ہے۔ جس سے وہ خود ہی نہیں بلکہ ہزاروں شخص تباہ ہوجاتے ہیں"۔

"باقی سرمایہ سے حصہ داروں کو فی پونڈ ۲ پنس دیکر رخصت کردیا جاتا ہے بلکہ اگر یہ کہیں تو مبالغہ نہیں کہ تجارتی کاروبار میں جتنے فریب اور دھوکے ہوتے ہیں اُن میں سے ۲ حصہ کا باعث وضعداری قایم رکھنیکا ردی خیال ہے"۔ معزز بننے کی خاطر کیا کیا تکلیفیں گوارا نہیں کی جاتیں۔ اگر اس لفظ کے اصلی مفہوم کو مدنظر رکھا جائے تو پھر کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر لوگ معزز بننے کے خاطر سفید بنتے ہیں۔ یعنے اُن کی مراد وضعداری قایم رکھنے سے ہوتی ہے جس کی خاطر وہ دیانت صداقت نیکی اور آشتی کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے ہم کو دھوکا دنیا فریب دینا دغا کرنا چاہیئے۔ تاکہ دنیا یہ نہ دیکھ سکے کہ ہم نے سکے سمجھے کیا ہے ہم کو اپنے آپ کو تکلیف پہونچانی اور غلام بنادینا چاہیئے تاکہ ہم دنیا کی تعریف و تحسین کے مستحق ہوجائیں۔ یا کم از کم دنیا ہماری نسبت

عمدہ بنائے ظاہر کرے ؟

اکثر حالتوں میں خودکشی کا باعث بھی غلط خیال ہوتا ہے مغرور اور خود پسند آدمی اپنی جان دینا پسند کرتے ہیں مگر عزت کے متعلق اُن کی ذات یا جماعت نے جو خیال قایم کئے ہوئے ہیں انکو ترک نہیں کرتے وہ رشتہ حیات کو منقطع کر دیتے ہیں مگر وضعداری کی زندگی کو ترک نہیں کرتے۔ نہایت شاذ حالتوں میں خودکشی واقعی ناداری سے کی جاتی ہے۔ مجل بار کا قول ہے ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کسی شخص نے روٹی نہ ملنے کی خاطر خودکشی کی ہو لیکن [illegible] نہ ملنے کی خاطر اکثر خودکشی کر لی جاتی ہے ؟

مستورات میں ذات پات کا ادنے خیال بہت پایا جاتا ہے ان کو زندگی کی نسبت بعض غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کی تربیت ہی کچھ اس طرح سے کی جاتی ہے کہ وہ انسان اور دیگر اشیا کا ظاہری صورت سے نہ کہ اندرونی قدر و قیمت سے اندازہ کرتی ہیں۔ ان کو زیادہ تر اس غرض سے تعلیم دیجاتی ہے۔ کہ وہ دوسروں کو خوش اور اپنی طرف مایل کر سکیں۔ اس واسطے نہیں کہ اُن کے دل و دماغ کے اوصاف کی اصلاح اور ترقی کی جاوے ان کے دل میں فیشن عمارت اور خصوصیت کے خیال پیدا کر دیئے جاتے ہیں ان کو کہا جاتا ہے کہ سوسائٹی میں معزز حیثیت حاصل کرنا ایک عمدہ بات ہے۔ ان کو جتایا جاتا ہے کہ غیر مہذب ہونے کی نسبت مجرم یا فاسق گنہگار رہنا بہتر ہے چونکہ انگلستان کی مستورات ایک خاص حلقہ کے اندر رہتی ہیں وہ طرح طرح کی حیص و ضعداری اور امارت کے ڈھنگ اختیار کرتی ہیں۔ اس وجہ سے عورت ذات میں جو قدرتی فیاضی ہوتی ہے اس کا ستیاناس ہو جاتا ہے اس کا دل سکڑ جاتا ہے اور خوشی اور مسرت کے نہایت اعلے منبع چشمے مثلاً تمام درجوں کے انسانوں کیساتھ

ہمدردی مہربانی اور انسانیت سے پیش آنا ایک چشمۂ مسرت کی طرح ہوجاتی ہیں
کیا یہ ایک مردانگی نہیں کہ وضع کی پابند سوسائٹی میں فقط یہ ہی
وضعداری بمنزلہ نیکی کے خیال کی جاتی ہے یعنی دولتمند ہونا یا بڑا عہدہ دار
مسند نشین رہنا اعلےٰ درجہ کی قابلیت شمار کیا جاتا ہے۔ سچا لیکن مفلس ہونا یا
مفلس نظر آنا ناقابل عفو قصور خیال کیا جاتا ہے بلکہ ذات پات کا خیال یہاں
تک ترقی پکڑ گیا ہے کہ اگر کوئی جوان عورت جو اعلےٰ جماعت سے تعلق رکھتی تھی
جو بد قسمتی یا خاندانی ادبار کے باعث اپنے ہاتھ کی محنت سے روٹی کمانے
لگے تو وہ فی الفور ذات سے خارج سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ اُس کو معزز سوسائٹی
سے نکال دیا جاتا ہے اپنی کوشش سے زندگی بسر کرنے کا ارادہ جو کہ قلب
انسانی کا ایک نہایت زبردست عزم ہے ایسے ملکوں میں ذلت بخش خیال
کیا جاتا ہے اور جو شخص فیشن کے زیر اثر تربیت پا چکے ہیں وہ نہایت سخت
مصیبتیں برداشت کرینگے۔ مگر وہ اپنی ذات اور جماعت کی فرضی عزت کو
کھو دینا گوارا نہ کرینگے ۔

چونکہ مستورات کی تربیت اس طرح کی جاتی ہے پھر کوئی تعجب
نہیں کہ عورت زمانے کی عام فضول خرچی میں مرد کے ساتھ شریک ہوجاتی
ہے انگریز مستورات کے درمیان لباس اور آسائش کی چیزیں پہننے کا
اتنا شوق کبھی نہ تھا۔ جتنا کہ آج کل دیکھا جاتا ہے یہ شوق لوئی پانزدہم
شاہ فرانس کی عزت پسند اور اخلاقی لحاظ سے گرے ہوئے زمانے کے ہم
پلہ ہے فیشن کا مضمون ہر شخص کی گردن پر سوار ہے مستورات کے درجے
کا ان کے لباس میں فضول خرچی بلکہ بے حیائی سادہ زنانہ حسن کے
قائم مقام ہوگئی ہے ورڈسورتھ نے ایک دفعہ کہا تھا کہ کامل عورت وہ ہے

جس کی خلقت میں ہی شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہو مگر اب کامل عورت کہاں سے مل سکتی ہے رنگ برنگ کے کپڑے یا حد سے زیادہ لباس پہننے والی عورت یا جس نے مصنوعی بالوں مصنوعی رنگ مصنوعی ابروں غرض ہر ایک مصنوعی چیز سے روپ نکالا ہو۔ کامل عورت نہیں کہلا سکتی۔ قدرت کے بعض شاگردوں نے اُن کی یہ شکل بنائی ہے جو عمدہ نہیں۔ کیونکہ انہوں نے انسان کی نہایت قابلِ نفرت نقل اتاری ہے۔

یہ خرابی مالدار جماعتوں تک ہی محدود نہیں یہ ان لوگوں میں بھی حلول کر گئی ہے۔ جن کے پاس سوائے تنخواہ کے اور کوئی صورت نہیں یہ کلرکوں اور دوکانداروں کی مستورات میں بھی پائی جاتی ہے وہ بھی معزز بننے کے خیال سے لباس پہنتی ہیں وہ اپنی آمدنی سے زائد خرچ کرتی ہیں وہ چاہتی ہیں کہ دیہاتی عالیشان مکانات میں کمرو فر سے رہیں اور ضیافتیں دیں اور یہ دیکھیں کہ تماشا گاہوں میں کیا ہوتا ہے ہر ایک خاوند کا ایک سکہ کمانے ہی خرچ کر دی جاتی ہے بلکہ بعض اوقات اس سے بھی پیشتر خاوند اپنی زندگی کا بیمہ نہیں کراتا۔ اور بیوی مقروض ہو جاتی ہے اگر وہ شخص آج مر جائے تو اُس کی بیوی اور بچے محض قلاش رہ جائیں گے۔ جو روپیہ اُس محنت اور مشقت سے حاصل کرکے پس انداز کرنا چاہیئے تھا۔ وہ معزز بننے پر خرچ کیا جاتا ہے اور اگر وہ چند پونڈ باقی چھوڑ مرتا ہے تو وہ عموماً ناعاقبت اندیش اور فضول خرچ خاوند کی معزز تجہیز و تکفین میں خرچ ہو جاتے ہیں۔

کسی خاوند نے اپنی بیوی سے پوچھا کیا اس پوشاک کی قیمت ادا کر دی گئی ہے۔ بیوی نے جواب دیا نہیں۔ خاوند نے کہا گویا تم نے کسی اور شخص کی لاگت سے کپڑے بنوائے ہیں کسی عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ

پوشاک پہننے کی خاطر مقروض ہو بالخصوص اس صورت میں جب کہ اس کے
خاوند کو اس بات کا علم نہ ہو یا وہ منظور نہ کرے اگر وہ اپنے خاوند سے
منظوری حاصل کرنے کے بغیر یا اس صورت میں کہ اس کو کچھ خبر نہ ہو کپڑے
پہنتی ہے تو ظاہر ہے کہ بزاز یا درزی کی مقروض ہو گی اور جو شخص قرض
سے سبکدوش رہنا چاہتا ہے اس کو یہ بہت ہی ناگوار بات معلوم ہو گی بلکہ
وہ اپنی بیوی کی فضول خرچیاں دیکھکر اس سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اس طرح
آمدنی رائیگاں جاتی ہے اور زندگی تلخی اور خوشی کا نظارہ [illegible] باقی ہے
بالخصوص جب میاں بیوی دونوں فضول خرچ ہوں تو نوبت گرگری
ہو جاتی ہے *

اگر تم خود قرض لو یا اپنی عورت کو قرض لینے دو تو کسی شخص کو
یعنے جس سے قرض لیا جاتا ہے تمہاری آزادی پر قوت حاصل ہو جاتی
ہے تم میں اتنی جرارت نہیں رہتی کہ قرض خواہ کی طرف دیکھ سکو جب
کوئی شخص تمہارے دروازے پر زور زور سے دستک دیتا ہے۔ تو
ڈر جاتے ہو ممکن ہے کہ چٹھی رساں تم کو ایسی چٹھی دے جس کے ذریعے وکیل
اپنے موکل اور تمہارے قرض خواہ کی طرف سے تقاضا کرتا ہے تم رقم ادا
نہیں کر سکتے تم کوئی غیر معقول عذر گھڑتے ہو اور روپیہ ادا نہ کرنے کا بہانہ
بناتے ہو آخر تم کو صاف صاف جھوٹ کہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جھوٹ مقروض
کی گردن پر سوار ہوتا ہے *

فضولیات کے واسطے قرض لینا جنون ہے ہم نفیس نفیس چیزیں
خریدتے ہیں ایسی نفیس کہ ہم اس کی قیمت بھی ادا نہیں کر سکتے ہم کو چھ
یا بارہ ماہ تک ادھار دے دی جاتی ہیں جو دوکانداروں کا ایک فریب

ہے اور ہم اس میں پھنس جاتے ہیں ہم اتنے مستقل مزاج نہیں ہوتے کہ اپنی کمائی پر گذارہ کریں۔ اس اثنا میں ہم کو دوسروں کی کمائی پر گذارہ کرنا پڑتا ہے رہی اپنے نوکروں کو اپنا دشمن خیال کرتے تھے۔ زمانہ حال کے دوکانداروں کو ایسا ہی خیال کرنا چاہیئے۔ ادھار کا لالچ دیکر اور مستورات کو نفیس نفیس کپڑے خریدنے پر امادہ کرکے وہ اُن کی استقلال مزاجی کو معرض ابتدا میں ڈال دیتے ہیں وہ با دیانت آدمیوں کی مستورات کو فریب دیکر قرض میں مبتلا کر دیتے ہیں اور پھر جھوٹے بل بھیجدیتے ہیں وہ حد سے زیادہ قیمت لیتے ہیں اوران کے گاہک ادا کرتے ہیں بعض اوقات دگنی قیمت ادا کرتے ہیں کیونکہ مدت کے حساب کتاب کی پڑتال کرنی ناممکن ہوتی ہے +

پروفیسر نیومین کی نصیحت تقلید کے قابل ہے اس کا قول ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ دوکانداروں کے قرض ایک خاص تاریخ کے بعد قانوناً وصول نہ ہو سکیں اس کا اثر یہ ہوگا۔ کہ کسی شخص کو سوائے ایسے دوکانداروں کے جو اُس کو بخوبی جانتا ہو کوئی شخص قرض نہ دیگا۔ اور اگر دیگا بھی تو تھوڑی سی رقم اس طرح لوگ نقد قیمت ادا کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور وضعدار مقروض نہ رہیں گے جو مدت گذرنے کے بعد قرض ادا کرتے ہیں بلکہ بعض صورتوں میں بالکل ادا نہیں کرتے۔ اور اُن کی کمی کا معاوضہ دوسرے گاہکوں کو دینا پڑتا ہے کیونکہ دوکاندار قیمت بڑھا دیتے ہیں اگر قرض دینا ترک ہو جائے تو بہت سی تکلیفیں دور ہو سکتی ہیں دوکانداروں کو اپنے مقروضوں کے متعلق کچھ تشویش نہ رہے گی اور ہزارہا لوگ جو قرض میں مبتلا ہو کر زندگی سے بیزار ہو جاتے ہیں خوش و خرم زندگی بسر کرینگے +

حضرت مسیح السلام کی ایک دعا میں خطرات انسان کا کامل علم پایا جاتا ہے جو یہ ہے "ہم کو ابتلا میں نہ ڈال" کوئی مرد یا عورت ابتلا کی مزاحمت نہیں کر سکتا یعنے جب کوئی للچانے والی چیز دیکھی جاتی ہے تو انسان خواہ مخواہ اُس کی طرف مائل ہو جاتا ہے صرف عادات کے ذریعے ہی کسی لالچ کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ جو عورت قرض لینے میں تامل کرتی ہے۔ آخر وہ قرض لے بیٹھتی ہے اور اُس کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جو کلرک یا کسی دوکاندار کا شاگرد اپنے آقا کے زر و سیم کو للچائی ہوئی نظر سے دیکھتا ہے وہ کچھ وقت کے بعد اُس کو اپنا ملک بنا لیتا ہے جب تک مالک کے روپے تک رسائی ناممکن ہو تو اُس کے ناجائز طور پر استعمال کرنے کا اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ مگر جب وہاں تک دسترس ہو سکے اور پھر لالچ بھی آ جائے تو اُس کو ناجائز طور پر استعمال نہ کرنا مردانگی کا کام ہے بہت سی عادتیں جو انسان کے چھوٹے چھوٹے افعال میں دخل پا لیتی ہیں وہ انسان کے اخلاقی چال و چلن کا ایک بہت بڑا حصہ ہوتی ہیں*

قرض میں مبتلا ہونا بد دیانتی کا بڑا باعث ہے اس بات سے ہمیں کچھ سروکار نہیں کہ قرض کس قسم کا ہے خواہ وہ شرط لگانے کے بعد یا تاش کی بازی ہارنے کے بعد بزاز یا درزی کا بل ادا کرنے کے واسطے لیا گیا ہو بد دیانتی کی تحریک دیتا ہے۔ جو شخص عمدہ تعلیم و تربیت یافتہ ہوتے ہیں بعض اوقات ان کو بھی وضعداری کو قائم رکھنے شرط لگانے تجارت میں نفع کثیر کی غرض سے روپیہ خرچ کرنے جوا کھیلنے اور فضول خرچ آوارہ گردوں کی صحبت میں رہنے سے روپیہ اڑانے اور فضول خرچی کرنے کی تحریک ہوتی ہے مصنف کتاب کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ بعض

نوجوان کس طرح سلامت روی اور نیکی کے راستہ سے منحرف ہو کر بدی
اور جرم کرنے لگتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی کلرک نے ہمارے جعلی دستخط
بنا لیے تا کہ اس طرح اس قرض کے ادا کرنے کے واسطے جو کلاں خانے میں لیا
گیا تھا۔ ایک رقم حاصل ہو جائے۔ مجرم ایک عمدہ تعلیم یافتہ بالیاقت نوجوان
شخص تھا۔ اس کا ایک اچھے خاندان میں ایک معزز لیڈی سے عقد ہو گیا
تھا۔ مگر شراب خوری اور تاش کھیلنے کا اس کو اتنا شوق ہوا۔ کہ اس کے
تمام رشتہ دار اور دوست بیوی اور بچے وغیرہ سب فراموش ہو گئے۔ اس
کا جرم ثابت ہو گیا اور اس کو کئی سال قید کی سزا ہوئی۔

ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک پادری کے بیٹے نے بعض قیمتی
دستاویزیں چرا کر فروخت کر دیں۔ وہ فرار ہو گیا اور اس کا تعاقب
کیا گیا۔ اس نے مشہور کیا تھا کہ میں سوتھمپٹن کی راہ سے آسٹریلیا کو
کو جا رہا ہوں ایک کمپنی کے جہاز میں اس کو تلاش کیا گیا مگر اس کا کچھ پتہ نہ لگا
کچھ عرصہ گذرنے کے بعد بنک انگلستان کا ایک نوٹ جو وہ اپنے ساتھ لے
گیا تھا اس بنک میں ڈبلن سے واپس آیا۔ خفیہ پولیس کے ایک سپاہی
کو اس کے کھوج پر لگایا گیا۔ وہ نہایت رذیلوں کی صحبت میں پایا گیا۔
لنڈن میں واپس لا کر اس کے مقدمہ کی تحقیقات کی گئی اور اس کو بارہ
ماہ قید کی سزا ہوئی۔

ایک اور نظیر حسب ذیل ہے۔ مجرم ریلوے کی ایک کمپنی کا اعلےٰ عہدہ
دار تھا۔ ایسا اعلےٰ عہدہ دار کہ وہ اپنے عہدہ سے ترقی پا کر رایل سوئیڈیش
ریلوے کا منیجر ہو گیا وہ بھی ان لوگوں سے تھا جو وضعداری [illegible]
پہ جان دیتے ہیں اور جو ریاست اخلاق اور نیکی کا کچھ خیال نہیں کرتے

وہ قرض میں مبتلا ہو گیا۔ جیسے کہ اس قسم کے لوگ عموماً مبتلا ہو جایا کرتے ہیں اور پھر روپے ایمانی کرنے لگا۔ وہ بیشہ ور جیدوں کا ہم جلیس ہو گیا اس نے ایک دفتر کی چابی جو اس کے سپرد تھا۔ نکال کر ایک مشہور و معروف چور کو دے دی یہ چابی اس مضبوط صندوق کی تھی جس میں سونا چاندی ڈاک کر لنڈن سے پیرس بھیجا یا کرتے تھے۔ اس کی چابی بنائی کا موم کے ذریعے ربا نمونا اتار لیا گیا اور پھر لوہے کی ایک نقلی چابی بنائی گئی۔ اس نقلی چابی کے ذریعے سونے کی بڑی بھاری چوری ہوئی کچھ وقت کے بعد چور گرفتار ہوئے اور جس شخص نے چابی چرائی تھی۔ بینے وصند ارائیل سو ہڈس ریلوے کا مینجر گرفتار ہوا۔ اور اس کے مقدمہ کی تحقیقات کر کے بیرن مارٹن نے حبس دوام عبور بدریائے شور کا حکم دیا۔

پادری جان ڈیوس نے جو قید خانہ نیوگیٹ کا امام تھا۔ جرائم کے مفصلہ ذیل بواعث بیان کئے ہیں جو اس نے نوجوان قیدیوں کے حالات دریافت کر کے معلوم کئے تھے۔ ان میں ایک نوجوان تھا جو محکمہ تجارت کا ایک افسر تھا۔ اس نے اپنے ملک کی قابل قدر خدمات کر کے امتیاز حاصل کیا تھا۔ مگر وہ قبل از وقت رحلت کر گیا۔ گورنمنٹ نے اس کے نابالغ بیٹے کو ایک آسامی دے دی جس سے اس کی ماں بہت خوش ہوئی یہ لڑکا اپنی تنخواہ اپنی ماں کو دینے لگا۔ وہ یہ دیکھ کر کہ اس کا بیٹا اس کی مدد کرتا ہے بہت خوش ہوتی تھی۔ اس کے اور بچے بھی تھے۔ اس کی دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تھیں۔ وہ اپنے خاوند کی قلیل پنشن اور اپنے بیٹے کی تنخواہ پہ ہی گذارہ کرتی تھی۔ اس اثنا میں وہ لڑکا نوجوان ہو گیا اور اس کو عمدہ لباس پہننے کا شوق چرایا اس کو اتنی تمیز نہ تھی کہ پاک صاف

دل بیرونی ٹیپ ٹاپ سے بہتر ہوتا ہے وہ اپنی والدہ اور اپنی بہنوں کی بخوشی مدد کرتا تھا۔ مگر اس کو یہ خیال نہ تھا کہ اس قسم کی مہربانی کرنے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ اپنے ہم منصب کلرکوں کی نسبت خراب کپڑے پہنے اگر وہ ہر روز نئے کپڑے نہ پہنتا تو ممکن تھا کہ اس کے پہلے کپڑے کسی قدر بُرے معلوم ہوتے تھے۔ مگر اس میں عار کی بات کوئی نہیں۔ جب سپاہی اپنا فرض ادا کرتے ہیں تو ان کے لباس پر کوئی نہ کوئی داغ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح اس کلرک کے کپڑوں پر بھی داغ لگ جایا کرتے ہیں۔ مگر ان سے بے احتیاطی نہ پائی جاتی تھی۔ وہ صرف مجبوری کی حالت میں لگے تھے۔ اور گو ان سے اس کی ناداری کا حال معلوم ہو جاتا تھا۔ پھر بھی ان سے پایا جاتا تھا کہ وہ جاوہ عزت کو مدنظر رکھتا ہے اگر اس کو مدنظر رکھتا ہے اگر اس قسم کے دھبے نہ لگتے تو وہ اپنے فرض کو کس طرح ادا کر سکتا۔ مگر یہ نوجوان اتنا عالی خیال نہ تھا وہ اپنے صاف اور فرسودہ کوٹ سے شرمسار ہوتا تھا۔ وہ دوسرے کلرکوں کے نئے اور نفیس نفیس لباس دیکھکر جلتا تھا وہ چاہتا تھا کہ اچھے کپڑے پہنے کسی منحوس وقت میں اس نے ایک اعلے لباس بنانے والے درزی کو کپڑوں کا ایک سوٹ بنانیکی ایک فرمائش کی چونکہ وہ معقول تنخواہ پاتا تھا۔ اور خاندانی سمجھا جاتا تھا اس کا اعتبار کر لیا گیا۔ مگر دوکانداروں کو روپیہ دینا پڑتا ہے اس سے بار بار قرض ادا کرنے کا تقاضا کیا گیا۔ قرض خواہ سے پیچھا چھوڑانے کے واسطے اس نے ایک چٹھی چرالی جس میں دس پونڈ کا نوٹ تھا۔ اس نے درزی کو روپیہ ادا کر دیا۔ مگر جس شخص کا نوٹ چوری کیا گیا اس کو اپنے نوٹ کا نمبر معلوم تھا نوٹ درزی سے برآمد ہوا۔ درزی نے چور کا نام بتا دیا

از تحقیقات سے معلوم ہوگیا کہ اس نے کس طرح چورایا تھا۔ چند روز کے بعد
اُس کو عبور دریائے شور کی سزا ہوئی اُس کی عمدہ اور نفیس پوشاک اتار
کر قیدیوں کے کپڑے پہنائے گئے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہ ہوتا کہ وہ اپنی
حیثیت پوری غریبوں سی پوشاک رکھتا تو اس پر معززانہ شفقت کے نشان
لگے ہوئے تھے نفیس لباس پہننے کا بیہودہ شوق نوجوان مردوں اور عورتوں
۔۔ نوں میں پایا جاتا ہے۔

جب سر چارلس نیپیئر ہندوستان سے رخصت ہوا اُس نے سپاہ
کے نام ایک حکم نافذ کیا اور اس میں افسروں کو تنبیہ کی کہ اگر قرض ادا کرنے
کا ذریعہ نہ ہو تو اُس میں مبتلا نہ ہوں اُن کو معلوم ہوا تھا کہ ان کے پاس
× × × × × × × فسروں کے خلاف قرضہ نہ ادا کرنے کی شکایتیں
آتی رہتی ہیں اور بعض حالتوں میں اسی وجہ سے لائق اور محنتی تاجر برباد
ہو گئے ہیں اُس روز افسروں کو بلا کر اُس نے سخت ملامت کر کے کہا یہ
شریف آدمی کے چال چلن کو کسی کام کا نہیں رکھتی یہ ذلیل کر دیتی ہے اور
جو لوگ اس کے عادی ہوتے ہیں ان کو بدنام شدہ دغابازوں اور فریبیوں
میں جن کے پاس بیٹھنے سے چال چلن بگڑ جاتا ہے شمار کراتی ہے۔ اُس نے
اُن کو پُر زور الفاظ میں ترغیب دی کہ اپنے فرائض کو ادا کرتے رہیں فضول
خرچی اور ہر طرح کے زائد اخراجات کو پاس نہ آنے دیں اور سخت کفایت
شعاری کو مدنظر رکھیں۔ کیونکہ بلا ادائے قیمت شامپین اور بیئر پینا یا
اور کرایہ ادا کرنے کے بغیر گھوڑے پر سوار ہونا دھوکا بازی ہے نہ کہ شریف
آدمی کا کام ہے۔"

ان نوجوان شرفا کی فضول خرچی کی باتوں میں انگلستان کے

انگریزوں کی فضول خرچی کے برابر ہے ان لوگوں کی فضول خرچی کی عادت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آکس فورڈ اور کیمبرج میں یہ عادت سیکھی تھی۔ بہت اچھے اچھے والدین جنہوں نے اپنے بیٹوں کو وہاں علم سکھانے کے واسطے بھیجا تھا برباد ہو گئے۔ کیونکہ بیٹے لفظ جنٹلمین کے غلط العام معنوں پر کاربند ہوئے آج کل جنٹلمین ہونا قمار باز گھوڑ دوڑ میں گھوڑا دوڑانے والا تاش کھیلنے والا اور رقص کرنے والا اور شکار کرنے والا ہے اس قسم کا جنٹلمین فضول خرچ حد سے زیادہ شرابی ہوتا ہے اور بہت جلد مر جاتا ہے جنٹلمین کے اصلی معنے تو شریف ہیں۔ مگر اب تو محض برائے نام جنٹلمین نظر آتے ہیں بلکہ اب جنٹلمین بدنام ہو گئے ہیں اور جب آجکل اس لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے معنے بیکار کامل فضول خرچ نہ کہ علم و فضیلت میں کامل نیک اور محنتی ہوتے ہیں۔

نوجوانوں کو قرض لینے سے شرم نہیں آتی۔ اور یہ بداخلاقی تمام ہٹی میں پھیلتی جاتی ہے لوگوں کے مذاق فضول خرچی اور عشرت پسندی کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی آمدنی نہیں بڑھاتے جس سے وہ اپنے مذاق کو پورا کر سکیں مگر وہ مذاق کو پورا کئے بغیر نہیں رہ سکتے اور وہ قرض لیتے ہیں اور جو بعد ازاں اُن کے گلے کا ہار ہو جاتا ہے اگر فضول خرچی کی عادت پڑ جائے پھر اس کو تقویت ہو جائے تو اس کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے آج کل جو لوگ بے پرواہی سے قرض لیتے ہیں اور اس کے ادا کرنے کی توقع بلکہ نیت بھی نہیں رکھتے وہ عامہ اخلاق کی بنیاد کو متزلزل کرتے ہیں اور متوسط اور اعلے جماعتوں میں مصیبت پھیلاتے ہیں۔ اخلاق پست ہو گئے ہیں اور بہت

سے وقت کے بعد سد رہیں گے ؞

اس اثنا میں جو لوگ استطاعت رکھتے ہوں اُن کو چاہیے کہ جو خرچ اُن کی آمدنی سے زیادہ ہو اُن کو پاس نہ پھٹکنے دے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ادھار لیکر قرض میں مبتلا نہ ہوں اگر قرض میں مبتلا بھی ہو جائیں تو جس قدر جلدی ممکن ہو اُس سے پیچھا چھوڑا لیں جو شخص قرض میں مبتلا ہوتا ہے وہ اپنا آپ مالک نہیں ہوتا وہ جن لوگوں سے قرض لیتا ہے اُن کا غلام ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں سے کوئی کام کرانا چاہتا ہے وہ اِن کے بالکل بس میں ہوتا ہے سوکیں اُس کا خاکہ اڑاتے ہیں قرض خواہ اُس کی تضحیک کرتے ہیں پڑوسی اُس کی بدگوئیاں کرتے ہیں وہ اپنے گھر میں غلام ہوتا ہے اُس کے اخلاق پست اور نکمے ہو جاتے ہیں اور اس کے گھر اور کنبہ کے لوگ بھی اُس کو رحم اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ؞

مانٹین نے کہا مجھکو اپنا قرض ادا کرنے سے خوشی ہوتی ہے کیونکہ اس طرح میرے کندھوں سے بارگراں اور غلامی کی تصویر دور ہو جاتی ہے۔ جانسن نے خوب کہا ہے کہ کفایت شعاری آزادی کی ماں ہے جو شخص مقروض ہوتا ہے وہ آزاد نہیں ہو سکتا قرض کا اصل اثر یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف شخصی آزادی میں فرق پڑ جاتا ہے بلکہ اسکے تمام اخلاق بھی پست ہو جاتے ہیں قرض خواہ کو ہمیشہ ذلتیں گوارا کرنی پڑتی ہیں جو لوگ معزز اور عمدہ اصولوں پر پابند ہوتے ہیں اُن کو ایسے شخصوں سے روپیہ قرض لینے سے نفرت ہوگی جنکو وہ پھر ادا نہیں کر سکتے۔ اُن کو دوسرے لوگوں کے روپے سے شراب پینے کپڑے پہننے اور وضعداری قایم رکھنے سے نفرت آتی ہوگی۔ جیسا کہ نوجوان شرفا کا قاعدہ ہے۔

اول ڈورسیٹ مقروض ہو گیا اور اُس نے اپنی جائداد کو رہن کرکے قرض لیا شہر کا ایک ایلڈرمین اُس کے کمرے میں گھس آیا۔ اور اپنا روپیہ دلانے کا تقاضا کیا اس روز سے اُس نے فضول خرچی کی عادت چھوڑ دی اور یہ عزم کر لیا۔ کہ کفایت شعاری کو مدنظر رکھکر کسی شخص سے قرض نہ لے اور اُس نے اس اپنے عزم کو پورا کر دکھایا +

ہر ایک آدمی میں اتنا حوصلہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنے معاملات کو توجہ سے دیکھے اور اپنی آمدنی اور خرچ کا حساب رکھے۔ خواہ جمع خرچ کی فہرست کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو۔ اُس کو یہ جاننا ضروری ہے کہ اُس کی ہر روز کیا حالت ہے تاکہ وہ دنیا کے کاروبار کو بخوبی مقابلہ کر سکے اگر اس کی بیوی ہے تو اُس کو بھی مطلع کر دینا چاہیے۔ کہ دنیا کے ساتھ اُس کا قطع تعلق ہے اگر اس کی بیوی دوراندیش ہے تو وہ اُس کو کفایت شعاری میں مدد دیگی اور معزز یا دیانت طور پر زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیگی کوئی عمدہ بیوی یہ بات ہرگز پسند نہ کریگی کہ دوسرے لوگوں کے کپڑے پہنے اور دوکانداروں سے قرض لیکر ضیافتیں دے +

جو لوگ اپنی آمدنی پر زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اُن کے واسطے علم حساب کا جاننا نہایت ضروری ہے مستورات بالخصوص علم حساب سے نابلد ہوتی ہیں اُن کو حساب کے نہایت سادے اصول بھی نہیں سکھائے جاتے۔ کیونکہ استانیاں اون کو بیفایدہ خیال کرتی ہیں وہ زبان دانی سرود اور ناز و عشوہ سکھلانے کو ترجیح دیتی ہیں ممکن ہے کہ بعض حالتوں میں یہ بھی ضروری ہوں مگر حساب کے پہلے چار قاعدے یعنے جمع تفریق ضرب اور تقسیم ان سب سے بہتر ہیں وہ اپنے خرچ اور آمدنی کا جمع اور تفریق کرکے

علم کے بغیر کس طرح مقابلہ کر سکتی ہیں جب تک اُن کو اعداد کی قیمت معلوم نہ ہوگی وہ ٹھیک ٹھیک طور پر معلوم نہیں کر سکتیں کہ کرائے کپڑے خوراک اور نوکروں کی تنخواہ دینے کے واسطے کیا دینا چاہیئے وہ تاجروں یا ملازموں کے حساب کو کس طرح نبٹ سکتی ہیں۔ علم حساب نہ آتا ہو تو بہت سا روپیہ برباد ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ کئی مصیبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ علم حساب کی ناواقفیت کی وجہ سے بہت سے اچھے اچھے خاندان تباہ ہو گئے ہیں۔"

بعض نوجوان بے سوچے سمجھے شادی کر لیتے ہیں۔ مثلاً کوئی نوجوان کسی رقص کے کمرہ میں کسی حسین عورت کو دیکھتا ہے اُس کے حسن پر غش ہو جاتا ہے اس کے ساتھ رقص کرتا ہے اس کے ساتھ عشق کرتا ہے اور جب گھر جاتا ہے تو اُسی کے خواب دیکھتا ہے آخر وہ اس پر عاشق ہو جاتا ہے اس سے شادی کی درخواست کر کے نکاح کر لیتا ہے اور پھر وہ اس پری کو اپنے گھر میں لے جاتا ہے اور پھر اُس کے متعلق بعض اور باتیں معلوم ہوتی ہیں پہلے پہل خوب مزے سے گذرتی ہے اس پری رو کا حسن دلفریب دلکش اور اُس کے اطوار میں کوئی تصنع نہیں ہوتی۔ مگر جب اُن کو مل کر رہنا پڑتا ہے تو زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور پھر وہ اس عورت کو ہر روز دیکھتا ہے کیونکہ وہ روز اُس کے پاس رہتی ہے اور اُس کو خانہ داری کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔

بہت سے لوگوں کی جب شادی ہو جاتی ہے۔ تو وہ کچھ عرصہ بعد چین سے زندگی بسر کرتا ہے بلکہ جن لوگوں کو شادی سے نہایت مسرت ہوتی ہے وہ بھی تھوڑے عرصہ تک کشمکش کرنے اور حیران رہنے کے بعد ہی

چین و آرام حاصل کر سکتے ہیں۔ خاوند کو اور نہ ہی بیوی کو اپنے مناسب جگہ فی الفور نہیں ملتی ایک عورت نے جس کو شادی سے نہایت خوشی حاصل ہوئی تھی بیان کیا ہے کہ میری زندگی کا پہلا سال نہایت تکلیف دہ تھا کیونکہ مجھکو بہت سی چیزیں سیکھنی تھیں میں بے جا چیز کے کرنے سے ڈرتی تھی اور مجھکو اپنی مناسب جگہ معلوم نہ ہوتی تھی۔ لیکن جن لوگوں کی طبیعت میں اُلفت اور مہربانی کا مادہ ہوتا ہے وہ آسائش اور آرام سے زندگی بسر کرنے لگتے ہیں +

مگر مذکورہ بالا فردی نوجوان اور اُس کی حسین عورت کی یہ حالت نہ تھی۔ وہ دونوں بے سوچے سمجھے نئی زندگی میں داخل ہوئے یا شاید اُن کو یہ خیال ہو گیا تھا۔ کہ اُن کو ایسی خوشی حاصل ہو گی جس میں رنج وغم کی بالکل آمیزش نہ ہوگی وہ پہلے عاشق و معشوق کی طرح رہتے تھے اور نہ چاہتے تھے۔ کہ میاں بیوی کی طرح زندگی بسر کریں وہ زندگی کی چھوٹی چھوٹی رکاوٹوں اور ناچاقیوں کا تحمل نہ کرتے تھے۔ اور دونوں کو مایوسی ہوئی۔ پھر وہ ایک دوسرے سے لاپرواہی کرنے لگے بحالیکہ عاشق و معشوق کو یہ بات نہیں بھاتی۔ جب بیوی رونے دیکھا کہ اس کی طرف سے غفلت کی جاتی ہے تو وہ زار قطار رونے لگی۔ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس سے انسان اتنا اکتا یا جائے۔ جتنا کہ فریب کے آنسو دیکھکر اکتا جاتا ہے۔ جو شخص بالخصوص عورت چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے لگے تو اس سے ہمدردی نہیں بلکہ نفرت ہو جاتی ہے اس کی وجہ سے طرفین میں ناچاقی ہو جاتی ہے۔ آنسو بمنزلہ خطرناک آلات کے ہیں کاش کہ عورتیں بے فایدہ آنسو بہانے کی بجائے مہربانی اور بشاشی سے کام لیتیں اس صورت میں وہ زیادہ خوش

رہتی ہیں بہشت سے ان لوگوں کی زندگی بے فائدہ اور لا حاصل تشویش اور نا چاقی کی وجہ
سے وبال جان ہو جاتی ہے۔ آخر بے چین اور غصے رہنا اُن کی عادت ہو جاتی
ہے اور وہ زندگی سے کوئی انسانی خوشی حاصل نہیں کر سکتے ۔

دماغی اوصاف بیشک خانگی زندگی میں قابل تعریف چیزیں ہیں
گو ان سے خوشی حاصل ہو اور بعض حالتوں میں اعلےٰ دماغی اوصاف
دیکھکر حیرت بھی ہو۔ مگر جس طرح پر جوش اور صاف باطن آدمی سے محبت
اور الفت ہو جاتی ہے وہ ان سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ دماغی اوصاف گرمی
اور صاف باطنی کی طرح دیرپا نہیں ہوتے۔ وہ ویسا جوش بھی نہیں کرتے مگر افسوس
ہے کہ عمدہ مزاج اور خوش مزاجی کی نشو و نما کرنے میں بہت کم توجہ دی جاتی ہے
تند و ترشی اور بے چینی کی عادت کو تقویت دینے سے بسا اوقات ان لوگوں
کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ جو بصورت دیگر خوش و خرم رہتے یہ مذموم
عادتیں خانگی اور سوشل آرام کا بالکل ستیاناس کر دیتی ہیں۔ بعض مرد اور عورتیں
اپنی بد مزاجی کی وجہ سے دوسروں کو پاس پھٹکنے نہیں دیتے۔ چنانچہ کوئی شخص
اُن کے پاس آنے کی جرأت نہیں کرتا۔ گویا کہ ان کے جسم پر سوسمار کی طرح
کانٹے۔ بعض اوقات طبیعت پر ضبط نہ رکھنے سے بیحد تکلیف ہوتی ہے اور
سوسائٹی میں مصیبت ہی مصیبت نظر آتی ہے اس طرح خوشی غم میں تبدیل
ہو جاتی ہے اور زندگی کانٹوں اور جھاڑیوں کے درمیان برہنہ پا سفر
کی طرح ہو جاتی ہے ۔

مذکورہ بالا مثال میں حسین عورت کا خوبصورت چہرہ جلدی ہی
فراموش کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ گویا نوجوان نے صرف اس کے خوبصورت
چہرہ کا ہی سودہ کیا تھا اور وہ اسی طرح توجہ کرتا تھا۔ اور اس نے اسی کے

ساتھ محبت اس کی عزت اس کی حفاظت کرنے کی سوگند اٹھائی تھی جب
اس کا جوش کافور ہو گیا تو کہنے لگا افسوس میں نے غلطی کی اگر گھر کو دلکش
نہ بنایا جائے اگر نو کتخدا آدمی اپنے گھر کو محروں ہوئیں خیال کرنے لگے تو
نتیجہ اس سے غیر حاضر رہیگا - وہ شام کے وقت باہر رہنے لگیگا
اور وہ اپنا دل بہلانے کے واسطے سگار پینے تاش کھیلنے - پولٹیکس میں
حصہ لینے تماشاگاہ اور کلال خانوں میں جانے لگیگا - اور بیچاری حسین
عورت پہلے سے زیادہ مایوس بے امید اور بے چین ہو جائیگی +

شاید ان کے ہاں بچے ہو جائیں - مگر نہ تو خاوند کو اور نہ ہی بیوی
کو ان کی تربیت یا صحت کا خیال رہتا ہے - جب وہ شخص بچے ہوتے
ہیں تو ان کو کھلونے اور جب لڑکپن کی حالت میں ہوتے ہیں تو ان کو
گوڑ یا خیال کیا جاتا ہے اور نوجوانی کی حالت میں محنتی اور مزدور سمجھا
جاتا ہے ایسے بدقسمت میاں بیوی کو زندگی بھر میں خوشی امن اور سرور
کا ایک گھنٹہ بھی نصیب نہیں ہوتا جس گھر میں خوشی نہیں ہوتی وہاں چھوٹی
چھوٹی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں جہاں بشاشت نہ ہو ایک دوسرے
پر احسان کرنے اور باہمی ہمدردی اور تحمل کا خیال نہ ہو نتیجہ طرفین
کی محبت کم ہو جاتی ہے +

ایک ضرب المثل ہے کہ جب افلاس گھر کے دروازے کی طرف سے
داخل ہوتا ہے محبت کھڑکی کی طرف سے بھاگ جاتی ہے - مگر محبت صرف
غرباء کے گھر سے ہی نہیں بھاگتی بلکہ دولت مندوں کے گھر سے بھی بالخصوص
جب ان کے دلوں میں الفت اور بشاشت نہ ہو بھاگ نکلتی ہے ممکن ہے
کہ مکان آسائش دہ معلوم ہو اس میں مفلسی کے نشانات نہ پائے جاتے

ہوں۔ کمرے ساز سامان سے آراستہ ہوں۔ چاروں طرف صفائی ہی صفائی ہو۔ میزوں پر عمدہ عمدہ کھانے چنے ہوئے ہوں۔ آگ جل رہی ہو۔ مگر باوجود ان چیزوں کے خوشی نہ ہو۔ ایسے خوش و خورم آدمی موجود نہ ہوں جن کے دل میں قناعت اور مزاج میں خوش خلقی ہو کیونکہ اگر سچ پوچھا جائے تو آرام کے مادی اسباب خوش و خورم گھر کی نعمتوں کا ایک قلیل حصہ ہیں۔ جیسا کہ زندگی کے تمام کاروبار میں دیکھا جاتا ہے انسانی حالت کی بہبودی یا مصیبت کا فیصلہ کرنے والی اخلاقی حالت ہی ہے۔

اکثر نوجوان یہ خیال نہیں کرتے کہ تعشق اور شادی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ وہ اس امر کو بالکل سنجیدہ نہیں سمجھتے وہ بالکل فراموش کر بیٹھتے ہیں کہ جب ایک دفعہ ایجاب و قبول ہو چکتا ہے تو پھر پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ پھر عقد نکاح نہیں کھل سکتا۔ یہ قول عیسائیوں کی شادیوں پر صادق آتا ہے کیونکہ بعض دیگر اقوام میں ناچاکی یا دیگر وجوہات سے طلاق جائز ہے (مترجم) لاپرواہی سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو اس کے اٹل نتائج ضرور سرزد ہوں گے یہ مقولہ عموماً رواج پذیر ہوگیا ہے کہ شادی لاٹری یا از قسم قمار بازی اگر ہم دور اندیشی کی تعلیم یا کچھ خیال نہ کریں اگر ہم تحقیق تفحص اور غور سے کام نہ لیں اگر ہم خاوند یا بیوی کے انتخاب میں اتنا غور بھی نہ کریں جتنا کہ نوکر ملازم رکھنے پر کیا جاتا ہے۔ جس کو ہم چاہیں موقوف کر سکتے ہیں اگر ہم محض چہرے اور شکل و صورت کی وجاہت یا مال و دولت کا ہی خیال رکھیں اور عارضی خوشی یا مال کے لالچ میں آجائیں تو ایسی حالتوں میں شادی لاٹری سے مشابہ ہے جس میں ممکن ہے کہ انعام مل جائے گو فیصدی ننانوے حالتوں میں انعام ملنے کی بالکل امید

نہیں ہوتی ؀

مگر ہم اس بات کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے۔ کہ شادی لاٹری کے مشابہ ہوتی ہے جب لڑکیوں کو دانشمندی سے یہ سکھایا جائے کہ محبت کس طرح کرنی چاہیے۔ اور زندگی بھر کے رفیق میں قابل قدر اوصاف کو فہمیدہ ہوتے ہیں اور ان کو اس مضمون کی بابت ناولوں اور قصوں کے فرضی شخصوں کے حال پڑھ کر واقفیت بہم پہنچانی نہ پڑے اور جب نوجوانوں کو بیوی کی نیکیوں خوبیوں اور دیرپا کمالات پر غور کرنے کی عادت ڈالی جائے کیونکہ ان کے ساتھ اُن کو تمام زندگی بسر کرنی ہوتی ہے اور جن کی خوش خلقی اور عمدہ سمجھ پر اُن کے تمام گھرانے کی خوشیا کا دارومدار ہوگا۔ اس صورت میں شادی لاٹری کی قسم سے نہ رہے گی اور زندگی کے ہر ایک کاروبار کی طرح شادی کرنے میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں۔ مگر ان لوگوں کی طرح محض غلطیاں نہ ہونگی۔ جو بے تحاشا اور بے سوچے سمجھے شادی کر لیتے ہیں اور اپنی تمام خوشی کو معرض خطر میں ڈال دیتے ہیں۔ اس صورت میں شادی لاٹری سے مشابہ ہوتی ہے ؀

ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ آدمی مناسب وقت پر نہیں کہہ سکے جب طرح طرح کی رغبتیں اور لبھانے والی چیزیں نظر آئیں اور ان کے حاصل کرنے کا خیال پیدا ہو تو مصمم اور مستقل طور پر فی الفور نہیں کہدو نہیں یہ چیز نہیں لے سکتا۔ بعض لوگوں میں یہ طریقہ اختیار کرنے کی اخلاقی جرات نہیں ہوتی۔ وہ اپنی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کا ہی خیال رکھتے ہیں وہ خود اختیاری نہیں کر سکتے۔ وہ ہر خیال سے مغلوب اور بے ضبط ہو جاتے ہیں۔ اور لذت حاصل کرتے ہیں ان سب باتوں کا انجام وعدہ خلافی دھوکا

اور بربادی ہوتی ہے۔ ایسی حالتوں میں ایسے شخص پر سوسائٹی کیا فیصلہ دیتی ہے کہ وہ شخص اپنی آمدنی سے بڑھکر خرچ کرتا رہا ہے جن لوگوں کی وہ ضیافتیں کرتا تھا۔ اور اپنی رنگ رلیوں میں شریک کرتا تھا ان میں سے ایک بھی اُس کو بھولے سے یاد نہیں کریگا۔ کوئی اس پر ترسم نہ کریگا اور اُس کی مدد نہ کریگا*

ہر شخص نے اس شخص کا حال سن لیا ہے جو مناسب وقت پر نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ سوائے اپنے ہر شخص کا دوست تھا۔ وہ اپنا ہی جانی دشمن تھا اُس نے اپنی آمدنی کو جلدی سے خرچ کر دیا اور پھر اپنے دوستوں سے درخواست کی کہ اس کے واسطے تمسک اور ضمانتیں دیں۔ اور اُس کو روپیہ دینے کا وعدہ دیں وہ اپنی تمام پونجی خرچ کرنے کے بعد حماقت اور جنون کی حالت میں مرگیا*

زندگی میں وہ اس مقولہ پر عمل کرتا تھا کہ جو کچھ کسی نے کہدیا وہی کرنے لگا۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہمدردی کی وجہ سے ایسا کرتا تھا یا اس خیال سے کہ کسی کا دل نہ دکھائے۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ جب اس سے کسی ضمانت پر دستخط کرانے ووٹ یا روپیہ قرض دینے یا تمسک نامے پر دستخط کرانے کو کہا جاتا تھا تو وہ ضرور مان جاتا تھا۔ وہ نہیں وہ نہیں نہ کہہ سکتا تھا۔ جو لوگ اس کو بخوبی جانتے تھے وہ کہتے تھے کہ اس میں نہیں کہنے کی اخلاقی جرأت نہیں تھی۔ اس کا باپ اس کے واسطے خاصی دولت چھوڑ گیا تھا۔ اور فی الفور بہت سے شخص اس کا حصہ لینے کے واسطے آموجود ہوئے۔ اگر وہ اس وقت نہیں کہتا تو عین مناسب تھا۔ مگر وہ نہ کہہ سکتا تھا اس میں دب جانیکی عادت پڑ گئی تھی۔ وہ نہ چاہتا تھا۔ کہ کوئی شخص اُس کو

تنگ کرے وہ انکار نہ کرسکتا تھا۔ اگر کوئی شخص اصرار کرتا تھا تو وہ مان جاتا تھا۔ اور اگر کوئی اس سے روپیہ مانگتا تھا تو وہ ضرور دیتا تھا۔ جب تک اس کے پاس روپیہ رہا۔ اُس کے دوستوں کی انتہا نہ تھی۔ اگر کوئی شخص ضمانت دینا چاہتا تھا۔ تو اُس کی طرف رجوع کرتا تھا۔ خاص خاص دوست اس سے درخواست کرتے تھے۔ ہماری خاطر اس چھوٹے سے کاغذ پر دستخط کردو۔ وہ حلم سے پوچھتا تھا کہ یہ کیا ہے کیونکہ گو وہ سادہ لوح تھا۔ اس کو اپنے محتاط ہونے پر فخر تھا۔ مگر وہ انکار ہرگز نہ کرتا تھا۔ تین مہینے گذرنے کے بعد کسی تمسک کی بڑی بھاری رقم ادا کرنی پڑتی تھی ایسی حالت میں ہر شخص کے دوست کو رقم ادا کرنے کے واسطے بلایا جاتا تھا۔"

آخر ایک کارخانہ دار جس کی اُس نے ضمانت دی ہوئی تھی۔ اور جس کے ساتھ اُس کی معمولی علیک سلیک تھی۔ اپنا کام بند ہونے اور شراکت میں خسارہ اُٹھانے کے بعد اُس کے پاس آیا اور اس کو کہنے لگا۔ کہ گورنمنٹ کا جو روپیہ میرے ذمے واجب الادا ہے وہ ادا کردو۔ اُس کو یہ صدمہ بہت ناگوار گذرا اور وہ مفلس ہوگیا مگر اس نے دانائی نہ سیکھی وہ ایک ایسے ستون کی طرح تھا۔ جس کے پاس ہر ایک حاجت مند آتا تھا اور اُس کے سہارے کھڑا ہوتا تھا۔ ایک ایسا فوارہ جس سے ہر ایک تشنہ کام سیراب ہو سکے۔ ایک ایسا لاشا جس کو ہر ایک بھوکا کتا منہ مار سکے ایک ایسا گدھا جس پر ہر ایک بدمعاش ضرورت کے وقت سوار ہو سکے۔ ایک ایسی چکی جو اپنے سوا ہر ایک شخص کا غلہ پیس سکے غرض ایسا نیک دل جو جان جائے تو جائے مگر نہیں نہ کہہ سکے ٭

آدمی کی آسائش اور بہبودی کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ مناسب

وقت پر نہیں کہہ سکے۔ بہت سے آدمی اس لیئے برباد ہو جاتے ہیں کہ وہ نہیں
کہہ نہیں سکتے یا کہنا نہیں چاہتے۔ بدی ہمارے دل میں اس واسطے مسلط ہو جاتی
ہے کہ ہم حوصلہ کرکے نہیں نہیں نہیں کہہ سکتے۔ ہم بعض اوقات خوشی دنیا کے عیش
کے قربان ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم دیانت کو مدنظر رکھکر اس چھوٹے سے لفظ کو نہیں
کہہ سکتے بعض لوگ اس واسطے نہیں نہیں کہتے کہ لوگ ان کا خاکہ اڑائیں گے
خوبصورت کسی بیوقوف مالدار شخص کی شادی کی درخواست کرنے پر نہیں
نہیں کرتے۔ کیونکہ اُس کو ایک عالیشان مکان کی مالکا بننے کی ہوس ہوتی
ہے درباری یہ لفظ اس واسطے نہیں کہتا کیونکہ اُس کو تمام شخصوں کے سامنے
شادان اور فرحان رہتا اور ہر ایک کے ساتھ وعدہ کرنا پڑتا ہے ۔

جب عیش و عشرت اور رنگ رلیوں کی خواہش ہو تو جرأت کرکے
نہیں کہدو تمہارا ضمیر دل یا اندرونی ناصحہ تمہارے اس فیصلے کی تائید کریگا
اور بار بار کرنے سے نیکی کی عادت کو تقویت ہو جائیگی۔ جب فضول خرچی
اپنی پُر اثرات خوشیوں کو پیش کرے تو مردانہ وار جھٹ نہیں کہدو اگر تم
ایسا نہ کروگے۔ اگر تم فضول خرچی اور عیاشی کرنے لگوگے تو نیکی تم کو چھوڑ
کر چلی جائیگی۔ اور تمہاری خود اعتمادی کو سخت نقصان پہونچیگا۔ ممکن ہے
کہ پہلی دفعہ تم کو جدوجہد کرنی پڑے مگر جوں جوں عادت ہوتی جائیگی
تمہاری مزاج قوی ہو جائیگی۔ کاہلی لغویات حماقت بری عادتوں بُرے
رواج اور دیگر قباحتوں کے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ فی الفور نہیں کہدو
بیشک اس نہیں کہنے میں بڑی خوبی ہے جو ٹھیک وقت پر کہی جائے ۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنی تمام پونجی ضائع کرنے کے بعد ایک کوڑی
نہ چھوڑ مرا ہو۔ بلکہ وہ مقروض ہو۔ مگر سوسائٹی اُس کے گھر میں داخل ہونے

تک ان کا پیچھا نہیں چھوڑتی اس کی تجہیز و تکفین بھی مروجہ فیشن کے مطابق
ہونی چاہیئے مرنے والا تو مرجاتا ہے مگر وضعداری پھر بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی
وضعداری کے خوش کرنے کے لیئے ہی نعش پر طرح طرح کے نفیس کپڑے بلکہ دوشالے
ڈالے جاتے ہیں نفیس نفیس تابوت بنائے جاتے ہیں اور ماتم پرسی کرنے کے
واسطے گاڑیوں پر سوار ہوکر جاتے ہیں خادموں کا ہجوم ساتھ ہوتا ہے مگر ایسے
ہم پیشہ ور تجہیز و تکفین کرنے والوں کا بناوٹی افسوس بالکل بے فائدہ
ہوتا ہے کیونکہ وہ سب کرایہ کے ٹٹو ہوتے ہیں +

تجہیز و تکفین کے بیفائدہ اخراجات کا مضر اثر متمول اعلےٰ درجہ والوں پر
ویسا محسوس نہیں ہوتا۔ جیسا کہ متوسط اور محنت و مشقت کرنے والی جماعتوں
میں ہوتا ہے۔ تجہیز و تکفین پر اعتدال سے زیادہ خرچ کرنا عزت خیال کیا جاتا
ہے۔ اعلےٰ درجہ کے لوگ جو سوسائٹی میں نمایاں ہونا چاہتے ہیں وہ تجہیز و تکفین
پر بہت سا روپیہ خرچ کرتے ہیں اور تابوت اور کفن بنانے والے اور تجہیز اور
تکفین کا انتظام کرنے والے اُن کو خوب جی کھولکر لوٹتے ہیں اس طرح باقی
ماندہ لوگوں کے واسطے فیشن قایم ہوجاتا ہے لوگ عموماً یہ کہتے ہیں جیسا کہ
دوسرے کرتے ہیں ہم کو بھی ویسا ہی کرنا چاہیئے۔ اور بہت سے لوگ تجہیز و
تکفین کے منتظم ہوکر جھٹ چڑھ جاتے ہیں وہ اپنے اپنے دوستوں اور اپنے
ملازموں کے واسطے ماتمی لباس بنواتے ہیں اور اس طرح تجہیز و تکفین کا
معززانہ انتظام ہوجاتا ہے +

یہ اخراجات خاندان پر ایسے وقت میں جب کہ وہ اُن کو برداشت
کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ نہایت شاق گذرتے ہیں
والا تو گذر جاتا ہے اور ہر ایک پیشہ تجہیز و تکفین کے منتظم

جاتی ہے کمبخت بیوہ کو اپنے رنج و غم کی مہلت نہیں ملتی یتیم بچوں کا باپ
سر سے اُٹھ جاتا ہے اور اُن کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں رہتا۔ اب ماتمی
لباس اور رنج و غم دیگر علامات سستے نرخ پر کون بنوائے ایسے وقت میں
ہزار ہا نظیروں میں ہر ایک پونڈ اور ہر ایک شلنگ پس ماندوں کے واسطے
ضروری ہوتا ہے مگر بجائے اس کے کہ مرحوم کے اندوختہ کو احتیاط سے
خرچ کیا جائے، جتنی نقدی ہوتی ہے وہ تجہیز و تکفین کی نمائشی اور بیہودہ
کارروائی پر اڑادی جاتی ہے کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ یہ روپیہ مردہ کی بے فائدہ
نمائش کی عزت پر خرچ کیا جاتا ہے اس کے پس ماندوں کی آسایش اور
گذارے پر خرچ کیا جاتا ہے سوسائٹی میں یہی خرابی چھوٹے درجہ کے لوگوں
میں بھی زور پکڑ گئی ہے محنت و مشقت کرنے والے لوگ وسطی جماعتوں کی
طرح اپنی آمدنی کا بہت سا حصہ فضول کارروائی پر خرچ کر دیتے ہیں انگلستان
میں تاجر کے تجہیز و تکفین کی اوسط لاگت پچاس پونڈ ہوتی ہے صناع یا مزدور
کی پانچ سے ۱۰ پونڈ کے بین بین سکاٹلینڈ میں تجہیز و تکفین کے اخراجات بہت
کم ہوتے ہیں محنتی لوگوں میں اپنے متوفی رشتہ داروں کی معززانہ تجہیز و
تکفین کا خیال عام طور پر پھیلا ہوا ہے اور یہ اُن کے لیئے قابل فخر بھی ہے
وہ کسی اور بات کے واسطے گو چندہ نہیں دیتے۔ مگر اس غرض کے لیے ضرور
دیتے ہیں، مزدوروں کے بڑے بڑے تجہیز و تکفین کے کلب ہوتے ہیں خاوند
کی تجہیز و تکفین کے واسطے عموماً دس پونڈ اور بیوی کی تجہیز و تکفین کے
واسطے پانچ پونڈ دیئے جاتے ہیں صناع کی تجہیز و تکفین پر پندرہ بیس یا
تیس یا غیر معمولی حالتوں میں چالیس پونڈ بھی خرچ ہو جاتے ہیں۔ عموماً
اس قسم کی انجمنوں میں بچے کی زندگی کا بیمہ کرایا جاتا ہے ایک شخص کا

ذکر سُنا گیا ہے۔ انہوں نے مانچسٹر کی انیس تجہیز و تکفین کی کلبوں میں چندہ دیا۔ اگر کسی ایسے مزدور کے ہاں جو انجمن تجہیز و تکفین کا رکن نہیں۔ موت کا وقوعہ ہوجائے تو اس صورت میں بھی وہ اپنے بھائیوں کی مثال کی تقلید کرتا ہے اور سوسائٹی کے رواج کی پابندی کے واسطے اس کو اپنی بیوی یا بچے کی معززانہ تجہیز و تکفین کرنی پڑتی ہے اگر بچوں کا باپ گذر جائے تو اور بھی مشکل ہوتی ہے شاید اس کی تمام زندگی کا پس انداز کیا ہوا سرمایہ اس کی بیوی اور بچوں کے لیے ماتمی لباس بنانے کے لیے خرچ کر دیا جاتا ہے ایسے وقت میں اس قسم کا خرچ برباد کر دیتا ہے اور عقلاً بالکل روا نہیں ؛؛

کیا ایک خاص رنگ کا لباس پہننا سچا ماتم ہے کیا دل اور محبت سے روتے ہیں۔ یا پوشاک سے بنگہم ابتدائی عیسائیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ وہ مردوں کے واسطے ماتمی لباس پہننے کو نہ تو برا کہتے تھے اور نہ ہی اچھا کہتے تھے۔ بلکہ اس کو ایک معمولی بات سمجھکر تمام انسانوں کی مرضی پر چھوڑ گئے۔ اور جن لوگوں نے ماتمی لباس کو بالکل ترک کیا ہے یہ کہکر کہ بہادر اور دانا عیسائی کو رونا نہ چاہیئے۔ اُس کو نہ پہننا ارشوتح اس کو بھی مورد الزام نہیں ٹھہرایا ؛

جان ویزلی نے اپنے وصیت نامے میں ہدایت کی کہ چھ مفلس آدمیوں کو میرا جسم قبر تک لے جانے کے واسطے بیس بیس شلنگ ملیں اس نے کہا میری بالخصوص یہ خواہش ہے کہ کوئی تابوت نہ ہو تابوت کے واسطے کوئی سامان نہ ہو کوئی گاڑی نہ ہو۔ خاندانی علامات نہ ہوں نمائش و شوکت کا کوئی انتظام نہ ہو۔ البتہ جو لوگ میرے سے

محبت کرتے ہیں ان کے آنسو ہوں اور وہ قبر تک میرے جنازہ کے ساتھ
چلیں اور مجھکو ابراہیم علیہ السلام کے پہلو بہ پہلو سلا آئیں۔ میں اپنے عزیزوں
کو خدا کا حلف دیکر نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس وصیت پر پورا پورا
عمل کریں"

ہمارے زمانے کے ماتمی لباس کو تبدیل کرنا بہت مشکل ہوگا۔
ممکن ہے کہ ہم ایسا کرنیکی خواہش کریں مگر عموماً یہ سوال کیا جائیگا کہ
لوگ کیا کہیں گے دنیا کیا کہیگی ہم خود بخود ڈر کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں
اور اپنے ہمسائے کی طرح بزدل بن جاتے ہیں تاہم اگر عقل عامہ کو ظاہر
کیا جائے تو اس کا ضرور اثر ہوگا۔ اور مناقشات کے بعد یہ سوسائٹی کے
فیشنوں کو ضرور تبدیل کر دے گی۔ ملکہ معظمہ نے اپنے ایک آخری ایکٹ
کے رو سے تجہیز و تکفین کے متعلقوں کی نمائشی کارروائی کا خاتمہ کر دیا
اور مسز رابرٹ پیل نے مرتے دم یہ نصیحت کی کہ اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے
کوئی رسم ادا نہ کی جائے۔ اور کسی طرح کا طمطراق نہ ہو وضعدار دنیا
پر اس کا بھی ضرور اثر ہوگا۔ اور جب وضعداروں نے بیجا نمائش کو
ترک کر دیا تو میانہ درجہ کے لوگ جو تمام چیزوں میں اُن کی نقل کرتے ہیں
مناسب وقت کے بعد ان کی مثال سے فایدہ اُٹھائیں گے ہمارے خیال
میں عام لوگوں میں محولہ بالا نمائشی کارروائیوں سے اجتناب کرنے کا
میلان پایا جاتا ہے اور اس بارے میں بہت کچھ مفید اصلاح ہونے کے
لیئے صرف یہ ضروری ہے کہ عامہ رائے مکرر اور فیصلہ کُن طریقے سے
صاف صاف طور پر ظاہر ہو جائے ٭

صوبہ جات متحدہ میں اس قسم کی انجمنیں قائم ہو گئی ہیں جنہوں

مفید ماتم کی رسم کو خود ترک کرنا چاہتے اور دوسروں کو ترک کرنے کی ترغیب دیتے ہیں شاید یہ اصلاح ایسی صورت میں پوری طرح پوری ہو سکے کہ بہت سے لوگ اتفاق کرکے اس کو ترک کر دیں کیونکہ فرد واحد سے یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ ہماری قوم کے قدیم تعصبات کی مخالفت کر سکیں ۔

تیرھواں باب

"بڑے بڑے مقروض"

علم حساب کے بغیر زندگی تکالیف سے معمور ہے (ٹم بولون کو جاب ہے ہو)

اس شہر میں ایسے لوگ رہتے ہیں ۔ جو قرض لیتے ہیں اور حساب بالکل نہیں جانتے (سڈنی سمتھ)

قرض کی اولاد یا بچے بہت خوفناک ہوتے ہیں جو شخص قرض لیتا ہے اُس کو جھوٹ بولنا پڑتا ہے اس کو کمینہ پن اختیار کرنا پڑتا ہے خود تعظیمی کو چھوڑنا پڑتا ہے تشویش کا غلام ہونا پڑتا ہے اور دو رُخ ہونا پڑتا ہے مناسب وقت کے بعد صاف گو اور کشادہ پیشانی شخص کا چہرہ بوجہ فکر اور تردد کے چھپا جاتا ہے یہ یاد رہے قرض شخص کے دل کو چاقو کی طرح کاٹ دیتا ہے (ڈگلس جیرولڈ)

بنی نوع انسان کے متعلق میں نے نہایت غور و خوض سے جو مسئلہ قائم کیا ہے اُس کی بنا پر میں نے اُس کی بالکل دو مختلف قسمیں قرار دی ہیں یعنے وہ لوگ جو قرض لیتے ہیں اور جو قرض دیتے ہیں

گالفقہ اور کیوڈ گوڑے اور حبشی سیاہ اور سفید اور اسی قسم کی
اور قسمیں ان دو ضروری قسموں میں شامل ہیں (دیپارلس لیمب) +

جب لوگ قرض میں مبتلا ہوتے ہیں تو ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کونسی تکلیفوں میں الجھ رہے ہیں اس بات سے ہمیں کچھ سروکار نہیں کہ قرض کیوں لیا گیا ہے یہ آدمی کے گلے کا ہار ہو جاتا ہے اور جب تک اس سے نجات نہ ہو آرام نہیں آتا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کو نہایت وحشت انگیز خواب آئے جو شخص قرض لیتا ہے اس کے کنبے کی حالت کبھی نہیں سدھرتی اور گھر والوں کو خوشی نصیب نہیں ہوتی +

بلکہ وہ لوگ بھی جن کی بڑی بڑی معقول آمدنیاں ہوتی ہیں قرض کی وجہ سے بہت تکلیف میں رہتے ہیں جس شخص نے قرض دینا ہو وہ روپیہ نہیں بچا سکتا وہ اپنی بیوی اور بچوں کی آئندہ بہبودی کے خیال سے کفایت شعاری نہیں کرسکتا۔ جو شخص قرض میں مبتلا ہوتا ہے وہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانے کے لایق نہیں رہتا وہ اپنے گھر اور اسباب کا بیمہ نہیں کرا سکتا وہ بنک میں روپیہ جمع نہیں کرسکتا۔ وہ مکان یا زمین نہیں خرید سکتا اس کی تمام زائد آمدنی قرض ادا کرنے میں صرف ہو جاتی ہے +

جن لوگوں کے پاس بہت سی جایداد ہوتی ہے اور وہ وسیع قطعات اراضی کے مالک ہوتے ہیں اکثر قرض کے بار عظیم سے نہایت بے قرار اور تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کو خود یا ان کے آباؤ اجداد کو فضول خرچی کی عادت وعشرت کی زندگی بسر کرنے کا شوق ہوتا ہے وہ اپنی جائداد کو رہن کرکے روپیہ قرض لیتے ہیں اور قرض کا بوجھ نسلاً بعد نسل چلا جاتا ہے بعض رؤسا اپنی زمین کو اس طرح رہن کرتے ہیں کہ ان کی موت پر قرض کا نام ونشان

نہ رہے۔ اس طرح وہ پبلک کو نقصان پونچا کر رنگ لیاں کر سکتے ہیں اور ان کی جائداد قرضہ کے بارے محفوظ رہتی ہے اور وارثوں کو مل جاتی ہے مگر اس قسم کے تمام حق بہت کم لوگوں کو ملے ہوئے ہیں۔ کثیر التعداد حالتوں میں جس شخص کو جایداد ملتی ہے اُس کو قرض کی وراثت بھی مل جاتی ہے اور بعض اوقات قرض کی مقدار جایداد کی قیمت سے بھی زیادہ ہوتی ہے انہیں وجوہات سے انگلستان کی اراضی کا بہت ساحصہ اس وقت مرتہنوں اور ساہوکاروں کا ملک ہے۔

بڑے بڑے مشہور آدمی مقروض ہوتے ہیں بلکہ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ عظمت اور قرض کا ایک دوسرے سے کسی قدر تعلق ہے بڑے بڑے آدمی بہت مقروض ہوتے ہیں کیونکہ اِن پر بھروسہ کیا جاتا ہے یہی حال بڑی بڑی قوموں کا ہے وہ معزز اور معتبر ہوتی ہیں جس آدمی میں حوصلہ نہیں وہ مقروض نہیں ہوتا اور اسی طرح جس قوم میں حوصلہ نہ ہو وہ بھی مقروض نہیں ہوتی کوئی شخص اِن کا اعتبار نہیں کرتا۔ مقروض افراد اور اقوام سے بہت دور دور تک دلچسپی ہوتی ہے۔ اِن کے نام بہت کتابوں میں لکھے جاتے ہیں۔ لوگ طرح طرح کے قیاس دوڑاتے ہیں کہ وہ قرض ادا کریں گے یا نہ کرینگے۔ جو شخص قرض سے آزاد ہوتا ہے وہ دنیا میں تقریبًا گمنام رہتا ہے اور کوئی اس کا ذکر تک نہیں کرتا اور جس شخص کا نام تمام لوگوں کے حساب کتاب کی بہیوں میں درج ہوتا ہے بہت سے لوگ اُسکو توجہ سے دیکھتے ہیں اُس کی صحت کا حال پوچھا جاتا ہے اور اگر وہ کسی غیر ملک میں سفر کرنے کو جاتا ہے تو اُس کی واپسی کا انتظار کیا جاتا ہے۔

قرض خواہ کو عمومًا سخت گیر بیان کیا جاتا ہے۔ جس کے چہرے پر درشتی اور خشونت پائی جاتی ہے مقروض سخی اور فیاض ظاہر کیا جاتا ہے جو ہر ایک

شخص کی مدد کرنے کے واسطے تیار اور ہر ایک شخص کی ضیافت کرنے پہ آمادہ مقروض سے بالعموم ہمدردی کی جاتی ہے جب کہ سمتھ سے دودھ کی قیمت کا تقاضا کیا گیا اور مکان کے کرائے کے واسطے گرفتار کیا گیا تو شیر فروش یا مالک مکان پر کسی کو رحم آتا ہوگا۔ مقروض آدمی نمایاں نظر آتا ہے اور ہم سب کو اس سے ہمدردی ہوتی ہے۔ اگر ویل نے کہا قرض کے بغیر آدمی کی کچھ حقیقت نہیں۔ خدا نہ کرے کہ میرے پر قرض نہ ہو کیا قرض دینا یا دوسروں کا اعتبار کرنا اچھا ہے نہیں مقروض ہونا سچے شجاعوں کا خاصہ ہے:۔

خواہ قرض کی تعریف میں کچھ ہی کہہ سکیں اس کا ایک بہت تاریک پہلو ہوتا ہے۔ جو شخص مقروض ہوتا ہے اس کو زندہ رہنے کے واسطے بہت سے فریب کرنے پڑتے ہیں۔ قرض خواہ ہر وقت اس کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور قارق اسباب قرق کراتے رہتے ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہونگے جو شیریڈن کی طرح کریں جس نے قارقوں کو اپنے ملازموں کی وردیاں پہنا کر اپنے مہمانوں کی خدمت کے واسطے کھڑا کر دیا تھا۔ جو شخص مقروض ہوتا ہے وہ اپنے گھر کے دروازے پر دستک کی آواز سنکر چونک اُٹھتا ہے اور اس کا رنگ فق ہو جاتا ہے۔ اس کے دوست سرد مہری اختیار کرتے ہیں اور اس کے رشتہ دار اس سے پہلو بچاتے ہیں وہ باہر جانے سے شرمسار ہوتا ہے۔ اور اس کو گھر پر کوئی آرام نہیں ہوتا۔ وہ سخت ہی زود رنج اور غمگین ہو جاتا ہے اور اس کی زندگی کا کچھ لطف نہیں رہتا۔ اس کے پاس خوشی اور دولت کا پروانہ یعنی روپیہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ مقروض ہوتا ہے اس کے واسطے لوگ اس کو شک اور نفرت سے دیکھتے ہیں وہ مایوسی کی دلدل میں زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنی اور دوسروں کی نظروں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ اس کو قرض خواہوں کے گستاخانہ تقاضے

گننے پڑتے ہیں۔ جس کو وہ بہانوں سے ٹالتا ہے اُس کو وہ اپنے آپ پر قابو نہیں
رہتا۔ اور وہ اپنی آزادی کو کھو بیٹھتا ہے وہ لوگوں سے اپنے پر رحم کرنے کی
درخواست کرتا ہے اور مہلت مانگتا ہے کوئی شاطر وکیل اس پر نالش دائر کرتا ہے
اور وہ ہار کے پنجے میں پھنس جاتا ہے۔ وہ اپنے کسی دوست یا رشتہ دار سے
استمداد کرتا ہے مگر اُس کو شائستگی سے ٹال دیا جاتا ہے اور بعض حالتوں میں
صاف جواب دیا جاتا ہے پھر وہ کسی ساہوکار سے قرض مانگتا ہے اگر وہ کامیاب
ہوجائے تو اس پر یہ ضرب المثل ثابت آتی ہے کہ کڑاہی سے نکل کر آگ میں
گرا۔ پس یہ آسانی سے دیکھ سکتے ہیں کہ انجام کیا ہوگا۔ طرح طرح کے بہانوں اور
حیلوں سے پنج روزہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور شاید آخر کار
قیدخانے یا غریب خانے میں جانا پڑتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا انسان قرض سے مجتنب رہ سکتا ہے۔ کیا اس اخلاقی
ذلت سے بچنا ممکن ہے جو بالضرور مقروضوں کو برداشت کرنی پڑتی ہے۔
کیا قرض سے بالکل نجات پانا ممکن نہیں۔ اور انسان آزاد نہیں رہ سکتا۔
ایسا کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے یعنے کہ آمدنی کے اندر گذارہ کیا جائے
مگر بدقسمتی سے موجودہ زمانے میں اس کا بالکل رواج نہیں۔ ہم اس واسطے
قرض لیتے ہیں کہ آئندہ کو اس کے ادا کرنے کی امید ہوتی ہے ہم اپنے
روپیہ کو خرچ کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کسی شخص کو عمدہ مکان اور عمدہ
کپڑے پہننے کا شوق ہوتا ہے ایک اور شخص کو شراب پینے اور ناچ گھر یا تماشا
گاہ میں جانے کا شوق ہوتا ہے تیسرے شخص کو ضیافتیں دینے اور سرود کی
مجلسیں دینے کا شوق ہوتا ہے۔ یہ باتیں فی نفسہ اچھی ہیں لیکن اگر ہم اتنی
استطاعت نہ رکھتے ہوں کہ ان کا خرچ ادا کر سکیں تو ان کا ہرگز خیال نہ کرنا

چاہیئے - اگر کوئی شخص واقعی مالدار ہو اور اپنے دوستوں کو کھلانا پلانا چاہیے تو
کچھ مضائقہ نہیں - اگر وہ قصاب، دلیاں بیچنے والے اور پیرِمغاں کا مقروض ہو اور
پھر اُن کی ضیافتیں کرے تو وہ بہت ہی مضحکہ خیز ہوگا ۔

کسی شخص کو حق حاصل نہیں کہ کروفر سے زندگی بسر کرے جب اُس
کی آمدنی عیش وعشرت کے واسطے کافی نہ ہو یا اپنے آئندہ ہفتے یا آئندہ سال
کی کمائی کو آج کل رنگ رلیاں منانے کے واسطے رہن کر دے غرض ایسا قرض
لینے کا طریقہ جو آئندہ توقعات پر مبنی ہو سرے سے غلط ہے - جو لوگ اعتبار کرتے ہیں
اُن گاہکوں کو ادھار دیتے ہیں وہ اتنے ہی قابلِ الزام ہیں جتنے کہ وہ لوگ جو
قرض لیتے ہیں جو شخص ساتھ ساتھ اپنے اخراجات ادا کرتا جاتا ہے وہ اپنی اچھی
حالت سے باخبر ہوتا ہے وہ اپنی آمدنی کے اندر گذارہ کر سکتا ہے اور وہ اپنے
اخراجات کا ایسا اندازہ رکھتا ہے کہ ضرورت کے واسطے ایک فنڈ جمع ہو سکے
وہ اپنی آمدنی اور خرچ کا ہمیشہ موازنہ رکھتا ہے اور اگرچہ وہ جو چیز خریدتا ہے
اُس کی نقد قیمت ادا کر دیتا ہے وہ سال کے اختتام پر کچھ نہ کچھ رقم جمع
کر لیتا ہے ۔"

لیکن اگر کسی شخص کو قرض لینے کی عادت ہو جائے - اُس نے درزی
کا بل بھی ادا کرنا ہو بزاز، شیر فروش قصاب بساطی اور دیگر نوکروں کا مقروض
ہو تو وہ اندھا دھند خرچ شروع کرتا جاتا ہے - اُس کو یہ خیال نہیں ہوتا
کہ اِس نے قرض دینا ہے قرض کا راستہ اس کے واسطے صاف اور سیدھا
ہو جاتا ہے اس کے گھر میں چیزوں کا سیلاب بہتا چلا آتا ہے اور وہ خیال کرتا
ہے کہ میں نے کسی کی قیمت ادا نہیں کی اور سال کے اختتام پر جب حساب کے
بل آتے ہیں وہ مایوسی کی حالت میں دھکے لگتا ہے پھر اس کو معلوم ہوتا ہے

کر شہد کی تھیلی ہی اُس ٹوٹنگ کا معاوضہ نہیں ہو سکتی جو اُس کے حاصل کرنے میں لگتا ہے ۔

غریبوں کا بھی یہی حال ہے چند سال ہوئے پارلیمنٹ نے قرضہ دینے کی چھوٹی چھوٹی انجمنوں کے قایم کرنے کا ایک قانون صادر کیا تھا۔ تاکہ چھوٹے چھوٹے تاجر اور غربا ضرورت کے وقت پر اپنے کاروبار چلانے کے واسطے روپیہ قرض لے لیں۔ اس قانون سے فائدہ اُٹھانے کے واسطے بیشمار لوگ الٹے پڑے مزدوروں کو قرض میں مبتلا ہونے اور اپنی آئندہ آمدنی کے رہن کرانے کا موقعہ مل گیا۔ اور دوسری طرف بعض غریبوں کے بھی دن پھرے چند آدمی جو روپیہ کمانا چاہتے تھے انہوں نے انجمن قرض قایم کی وہ بظاہر پانچ فیصدی سود پر اس شرط پر سود دینے لگی کہ ہفتہ کے بعد قسطوں کی صورت میں روپیہ ادا کیا جائے۔ مزدور بہت ہی خوش ہوئے کیونکہ ان کے واسطے قرض لینے کی ایک سہولت نکل آئی۔ ایک شخص کپڑوں کا سوٹ سلانے کے واسطے روپیہ لیتا تھا۔ دوسرا گھڑی یا کلاک خریدنے کے واسطے وہ اسی طرح روپیہ قرض لیتے تھے۔ اور خود کفایت شعاری نہ کرتے تھے۔ وہ مشکلات اور مفلسی میں مبتلا رہتے تھے۔ اور جب تک قرض ادا نہ ہوتا تھا اُن کی جان عذاب میں رہتی تھی۔ اس قسم کی عادت روزانہ کمائی خرچ کر لینے سے بھی بدتر ہے یہ اپنے گوشت پوست پر زندگی بسر کرنے کے مشابہ ہے ۔

یہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ انجمن قرض کے حصہ دار کس طرح روپیہ کماتے تھے فرض کرو کہ وہ تین ماہ کے واسطے پانچ فیصدی سود پر دس پونڈ پیشگی دیتے تھے۔ یہ دس شلنگ ہفتہ وار کی قسطوں میں ادا کیا جاتا تھا۔ یہ روپیہ پیشگی لے چکے تھے تو پہلے ہفتے ہی سے اس کی ادائیگی شروع ہو جاتی

تھی۔ لیکن گو قرض ادا کرنے تک دس شلنگ ہفتہ وار ادا کئے جاتے تھے
آخری قسط ادا کرنے پر تمام رقم پر پانچ فیصدی کے حساب سے سود لیا
جاتا تھا۔ چنانچہ گو برائے نام سود پانچ فیصدی ہے یہ ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے
تا کہ آخری ہفتے میں اس کا سود فیصدی سو ہو جاتا ہے ایسا کرنے والے
کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے بچھڑے کو گلے کے پیٹ میں کھا لیا۔
ذہین آدمی بھی بہت جلد قرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ذہانت کو عاقبت
اندیشی یا خود ضبطی کے ساتھ کوئی قدرتی لگاؤ نہیں نہ ہی یہ علم حساب کے عام
قواعد پر کچھ اثر ڈال سکتی ہے کیونکہ وہ معین اور ناقابل تغیر ہوتے ہیں
ذہین آدمی کاروباری دانشمندی سے کام نہیں لیتے۔ لیکن جو اپنے زمانہ
کا بڑا ہی دانا آدمی تھا۔ اور دوسروں کو نصیحت کرتا تھا۔ خود اپنی نصیحت پر
عمل نہ کرتا تھا۔ بلکہ وہ ناعاقبت اندیشی سے برباد ہو گیا۔ نوجوانی کی مشکلات
میں مبتلا رہا۔ اور پختہ سالی میں وہ پہلے سے بھی زیادہ مشکلات اور مصیبتوں
میں مبتلا ہو گیا۔ وہ شان و شوکت سے زندگی بسر کرتا تھا۔ مگر چونکہ وہ حد
درجہ کا فضول خرچ آدمی تھا۔ یہی وجہ وہ قرض میں مبتلا ہو گیا اور دہر وقت
روپیہ کی تلاش میں رہتا تھا۔ ایک روز جب وہ اپنے کمرے کے باہر نکلا
اپنے خادموں کو منتظر دیکھ کر کہنے لگا۔ میرے مالکو بیٹھ جاؤ تمہارا عروج میرا
تنزل ثابت ہوا ہے۔ اپنی ضروریات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے بیکن رشوت
لینے لگا۔ اس کے دشمنوں نے موقعہ دیکھ کر اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا
اور اس پر رشوت ستانی کا الزام لگایا۔ اس کے مقدمہ کی تحقیق ہوئی
وہ مجرم قرار دیا گیا۔ اس کو ذلیل کر کے دربار سے نکال دیا گیا۔ یہاں
تک کہ وہ تباہ ہو گیا۔

ممکن ہے کہ بعض آدمیوں کو بڑے بڑے مالی امور کے انتظام دینے کی خاص مہارت حاصل ہو مگر وہ اپنے ذاتی معاملات کو انجام دینے میں بالکل ناکام رہیں۔ انگلستان کے وزیر اعظم پٹ نے ایک نہایت مشکل زمانے میں قومی مالی معاملات کو درست رکھا مگر وہ خود قرض میں مبتلا رہتا تھا۔ لارڈ کرینگٹن نے جو ایک مشہور صراف تھا۔ ایک یا دو دفعہ مسٹر پٹ کے کہنے پر اپنے گھر کے حساب کتاب کو دیکھا۔ اور معلوم ہوا کہ قصاب کے ہاں سے ہفتے میں ایک سو پونڈ کا گوشت آتا ہے نوکروں کی تنخواہ خوراک اور دیگر ضروریات کا خرچ دو ہزار تین سو پونڈ سالانہ سے متجاوز تھا پٹ کی وفات پر قوم نے اس کے قرض خواہوں کا مطالبہ پورا کرنے کے واسطے چالیس ہزار پونڈ چندہ جمع کیا۔ لطف یہ ہے کہ اس مشہور و معروف شخص کی آمدنی چھ ہزار پونڈ سالانہ سے ہرگز کم نہ تھی۔ اور ایک وقت میں جبکہ اس کو بعض بندرگاہوں کی نگرانی سپرد تھی۔ دس ہزار کے قریب تھی۔ مکالے کا یہ قول درست ہے کہ پٹ کی خصلت اس سے بھی اعلیٰ ہوتی اگر پیریکلس اور ڈیوٹ کی بیغرضی کے ساتھ ہی وہ متانت اور وقر کے ساتھ کفایت شعاری کو بھی مدنظر رکھتا۔

مگر پٹ کسی طرح اکیلا نہ تھا۔ لارڈ میلوں اپنے گھر کے انتظام میں اور سرکاری روپیہ کے خرچنے میں بھی ناکفایت شعار تھا۔ فاکس بے حد مقروض تھا۔ اس کا مقولہ یہ تھا کہ اگر کوئی شخص کافی سود دینا چاہیے تو اس کو حسب خواہش روپیہ مل سکتا ہے فاکس الماک کے بیرونی کمرہ کو جہاں وہ یہودی ساہوکاروں سے بے حد سود پر قرض لیتا تھا۔ کمرہ یروشلم پکارتا تھا۔ قمار بازی کی اس کو بہت عادت تھی۔ اور اس کی وجہ سے وہ ابتدائی

عمر میں ہی بے حد مقروض ہو گیا تھا۔ گبن نے بیان کیا ہے کہ ایک موقعہ پر فاکس متواتر
بیس گھنٹوں تک جوا کھیلتا رہا۔ اور گیارہ ہزار پونڈ ہار گیا۔ لیکن اِن دنوں میں
اعلےٰ طبقوں میں قمار بازی کی مضر عادت کا بہت رواج تھا۔ اور دھوکا اور فریب
بھی عام تھے۔ رسالوں نے فاکس کی قمار بازی میں روپیہ ہارنے کا ذکر کر کے اس
کو چارلس شہید کے نام سے بیان کیا ہے۔

شیریڈن بھی قرض لینے میں بہادر تھا۔ وہ قرض پر ہی گذارہ کرتا تھا
گو اُس کو کبھی نہ کسی ذریعہ سے روپیہ کی معقول رقمیں ملتی تھیں۔ کوئی نہ جانتا
تھا کہ اِس کا کیا حشر ہوگا کیونکہ وہ کسی شخص کا قرض ادا نہ کرتا تھا۔ اگر ایک
استعارہ استعمال کیا جائے۔ تو کہہ سکتے ہیں کہ روپیہ اُس کے ہاتھ میں اِس طرح
پگھل جاتا تھا۔ جس طرح گرمی کے موسم میں برف۔ اُس نے اپنی پہلی بیوی کی
جائیداد جو سولہ سو پونڈ کے قریب تھی یا نقد کے چھ ہفتوں کے سفر میں خرچ کر دی
ضرورت نے اس کو علم ادب اور تالیف و تصنیف کی طرف متوجہ کیا۔ اور شاید اِسی
کی وجہ سے ہی ہمارے پاس اِس کا ناٹک "حریف" اور دیگر ناٹک موجود ہیں
اُس کی دوسری بیوی پانچ ہزار پونڈ جائیداد لائی اور ۱۵ ہزار پونڈ دیگر جو
اُس نے تماشاہ گھر ڈرری لین کے حصوں کی فروخت سے حاصل کئے تھے۔
سرے میں ایک جائیداد خرید لی۔ جہاں سے اُس کو قرض خواہوں کے تقاضوں
کی وجہ سے نکلنا پڑا۔ اِس کی باقی ماندہ زندگی طائف الحیل سے بسر ہوئی
وہ روپیہ حاصل کرنے اور قرض خواہوں سے نجات پانے کے لئے ہمیشہ
کسی نہ کسی طرح کی چالاکی اور فریب کرتا تھا۔ بعض اوقات اُس نے قابل تعریف
چالاکی کی۔ مگر زیادہ تر اس کو ذلت ہی نصیب ہوئی۔ ایک تماشا گاہ کا مہتمم
شکایت کیا کرتا تھا کہ اگر شیریڈن بازار میں جا رہا ہو تو میں اُس کو سلام کرنے

کے واسطے ٹوپی اتاروں تو مجھکو پچاس پونڈ دینے پڑیں اور اگر اس سے گفتگو کروں تو سو پونڈ دینے پڑیں ٭

شیریڈن کا ایک قرض خواہ گھوڑی پر سوار ہوکر روپیہ لینے آیا۔ شیریڈن نے کہا یہ بہت عمدہ گھوڑی ہے۔ قرض خواہ نے کہا کہ آپ کا یہ عیاں ہے۔ شیریڈن نے کہا ہاں۔ بیشک یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کی چال کیسی ہے۔ قرض خواہ اس بات سے خوش ہوا اور گھوڑی کو فی الفور پوئیہ ڈال دیا۔ جب وہ گھوڑی دور چلا گیا تو شیریڈن اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر اپنے گھر سے بھاگ کر جہاں سینگ سمائے چلا گیا۔ اس کے قرض خواہ ہر روز صبح کے وقت جوق در جوق آتے تھے تاکہ باہر جانے سے پہلے اُس کو جالیں۔ وہ داخلی ہال کے دونوں طرف کے کمروں میں کھڑے ہو رہتے تھے۔ جب شیریڈن ناشتہ تناول کر چکتا تھا تو وہ نیچے آکر اپنے نوکر سے پوچھتا تھا۔ کیا ان سب کمروں کے دروازے بند ہیں اور اُس کو یقین دلایا جاتا تھا کہ کمرے بند ہیں تو وہ ارادتاً ان کمروں کے درمیان سے گذرتا ہوا باہر آتا تھا۔ اور قرض خواہوں سے جنکو اُس کا نوکر غالباً مقفل کر دیتا تھا۔ بچ نکلتا تھا ٭

وہ سب کا مقروض تھا۔ وہ پنساری کا نانبائی کا قصاب کا اور شیر فروش کا مقروض تھا۔ بعض اوقات جب ملازم قرب و جوار میں قہوہ مکھن انڈے یا ڈبل روٹیاں تلاش کرتے جاتے تھے۔ تو مسز شیریڈن ایک یا زیادہ گھنٹہ تک انتظار کرتی رہتی تھی۔ جب شیریڈن محکمہ بحر کی تنخواہ ادا کرنے والے کے عہدہ پر تھا۔ ایک قصاب بھیڑ کی ایک ٹانگ باورچی خانے میں لایا۔ باورچی نے ایک دیگ میں ڈال کر ڈھکنا بند کر دیا۔ تاکہ گوشت اُبل جائے اور بالا خانے پر روپیہ لینے کے واسطے چلا گیا۔ لیکن جب وہ واپس آیا تو قصاب نے دیگچی کا

سر پوشش اٹھا دیا ۔ اور ایک طشت میں ڈالکر چلا گیا ۔ جب شیریڈن کی یہ حالت تھی اور اُس کو دیہات میں اپنے بیٹے کے ساتھ بلایا جاتا تھا ۔ تو وہ عموماً چار گھوڑوں کی دو بگھیوں پر سوار ہوکر جایا کرتا تھا ۔ ایک بگھی پر وہ خود سوار ہوتا تھا اور دوسری پر اس کا بیٹا ٹام ۔

مگر ان باتوں کا انجام بہت ہی افسوس ناک ہوا ۔ اپنی وفات کے چند ہفتے پیشتر اس کے پاس زندگی بسر کرنیکا کوئی ذریعہ نہ رہا تھا ۔ بڑے بڑے رئیس اور امیر جو اُس کے دوست بنے ہوئے تھے ۔ اُس کو پوچھتے تک نہ تھے ۔ اس پر قرضہ کی ڈگریاں جاری ہو چکی تھیں اور اُس کی زندگی کے اخیر دن نفارق اور اُس کے ہمراہی افسروں کی نگرانی میں بسر ہوئے وہ اُس کو صرف اس خیال سے قید خانوں میں نہ لے جاتے تھے کہ اگر وہاں لیگئے تو فی الفور مرجائیگا ۔

کارڈینل ڈی ریٹیز نے قرض ادا کرنے کے واسطے اپنی ہر ایک چیز فروخت کردی مگر آزادی پھر بھی حاصل نہ ہوئی ۔ اُس نے قرض خواہ کے دائمی رنج و غم کو بیان کیا وہ نیٹس کے قلعہ میں قید رہنے کو ترجیح دیتا تھا کیونکہ باہر اُس کو قرض خواہ بہت تنگ کرتے تھے ۔ مرابو کی زندگی بھی قرض میں ہی بسر ہوئی ۔ کیونکہ وہ بڑا ہی فضول خرچ تھا ۔ اس کے باپ نے اس کو جھگڑوں سے نجات دلانے کے واسطے یہ طریقہ اختیار کیا کہ گرفتاری کا وارنٹ نکلوا کر اُسے قید خانہ میں قید کرا دیا ۔ گو مرابو کو سلطنت فرانس کے نہایت اعلے اختیارات حاصل تھے ۔ جب وہ مرا تو اتنا غریب تھا یا یوں کہو کہ اس نے اس قدر فضول خرچی کی تھی کہ اُس نے درزی کو اپنی شادی کے جوڑے کی قیمت ادا کر دی تھی ۔

لارڈ ڈن نے یہ مع درجین جائدادیں غارت کر دیں اور زندگی سے اختتام

پر وہ اس قدر غریب ہو گیا تھا کہ وہ گداگری کیا کرتا تھا۔ مارٹن نے صاف صاف
کہدیا مجھے علم حساب سے نفرت ہے۔ چنانچہ اُس کو زندگی میں بہت سے مکروفریب
کرنے پڑے تھے۔ صرف علم ادب کی ایک کتاب تیار کرنے سے ہی اس کو دو لاکھ
فرینک سالانہ مل جاتے تھے۔ تاہم روپیہ اس کے ہاتھوں میں سیماب کی طرح
بہ جاتا تھا۔ کہتے ہیں اس نے تیس لاکھ فرینک قرض دینا تھا۔ تاہم اس کی طرز
زندگی میں کوئی تغیر نہ ہوا۔ اس کے ایک دوست نے جو اس کی لیاقت کا
مداح تھا۔ اُس کی جایداد کو از سرِ نو خریدنے کے واسطے چند دیگر اچھی تکلیفات
گوارا کی وہ ایک دن ماہی فروش کی دوکان پر مچھلی خریدنے گیا۔ بلحاظ
اپنی آمدنی کے اُس کو وہ بہت ہی گراں معلوم ہوئی اس اثنا میں ایک وحیع
شخص اندر آیا۔ اس مچھلی کے سامنے کھڑا ہو کر کچھ دیر تک غور کرتا۔ اور قیمت
پوچھنے کے بغیر حکم دیا کہ اس کو میرے گھر بھیجدو۔ یہ خود ایم ڈی مارٹن تھا ؎

ویبسٹر امریکہ کا مدبر ناداری کے ہاتھوں سے تنگ تھا۔ کیونکہ وہ
روپیہ استعمال کرنے میں بڑا ہی لا پرواہ تھا۔ اور سخت فضول خرچ تھا
اگر ہم تھیوڈور پارکر کے قول کو تسلیم کریں۔ بیکن کی طرح وہ بھی رشوت
لیتا تھا۔ وہ قرض لیتا تھا اور حساب بیباک نہ کرتا تھا۔ کوئی چیز مستعار
لیتا تھا۔ اور واپس نہ دیتا تھا۔ وہ اس روپیہ کو جو بعض شخص امانت رکھ
جاتے تھے ہضم کر جاتا تھا۔ چونکہ وہ صوبہ جات متحدہ کا ایک مدبر تھا۔ اس لئے
باسٹن کے کارخانہ داروں نے پیس ہزار اُس کی زندگی کی بہتری کے لئے ہیرا
سے مشروط کی ہو آتی تھی ؎

مانرو اور جیفرسن کو ہمیشہ روپیہ کی ضرورت تھی اور وہ اکثر قرض میں
مبتلا رہتے تھے۔ گو وہ بادیانت آدمی تھے ؎

آج کل سرکاری ملازم جس طرح سے زندگی بسر کرتے ہیں وہ بیجا خرچ کرنے
کی طرف مائل کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ اُن کی آمدنی معمولی ہو۔ ممکن ہے کہ وہ مفلس
ہوں لیکن ان میں سے جتنے وضعدار سوسائٹی میں ملتے جلتے ہیں ان میں اتنی
جرات نہیں ہوتی کہ اپنی اصلی حالت کو ظاہر کریں۔ سوسائٹی میں اپنی حیثیت
کو قایم رکھنے کے واسطے وہ دوسروں کی طرح زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اس
طرح وہ قرض کے بھنور میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ ان تمام مشکلات میں
اور بے ایمانیوں میں الجھ جاتے ہیں۔ جو قرض کا لازمی نتیجہ ہیں +

عالم شخص سوسائٹی میں کروفر اور شان وشوکت دکھانے پر مجبور نہیں
ہوتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عالموں کے گروہ سے مشہور مقروضوں کی بہت کم
مثالیں ملتی ہیں۔ ان میں سے بہت غریب تھے۔ مگر عموماً وہ اپنی آمدنی کے اندر
گذارہ کرتے تھے۔ بیشک جو ایک بڑا سائنس دان تھا۔ افلاس اور قرض کے
ساتھ کشمکش کرتا رہا۔ اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی۔ کہ وہ قیصر جرمنی کا مہندس اعظم
تھا۔ اور اس کی تنخواہ ہمیشہ بقایا میں رہتی تھی۔ اس نے مجبوراً جنم پتریاں بنانی
شروع کیں اس نے ایک دفعہ لکھا میں اپنا وقت شاہی خزانچیوں کے دروازوں
پر بھیک مانگنے میں بسر کرتا ہوں اس کی وفات پر صرف بائیس کراؤن اس کے
پہننے کا لباس دو قمیصیں چند کتابیں اور بہت سے قلمی مسودے ملے بیکن بہت
ہی مقروض مرا۔ مگر شاید اس کی یہ وجہ ہوگی۔ کہ وہ مدبر اور فلاسفر بھی تھا۔ اور
جس کو ممالک غیر کے درباروں میں جانا پڑتا تھا۔ اور بڑے بڑے شاہی کی
سوسائٹی میں بدرجہ مساوات شریک ہونا پڑتا تھا +

سپینوزہ کی آمدنی بہت کم تھی۔ تاہم چونکہ وہ شیشہ صاف کرنے سے
جتنا روپیہ کماتا تھا۔ اس ضروریات کے واسطے کافی تھا۔ اس نے کسی سے قرض

نہ لیا اس نے پروفیسر کے عہدہ اور پنشن قبول کرنے سے انکار کیا اور آزادانہ زندگی بسر کرنے کے بعد موت کو ترجیح دی۔ مڈوالٹن فلاسفر کی طرح روپیہ کی کچھ پرواہ نہ کرتا تھا۔ جب باتجسٹر نے اُس نے اصل وطن سے اُس کو پنشن دینے کی تجویز کی تاکہ وہ اپنی باقی ماندہ زندگی کو علمی تحقیقات میں بسر کرسکے اس نے یہ بات منظور نہ کی وہ کہنے لگا تعلیم دینا میرے واسطے ایک طرح کی تفریح ہے اگر مجھکو زیادہ روپیہ مل گیا۔ تو میں علمی تحقیقات میں اپنی عادت سے زیادہ وقت صرف نہ کرونگا۔ فیراڈے کی آمدنی متوسط تھی مگر وہ شرافت اور آزادی سے زندگی بسر کرتا تھا۔ لاگرینج جو ٹیورن کے شاہی منجم کا بیٹا تھا۔ اپنی شہرت اور خوشی کو اپنے باپ کی طرف منسوب کرتا تھا۔ اُس نے کہا اگر میں مالدار ہوتا تو غالباً میں ریاضی دان نہ ہوتا ۔

جان ہنٹر جو ایک مشہور سائنس دان تھا سخت مقروض تھا۔ جس نے اپنی تمام آمدنی اس شاندار مجموعے کے اکٹھا کرنے میں جس کو عجائب خانہ کہتے ہیں صرف کردی۔ اُس کو مریضوں سے جتنی فیس ملتی تھی وہ ڈسیکشن اور دیگر عمل اور اپنے عجائب خانہ کی عمارت تعمیر کرانے میں صرف کردیتا تھا جب وہ مرا اس کے کنبہ کی حالت بہت بری تھی مگر اس کا عجائب خانہ پندرہ ہزار پونڈ دیکر گورنمنٹ نے خرید لیا۔ اس طرح اس کے تمام قرض ادا ہوگئے اور قوم میں اُس کی شہرت کی ایک دیرپا یادگار باقی رہ گئی ۔

بڑے بڑے مصور تقریباً سب کے سب مفلس تھے۔ اور وہ افلاس کے ساتھ کشمکش کرتے کے بعد نامور ہوئے بلکہ بعض افلاس سے نہ نکل سکے مگر اس کی زیادہ تر وجہ اُن کی ناعاقبت اندیشی تھی۔ جان سٹین ہمیشہ مصیبت میں گرفتار رہتا تھا۔ کیونکہ وہ شراب کشید کرنے کا پیشہ کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنا

کا کام کرتا تھا۔ بعد ازاں شراب فروشی کی دوکان کھولنے لگا۔ وہ تصویر بھی بناتا تھا۔ اور ساتھ ساتھ شراب بھی پیتا تھا۔ بعض اوقات نشے کی حالت میں وہ اپنے سے شفا خانوں سے بھاگ کر تصویر اتارتا تھا سو وہ مفلس مرا اس کی موت کے بعد اس کی تصویروں کی قیمت بڑھ گئی۔ اب وہ ساری سونے سے وزن ہو سکتی ہیں۔

جو ڈیکنز کو تو بہت معقول آمدنی تھی۔ اس کا طرز بود و باش بہت شان و شوکت سے تھا۔ اور وہ اس قدر فضول خرچی کرتا تھا کہ وہ قرضوں میں مبتلا ہو گیا۔ پھر دولت مند بننے کے لئے اس نے کیمیا کا مطالعہ شروع کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ سنگ پارس مل جائے اس کو اس میں تو کامیابی نہ ہوئی۔ مگر زندگی کے اختتام کے قریب اس نے اپنی مالی حالت پھر سدھار لی اور وہ اپنی بیوہ کے واسطے بہت سارو پیہ چھوڑ مرا۔ برخلاف اس کے ٹرنر انڈنٹ مصوری کا ایسا شیدا تھا کہ وہ قرض میں مبتلا ہو گیا۔ وہ تصویریں اسلحہ اور عجیب و غریب چیزوں کے رکھنے کا از حد مشتاق تھا۔ اور اس طرح وہ ایسی مشکلات میں مبتلا ہو گیا کہ اس کا دیوالہ نکل گیا اس کی جائیداد تیرہ سال تک تو نگرانی میں رہی اور جب تک وہ نہ مرا عدالت ہی اس کے کاروبار انجام دیتی رہی۔

اٹلی کے بڑے بڑے مصور معتدل مزاج شراب سے پرہیز کرنے والے اور سلامت رو آدمی تھے۔ اور وہ اپنی آمدنی کو دیکھ کر گذارہ کرتے تھے ہینڈن اپنے ملفوظات میں لکھتا ہے۔ رافیل میکائیل اینگلو زیوکس اپیلیس نوفس پیرہاسس سیٹیلین دولتمند اور خوش تھے کیونکہ وہ باوجود زمین ہونے کے عملی باتوں میں کفایت شعار تھے۔ خود ہینڈن اس کے برعکس عادت کی

ایک مثال تھا وہ اپنی طویل زندگی میں مشکلات اور قرض سے کشمکش کرتا رہا
جب وہ ایک ذمہ داری سے آزاد ہوجاتا تھا تو وہ ایک اور ذمہ داری اٹھا لیتا
اس نے ایک تصویر اس وقت بنائی جب کہ وہ انگلستان کے قید خانے میں
مقروض پڑا ہوا تھا - جہاں وہ قرض کے واسطے قید کیا گیا تھا - اس کے روزنامچہ
میں ایک عجیب و غریب بات درج ہے میں نے ایک کفن فروش وینٹامی سے
جو میرا بے انتہا شاگرد تھا - اور جو میرے یہاں پیشتر سر جارج بومانڈ کی سفارش پر
میرے سے تعلیم پانے لگا تھا - دس پونڈ قرض لیے مگر اس نے کچھ دیر تک
تصویریں بنانے کے بعد کفن کی ایک دوکان نکالی اور اپنے پرانے استاد
کو ضرورت کے وقت دس پونڈ بھیج دیے - ہیڈن کے ملفوظات سے پایا جاتا
ہے کہ اس کی وکلا اور تارقوں کے ساتھ کئی دفعہ لڑائیاں ہوتی رہتی
قرض خواہ اس کو چھپے چھپے پہنچ کرتے تھے اور تقاضا کرتے تھے وہ لکھتا ہے
کہ لازرس کا سر گرفتار ہونے کے بعد بنایا - یوکلس کی تصویر کسی شخص سے
مستعار لیکر بنائی - دونوفن کا خوبصورت چہرہ وکیلوں سے رحم کی التجا
کرنے کے بعد بستر پر کے وقت بنایا گیا کہ ندرا کا سر ایسی تکلیف کے وقت
بنایا گیا کہ وہ معرض تحریر میں نہیں آسکتی اور ایسی عورت کا ہاتھ اس وقت
بنایا گیا کہ ایک ڈگری دار تقاضا کرنے کے بعد چلا گیا +

کوبر کہتا تھا مجھے کوئی ایسا شاعر معلوم نہیں جو فضول خرچ نہ ہو اور وہ
اپنے آپ کو فضول خرچ ہی شمار کرتا تھا - باوجودیکہ خلوت میں دنیا کے جھمیلوں
سے دور رہ کر علمی زندگی بسر کرتا تھا - وہ ہمیشہ اپنی آمدنی سے زائد خرچ کرتا
اس نے ایک مرتبہ لکھا - وہ انتظام کی مدد اور کفایت شعاری کے تمام اصولوں
کو مد نظر رکھ کر یہ مذاقیہ کلام ہے میں نے بارہ ماہ کی آمدنی تین ماہ میں خرچ

کردی لیکن گو فضول خرچ شاعروں کی تعداد بہت زیادہ ہو۔ ہمیں یہ فراموش نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ شیکسپیئر جو تمام شاعروں کا سرتاج تھا کفایت شعار آدمی تھا۔ اُس نے اپنی آمدنی کو اچھی طرح خرچ کیا اور اپنے کنبہ کو فارغ البال چھوڑ مرا۔ مگر اس کے ہمعصر زیادہ تر فضول آدمی تھے۔ بن جانسن کو اکثر مالی مشکلات پیش آتی تھیں اور وہ ہمیشہ مفلس رہتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ تھیا سلو سے یکمشت بیس شلنگ قرض لئے گو وہ کلال خانہ میں ہمیشہ جاتا تھا میسنجر ایک اور شاعر ایسا تنگدست تھا کہ وہ اپنا شراب کا بل نہ ادا کرسکتا تھا۔

گرین پیل اور مارلو عیاشی میں زندگی بسر کرتے رہے اور نہایت افلاس کی حالت میں مرے۔ مارلو نشہ کی حالت میں لڑتا ہوا مارا گیا۔ گرین اپنے بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ اور بوجہ کثرت شراب کے اس کی روح پرواز کرنے کو تھی کہ اُس کو دس پونڈ کے قرض کا خیال آیا۔ جو اُس نے اس کفش دوز سے لیا تھا جس کے گھر رہتا تھا۔ اُس وقت اس نے دوست پیل کو یہ نصیحت کی کہ سلامت روی اختیار کرے اور فضول خرچی سے باز آئے۔ لیکن پیل نے اُس کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ اور اس کی طرح قرض اور تکلیف میں مر گیا۔ اس نے ایک آخری چٹھی برے سے امداد لینے کے واسطے لکھی۔ قولہٗ طویل مرض سے میں ایسا کمزور ہو گیا ہوں کہ میں شرم اور عار کو تقریباً ناعاقبت اندیشی خیال کرتا ہوں سپنسر افلاس اور بیکسی کی حالت میں مرا۔ بین جانسن نے اس کی نسبت کہا ہے کہ وہ کنگ سٹریٹ میں روٹی نہ ملنے کی وجہ سے مر گیا۔ لارڈ ایسکس نے اُس کو بیس کراؤن بھیجے مگر اس نے لینے سے انکار کیا۔ اور کہنے لگا افسوس ہے کہ میرے پاس ان کے خرچ کرنے کا کوئی وقت نہیں۔

نامعد شاعروں اور ادیبوں سے ملٹن گمنامی کی حالت میں مرا گو وہ
مقروض نہ تھا۔ تو بھی ایک شہ پر زمین کو ٹھڑی میں مرا ہیوڈ تی برامس کا مصنف
ٹیلر کو چہ ہرو ڈ ایسے میں فاقوں کے مارے اسی جگہ فوت ہوا جہاں ذرا بیڈن
بدمعاشوں نے پہنچا تھا۔ آٹوے ٹورپل پچھپ گیا تھا۔ قارقوں نے اُس کو
وہاں سے بھی ڈھونڈ نکالا۔ دنیا میں اُس نے آخری کام یہ کیا کہ ایک جنٹلمین
سے ایک شلنگ مستعار رہا تھا جس نے اُس کو ایک گنی دے دی اپنی بھوک کو
سیر کرنے کے لیئے ایک پھلکا خریدا۔ اور پہلا لقمہ کھانے پر ہی اُس کا گلا بند
ہوگیا۔ وائی چہرے قرض کے واسطے سات سال تک قید رہا۔ مگر وہ انتی برس
کی عمر میں اپنے گھر پر لیٹا ہوا مرا۔ فیلڈنگ کی فضول خرچی اور عیاشی حد درجہ
تک پہونچ گئی تھی وہ ابتدائی عمر میں ہی مشکلات میں مبتلا ہو گیا مگر اُس نے
اپنی عادت کو بالکل ترک نہ کیا۔ اور چونکہ وہ اپنی بیوی اور بچے کو پردیس میں
چھوڑ آیا تھا مرتے دم اُس کی بیقراری کی کوئی حد نہ پوچھیے *

سیویج کو پچاس پونڈ سالانہ کی پنشن ملتی تھی جو وہ چند روز میں خرچ
کر دیتا تھا۔ اس وقت یہ فیشن تھا۔ کہ طلائی لیس والے سرخ چوغے پہنتے تھے
اور جانسن اس کو ایک دفعہ ملا۔ تو اس کو اسی دن پنشن ملی تھی۔ وہ مذکورہ بالا
قسم کا ایک کوٹ پہنکر آرہا تھا۔ اور ساتھ ہی اُس کی ٹوٹی ہوئی جوتی سے برہنہ
انگوٹھے نظر آرہے تھے بے پرواہی اور فضول خرچی میں زندگی بسر کرنے
کے بعد اس نے قید خانے میں وفات پائی۔ جہاں وہ چھ ماہ تک قرض کے
واسطے قید رہا۔ جانسن سیویج کی زندگی کے خاتمے پر کہتا ہے یہ داستان
بالکل بے فائدہ نہ ہوگی۔ کیونکہ ان لوگوں کو جو اپنی نسلے قابلیتوں یا کمالات
پر بھروسہ کر کے زندگی کے عام اصولوں سے لاپرواہی کرتے ہیں۔ بخوبی معلوم

ہو جائے گا۔ کہ عاقبت اندیشی کا قایم مقام کوئی وصف نہیں ہو سکتا۔ اور اگر غفلت اور بے قاعدگی کو مدت تک جاری رکھیں۔ علم بقا یدہ جودت طبع مضحکہ خیز اور ذہانت حقیر ثابت ہوگی ؎

سٹرن نے جب وفات پائی گو اس کا دوالہ نہ نکلا تھا۔ وہ مفلس تھا۔ اُس کی وفات پر اُس کی بیوی اور بیٹی کے واسطے چندہ جمع کیا گیا۔ چرچل اپنی عیاشی اور فضول خرچی کی وجہ سے مقروض ہو کر قید خانہ میں بھیجا گیا۔ کوپر نے اس کی نسبت کہا ہے کہ وہ روپیہ اور اپنی ذہانت دونوں خرچ کر چکا تھا۔ چیٹرٹن نے فاقوں سے مجبور ہو کر اٹھارہ برس کے سن میں زہر پی کر خودکشی کر لی۔ سر رچرڈ سٹیل ہمیشہ مقروض رہتا تھا۔ بعض باتوں میں اس کی طبیعت اور خصلت شیریڈن کے مشابہ تھی۔ وہ ہر وقت خیالی پلاؤ پکاتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ یہ امید رکھتا تھا کہ اُس کی یاوری سے بہت سی دولت مل جائیگی۔ قرض خواہوں اور قارقوں نے اس کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ مگر جب تک اُس کو ادھار ملتا رہا اُس نے عیش و عشرت نہ چھوڑی۔ جب وہ کمشنر اسٹامپ کے عہدہ پر تعینات ہوا جس کی آمدنی متوسط تھی۔ اُس نے ایک کوٹھی بنائی جس میں وہ بعض اوقات دو اور بعض اوقات چار گھوڑے جوتتا تھا۔ اور ہمیشہ دو مکان ایک لنڈن میں اور دوسرا ہیمپٹن میں رکھتا تھا۔ اُس کی آمدنی کم تھی۔ مگر وہ کروفر سے زندگی بسر کرتا تھا۔ بدیں وجہ وہ پہلے سے بھی زیادہ مقروض ہو گیا۔ وکلا نے اس پر بار بار نالش کی اور اُس کو مقروضوں کے قید خانہ میں قید کیا گیا۔ ڈگری داروں نے اُس کے گھر پر آ کر اس کا اسباب فروخت کروا دیا۔ اُس کی بیوی کے پاس زندگی کی نہایت معمولی ضروریات نہ تھی مگر بایں ہمہ سٹیل مطمئن اور خوش خلق رہا۔ اُس کو کہیں سے

مال بیکراں حاصل کرنے کی ہر وقت توقع رہتی تھی۔ اس نے یہ انوکھی تجویز سوچی کہ لنڈن کی منڈی میں زندہ مچھلیاں آسکیں وہ اپنی بیوی کو کہنے لگا اگر یہ تجویز درست نکلی تو انگلستان کی تمام لیڈیوں کی نسبت تم بہتر مچھلی کھا سکو گی۔ آخر وہ ویلز میں اپنی بیوی کی تھوڑی سی جائداد پر مر گیا۔

گولڈسمتھ بھی قسمت کا دھنی تھا۔ وہ ہمیشہ قرض میں مبتلا رہتا تھا۔ استعارتاً کہہ سکتے ہیں کہ وہ بحر قرض کا تیراک تھا۔ جب وہ قرض سے نجات پاتا تھا۔ وہ جلدی ہی پہلے سے اس میں مبتلا ہو جاتا تھا لیاقت کی حیثیت میں اس نے پہلے پہل جتنا روپیہ کمایا گھوڑا خرید کر برباد کر دیا۔ اس کے رشتہ داروں نے پچاس پونڈ جمع کر کے ٹیمپل میں قانونی تعلیم پانے کے واسطے بھیجا۔ مگر وہ شہر ڈبلن سے آگے نہ گیا۔ وہاں اس نے تمام روپیہ خرچ کر دیا یا قمار بازی میں اڑا دیا۔ پھر وہ اڈنبرا میں طبابت کی تعلیم پانے گیا۔ وہاں وہ اپنے ایک دوست کا ضامن ہو گیا۔ اور اس کو وہاں سے بھی مجبوراً فرار ہونا پڑا۔ اس کی جیب میں ایک کوڑی نہ تھی۔ اور وہ ایک بنسری لیکر یورپ کی سیر و سیاحت کو نکلا۔ وہ بنسری بجا کر جواب مانگتا ہوا سیر کرتا پھرا اور جیسا مفلس گیا تھا ویسا ہی انگلستان میں واپس آیا۔ بعد ازاں اس نے خود تسلیم کیا کہ یورپ بھر میں کوئی ملک ایسا نہیں جس میں مقروض نہیں۔

بلکہ جب گولڈسمتھ بہت سا روپیہ کمانے لگا اس وقت بھی مقروض رہا۔ وہ جو روپیہ ایک ہاتھ سے کماتا تھا دوسرے سے دے دیتا تھا دودھ والا اس کو تنگ کرتا تھا۔ مالک مکان قید کراتا تھا۔ دکاندار اس کو دھمکیاں دیتے تھے۔ مگر اس نے کفایت شعاری کا سبق نہ سیکھا۔ جیسے جونسن نے اس کی مشہور و معروف کتاب ویکار آف ویکفیلڈ کی دوسری ایڈیشن شائع ہو

اُس نے جیو بری کے نام پر پندرہ گنی کا بل بھیجا جو واپس گیا باسویل کے مکان پر اس نے جو جیب مگر فرسودہ لباس پہنا ہوا تھا وہ اس کے درزی کا ملک تھا اور اُس نے اپنی وفات تک اُس کی قیمت ادا نہ کی ہے۔ اس کے خوش قسمتی کے زمانے میں اس کی تکالیف کم ہونیں وہ بڑھتی گئیں۔ اس کے پاس جتنا زیادہ روپیہ آتا تھا وہ اتنا ہی لاپرواہ اور فضول خرچ ہو جاتا تھا۔ وہ خود رنگ رلیاں کرتا تھا۔ اور دوسروں کو بھی کراتا تھا۔ وہ ایک گنی قرض لیکر فقیر کو دے دیتا تھا۔ وہ اپنے بدن کے کپڑے اور بستر کی توشک اور لحاف دے دیتا تھا۔ جو شخص اُس سے مانگتا وہ دینے سے انکار نہ کرتا تھا۔ اس قسم کی فضول خرچی سے عہدہ برا ہونے کے لیئے اسے ایسی کتابوں کے لکھنے کا وعدہ کیا جو اس نے شروع تک کی وہ آئندہ کی کمائی کے توقعہ پر قرض لیتا تھا اور اپنی چیزوں کو گروی درگروی کرتا تھا۔ اُس نے عملی زندگی افلاس مشکلات اور قرض کی حالت میں شروع کی تھی اور وہ اسی حالت میں مرا موت کے وقت اُس نے دو ہزار پونڈ قرض دینا تھا۔ جانسن کا قول ہے کہ کیا پہلے کبھی شاعر پر اتنا اعتبار کیا گیا تھا +

گولسمتھ اور بعض دوسرے آدمیوں کی نظیر پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ دنیا ذہین آدمیوں سے سخت سرد کرتی ہے اور ادیب اور مصور مجلسی حقوق سے محروم رکھے جاتے ہیں سوسائٹی کو عالی دماغ اور ذہین آدمیوں سے زیادہ نرم سلوک کرنا چاہیئے۔ اور گورنمنٹ کو موجودہ زمانے کی نسبت زیادہ رعایتیں دینی چاہئیں لیکن سوسائٹی یا گورنمنٹ ذہین آدمیوں کے واسطے خواہ کتنی رعایتیں کرے وہ جب تک معمولی آدمیوں کی طرح خود غرضی اور معمولی کفایت شعاری کو مدنظر نہ رکھیں گے وہ ان سے کبھی کام کی نہ ہوگی۔ ممکن ہے کہ ہم کو

بیچارے گولسمتھ کی حالت پر رحم آتے مگر یہ تجربی دیکھ سکتے ہیں کہ وہ شروع
سے لیکر آخر تک اپنا دشمن سمجھا جاتا تھا - اُس نے چودہ سال میں آٹھ ہزار
پونڈ کمائے اور اگر موجودہ زمانے کے سکے سے حساب لگایا جائے - تو مذکورہ
بالا رقم کی قیمت بہت ہی زیادہ ہے تاریخ زمین اور حیوانات کے اس نے ۸۵۰
پونڈ لئے - اور اُس کی یہ کتاب عمدہ تالیف سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی جانسن
نے اُس کی نسبت کہا تھا کہ علم حیوانات میں اُس کو اتنی محدود واقفیت ہے کہ اگر
وہ گائے اور گھوڑے میں تمیز کر سکے تو تعجب ہونا چاہیئے - نیک آدمی کے تعاون
سے اُس نے پانچسو پونڈ کمائے اُس کی دوسری کتابوں کا بھی یہی حال تھا وہ جانسن
کے برابر کامیاب تھا - مگر وہ جانسن کی طرح صوفی مشرب خود ضبط اور خودداری
کرنے والا نہ تھا ۔

تاہم جب گولسمتھ اپنی حالت پر غور کرتا تھا - تو اُس کو معلوم ہو جاتا تھا کہ سیدھا
راستہ کون ہے گو اس کو اتنی جرأت نہ تھی کہ صراط مستقیم پر چلے اُس نے
اپنے بھائی ہنری کو اُس کے بیٹے کے متعلق یہ نصیحت کی جناب من اپنے بیٹے
کو کفایت شعاری اور پیش انداز کرنے کا طریقہ سکھاؤ - اُس کے سامنے اس کے
غریب آوارہ گرد چچا کی مثال پیش کرو - میں نے کتابوں سے بے غرض اور
فیاض ہونے کا سبق سیکھا تھا - پیشتر اس کے کہ میں تجربہ سے یہ سیکھتا کہ دور
اندیش ہونا ضروری ہے میں نے فلسفے کی عادات اور خیالات سیکھ لئے تھے
اور میں نے حیلہ بازوں اور فریبیوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ نہ سیکھا تھا میں بوجہ
اپنی بے استطاعتی کے حد درجے کا فیاض تھا - اور انصاف کے قواعد کو بھول
جاتا تھا - اور میں اس بد قسمت آدمی کی طرح ہو جاتا تھا - جو میری فیاضی کا
کا شکریہ ادا کرتا تھا ۔

بائیرن پورا جوان نہ ہوا تھا۔ کہ وہ مقروض ہو گیا۔ اُس نے اپنی عمر کے بیسویں سال میں مسٹر ہیئر کو لکھا میں سخت مقروض ہوں۔ اکیس سال کی عمر سے پیشتر میرا قرضہ دس ہزار پونڈ قرض ہو جائیگا۔ جب وہ بالغ ہوا تو ساہوکار روپے سے نہایت گراں شرح پر سودی روپیہ قرض لیکر نیوسٹڈ میں جشن منائے گئے جوں جوں اُس کی عمر زیادہ ہوتی گئی اُس کی مشکلات بڑھتی گئیں سکتے ہیں کہ اس کی والدہ غصے کی حالت میں فوت ہوئی تھی جس نے کسی قرض خواہ کا بل دیکھ لیا تھا۔ جب اُس کا ایک مشہور منظوم سفر نامہ چائیلڈ ہیرلڈ شائع ہوا۔ تو اُس نے مسٹر ڈیلاس کو اس کا حق تصنیف کر کے کہا میں اپنی تحریر کا روپیہ ہرگز نہ لونگا۔ اس نے دانشمندی کی کہ بعد ازاں اس نے اس ارادہ کو ترک کر دیا۔ گر علم ادب جو لیے خواہ وہ اس وقت کتنا ہی کماتا اُس کے قرض کا بوجھ ہرگز ہلکا نہ ہو سکتا نیوسٹڈ کا عالیشان مکان اور جائداد فروخت ہو گئی۔ مگر وہ پہلے سے بھی زیادہ مقروض ہوتا گیا۔ پھر اُس نے غالباً اس توقع سے شادی کر لی کہ اُس کی بیوی کی دولت اس کو قرض سے نجات دلوادیگی مگر اُس کا روپیہ یکمش تھا یا شاید بنک میں جمع تھا۔ اور اُس کو وہ استعمال نہ کر سکتا تھا۔ اور شادی کی تجویز سے بجائے اس کے کہ اُس کو کچھ آرام ہوتا اُسے اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ہر شخص کو اس شادی کا افسوسناک نتیجہ معلوم ہے مزہ یہ کہ قارق اور قرض خواہ چین نہ لینے دیتے تھے۔

بائیرن اپنی کتابوں کا حق تصنیف فروخت کرنے پر مجبور ہو گیا گر اُس کے پبلیشر نے ہیچ کیا اور اُس کی عارضی ضروریات کو رفع کرنے کے واسطے روپے کی ایک معقول رقم پیش کی شادی کے پہلے سال قارقوں نے نو دفعہ اُس کے گھر پر قبضہ کیا قرض خواہ ہر وقت اس کے دروازے پر منڈلاتے رہتے تھے۔

اور وہ قید خانہ سے صرف اس واسطے بچا رہا کہ وہ ایک ذی حیثیت شخص تھا۔ اُس کی طبیعت نہایت اثر پذیر تھی۔ اور وہ اس قسم کے واقعات کو دیکھکر ضرور جلتا ہوگا۔ تھوڑے عرصہ بعد اُس کی بیوی اس سے جُدا ہو گئی۔ اس سے اُس کو [illegible] کی [illegible] اُس کو ناظرین خود تصور کر سکتے ہیں گو بائرن نے اپنی پہلی نظموں کا [illegible] سے انکار کیا تھا۔ اُس نے اپنی آرا کو بدل دیا بلکہ حق اپنے پیشروں کے ساتھ بھی سخت سودا کرنے لگا۔ مگر مورنے اس شاعر کی داستان میں یہ بیان نہیں کیا کہ اس کو قرض سے کبھی نجات ہوئی سواں جب موت نے اس کا کام تمام کر دیا تو وہ قرض کے پنجہ سے خلاص ہو گیا +

لوگوں کے قرض برداشت کرنے میں بڑا ہی فرق ہے۔ بعض اُس کو بوجھ خیال ہی نہیں کرتے بعض اُس کو بہت ہلکا خیال کرتے ہیں بعض قرض خواہوں کو قاتل خیال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو شہید مگر جس شخص میں کچھ بھی اخلاقی احساس ہو اور وہ دوسروں کی چیزیں بغیر معاوضہ دینے کے استعمال کرے یا قیمت ادا کرنے کے بغیر کپڑے پہنے قیمت ادا کرنے کے بغیر گوشت کھائے۔ قیمت ادا کرنے کے بغیر شراب پئے اور قصاب دوکاندار شراب فروش اور سبزی فروش سے ادھار لیکر اپنے مہمانوں کی ضیافت کرے اُس کو معلوم ہوگا کہ وہ نہ صرف کمینہ بلکہ بے ایمان بھی ہے اور اس وقت اُس کو قرض کا بوجھ بہت گراں معلوم ہوگا۔ اور ساتھ ہی ندامت بھی ہوگی +

جو لوگ قرض کو ہلکا خیال کرتے ہیں اُن کی نسبتی تعداد بھی بہت زیادہ ہے مثلاً تھیوفیلس سبر جب مرض میں غرق تھا۔ ایک گنی اوہار لیکر خرید ار کھانا کھانے لگا۔ انگلستان کے ایک مصنف فٹ تامی نے اپنی والدہ کو اُس مضحکہ خیز خط لکھا "پیارے سیم میں قرض کی وجہ سے قید خانے میں

ہوں۔ اپنی مہربان ماں کی آ کر مدد کرو۔" جواب دیا "پیاری ماں میں بھی مقروض ہوں۔ بدیں وجہ میں اپنی مادرِ مشفقہ کو رہائی دلوانے میں قاصر ہوں سیٹل اور شیرِیڈن دونوں نے اس بوجھ کو سبک خیال کیا۔ جب وہ دوستوں کی ضیافت کرتے تھے۔ انہوں نے قارضوں کو وردی پہنا کر مہمانوں کی خدمت کرنے پر کھڑا کر دیا۔ سیٹل کا اطمینان کبھی طرح کم نہ ہوتا تھا۔ جب وہ قرض سے مجبور ہو کر لنڈن چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ دیہات میں ان لڑکوں اور لڑکیوں کو جو دیہاتی کھیلوں اور رقصوں میں جمع ہوتے تھے۔ انعام دیتا تھا۔ شیریڈن بھی اپنے قرضوں کو بہت ہلکا خیال کرتا تھا۔ اور قرض خواہوں کو طرح طرح سے تمسخر کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی قرض خواہ نے یہ شکایت کی کہ حساب کا بل میلا کچیلا ہو گیا ہے کیونکہ وہ کئی دفعہ پیش کیا گیا تھا شیریڈن نے اُس کو نصیحت کے طور پر کہا دوست اُس کو اپنے گھر لے جاؤ اور صاف ستھرے روغنی کاغذ پر لکھ لو۔ بیچارے برنس کی حالت اس سے بہت مختلف تھی۔ اُس نے لباس کی ۷ پونڈ ۴ شلنگ قیمت ادا کرنی تھی اور وہ ادا نہ کر سکتا تھا۔ وہ مایوس ہو گیا اور اس نے اپنے دوست ٹامسن کو جس نے اس کے گیت چھاپے تھے۔ یہ درخواست لکھ بھیجی کہ پانچ پونڈ دے دو اور میں کوئی گیت منظوم کر کے بھیج دوں گا۔ اس کا آخری قصیدہ ایک عشقیہ نظم تھی جو اس نے اپنی وفات سے چند روز پیشتر قرض ادا کرنے کے واسطے بنائی تھی۔

سٹنے سمتھ کو ابتدا زندگی میں افلاس سے کے ساتھ سخت کشمکش کرنی پڑی۔ اس کے عہدہ کی آمدنی کم تھی۔ اور اس کا کنبہ بڑا تھا۔ اس کی بیٹی نے اُس کی نسبت کہا ہے بوجہ قرض کے وہ راتوں سویا نہ کرتا تھا۔ اور میں نے اُس کو کئی دفعہ شام کے وقت دیکھا ہے کہ جب وہ بہت سے بلوں کا احتیاط

سے معائنہ کرتا تھا۔ اور آہستہ آہستہ اُن کی قیمت ادا کرتا تھا۔ تو قرض کے مارے اس کے حواس باختہ ہو جاتے تھے وہ اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں سے ڈھانپتا تھا اور پکار اُٹھتا تھا۔ افسوس مجھے اپنا بڑھاپا قید خانے میں گذارنا پڑیگا۔ مگر اُس نے اس بوجھ کو بہادری سے برداشت کیا اور وہ مستعدی سے بشاش محنت کرتا رہا۔ اور اپنی آمدنی کو بڑھانے کے لئے اخبارات میں مضامین شروع کئے حتےٰ کہ آخرکار اُس کو ترقی مل گئی اور اُس نے اپنی مستقل مزاجی محنت اور آزادی کا ثمرہ پالیا۔

ڈی فو کی زندگی مشکل اور قرض کے ساتھ ایک طویل لڑائی تھی۔ وہ ہمیشہ جھگڑوں میں الجھ جایا کرتا تھا جن میں سے اکثر خود اُس نے ہی شروع کئے تھے۔ وہ نوجوانی کے زمانہ سے ہی سخت مضامین اور رسالے لکھا کرتا تھا۔ اور ایک منٹ تک آرام نہ کرتا تھا۔ وہ کبھی ڈیوک ہانمتھ کے ساتھ سپاہی تھا کبھی وہ طرح طرح کی تجویزیں پیش کرتا تھا۔ کبھی وہ شعر کہتا تھا کبھی وہ پولیٹیکل ایجنٹ کبھی ناول نویس کبھی مضمون نگار اور کبھی مورخ بنجاتا تھا۔ بڑی بڑی شکنجہ عقوبت سے اُس کو خوب واقفیت تھی اور وہ اپنا بہت سا وقت قید خانہ میں خرچ کرچکا تھا۔ جب اُس کے ایک دوست نے اس پر زرپرستی کا الزام لگایا تو اُس نے دردناک لہجے سے صاف صاف کہا کہ حفظ امن کے لئے میں نے بہت سے تنازعات کو خود گوارا کیا ہے میرے پر دوسرے لوگوں کے قرضہ کے واسطے نالش کی گئی۔ اور حاسدوں نے میرے سے وہ پونجی چھین لی جس کے ساتھ میں اپنا قرض ادا کرسکتا میں نے اپنے کثیر التعداد کنبے کو اپنی محنت کی کمائی سے پالا اور کم نہ ہونے والی مستعدی سے قرض اور مصیبت کے سمندر سے تیر کر نکل آیا۔ اور قید خانوں

اور وہ بگر کرتے مقامات میں اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی مدد کے بغیر
گذارہ کرتا رہا۔ یقیناً ٹھیکرے کی طرح زندگی میں کسی شخص کو کشمکش اور
مشکلات کا مقابلہ نہ کرنا پڑا ہوگا۔ تاہم باوجود تالیف و تصنیف کی محنت کے
وہ قرض سے نہ بچ سکتا تھا۔ کیونکہ یقین کیا گیا ہے کہ جب اُس نے وفات
پائی تو اس کا دیوالہ نکلا ہوا تھا۔

ساؤدے اپنے طور پر ڈی فو کی طرح محنت کرتا تھا۔ گو طالب علم کی
طرح وہ خلوت میں زندگی بسر کرتا تھا۔ اور بحث مباحثے نہ کرتا تھا۔ گو مقروض
وہ بھی تھا۔ مگر اس نے قرض کو اپنے آپ پر مسلط نہ ہونے دیا۔ اس نے
ابتدائے تصنیف میں ہی یہ عزم کر لیا تھا کہ میں ایسا قرض نہ لونگا جو ادا نہ
کر سکوں۔ اس نے نہ صرف اپنا قرض بے باک کر دیا بلکہ وہ اپنے اپنے دوستوں
کی بخوبی مدد کرتا رہا۔ وہ کچھ وقت تک اپنے داماد کالرج اور سودیل کا
کنبہ پالتا رہا۔ اور اُس کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ وہ اپنی واقعی آمدنی سے
زیادہ خرچ نہ کرتا تھا۔ اور فضول چیزیں نہ خریدتا تھا۔ حالانکہ اُس کی آمدنی
بہت ہی کم تھی۔ جو بوجھ اُس نے اُٹھایا ہوا تھا وہ اُس کی نسبت کم حوصلہ
آدمی کو ضرور کچل ڈالتا۔ مگر وہ کام مطالعہ اور تصنیف کرتا رہا اور اُس نے اپنی
اور اُن لوگوں کی ضروریات کے لئے جو اُس کے دست نگر تھے۔ کافی
روپیہ کما لیا۔ اور بغیر بڑے اعلیٰ درجہ کفایت کرنے کے شرافت سے اسی
راستہ پر چلتا رہا۔ وہ نہ صرف اپنے رشتہ داروں کو ہی دریا دلی سے
مدد دیتا تھا۔ بلکہ اپنے مصیبت زدہ ہم مکتبوں کو بھی۔ اس نے کالرج کی بیوی
اور اہل و عیال کو اس وقت اپنے پاس بلا لیا جب کالرج افیون نوشی
کا غلام بن گیا تھا۔ چونکہ اُس نے بہت سے لوگوں کی امداد کی۔ اور خود اپنے

اخراج چلانے پڑتے تھے وہ ہر ایک کے واسطے الگ الگ محنت کرتا تھا وہ نوجوانوں کو جو اُس کی امداد طلب کرتے تھے ہمیشہ عمدہ نصیحت دینے کے واسطے تیار رہتا تھا اس طرح اس نے کرک وابیٹ ہر برٹ نوالیس اور ڈسا تھے کو حوصلہ دلایا گو یہ ہوشیار آدمی نوجوانی کی حالت میں مر گئے وہ ان کو نہ صرف نصیحت اور حوصلہ افزائی سے بلکہ روپیہ سے بھی مدد کرتا تھا۔ اور اس کی بر وقت امداد سے چیٹرٹن کی بہن نے ناداری سے خلاصی پائی اور اس طرح وہ اخیر دم تک شرافت اور بے غرضی سے کام کرتا رہا اس کو تصنیف سے بڑی خوشی اور مسرت حاصل ہوتی تھی خود اس کے الفاظ یہ ہیں میں اتنا عالم نہیں جتنا غریب ہوں اتنا غریب نہیں جتنا مغرور ہوں اتنا مغرور نہیں جتنا خوش ہوں۔

سر والٹر سکاٹ کی زندگی نہایت پر اثر داستان ہے جس میں کانسٹیبل اور کمپنی کی ناکامی کا ذکر ہے یہ ایک چھاپہ کی کمپنی تھی اور سکاٹ کا اس کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ کمپنی کا دوالہ نکلنے پر اُس کو بھی بہت سا قرض دینا پڑا اس نے اپنی خود بے تیجہ کی جو اُس کی ایک علالت کو ظاہر کرتی تھی وہ بہت سے اعلےٰ عہدوں پر ممتاز رہا اور اپنے آپ کو بہت مالدار خیال کرنے لگا کہ یکایک کانسٹیبل کمپنی کا دوالہ نکل گیا اور وہ دس لاکھ سے زیادہ پونڈ کا مقروض ہو گیا جب اس نے اس منحوس خبر کو سنا تو وہ کہنے لگا کہ اس طرح تمام زندگی بھر کی محنت کو ضائع کرنا اور اخیر دم مفلس ہو جانا بہت شاق ہے لیکن اگر خدا نے مجھ کو چند سال اور تک صحت اور طاقت عطا کی تو میں سب قرضہ ادا کر دونگا ہر ایک شخص اُس کو مفلس خیال کرتا تھا اور وہ خود بھی یہی خیال کرتا تھا مگر وہ حوصلہ نہ ہارا۔

جب اس نے قرض خواہوں سے یہ تجویز پیش کی کہ قرض میں تخفیف کر دی جائے۔ تو اُس کی محبت نے یہ تجویز منظور کرنی گوارا نہ کی اُس نے جواب دیا نہیں میں اس تجویز کو منظور نہیں کرتا۔ وقت اور میں کوئی سے دو آدمیوں پر سبقت پا سکتے ہیں گو قرض دوسروں نے لیا تھا وہ اُن کے واسطے قانوناً خود ذمہ وار ہو گیا۔ وہ اپنی دیانت اور راستبازی کے اصول پر قایم تھا اُس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اگر ہو سکے تو ایک ایک کوڑی کا حساب بیباق کر دے اور وہ ایسا ہی کرنے لگا۔ مگر اُس کو اس کوشش میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا۔

اس نے اپنے شہر کے مکان اسباب اور ذاتی استعمال کی چیزیں کو بطور ضمانت اپنے قرض خواہوں کے حوالہ کر دیا اور یہ عہد کیا کہ اپنے قرض کی ایک خاص رقم ہر سال ادا کرتا رہونگا۔ اس کے واسطے اس نے بہت سی کتابیں تصنیف کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ جن میں سے اکثر بڑی ضخیم تھیں یہ ختم ہو چکیں تو اُس کے قرض کا بہت سا حصہ ادا ہو گیا مگر اُس کی شہرت میں زیادہ ترقی نہ ہوئی اس نے فرانس کے شہنشاہ اعظم نپولین بونا پارٹ کی سوانحعمری کی دس جلدیں لکھیں یہ کتاب اُس نے نہایت رنج و غم اور ناداری کی حالت میں تیرہ ماہ کے اندر تیار کی اور اُس کی تصنیف سے اُس کو چودہ ہزار پونڈ ملے گو اُس کو رعشہ ہو گیا وہ برابر لکھتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے چار سال کے عرصہ میں اپنے قرض کا دو تہائی حصہ ادا کر دیا۔ تصنیف و تالیف کی تاریخ میں یہ واقعہ اپنی آپ ہی نظیر ہے ؛

اپنی زندگی کے اخیری چند سالوں میں جب اُس کو رعشہ کا مرض لاحق ہو گیا تھا اور وہ بمشکل اپنا قلم پکڑ سکتا تھا۔ اُس نے جدوجہد کی

اور ریت اُس کی سچی شجاعت کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ وہ اخیر عمر تک مشکلات
سے مغلوب ہوا۔ جب ڈاکٹروں نے اُس کو بے حد دماغی کام سے منع کیا۔ تو اُس نے
جواب دیا کہ اگر میں کاہلی اختیار کروں تو دیوانہ ہو جاؤنگا۔

اور اُس کے مقابلہ میں میں موت سے بھی نہیں ڈرتا۔ مرض کے آخری
حملہ سے تھوڑا عرصہ پیشتر جب وہ ایبٹس فورڈ کی کوٹھی کے محاذ میں گھاس
پر کرسی بچھا کر بیٹھا ہوا اونگھ رہا تھا۔ وہ یکایک ہوشیار ہو گیا اور اُس چادر کو جو
اُس نے اپنے بدن پر لپیٹی ہوئی تھی۔ پھینک کر کہنے لگا۔ یہ افسوس ناک کاہلی
ہے۔ مجھے میرے کمرے میں لے چلو اور میری ڈیسک کی چابیاں لے آؤ۔ وہ
اُس کی پہیہ دار کرسی کو اُس کے مطالعہ کے کمرے میں لے گئے۔ اور کاغذ
اور قلم اُس کے سامنے رکھ دیا مگر وہ قلم نہ پکڑ سکتا تھا۔ اور ایک حرف بھی
نہ لکھ سکتا تھا۔ اُس کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے۔ گو اُس کا دل اور حوصلہ
نہ مغلوب ہوا تھا۔ مگر اُس کے جسمانی قویٰ مضمحل اور معطل ہو گئے تھے اور
جب اُس نے آخر دم توڑا شاید تو وہ بچے کی طرح سویا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

سکاٹ کا خیال تھا۔ کہ قرض کی نسبت افلاس کا بوجھ برداشت کرنا
سہل ہے اور جس شخص کی طبیعت میں احساس کا مادہ ہو وہ بھی ایسا ہی
خیال کریگا۔ افلاس اور تنگ حالی بلا ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ دانا دماغ شخصوں کو بجز ایک
مفید تحریک کے کام دیتی ہے۔ جین پال نے کہا کہ سونے کے انباروں اور تاج و تخت
کے نیچے بہت سے دماغی دیوتے دبے ہوئے ہیں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہ
یا دولتمند آدمی اپنے درجہ کی دماغی ترقی نہیں کر سکتے۔ پر شظر کا خیال
تھا کہ اگر افلاس زندگی کے نشیب و فراز میں پیش آئے تو اُس کا خیر مقدم کرنا چاہیے
لیکن سکاٹ کا بار قرض برداشت کرنا بہت ہی مشکل تھا۔ کیونکہ یہ پہلی کی

ہیں اس کے سر پر پڑا +

اتفاقاً شیکسپیر بھی بڑا مفلس تھا۔ کارلایل کا قول ہے کہ اگر شیرتھورڈ واقعہ دریائے ایوان میں شیکسپیر کو افلاس ناداری اور مصیبت تنگ نہ کرتی تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ تمام عمر بچھیڑے ذبحہ نہ کرتا۔ اور اون صاف نہ کرتا رہتا۔ مسٹر آرڈ وامیڈن کی تنگدستی نے ہی اُن سے اعلیٰ درجہ کی نظمیں بنوائیں +

جانسن بہت ہی مفلس اور بہت ہی بیمار تھا۔ وہ تنوں کا نام تک نہ جانتا تھا بہ نسبت اس کی دولت کے اس کا دماغ بہت ہی بڑا تھا۔ یہ دماغ ہی ایک ایسی چیز ہے جو دولت مند یا مفلس مسرور محزون بناتا ہے جانسن بظاہر اکھڑ اور دیہاتی معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس کی سرشت میں راستی اور شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اوائل عمر سے ہی وہ افلاس اور قرض میں مبتلا تھا۔ اور وہ دونوں سے آزاد ہونا چاہتا تھا۔ جب وہ کالج میں تعلیم پاتا تھا تو اس کے پاؤں اس کی پرانی جوتی سے نظر آتے تھے مگر وہ اتنا مفلس تھا کہ نئی جوتی نہ خرید سکتا تھا۔ اس کا دماغ علم سے معمور مگر اس کی جیب میں روپیہ نہ تھا وہ ابتدائی زندگی میں شہر لنڈن کے اندر جس طرح افلاس اور مصیبت کا مقابلہ کرتا رہا۔ ناظرین کو اس کا حال اس کی سوانحعمری سے معلوم ہو سکتا ہے وہ ساڑھے چار پنس دیکر خوراک ورمکان اور بستر کا خرچ ادا کرتا تھا۔ آخر وہ اس قدر مفلس ہو گیا کہ بستر اور مکان کا خرچ ادا نہ کر سکتا تھا۔ ایسی حالت میں وہ سیویج شاعر کے ساتھ تمام رات بازاروں میں گھوما کرتا تھا۔ وہ جوانمردی سے کشمکش کرتا رہا۔ اس نے اپنی قسمت کی کبھی شکایت نہ کی بلکہ اس سے حتی الوسع فائدہ اٹھانے کی کوشش کی +

ابتدائے زندگی کی تکالیف آرام اور جدوجہد کا جانسن کی طبیعت میں اثر باقی رہا۔ جس طرح زخم مندمل ہونے کے بعد اس کا نشان باقی رہتا ہے۔ مگر انہوں نے اُس کے تجربہ کو وسیع اور مالا مال کر دیا اور اُس کے دل میں بنی نوع انسان سے بہت ہمدردی ہو گئی۔ جب وہ نہایت مصیبت میں مبتلا ہوتا تھا تو اُس کے دل میں ان لوگوں کی ضروریات کا خیال رہتا تھا۔ جو اس سے بھی زیادہ محتاج تھے۔ اور جن لوگوں کو کسی طرح کی ضرورت پیش آتی تھی یا اس سے زیادہ مفلس تھے وہ اُن کی ضرور مدد کرتا تھا۔

چونکہ جانسن کو قرض کا بخوبی تجربہ ہو چکا تھا اور وہ اُس کے ہاتھوں بہت سی تکلیفیں اُٹھا چکا تھا۔ وہ اس مضمون کے متعلق دعوے سے رائے زنی کر سکتا تھا۔ اُس نے باسویل کو لکھا قرض کو ایک معمولی دقت خیال نہ کرو تم کو آخر معلوم ہوگا کہ یہ ایک مصیبت ہے۔ پہلے یہ احتیاط کرو کہ کسی شخص کے قرض میں مبتلا نہ ہو جس قدر تمہارے پاس ہے اُس سے کم خرچ کرو۔ کفایت شعاری صرف آرام کی بنیاد ہی نہیں بلکہ فیاضی کی بنا ہے۔ سمپسن میرسٹر کو اس نے لکھا۔ تھوڑا تھوڑا قرض چھرہ کی طرح ہے جو ہر طرف سے اتر تا ہوا جاتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ اس سے زخم نہ لگے۔ بہت سا قرض توپ سے مشابہ رکھتا ہے اس میں شور و غل تو بہت ہوتا ہے مگر خطرہ کم ہوتا ہے۔ پس تھوڑا تھوڑا قرض ادا کرنے کی طاقت ضرور ہونی چاہیئے۔ تاکہ باقی ماندہ کے ساتھ کشمکش کرنے کے واسطے فرصت مل جائے اُس نے باسویل کو کہا جناب جہاں تک ہو سکے راحت قلبی حاصل کرو اور اپنی آمدنی کے اندر ہی اخراج کو رکھو پھر تمکو بہت دقت نہ ہو گی۔

جو لوگ اپنی قابلیت لیاقت یا دیانت کی کمائی سے گذارہ کرتے ہیں

وہ کبھی نہ کبھی طبع نا عاقبت اندیشی کی عادت پیدا کر لیتے ہیں۔ چارلس نوڈیر
نے ایک مشہور عالی دماغ کی نسبت کہا فراست اور مقدوری کے لحاظ سے وہ ایک
فرشتہ تھا۔ مگر روزانہ عملی زندگی میں وہ بچہ تھا۔ یہی قول بعض بڑے بڑے
مصنفوں اور مصوروں کی زندگی پر صادق آتا ہے نہایت عالی اساتذہ فنون
اور مصنف اپنے خاص کام پر جان و دل سے اس قدر شیدا تھے کہ انہوں نے
اس بات کی پروا نہ کی کہ اُن کی ذہانت کی کوششیں چند روزہ مشغلوں اور
پیشوں میں کس طرح تبدیل ہو سکتی ہیں اگر وہ روپیہ کو مقدم اور ضروری سمجھتے
غالباً دنیا کو اُن کی ذہانت کا نتیجہ بطور میراث نہ ملتا۔ ملٹن اپنی کتاب فردوس
گم گشتہ پر صرف ان پانچ پونڈوں کی خاطر جو اُس کو اُس کی پہلی اڈیشن کے
واسطے ملے اتنے سالوں تک محنت نہ کرتا۔ نہ بیس سال تک محض گذارے
کے واسطے نہایت عرق ریزی سے ایسی اعلے کتابیں تصنیف کرتا۔

مگر ساتھ ہی ذہین آدمیوں کو سب کے تمام قواعد سے لاپرواہی نہ
کرنی چاہیئے۔ اگر وہ اپنی کمائی سے زیادہ خرچ کرینگے تو وہ ضرور مقروض
ہو جائینگے۔ اور گو وہ دنیا کی سختی کی شکایت کریں وہ اس سے باہر نہیں
نکل سکیں گے۔ اِن کو بحیثیت انسان ہونے کے اپنی قابلیت سے کامیابی
یا ناکامی ہوگی۔ اور اگر وہ عاقبت اندیش نہیں ہیں تو اُن کو بھی دوسروں
کی طرح خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔ ٹھیکرے نے اپنے ایک ناول میں کپتان سینڈن
کی خصلت بیان کرتے ہوئے ایک بالکل سچی بات کہی جس سے مصنف
بہت بگڑ گئے ہیں۔ قولہ اگر کوئی وکیل یا سپاہی یا پادری اپنی آمدنی سے زیادہ
خرچ کرے اور اپنا بل ادا نہ کرے تو اس کو قیدخانہ میں جانا پڑیگا۔ اور مصنف
کو بھی قیدخانہ کی سیر کرنی پڑیگی۔

مصنفوں اور مولفوں سے اس واسطے نفرت نہیں کی جاتی کہ وہ
مصنف یا مولف ہیں بلکہ اُن کو یہ توقع نہ کرنی چاہیئے کہ صرف اتنی وجہ پر کہ
وہ مصنف ہیں سوسائٹی اُن سے اغماض کر لیگی۔ دنیا کی خاطر اور خود اپنی خاطر
ضروری ہے کہ مصنف اور مصور دوسرے لوگوں کی طرح روپیہ کا تصفیہ کریں۔ میڈم
ڈی سٹایل کا قول ہے کہ مصنفوں اور مصوروں کو اس دنیا میں اپنی مسرت
اور خوشی کا خیال کرنا ضرور ہے۔

دنیا کو چاہیئے کہ اُن کی فیاضی سے مدد کرے مگر تمام شائستہ مصنفوں کو
چاہیئے کہ ان کی مدد کریں مگر سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی مدد آپ کریں۔

چودھواں باب

دولت اور خیرات

اس قبر میں کون ہے میں ہوں رابرٹ آف ڈونکسٹر جتنا میں نے خرچ
کیا وہ میرے پاس تھا جتنا میں نے دے دیا وہ میرے پاس ہے جتنا
میں چھوڑ مرا وہ ضائع کر دیا (یہ ایک کتبہ کی عبارت ہے)۔

اگر تم دولت مند ہو تو مفلس ہو کیونکہ اگر گدھے کی طرح تم اپنی دولت
کو اُٹھائے پھرتے ہو اور خرچ نہیں کرتے تو موت یا مرتے ہی تمہارا
یہ بوجھ اترے گا (شیکسپیر)

بہت سے کاہل ہیں جو ایک پیسہ مانگ کر اس کو کمانے کی نسبت
زیادہ شیریں خیال کرتے ہیں (ڈگلس جیرولڈ)۔

اس نے کہا سو روپیہ لایا ہوں اس نے کہا اور اسے خدا کے نام پر مفلسوں

کو دے دیجئے لیکن یا تیوری زبان سے۔

فیاض ہونے کے واسطے آدمی کو کفایت شعار ہونا لازمی ہے کفایت

شعاری کا اپنے آپ پر خاتمہ نہیں ہوجاتا۔ بلکہ اس کے فایدے دوسروں تک بھی

پہونچ جاتے ہیں ہسپتالوں کی بنا ڈالتی ہے خیرات دیتی ہے۔ کالج قایم

کرتی ہے اور تعلیم کے اثروں کو پھیلاتی ہے۔ فیاضی کی ابتدا دل و دماغ کے

بہترین اوصاف سے ہوتی ہے۔ اس میں ایک ایسا مقدس اثر ہے جو دنیا کے

مربیوں کو اعلی رتبہ دیتا ہے ہورڈ کلارکسن اور نرویلیے بنی نوع انسان

کے خیر خواہ انہیں کی وجہ سے ہی اخلاقی ذہانت اور قومی پرستش کے نہایت

بلند رتبہ پر پہونچ گئے ہیں۔

یہی خیال عام انسانوں میں بھی پایا جاتا ہے نہایت مفلس آدمی

روزانہ مزدور ملاح نہایت گمنام شخص بھی نیکی کرنے کی نعمت اور برکت میں

شریک ہوتا ہے یہ ایک ایسی برکت ہے کہ جو شخص فیاضی کرتا ہے اور جو فیضیاب

ہوتا ہے دونوں اس سے خوش ہوتے ہیں۔

" انسان انسان کو پیارا ہے غریب سے غریب آدمی بھی اس اکنا دینے

والی زندگی میں ایسے وقت کے منتظر رہتے ہیں جب ان کو یہ خیال ہو کہ ہماری

بھی اولاد ہے اور ہم بھی تھوڑی تھوڑی نعمتیں اور برکتیں تقسیم کرسکتے ہیں

ہم نے ان لوگوں کے ساتھ مہربانی کی جن کو مہربانی کی ضرورت تھی اور صرف

اس وجہ سے کہ ہم سب کا یکساں دل ہے "۔

بیکسوں کی امداد کرنے کا فرض اظہر من الشمس ہے بالخصوص جو لوگ

خدا کی محبت سے اور انسان کے خاطر نیکی کرنے کے معترف ہیں ان کو یہ فرض

صاف نظر آتا ہے یہ ایک ایسا فرض ہے جو انسانوں کو بحیثیت افراد اور بحیثیت
سوسایٹی کے ارکان ہونے کے ضرور فرض ہے۔ افراد کی حیثیت سے ہمیں وجہ
ہم کو بیوہ اور یتیم بچوں کے ساتھ اُن کی حیثیت میں مدد کرنے کی تاکید کی
گئی ہے۔ اور سوسایٹی کے اراکین کی حیثیت سے اس وجہ سے کہ سوسایٹی
ہر ایک شخص سے تمدنی ترقی اور بہبودی میں مدد کرنے کا دعوے کر سکتی ہے

دوسروں کی مدد کرنے کے واسطے یہ ضروری نہیں کہ آدمی دولتمند
ہو جان پونڈس مالدار نہ تھا۔ تاہم اس کے اثر سے ریگڈ سکولز (مکاتب غربا)
قایم کئے گئے تھے۔ وہ معتدل مزاج آدمی تھا اور شراب سے پرہیز کرتا تھا۔ وہ
اپنی کمائی سے اپنے شاگردوں کے واسطے خوراک خریدنے کے لئے کافی روپیہ
بچا لیتا تھا۔ وہ اُن کو شفقت سے اپنی طرف مائل کرتا تھا۔ بعض اوقات
اِن کا دل خوش کرنے کے لئے گرما گرم آلو دیتا تھا۔ اس نے ان کو تعلیم
دیکر اپنی عمدہ مثال سے مضبوط کرکے دنیا میں بھیجا تا کہ وہ اس میں کام اور
اپنا فرض ادا کریں۔ رابرٹ ریکس سنڈے اور دیگر سکولوں کا بانی بھی
مالدار نہ تھا۔ ٹامس رایٹ جس نے سینٹ ونسینٹ ڈی پال اور [illegible]
تعلیم اور شراب سے پرہیز کے عمدہ معاون بھی مالدار نہ تھے۔ بڑے بڑے سائنس
دان مثلاً نیوٹن واٹ اور فیراڈے اور بڑے بڑے عیسائی واعظ زاویر
مارٹن کارے اور ہیو لنگ سٹون بھی متمول نہ تھے۔

والسٹن نے ڈاکٹر وولی کی سوانحعمری میں علم اور فیاضی کی ایک
عمدہ مثال پیش کی ہے۔ جب ڈاکٹر وولی کے مالی ذریعے بہت کم ہو گئے تو
وہ گرجا سینٹ پال کا ڈین ہو گیا۔ دربار ہی کا ایک عمدہ عہدہ اب اس کو کوئی
آمدنی ہونے لگی جو اُس کی تمام ضروریات سے زائد ہونے لگی اس کے

دل میں خیال آیا کہ یہ روپیہ میرے سپرد اس واسطے کیا گیا ہے کہ میں اُس
کو اچھی طرح استعمال کروں۔ اور انسان کی مدد اور خدا تعالیٰ کی عظمت کے ظاہر
کرنے کے واسطے صرف کروں اُس نے اپنا خرچ کا حساب بنا یا ہوا تھا۔ اُس کے
حاشیہ پر لکھا ہوا تھا۔ اس حساب میں صرف خدا اور اُس کے فرشتے ہی میرے
شاہد ہیں پہلے آمدنی کا حساب درج تھا۔ پھر وہ روپیہ جو غربا اور خیرات اور بہبودی
عامہ کے کاموں پر دیا گیا تھا۔ اور سب سے آخیر وہ جو اُس کے اور اُس کے لواحقین
کے واسطے باقی رہ گیا تھا۔ اُس کے بعد خاتمے پر اُس نے خدا کا شکریہ ادا کیا تھا
سال میں میرے پاس اتنا روپیہ باقی رہ گیا ہے۔

ڈاکٹر ڈونی نیکی اور بھلائی کے کام اکثر درپردہ کیا کرتا تھا۔ وہ دائیں
ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے کئے کی خبر نہ ہونے دیتا تھا۔ یعنے اگر وہ خیرات کرتا
تھا۔ تو کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی۔ اس نے بہت سے غریبوں کو قید خانوں
سے چھڑایا۔ بہت مفلس طالب علموں کی مدد کی اور ایک معتمد ملازم یا ہوشیار دوست
کو خیرات تقسیم کرنے کے واسطے دے دیتا تھا۔ جو محتاجوں کو بانٹ دیتے تھے
ڈاکٹر ڈونی کا ایک دوست تھا۔ جو کسی زمانہ میں بہت ہی متمول تھا لیکن حد سے
زیادہ فیاضی اور لاپرواہی کی وجہ سے وہ اپنا تمام مال و اسباب خرچ کرکے
تنگدست مفلس ہوگیا۔ اور ڈونی نے اُس کو ایک سو پونڈ بھیجے۔ گو مفلس لیکن شریف
آدمی نے یہ رقم شکریہ کے ساتھ واپس کردی۔ اور کہلا بھیجا کہ اُس کی ضرورت
نہیں والٹن نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ کیونکہ بعض طبیعتیں ایسی
فیاض ہوتی ہیں کہ وہ افلاس کو چھپاتی اور اُس کو برداشت کرتی ہیں اور یہ گوارا
نہیں کرتیں کہ مفلسی کا اعتراف کرکے شرمسار ہوں بعض شخص ایسے ہوتے
ہیں کہ فطرت نے اُن کی سرشت میں حلم شیرینی اور ہمدردی کوٹ کوٹ کر

بھری ہوتی ہے اور وہ بنی نوع آدمی کی مصیبتوں پر رحم کرتے اور ان کا تدارک کرتے ہیں۔ میں نے یہ اس واسطے کہا ہے کہ ڈاکٹر ڈوفی نے ذیل کا جواب دیا تھا۔ "میں جانتا ہوں کہ تم کو صدقہ کے واسطے کچھ ضرورت نہیں کیونکہ تھوڑی سی چیز کے واسطے پیٹ بھر سکتا ہے بلکہ میری یہ خواہش ہے کہ تم جو اپنے تمول کے زمانہ میں بہت سے لوگوں کے دل خوش کرتے تھے اور اپنے بہت سے مایوس دوستوں کو مدد دیا کرتے تھے۔ میری اس رقم کو قبول اور اپنے دل کو خوش کرو گے۔" اس شرط پر اس شخص نے یہ رقم قبول کر لی +

سچ یہ ہے کہ ہم دولت کی طاقت کو بہت مبالغہ سے بیان کرتے ہیں۔ انسان کے گناہوں کی اصلاح اور اس کو بدی سے نیکی کی طرف مائل کرنے کے واسطے بہت سا چندہ جمع کیا جاتا ہے تاہم چندہ سے اصلاح نہیں ہوتی۔ بلکہ کیریکٹر (خصلت) سے ہوتی ہے۔ روپیہ ہرگز اصلاح نہیں کر سکتا۔ دولت سے سوسائٹی میں بڑے بڑے تغیر پیدا نہیں ہو سکتے۔ انسان کو شراب، فضول خرچی اور بیجا سے روکنے اور عمدہ اور نیک کاموں کی طرف ترغیب دینے کے واسطے عزم بالجزم، اتیار اور سخت محنت کی ضرورت ہے بہت سی باتوں میں روپیہ بھی مدد دے سکتا ہے مگر بذات خود روپیہ کچھ نہیں کر سکتا۔ پال حواری نے انتہا کی لطنت روما پر عیسائی مذہب پھیلا دیا مگر باوجود اس کے وہ خیمے بنا کر گذارہ کرتا تھا اور چندہ جمع کر کے بسر اوقات نہ کر سکتا تھا۔ تمول آدمیوں کی نسبت ایسے آدمیوں کی بہت ضرورت ہے جو بادیانت سرگرم اور بہبودی عامہ کے ساعی ہوں اور وہ بخوشی خیرات دیں +

روپے کی طاقت کا اندازہ کرنے میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا گیا ہے۔ جو لوگ سوسائٹی کی سب سے مقدم نشستوں پر بیٹھنا چاہتے ہیں وہ اس کو دنیا کی

تمام چیزوں سے ضروری سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ بہت پیسہ دینے میں فیاض
ہوں۔ مگر وہ اپنے روپیہ پیسہ پر نازاں ہوتے ہیں بعض لوگوں کی ریاکاری سے
کبھی ہمیں سخت نفرت ہے جو دوسروں کی عمدہ رائے حاصل کرنے کے
واسطے طرح طرح کے حیلے کرتے ہیں۔

بعض لوگ بت پرستوں کی طرح روپے کی پرستش کرتے ہیں اسرائیلیوں
نے زریں گوسالہ بنایا تھا یونانیوں کا زریں مشتری تھا۔ بوڑھا باونڈربائی
اس شخص کی قدر کرتا تھا جس کے پاس ایک لاکھ پونڈ ہوں اور بہت سے
اور لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ نہایت رذیل سے رذیل آدمی کو بھی روپے
مال و جاہ والے سے محبت ہوتی ہے۔ جب کسی شخص کی نسبت گفتگو ہوتی ہے
تو عموماً یہ سوال ہوتا ہے کہ وہ کتنا مالدار ہے اس کی آمدنی کیا ہے اگر تم
یہ کہو کہ فلاں شخص بہت ہی لائق ہے اور متقی ہے تو کوئی شخص اس کی
طرف توجہ نہ کریگا۔ لیکن اگر کہا جائے کہ فلاں شخص کروڑپتی ہے تو تمام شخص
اس کی طرف دیکھنے لگیں گے۔ اور جب تک وہ نظروں سے غائب نہ ہوگا۔
آنکھ نہ پھیریں گے۔ ہائڈ پارک کارنر کے نزدیک ایک مالدار آدمی کو دیکھنے
کے واسطے بہت سے لوگ جمع ہوجایا کرتے تھے اور کہتے تھے دیکھو وہ آتا
ہے لوگوں کا ہجوم آہستہ آہستہ ادب سے اس کی تعریف کرتا تھا۔ اور اس
کے گذرنے کے واسطے جگہ نکال دیتا تھا۔ اس شخص کا نام کرافورڈ تھا
جس نے قمارخانہ بنایا ہوا تھا۔ اور اس کے ذریعے بہت سی دولت پیدا
کی تھی۔

مسٹر گوشن کا قول ہے کہ جب لاکھوں اور کروڑوں کا ذکر کیا جائے
تو انگریز یہ کہنا چاہتا ہے۔ وہ لاکھ پتی یا کروڑپتی بننے کا ایسا خواہشمند ہوتا

ہے کہ وہ انگلستان کے قومی تنزل کی بھی کچھ پروا نہیں کرتا۔ اگر کسی شخص
کے پاس بہت سا روپیہ ہو تو خواہ وہ کیسا ہی رذیل پست ہمت بد عادت اور
نکمے کاموں میں مصروف رہتا ہو اس کی تعظیم کی جاتی ہے آرزو ہوس اور
روپیہ کا لالچ گو کسی ملک کو امیر کر دیتے ہیں مگر اس کے افراد کو جن سے قوم
بنتی ہے بالکل بے وقعت کر دیتے ہیں انگریزوں پر مال و دولت کی ہوس
یہاں تک مسلط ہو گئی ہے کہ وہ اعلیٰ اور نیک اوصاف کی طرف سے غفلت
کرنے لگے ہیں ہم کو ریلوے یا دیگر ایسے کاموں کا جن سے منفعت کی امید
ہو از حد شوق ہے یہاں تک کہ ہم دنیا اور عقبیٰ کی تمام عمدہ آرزوئیں ترک
کر دیتے ہیں اور روپے کی محبت میں مرتے ہیں ٭

زر و سیم کی محبت کے سامنے تمام خیالات ہیچ سمجھے جاتے ہیں ملک
ملک میں روپیہ حاصل کرنا ایک عام رواج ہو گیا ہے بہت سے لوگ تحصیل
زر میں ایسے قدر منہمک ہو جاتے ہیں کہ یا تو دیگر دنیاوی بہبودی سے اغماض
نظر کیا جاتا ہے یا اس کی بالکل قدر نہیں کی جاتی۔ پھر روپے کے فدائی
اپنے اخلاقی ضائع شدہ کو حاصل کرنے کے واسطے خیرات دینے لگتے ہیں
جس شخص کے پاس زر و سیم کے پہاڑ موجود ہوں اس کے دل پہ بڑا بھاری
بوجھ رہتا ہے۔ جو شخص دولت کے بار کو برداشت کر سکے اور باوجود اس کے
دماغی مستعد اور دل و گردہ کا قوی رہے تو وہ بہت ہی زبردست خیال کرنا
چاہیئے کیونکہ جو لوگ دولتمند ہوتے ہیں وہ سست عشرت پسند اور کاہل ہو
جایا کرتے ہیں ٭

مرقس کے پادری مسٹر گریفتھس نے کہا اگر روپیہ انسان کو غافل نہ
کر دے تو دنیا میں جتنی خرابیاں ہیں ان کا نصف ہرگز نہ دیکھا جائے اگر آقا

اپنے ملازموں سے قربت اختیار کرے اور ملازم اپنے مالکوں سے قریب تر ہو جائیں تو ہم کو اتنی دقتیں گوارا نہ کرنی پڑیں مالکوں کو چاہیئے کہ کوئی ایسی تجویز اختیار کریں کہ ملازم نکلاں، خانہ میں جا تا چھوڑ دیں ان کو چاہیئے کہ اپنی بے حد آمدنی سے کچھ روپیہ پس انداز کرکے تفریح اور آرام کے واسطے مکان بنوائیں مانشی مکانات اور شغلہ کی عمدہ چیزیں اور بہتر بازار بنوائیں اگر یہ سب چیزیں ہو جائیں تو ہم دیکھیں گے کہ نہ تو مالکوں کو اپنا کاروبار بند اور نہ مزدوروں کو ہڑتال کرنی پڑیگی۔ ہم نے بارہا سنا ہے کہ مکٹ ملینر سے لکھو کھہا روپے کا مال برآمد ہوا۔ اور یہ سنتے ہی ہماری باچھیں کھل جاتی ہیں لیکن یہ کبھی نہیں سنا کہ مفید عامہ مکانات سے کتب خانے اور تہذیب و شائستگی کے دیگر اسباب بنائے گئے ہیں۔ پندرہ ماہ ہوئے جب ہم نہایت فارغ البال اور خوش اقبال تھے تو ہیں سے یہ سب کچھ کہا تھا مگر کسی نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔ کسی وعظ کرنے والے پادری یا عیسائی مذہب کے خادم کی کسی بات پر کیوں توجہ دی جائے۔ جب اشرفیاں اودھر ادھر موسم سرما کی برف کے گالوں کی طرح اڑ رہی ہوں۔ یا اس طرح جمع ہو سکیں جس طرح موسم گرما میں بیر جمع کئے جاتے ہیں ؟

آدمی دولت مند بننے کے اشتیاق سے محنت و مشقت کرتے رہتے ہیں اور وہ دولت حاصل کرنے کے واسطے مایوسانہ وار جد و جہد کرتے ہیں بحالیکہ ان کو ہر طرح کی بہتات حاصل ہوتی ہے وہ پیسہ پیسہ جمع کرتے اور اٹھنی اٹھنی اکٹھی کرتے ہیں اور بعض اوقات تھوڑا اسا زیادہ نفع کمانے کے واسطے کمینگی اختیار کرتے ہیں۔ گو انہوں نے اس سے زیادہ دولت جمع کر لی ہو جو ان کو فی الواقعہ ملی ہوئی ہے باوجود اس کے وہ دولت

جمع کرتے رہتے ہیں اور فضول چیزوں کے انبار کے انبار جمع کرتے رہتے ہیں
شاید ایسے لوگوں کو اوائل زندگی میں عمدہ تعلیم حاصل نہیں ہوتی ہوتی وہ
وہ کسی علمی خوشی سے متمتع نہیں ہو سکتے۔ ان کو کتب بینی کا مذاق نہیں ہوتا
بلکہ بعض اوقات وہ بمشکل اپنا نام لکھ سکتے ہیں ان کو سوائے روپے کے یا
اس چیز کے جس سے روپیہ کمایا جا سکے کسی چیز کا خیال نہیں ہوتا۔ ان کو
سوائے دولت کے کسی چیز پر ایمان نہیں ہوتا۔ وہ اپنے بچوں کو بڑی
پابندی سے رکھتے ہیں اور ان کو بہت بری طرح تعلیم دلواتے ہیں۔

آخر جمع کیا ہوا۔ روپیہ ان کے بچوں کے ہاتھ آتا ہے پہلے ان کو
بہت کم روپیہ دیا جاتا تھا۔ اب ان کو فضول خرچی کی عادت ہو جاتی
ہے ان کو کسی عمدہ چیز کا مذاق نہیں ڈالا جاتا وہ اپنا روپیہ اڑاتے
ہیں وہ اپنے باپ کی طرح کاروبار میں منہمک ہونا نہیں چاہتے۔ وہ کہتے
ہیں ہم جنٹلمین بنیں گے۔ اور جنٹلمینوں کی طرح اپنا روپیہ صرف کرینگے روپے
کو بہت جلد پر لگ جاتے ہیں اور وہ نفے الفور اڑ جاتا ہے بہت سے خاندان
ایسے ہیں کہ پہلی نسل میں انہوں نے دولت پیدا کی دوسری نسل میں بے
حد اسراف شروع کیا۔ اور تیسری نسل میں وہ معدوم ہو گئے۔ یہی وجہ ہے
کہ لینکا شائر کی ایک ضرب المثل ہے دو دفعہ لکڑی کی جوتی اور ایک
دفعہ بوٹ یعنی پہلے شخص نے لکڑی کی جوتی پہنی اور روپیہ جمع کیا اس کے
دولت مند بیٹے نے اس کو خرچ کر ڈالا۔ تیسری نسل نے پھر مفلسی کی
وجہ سے لکڑی کی جوتی پہننی شروع کی۔

سکاٹلینڈ کے ملک میں بھی اسی قسم کے تمدنی تغیر و تبدل ہوتے
رہتے ہیں وہاں یہ ضرب المثل مشہور ہے۔ دادا کھودتا ہے باپ اس کو کھینچ

کرتا ہے۔ اور بیٹا صرف کرتا ہے۔ بیٹے دادا کی محنت و مشقت کرکے دولت کماتا
ہے باپ ایک عمدہ مکان بناتا ہے اور فضول خرچ لڑکا تمام مال و جائیداد
غارت کرکے چوری کرنے لگتا ہے سوداگر آج بادشاہ ہوتے ہیں اور دوسرے
دن فقیر ہو جاتے ہیں۔ جب تک تاجر لوگ اپنے روپیہ کو ایسے کاموں میں
خرچ کرتے رہیں گے۔ جس میں منفعت کی موہوم سی امید ہو تو بعض
اوقات ان کو بڑی بڑی جائدادیں حاصل ہو جائینگی۔ لیکن ممکن ہے کہ
بعض اوقات میں ان کی پشتینی جائدادیں بھی غارت ہو جائیں۔

اگر کوئی شخص بڑھاپے میں خوشی چاہے۔ جب آدمی روپیہ کمانے
کی محنت تفکرات اور تگ و دو سے آرام کرتے ہیں تو اس کو چاہیے نوجوانی
اور درمیانی عمر میں مفید باتوں پر غور کرتا رہے اور فائدہ بخش چیزیں
سیکھتا رہے اس کو چاہیے کہ علم میں دستگاہ حاصل کرے اور ان چیزوں
سے دلچسپی لیتا رہے جن کی وجہ سے دنیا نسلاً بعد نسلٍ زیادہ دانشمند اور بہتر
ہوتی گئی ہے بہت سے آدمیوں کو کافی فرصت ہے اور وہ مشاہیر کی
سوانحعمری اور تاریخ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ سائنس کا بہت
سا علم حاصل کر لیں یا کسی اور اعلےٰ شغل میں کمال پیدا کریں۔ جس سے محض
روپیہ کمانا ہی مقصود نہ ہو مگر یہ بھی یاد رہے کہ محض تفریح اور دل بہلاؤ
بھی کام نہیں چلتا۔ کوئی شخص تفریح سے دائمی مسرت حاصل نہیں کر سکتا
جو شخص لہو و لعب میں وقت ضائع کرتا ہے اس کو بڑی دقت ہوتی ہے
بالخصوص بڑھاپے میں جو شخص کاروبار میں منہمک ہے وہ بھی بہتر نہیں ہوتا
بحالیکہ علم ادب فلسفہ اور سائنس مسرت بخش ہے اور ان کے پڑھنے
سے اخیر دم تک خوشی ہو سکتی ہے۔ اگر دولت مند بوڑھے کو روپیہ کمانے

کے علاوہ کسی قسم کی اور تفریح حاصل نہ ہو تو وہ پیرانہ سالی میں بہت اکتا جاتا ہے وہ کولھو کے بیل کی طرح کام کرنے میں مشغول رہتا ہے شاید اس کو زیادہ دولت مل جاتی ہے مگر کیا مضائقہ وہ اپنے زر کو کھا نہیں سکتا وہ اُس کو خرچ نہیں کرسکتا۔ بجائے اس کے کہ وہ روپیہ اُس کے واسطے مفید ہو وبال جان ہوجاتا ہے۔ وہ لالچ کا غلام بن جاتا ہے۔ جو سب سے زیادہ کمینہ گناہ ہے اُس کو حقارت و نفرت سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنی نظروں میں بھی گر جاتا ہے۔

اس دولتمند آدمی کا انجام کیسا ہی حسرت ناک ہے جس کو مرتے دم تک اشرفیوں کے اس انبار میں جو اُس کے واسطے نئے انبار سے لائے تھے۔ ہاتھ ڈالنے کے سوا کسی اور چیز سے خوشی حاصل نہ ہوئی۔ جب دنیا اُس کو اچھی طرح نظر نہ آتی تھی۔ اُس نے اشرفیوں کو مضبوط پکڑا ہوا تھا۔ وہ ان کو ایک ایک کرکے ہاتھ میں لیتا تھا۔ اور پیار کرتا تھا۔ اور اس طرح اس کی حیات نکل گئی۔ آخری وقت اُس نے یہ کوشش کی کہ اپنے سونے کو ہاتھ لگائے ایک ویسی بخیل نے مرتے دم چیخکر کہا میں اپنا روپیہ خود رکھونگا۔ کوئی شخص میرے پاس نہ پہنچیگا یہ نظارہ کیسا ہی افسوس ناک اور ذلت بخش ہے۔

دولتمند آدمی حد درجہ کی کفایت شعاری کرنے کے واسطے اس سے زیادہ سزا پاتے ہیں۔ جو مفلسوں کو اس کے مد نظر رکھنے کے واسطے ملتی ہے وہ بخیل ہوجاتے ہیں وہ ہر روز خیال کرتے ہیں کہ ہم پہلے سے زیادہ مفلس ہوتے جاتے ہیں اور وہ فقیروں کی موت مرتے ہیں ہم کو اس کی کئی مثالیں یاد ہیں۔ لنڈن کا ایک نہایت متمول تاجر تھا جو تنگدستی سے گذارہ کرنے کے بعد دیہات میں چلا گیا۔ اور اپنی پنشن کے حاصل کرنے کے لئے وہ کو مدد کی

درخواست دی گو اُس کے پاس لکھو کھا روپیہ تھا۔ اُس کو منفس ید سے بہت دُور آتا تھا۔ اُس کو امداد دی گئی۔ اور یہ بالکل سچا واقعہ ہے کہ وہ ایک آوارہ گرد کی طرح زندگی بسر کرتا ہوا مرا۔ انگلستان کا ایک نہایت دولت مند تاجر خیرات کی امداد دیتا ہوا مرا۔ یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ گرجا کے خادم نے ان غریب دولت مندوں کو جتنا روپیہ دیا تھا۔ وہ ان کے وصیوں نے پھر ادا کر دیا۔

یہ دولت مند آدمی اپنے پیچھے کیا چھوڑ گئے صرف اتنی شہرت کہ وہ دولتمند مرے تھے مگر صرف دولت ہی امتیاز و شہرت کا باعث نہیں۔ صرف گنوار ہی دولت کی بحیثیت دولت کے تعریف کرتے ہیں۔ روپیہ منڈی میں بعض ایک بین دہن کی چیز ہے۔ بعض نہایت مالدار آدمی کسی کام کے نہیں۔ ان میں سے اکثر جاہل ہوتے ہیں۔ اخلاق اور تمدن کی لحاظ سے ان کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ۲۴۴ انگریز لکھ پتیوں کی فہرست چھاپی گئی تھی۔ ان میں سے بعض بہت ہی کنجوس تھے۔ بعض تجارتی کاروبار میں ہوشیار رہتے تھے۔ بعض بڑے بڑے کارخانہ دار کوئلے کی کانیں کھدوانے والے تھے۔ بعض کو ان کے دوستوں اور واقفین اور متعلقین کے حلقہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ بعض بہت ہی غریب آدمی تھے۔ بہت ہی کم ایسے شخص تھے۔ جنہوں نے امتیاز پیدا کیا ان کی نسبت صرف یہ کہا جا سکتا تھا۔ کہ وہ امیری کی حالت میں مرے ؞

جری ٹیلر نے کہا کہ دنیا میں تمام دولت مندوں اور لالچیوں کو معلوم ہو جائیگا۔ اور تمام دنیا کو بھی معلوم ہو جائیگا۔ کہ جب وہ مر جائینگے تو ان کے تمام تفکرات کا یہ معاوضہ ملیگا۔ کہ ان کے ہمسائے کہیں گے کہ فلاں شخص دولت مند مرا۔ اور تاہم اُس کی دولت اُس کو قبر میں فایدہ نہیں

[illegible] کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیدا کر دیا ہو ۔

[illegible] انگلستان میں ایک ایسا باعث ہے جس کی وجہ سے
[illegible] زیادہ [illegible] اعتبار رہے ۔ جیسے خاندانی جائداد وغیرہ
[illegible] قسم کی جاتی ہے [illegible] اور [illegible] بلکہ
[illegible] شوق ہوتا ہے کہ ان کا سب
[illegible] کے [illegible] بیٹے اور بیٹیاں جائداد سے محروم رہ
[illegible] ہوتا رہا ہے پس جن لوگوں کو ان کے نہایت عزیز اور قریبی رشتہ دار
اس طرح [illegible] ہیں وہ [illegible] کی تنگ [illegible] میں خود تعلیمی یا اپنے ہمجنسوں کے حقوق
کا کچھ خیال نہیں کرتے ۔ کیونکہ خود ان کو نقصان پہنچا ہوتا ہے جب ان کو موقع
ملتا ہے وہ دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں ۔ ان کی عمر [illegible] پیدائش
حاصل کرنے کی کوشش [illegible] ہوتے ہیں ۔

[illegible] کو دولت حاصل کرنے کی اتنی [illegible] ہوتی ہے کہ
[illegible] جو [illegible] خیالات کے پابند ہیں وہ بھی کروڑپتی ہونے کے
[illegible] ہوتے ہیں [illegible] دولت حاصل کرنے کی خواہش
[illegible] نہیں [illegible] رہتا ۔ [illegible] روپیہ پیدا کرنے کا ایک
[illegible] تھا کہ وہ نوجوان [illegible] غلاموں کو ارزاں قیمت پر خرید لیتا تھا ۔
[illegible] کو [illegible] کرتے اور کام سکھا کر زیادہ قیمت پر بیچ ڈالتا تھا ۔ پرورش
[illegible] کے حساب سے اپنا روپیہ سود پر دیا
[illegible] اس کو برا نہ جانتا تھا ۔ واشنگٹن
امریکہ کی آزادی [illegible] اپنے غلاموں کو اپنی بیوی کو وصیت کر گیا ۔ اس کو یہ
خیال نہ آیا کہ ان کو آزاد کر دے ۔ نیویارک میں میونسپل کمیٹی کے انتظام پر طرح

طرح کی خرابیاں پڑی ہوئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے باوجود اکثر بہت
راشی ہیں مسٹر بل کا قول ہے کہ شمال مشرقی ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سے
تمام تمدنی بے انصافی اور غیر مساوات دور ہو گئی ہے یہ کہ آبادی کو راس المال
اور زمین کے ساتھ اتنی نسبت ہے کہ ہر ایک صحیح جسم کو وافر خوراک مل سکتی
ہے وہ تمام حقوق سے مستفید ہوتے ہیں جو اُن کو گورنمنٹ کی سند کی رو سے
ملے ہیں اور اُن کو افلاس کی شکایت کی ہرگز ضرورت نہیں ہوتی۔ تاہم ان
تمام فوائد سے اِن کو یہ ثمرہ ملا ہے کہ تمام ہر دلعزیز روپیہ کی تلاش میں مارے مارے
پھرتے ہیں مسٹر بل پھر یہ الفاظ ایزاد کرتا ہے جو ایسا قانون بنا دیں جس کے
بخوبی حاصل کرنے کے واسطے آئندہ ہمدردانِ انسان مدد کریں +

صلاح الدین اعظم نے مصر عرب۔ فارس اور دوسرے ولایت کو فتح کر لیا
وہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا جنگجو اور فاتح تھا۔ اُس کی دولت اور طاقت
بے حد تھی۔ تاہم اُس کو دولت کی ظاہری نمائش کا پورا یقین تھا اس
نے اپنے وصیت نامے میں حکم دیا کہ مسلمانوں عیسائیوں اور یہودیوں کے
مذہبی پیشواؤں کو بہت سا روپیہ تقسیم کیا جائے تاکہ وہ خدا کی جناب میں
دعا کریں کہ خدا اس پر رحم کرے اس نے حکم دیا کہ وہ بیش بہا قمیص کو جو اس
نے موت کے وقت پہنا ہوا تھا۔ ایک نیزے پر اُٹھا کر تمام سپاہ کے
معرکہ میں پھرائیں اور جس سپاہی کے ہاتھ میں وہ نیزہ ہو وہ کبھی کبھی
ٹھہر جایا کرے اور باآواز بلند پکارے دیکھو شہنشاہ صلاح الدین کا صرف
یہی نشان باقی رہ گیا ہے۔ اِن تمام ممالک میں سے جو اس نے فتح کئے
ان تمام صوبوں میں سے جو اس نے حاصل کئے اِن تمام خزانوں میں سے
جو اس نے جمع کئے اس بے دولت سے جو اس کے پاس تھی مرتے دم تک

اس کمین کے اس کے پاس کچھ نہ تھا!"

ڈان جوس ڈی سلامن کا سپین کا مشہور ریلوے کا ٹھیکہ دار ابتدائی زندگی میں غرناطہ کی یونیورسٹی میں طالب علم تھا۔ وہ خود کہتا ہے کہ میں وہاں نہایت پرانے اور پھٹے کپڑے پہنا کرتا تھا۔ وہ ایک ہوشیار طالب علم تھا اور کالج چھوڑنے کے بعد وہ ہسپانیہ کے پریس کا کارکن ہوگیا۔ وہاں سے وہ ملکہ کرسٹینا کی مجلس شوریٰ کا وزیر مال ہوگیا۔ اس حیثیت میں اس کی تجارتی قابلیتیں ظاہر ہوئیں۔ اور اس کو تجارتی کاروبار میں شریک ہونے کی ترغیب ہوئی۔ اس نے اٹلی اور سپین میں ریلیں بنائیں۔ اور جہاز رانی جہازوں کی کمپنیاں بنانے میں بڑا حصہ لیا۔ مگر باوجودیکہ وہ تجارت کرتا تھا۔ اس نے علم ادب کو فراموش نہ کیا۔ ہفتے میں ایک دفعہ وہ ضیافت کرتا تھا۔ جس میں لٹریچر اور پریس کے نہایت نامی گرامی آدمیوں کو بلاتا تھا۔ اس کے کمرے میں شیکسپیر، سروانٹیس، ڈانٹے، شلر اور دیگر بڑے بڑے ادیبوں کے بالائی حصہ جسم کے بُت پڑے ہوئے تھے۔ اس کی مہمانداری کے معاوضہ میں وہ لوگ بھی اس کو اپنی معمولی اور سادہ ضیافتوں میں بلالیتے تھے۔

انہوں نے جب اس کی صحت کا جام نوش کیا تو اس نے شکریہ ادا کرنے پر یونیورسٹی میں اپنی محنت اور پریس کے متعلق اپنی کوشش کا ذکر کیا وہ کہنے لگا "پھر زر و سیم کی محبت میرے دل پر مسلط ہوگئی اور میں زر نے مجھکو اپنا دلی مقصد حاصل ہوگیا۔ مگر افسوس میرے بچپن کے خیالی پلاؤ ناقص نکلے۔ میری بات کا یقین کرو کہ جس شخص کی کوئی خواہش باقی نہ رہے اس کو زندگی کا مزا نہیں آتا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس

راستہ پر جو تم نے اختیار کیا ہے چلے جاؤ۔ روتھز شیلڈ کی شہرت اس کی وفات کے دن معدوم ہو جائیگی۔ بقائے دوام محنت سے حاصل ہوتی ہے اور روپیہ سے خریدی نہیں جا سکتی یہ ان لوگوں کے بت ہیں جنہوں نے علم ادب کو ترقی اور نشو و نما دیا ہے میں نے یورپ کے ہر ایک حصے میں ان کے بت دیکھے لیکن کہیں ایسے شخص کا بت نہیں دیکھا جس نے اپنی تمام عمر روپیہ کمانے میں صرف کی ہو۔"

تمول اور خوشی کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی ضروری تعلق نہیں بعض حالتوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جتنی زیادہ دولت ہو اتنی ہی خوشی کم ہوتی ہے اکثر لوگوں کی خوشی کا نہایت پر مسرت حصہ وہ ہوتا ہے۔ جب وہ افلاس کے ساتھ کشمکش کر رہے ہوں۔ اور آہستہ آہستہ اس سے آزادی حاصل کر رہے ہوں اس وقت وہ دوسروں کی خاطر ایثار کرتے ہیں وہ آئندہ آزادی حاصل کرنے کے واسطے اپنی کمائی سے پس انداز کرتے ہیں وہ اپنی محنت و مشقت کے دوران میں نان شبینہ کماتے ہوئے اپنے دماغ کو ترقی دیتے ہیں وہ پہلے سے زیادہ دانشمند اور بہتر بننے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنے گھروں میں خوش و خرم رہتے اور سوسائٹی کو مفید ہوتے ہیں۔ ولیم چیمبرس ایڈنبرا کا پبلشر اپنی ابتدائی محنتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے "میں اس وقت کو یاد کر کے خوش ہوتا ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ مجھ وہ دن واپس نہ آئینگے۔ کیونکہ جس وقت میری جیب میں چھ پنس بھی موجود نہ تھے۔ اور میں ایڈنبرا کے ایک تباہ و خستہ حال بالا خانے میں مطالعہ کیا کرتا تھا۔ مجھکو اس سے زیادہ خوشی ہوتی تھی۔ جبکہ میرے پاس عمدہ

دیوان خانہ نفیس نفیس اسباب سے آراستہ و پیراستہ رہے "۔

زندگی کے ہر ایک حالت کے معاوضہ ہوتے ہیں۔ امیر و غریب کی قسمت میں اتنا فرق نہیں جتنا کہ عموماً خیال کیا گیا ہے۔ دولت مند آدمی کو اپنے حقوق کے واسطے گراں قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اُس کو اپنے مال و اسباب کا فکر رہتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے تخفیف یا دھمکی کے ذریعہ روپیہ وصول کیا جائے۔ وہ دھوکے میں بھی آسکتا ہے ہر ایک شخص اس پر وار کرتا ہے اس کے گرداگرد بہت سے آدمی جمع رہتے ہیں جو ہر وقت روپے کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی مالدار آدمی تجارتی کاروبار میں روپیہ خرچ کرنا چاہے۔ تو اُس کی دولت کے ہر وقت اڑ جانے کا احتمال ہے۔ تجارتی کاروبار میں نفع و نقصان دونوں ہوتے ہیں۔ نفع و نقصان کا خیال اُس کو سونے نہیں دیتا۔ وہ دن کبھی جاگتا ہے اور رات کبھی غرض مالدار آدمی کا دماغ بے چین اور عذاب میں مبتلا رہتا ہے ؛

اگر کوئی مالدار اعتدال سے زیادہ کھاتا ہے یا اعتدال سے زیادہ شراب پیتا ہے تو اُس کو گنٹھیے کی بیماری ہو جاتی ہے گویا اُس کی بدکرداری اُس کے جوڑوں پر چمٹ جاتی ہے۔ جب بیماری جوڑوں میں خوب بیٹھ کر جاتی ہے تو وہ عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے گھٹنے کی بابت سڈن ہم نے کہا ہے " دوسری بیماریوں سے اس میں یہ فرق ہے کہ یہ غریبوں کی نسبت مالداروں کو دانشمندوں کی نسبت زیادہ سادہ لوحوں کو مارتا ہے بڑے بڑے بادشاہ قیصر جنرل امیر البحر اور فلاسفر گنٹھیے کی مرض سے مرے ہیں۔ اس سے قدرت کا انصاف ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جن لوگوں پر وہ کسی طرح رعایت کرتی ہے۔ اِن کو وہ ایک اور طریقے سے تکلیف دیتی ہے "۔

دیوالیہ ثابت [illegible] ہو [illegible] کیا جاتا ہے [illegible]

زندگی کے ہر ایک حالت کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ امیر و غریب
کی قسمت میں اتنا فرق نہیں جتنا کہ عموماً خیال کیا گیا ہے۔ دولتمند آدمی
کو اپنے شوق کے واسطے گراں قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اُس کو اپنے مال
و زر کا فکر رہتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے تخفیف یا دھمکی کے ذریعہ
روپیہ وصول کیا جاوے۔ وہ مصیبت میں بھی آسکتا ہے ہر ایک شخص اس
پر وار کرتا ہے اس کے گرد اگرد بہت سے آدمی جمع رہتے ہیں جو ہر وقت
روپیہ کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی مالدار آدمی تجارتی کاروبار میں
روپیہ خرچ کرنا چاہتا ہے۔ تو اُس کی دولت کے ہر وقت اڑ جانے کا احتمال
ہے۔ تجارتی کاروبار میں نفع و نقصان دونوں ہوتے ہیں۔ نفع و نقصان
کا خیال اُس کو سونے نہیں دیتا۔ وہ دن کبھی جاگتا ہے اور رات کبھی غرض
مالدار آدمی کا دماغ بے چین اور عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔

اگر کوئی مالدار اعتدال سے زیادہ کھاتا ہے یا اعتدال سے زیادہ شراب
پیتا ہے تو اُس کو گنٹھیے کی بیماری ہو جاتی ہے گویا اُس کی بدکرداری
اُس کے جوڑوں پر چمٹ جاتی ہے جب بیماری جوڑوں میں خوب اُٹھ
کر جاتی ہے تو وہ عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے گنٹھیے کی بابت سڈن ہم نے
کہا ہے "دوسری بیماریوں سے اس میں یہ فرق ہے کہ یہ غریبوں کی نسبت
مالداروں کو دانشمندوں کی نسبت زیادہ سادہ لوحوں کو مارتا ہے بڑے
بڑے بادشاہ قیصر جنرل امیر البحر اور فلاسفر گنٹھیے کی مرض سے مرے
ہیں۔ اس سے قدرت کا انصاف ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جن لوگوں پر وہ کسی
طرح رعایت کرتی ہے۔ ان کو وہ ایک اور طریقے سے تکلیف دیتی ہے"

ممکن ہے کہ دولتمند آدمی کھانا کھا کھا کر پیٹ بھر جائے اور اتنا سیر ہو کہ اس کی اشتہا باقی رہے۔ ہر ایک غریب آدمی کو ہر ایک چیز کا مزا آتا ہے اور وہ ہر ایک چیز کو ہضم کر لیتا ہے۔ کسی گداگر نے ایک دولتمند آدمی سے بھیک مانگی اور کہنے لگا کہ میں بھوکا ہوں۔ کروڑپتی نے کہا بھوکے ہو میں تمہارے سے بہت رشک کرتا ہوں۔ ابیرنیتھی نے دولتمند آدمی کے واسطے یہ نسخہ تجویز کیا تھا۔ "ایک شلنگ روزانہ پر گذارہ کرو۔ اور اس کو کماؤ" جب ڈیوک آف یارک نے ابیرنیتھی سے اپنی صحت کے متعلق مشورہ کیا۔ تو اس نے جواب دیا۔ "رسد بند کر دو اور دشمن قلعہ چھوڑ کر بھاگ جائیگا۔"

اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑا کھاؤ تو تندرست ہو جاؤ گے اس مزدور کی حس کو دنیا کی باتوں کا بہت کم احساس ہوتا ہے اور واقعات کے بہت کم خود غرضی کرتا ہے بھوک شتر مرغ کی طرح ہوتی ہے اور جو شخص کام نہیں کرتا وہ اپنے پیٹ کا بندہ ہو رہتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ بدہضمی میں مبتلا ہو جاتا ہے مگر محنت اور بھوک دونوں چیزیں شاذو نادر ہی ایک جگہ پائی جائیں گی۔

بہت سے لوگوں کو دولتمندوں کی جائیداد اور مال و اسباب پر حسد آتا ہے مگر وہ ان خطرات تکالیف اور رکاوٹوں کو برداشت کرنا نہیں چاہتے جو ان کے حاصل کرنے میں پیش آتی ہیں ڈیوک ڈنٹ زک کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اس کا ایک قدیم رفیق جس سے اس کی کئی سالوں تک ملاقات نہ ہوئی تھی۔ پیرس میں اس کے ہوٹل پر ملنے آیا۔ اور اس کے مکان کی آرایش اور عیش و عشرت کے سامانوں اور اس کے عالیشان باغوں

کو دیکھکر حیران رہگیا۔ ڈیوک نے یہ فرض کرکے کہ اُس کے قدیم ہمدم کے چہرے پر رقابت کا خیال پایا جاتا ہے۔ اُس کو خفگی سے کہنے لگا " کہ تم یہ سب چیزیں ایک شرط پر مل سکتی ہیں"۔ اُس کے دوست نے کہا وہ شرط کیا ہے"۔ ڈیوک نے کہا یہ کہ تم بیس قدم پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور میں بندوق لیکر تمہاری طرف سو دفعہ چلاؤنگا" دوست نے کہا "میں تمہارے مال و دولت کو اس شرط پر قبول نہیں کرتا"۔ مارشل نے کہا "جو چیزیں تم اپنے سامنے دیکھ رہے ہو انکے حاصل کرنے کے واسطے میں نے ایک ہزار سے زیادہ گولیوں کا مقابلہ کیا ہے جو دس قدم کے فاصلہ پر چلائی گئی تھیں"۔ مارلبرہ کا ڈیوک اکثر موت کا سامنا کرتا تھا وہ مالدار ہو گیا۔ وہ اپنی اولاد کے واسطے پندرہ لاکھ روپیہ چھوڑ مرا جس نے تمام روپیہ اڑا دیا۔ ڈیوک ایک بخیل آدمی تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ملازم کو اپنے خیمے میں چار شمع روشن کرنے پر ملامت کی تھی۔ اس موقعہ پر شاہزادہ یوجین بلینہم کی لڑائی سے پیشتر اس سے مکالمہ کرنے آیا تھا۔ ساموئنٹ نے ڈیوک کی بابت کہا تھا "میں شرط لگاتا ہوں کہ اس نے اپنے تمام محاربات میں اپنے اسباب کو بھی ضائع نہیں کیا"۔ لیکن اس سے اس کی اعلے درجہ کی سپاہ گری ظاہر ہوتی ہے جب وہ بائتھ میں بیمار اور کمزور تھا تو وہ چھ پنس بچانے کی خاطر ہسپتال سے پیادہ پا چلا گیا تھا۔ تاہم اس کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ ورزش کے واسطے پیادہ پا گیا ہو۔ اس نے ایک نوجوان اور مستحق سپاہی کو جو باقاعدہ سرکاری ملازمت میں داخل ہونے چاہتا تھا۔ ایک ہزار پونڈ دیا تھا۔ جب بالنگبروک کو مارلبرہ کی ایک کمزوری یاد کرائی گئی۔ اُس نے کہا " وہ اتنا بڑا آدمی تھا کہ مجھکو اس کا نقصان یاد نہ رہا"۔ مفلس ہونا بےعزتی نہیں بلکہ دیانتدار محنتی اور مفلس لوگوں کی تعریف

ہیں شعر بنائے گئے ہیں۔ جب کوئی شخص بے ایمانی کرنا نہیں چاہتا جب وہ روپے کی خاطر اپنے آپ کو فروخت کرنا نہیں چاہتا جب وہ بددیانتی کرنا نہیں چاہتا تو اس کا افلاس نہایت معززانہ ہے۔ لیکن جو شخص اپنے تمام اخراجات ادا کر دیتا ہے اور اس کے علاوہ تھوڑا سا روپیہ پس انداز کر لیتا ہے وہ مفلس نہیں۔ جو شخص اپنی تمام خرید و فروخت کی قیمت نقد ادا کرتا ہے مفلس نہیں بلکہ اس کا معقول گذارہ ہے۔ وہ اس کا اہل شریف ہے بہت اچھی حالت میں ہے جو شخص [illegible] ترقی کفش دوز اور قصاب سے ادھار لیکر کپڑے اور جوتی پہنتا اور گوشت کھاتا تھا [illegible] کا قول ہے کہ وہ شخص مفلس نہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ وہ شخص مفلس ہے جو کام کرنا نہیں چاہتا یا کام نہیں کر سکتا۔ جو شخص کام کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اور کام کرنا چاہتا ہے وہ اس آدمی کی نسبت بہتر ہے جس کے پاس پانچ چھ ہزار روپیہ ہو اور اس کو کام کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔

افلاس کی طرح کوئی چیز آدمی کی عقل کو تیز نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے بڑے بڑے آدمی ابتدا میں مفلس تھے اکثر اوقات افلاس انسان کے اخلاق کو پاکیزہ اور مضبوط کرتا ہے باحوصلہ آدمیوں کو مشکل کام عموماً مسرت بخش معلوم ہوتے ہیں۔ اگر ہم تاریخ کی شہادت پر اعتبار کر سکتے ہیں تو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ انسان اپنی دولت کی بہ نسبت نہیں بلکہ اپنی قلیل آمدنی کی نسبت سے بہادر سچے اور فراخ حوصلہ ہوتے ہیں اور بہترین انسان اکثر نہایت مفلس ہوتے ہیں۔ گو بعض حالتوں میں ان کے پاس اپنی دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کے واسطے کافی روپیہ ہوتا ہے ایک پادری کا قول ہے کہ خدا نے افلاس تو پیدا کیا ہے لیکن اس نے مصیبت پیدا نہیں کی

یقیناً ان دونوں کے درمیان بہت فرق ہے گویا دیانت افلاس معزز ہے
مگر مصیبت یافتہ حالت ذلت بخش ہے کیونکہ یہ اکثر بُرے چلن و بدکاری
اور مے خواری کا نتیجہ ہوتی ہے افلاس اس شخص کے واسطے جو اُس کو برداشت
کر سکتا ہے بے عزتی نہیں لیکن جو شخص ایک دفعہ گدائی پکڑ لیتا ہے۔
وہ بھلائی کبھی نہیں کرتا۔ بلکہ بہت سی خرابیاں کرتا ہے ؞

اکثر اوقات مفلس نہایت خوش ہوتے ہیں اور دولتمندوں سے
زیادہ۔ گو ان سے رشک کیا جائے مگر کوئی شخص اُن کی حالت بخوشی اختیار نہ
کریگا۔ ٹور شاعر نے ایک مشرقی مطلق العنان بادشاہ کی حکایت بیان
کی ہے۔ جو بوجہ اعتدال سے زیادہ کھانے کے بہت سیر ہو گیا تھا۔ اُس نے
دنیا میں سفر کرنے کے واسطے ایک قاصد بدیں غرض روانہ کیا کہ اس شخص
کو تلاش کرے جو سب سے زیادہ خوش ہے بادشاہ نے قاصد کو حکم دیا ہوا تھا
کہ جب ایسا شخص مل جاوے تو اُس کو فوراً پکڑ لو۔ اُس کا کرتہ اتار لو اور میرے
پاس لے آؤ۔ قاصد کو دنیا بھر میں سب سے زیادہ خوش آدمی آئرلینڈ کا
ایک باشندہ معلوم ہوا جو فربہ اور بدمست اچھلتا کودتا اور اپنی چھڑی ہلا
رہا تھا۔ لیکن جب قاصد اُس کو پکڑ کر اُس کے کپڑے اتارنے لگا۔ تو معلوم
ہوا کہ اس بندۂ خدا کے بدن پر کرتہ ہی نہ تھا ؞

اس میں کلام نہیں کہ آگُر کا خیال ہونا بہت ہی اچھا ہے جس نے
کہا تھا۔ تیرے سے غرور اور جھوٹ کو دور کر دو۔ مجھکو افلاس اور نہ
دولت دو۔ مجھکو وہ غذا کھلاؤ جو میرے واسطے اچھی ہو۔ دنیا میں خوشی
مساوی طور پر تقسیم نہیں ہوتی۔ اور دولت کا بھی یہی حال ہے مگر پہلی
بہت ہی ضروری چیز ہے۔ ڈیوڈ ہیوم نے کہا جس شخص کی طبیعت میں قناعت

اور اطمینان ہے اس کے پاس گویا ایک ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی ہے مانٹین
نے کہا ہے کہ دولت کے عطیے بہت کم ہیں۔ انسانی نیکی اور بدی کا اس پر انحصار
نہیں۔ جس شخص کے دل میں نیکی کا بیج دولت سے بہت زیادہ زبردست ہے
بیج ہے اس کی روح۔ جس طرح چاہتی ہے تبدیل کرتی ہے اور اس سے
کام لیتی ہے اور خوشی اور ناخوشی کا باعث صرف یہی ہے۔

انگلستان اپنی خیرات کے واسطے مشہور ہے۔ ایم گیبوزوٹ کا قول
ہے۔ اس ملک میں اجنبی کو زیادہ حیران کرنے والی بات یہ ہے کہ ہمارے ذرائع
بیشمار ہیں اور ہم ان کو قابل تعریف طور پر استعمال کرتے ہیں کیونکہ ہم نے
دریا دلی سے چندہ جمع کر کے چاروں طرف یادگاریں بنائی ہیں اور طرح طرح
کی جسمانی بیماریوں کے علاج کے واسطے مکانات تعمیر کئے ہیں۔ ہمارے وطن کا
محب قوم جو اجنبی سیاح کی نسبت زیادہ غور سے دیکھے گا ممکن ہے کہ وہ چندہ
دینے کے نتائج کو ایک دوسرے پہلو سے دیکھے۔ یہ بات قابل اعتراض ہے کہ خیرات
سے لوگوں کی بہبودی ہوتی ہے ہماری رائے میں خیرات انسان کی طرح ہے
جو بعض اوقات تباہیا اور گمراہ کیا جاتا ہے۔ جب تک روپے کو دانائی سے تقسیم
نہ کیا جائے تو یہ بجائے فائدہ کے نقصان پہنچائیگا۔ اگر خیرات سے مفلسوں
کی حالت اعلیٰ یا عمدہ ہو سکتی تو لنڈن دنیا میں سب سے زیادہ خوش نصیب
شہر ہوتا کیونکہ خیرات پر تیس لاکھ پونڈ خرچ ہوتے ہیں۔ اور لنڈن کی آبادی
سے ہر ایک تیسرے شخص کو خیراتی کاموں سے مدد ملتی ہے۔

خیرات کے واسطے روپیہ جمع کرنا بہت آسان ہے اس امر کی شہادت
چندہ کی فہرستوں سے مل سکتی ہے کوئی بارسوخ شخص کسی دولت مند سے
خیرات کے واسطے روپیہ مانگتا ہے جو اس کے واسطے دینا بہت ہی آسان بات

ہے۔اگر وہ جھٹ پٹ روپیہ دے تو اُس کا وقت ضائع نہیں ہوتا۔ خیرات کے واسطے روپیہ دینا ایک مذہبی قرض خیال کیا جاتا ہے۔ تاہم بلا سوچے سمجھے روپیہ دینا یا یہ خیال کرنے کے بغیر کہ یہ کس طرح استعمال کیا جاویگا۔ سوائے اس کے کہ اس سے ہمارے ہم جنسوں کو فائدہ ہو اکثر ان کو نہایت نقصان ہوتا ہے۔ سچی فیاضی روپیہ دینے میں نہیں نہ ہی خیرات کی بڑی بھاری بھاری رقموں کا جو مفلسوں کو بلا تمیز دی جائیں۔ سوائے اس کے کوئی اور اثر ہو سکتا ہے کہ وہ خود غرضی کی بناؤں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں بلکہ وہ نیکی کے قلعہ کی فصیلوں کو توڑ ڈالتی ہیں۔ فیاضی کی بہت سی صورتیں ایسی ہیں جو ان خرابیوں اور قباحتوں کو پیدا کرتی ہیں۔ جنکا تدارک مقصود ہوتا ہے۔ وہ مفلس لوگوں کو دوسرے لوگوں کی خیرات پر بھروسہ کرنیکا حوصلہ دلاتی ہیں اور غربا اپنی بہبودی کی ان اچھی تجاویز اور تدابیر سے غفلت کرتے ہیں۔ جہاں تک اُن کی رسائی ہو سکتی ہے۔

شاید کوئی شخص یہ خیال کرے کہ تیس لاکھ پونڈ سالانہ کی معقول رقم لنڈن کی واقعی تمام مصیبت کو رفع کرنے کے واسطے کافی ہے تاہم باوجودیکہ اس مصیبت پر اتنا روپیہ خرچ کیا جاتا ہے یہ بڑھتی جاتی ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ خیرات پر جو روپیہ صرف کیا جاتا ہے وہ اس مصیبت کو پیدا کرے جس کے رفع کرنے کے واسطے یہ دیا جاتا ہے علاوہ اس کے یہ ایسی مصیبت پیدا کرے جو یہ ہرگز رفع نہیں کر سکتا۔ ناخواندہ اور کاہل آدمی کو جب تک یہ اُمید رہیگی کہ کوشش کے بغیر ذریعہ معاش حاصل ہو سکتا ہے وہ اپنی معاش پیدا کرنے کے واسطے ہرگز کوشش نہ کرینگے۔ کون شخص ہے جو کفایت شعاری اور دور اندیشی کو مدنظر رکھے۔ جب خیرات سے وہ سب چیزیں مل سکتی ہیں۔ جو

کفایت شعاری اور دور اندیشی سے مہیا ہو سکتی ہیں کیا محنت سے جو فوائد آسائیں اور آرام حاصل ہوتے ہیں۔ اگر وہ کسی شخص کی محنت سے بغیر دیئے جائیں تو ان سے طاقت متعدی اور خود اعتمادی کی جڑ کھوکھلی نہیں ہوتی ؟ کیا یہ ٹھیک ہے کہ افلاس خیرات لینے کے واسطے ایک کافی وجہ ہے لوگوں کو یہ تحریک نہیں کرتی کہ وہ اپنے روپے کو فضول اڑائیں۔ اور اپنی خواہشوں میں جتنا چاہئیں اور زندگی میں ایسے راستے اختیار کریں جو اُن کو مفلس رکھیں گے +

جو شخص جد و جہد اور کوشش نہیں کرتے اُن کی پہلے مدد کی جاتی ہے نہایت بہرے سے بڑے آدمیوں کو آسائش دیجاتی ہے۔ بجائیکہ جفاکش اپنی مدد آپ کرنے والے کو جو خیرات پر گذارہ کرنے کو حقیر سمجھتا ہے کاہلوں کے واسطے ٹیکس دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ خیرات نہایت بد اور خستہ حال لوگوں کو دیجاتی ہے شاذ و نادر ایسا ہوتا ہے کہ یہ با دیانت اور کوشش کرنے والے کو دیجائے جیسا کہ کارلائل نے کہا ہے " او میرے فیاض دوستو تم نظر سے تحقیق سے کام نہیں لیتے تم ایماندار مزدوروں پر خیراتی ٹیکس لگا لگا کر بوجھ ڈالتے رہتے ہو حتے کہ وہ دب جاتے ہیں اور بالکل کسی کام کے نہیں رہتے اس پر تم اُن کی دستگیری پر آمادہ ہوتے ہو اور سکتے ہو۔ اب ہم ان کے فایدہ کی کوئی بات کرینگے +

وہ خیرات جو صرف روپیہ دینے پر مشتمل ہو وہ کاہلی اور کمزوری بلکہ اکثر ایک طرح کی برائی ہے۔ محض روپیہ دینے سے ہمدردی انسان کا کام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حال کے ایک مصنف نے کہا ہے " نیکیوں سے جرائم ستقیوں کا اتحاد اور دانشمندوں کی حماقتیں اس سے زیادہ صحیح جلد ہیں قدآ بنگی جس میں ہمدردانِ انسان کے مظالم سما سکتے ہیں۔ اس دنیا میں

بہت سے دانشمندوں کا پیشہ یہ ہے کہ وہ نیکوں کی کوششوں کو اکارت کر دیتے ہیں ؟؟

متوفی لارڈ لٹن نے کہا " عامہ خیرات کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ یہ عوام کی کاہلی اور بدکرداری کے واسطے ایک عطیہ دیا گیا ہے۔ جس شخص کو یہ امر معلوم ہو اس کے دل میں انسانی دانشمندی کی غلطی کا کیا عبرت ناک سبق محسوس ہوگا۔ مہربانی اور ہمدردی کو کس طرح بیفایدہ طور پر خرچ کیا جاتا ہے افراد کی غلطیاں تو می نیکیوں کو بھی مسخ کر دیتی ہیں خیرات کا خیال ایسا ہے جس پر انسان کا دل نازاں ہوتا ہے یہ امارت کا ایک جذبہ ہے یا ریاست کا ایک جوش۔ محمد صلعم کو اپنے ہم جنسوں کا عمیق علم تھا۔ جس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ گناہ جس کو ضبط کرنا نہایت مشکل ہے زنا یا ناجائز مباشرت ہے۔ اور اس نے اس نیکی کرنیکا حوصلہ دلایا۔ جس پر عمل کرنا نہایت آسان ہے۔ یعنے خیرات کا +

لنڈن میں بہت سے پادری ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ عوام میں خیرات توسیع مذہب کی مزاحمت کرتی ہے پادری سٹون کہتا ہے۔ جو شخص غربا کے پاس ایک ہاتھ میں بائبل لے کر جائے۔ اور اس کے دوسرے ہاتھ میں روٹی کمبل یا شلنگ نہ ہو تو اس کو خوش آمدید نہیں کہا جاتا۔ اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں خیرات دینے کے مروجہ طریقے سے ان کو یہ اوتے خیال پیدا ہو گیا ہے۔ اور ان کو ہر وقت مالی امداد کی توقع رہتی ہے بجائے اس کے کہ ان کو عاقبت اندیشی کا بڑا اور مفید سبق سکھایا جاتا ہے۔ یعنے ان کے شیوہ اور حالت کے درمیان ایک طبعی تعلق ہے اس مصنوعی طریقہ سے ان کو سکھایا گیا ہے کہ خود افلاس امداد کے واسطے ایک کافی حق ہے۔ اس

طرح ان کو ناعاقبت اندیشی بداخلاقی دھوکے اور ریاکاری کا حوصلہ ہوجاتا ہے"

اصل ہمدرد انسان وہ لوگ ہیں جو مصیبت دست نگری اور افلاس کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں اور بالخصوص وہ جو مستعدی سے غریبوں کو خود مددی کرنے کی ترغیب دیتے ہیں پیروشیل مشن و وومین ایسوسی ایشن انجمن مستورات کا یہ بڑا فایدہ کہ وہ لنڈن کے مختلف حلقوں کے غربا کے ساتھ پوری پوری واقفیت پیدا کرتی ہیں اور ان کے ساتھ آمدورفت جاری رکھتی ہیں اور ان کو کسی طرح سے مدد دینے کی کوشش کرتی ہیں مگر وہ بلاتمیز خیرات دینے سے معترض رہتی ہیں - ان کے مقاصد یہ ہیں کہ غربا کو خود مددی میں مدد دیں اور ان کے دل میں یہ خیال پیدا کرے کہ وہ اپنی مدد آپ کرسکتے ہیں ان کی حالت کو اعلے بنائیں تمام جماعتوں اور طبقوں میں ہمدردی انسان کے واسطے کافی جگہ ہے - اور یہ دیکھکر بہت تسلی ہوتی ہے کہ بڑی بڑی ممتاز لیڈیاں اس شریفانہ کام میں حصہ لیتی ہیں بہت سی اور انجمنیں پچھلے سالوں میں قایم ہوئی ہیں جن سے اعلے زیادہ معقول اور مذہب عیسوی کے زیادہ مطابق خیرات کی اطمینان بخش مثالیں ملتی ہیں اس قسم کی انجمنیں مزدوروں کے مکانات کے اصلاح کرنے حمام اور غسل خانے تعمیر کرنے ملاحوں مزدوروں اور نوکروں کے واسطے گھر بنانے مزدوروں کی جماعتوں میں دور اندیشی اور کفایت شعاری کی عادات کو ترقی دینے اور عوام میں علم کے فواید کو پھیلانے کے مقصد سے قایم ہوئی ہیں بجائے اس کے کہ یہ خود اعتمادی کی بنائوں کو کھوکھلا کر ڈالتیں یہ لوگوں کو سچ مچ خود مددی کی ترغیب دیتی ہیں اور ہر طرح کی تائید و حوصلہ افزائی کرتی ہیں - وہ عوام کی حالت کو بہتر

ہیں وہ اعلےٰ درجے کی ہمدردی انسان کی مجسم شکل ہیں اور ہر زمانے میں انکا عمدہ ثمرہ ملنے کی توقع ہے "

دولت مند آدمی جن کو موت کا اندیشہ ہوتا ہے وہ اکثر اپنے معاملات زر سے بہت تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ان کی شادی نہ ہوئی ہو اور ان کا کوئی جانشین نہ ہو تو ان کو یہ معلوم کرنے میں بڑی وقت پیش آتی ہے کہ اس انبار زر کو کیا کریں۔ جو انہوں نے اپنی زندگی میں جمع کیا ہے وہ کوئی وصیت نامہ کے تمام دولت کسی کے سپرد کر جاتے ہیں قدیم زمانہ میں دولت مند آدمی اپنی روح کے واسطے دعائیں پڑھنے کے لئے روپیہ چھوڑ جاتے تھے۔ تنا یہ بہت سے آدمی اب تک بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے خیرات خانے بنوائے اکثروں نے ہسپتال تعمیر کرائے روپیہ غربا میں تقسیم کرنے کے واسطے دیا جاتا تھا۔ یا متوفی کے ہمنام اور ہم پیشہ کے سپرد کیا جاتا تھا +

لندن کے قرب وجوار میں کسی پادری کی بیوی نے کہا ہے کہ اس طرح سے غربا کو جو روپیہ تقسیم کیا جاتا ہے اس کا بہت مضر اثر پڑتا ہے اس طرح لوگ باپ بیٹے آوارہ گرد گداگر ہو جاتے ہیں۔ بہت عرصہ نہیں ہوا کہ قصبہ بیڈ فورڈ کے لوگ اخلاقی لحاظ سے پست ہو گئے۔ کیونکہ بعض دولت مند آدمی غربا میں فیاضی اور خیرات تقسیم کرنے کے واسطے روپیہ چھوڑ گئے تھے۔ کسی شخص کو کام کرنے کے بغیر روپیہ دو اور وہ جلدی ہی اس کو بطور حق خیال کرے گا۔ اس طرح وہ دور اندیش نہیں رہتا اور تجارت کے انقلابات یا زندگی کے واقعات کی پیش بندی نہیں کرتا۔ اگر کام کرنے کے بغیر روپیہ تقسیم کیا جائے تو اس سے نہ صرف آزادی کا احسن حصین ٹوٹ جاتا ہے بلکہ خود مختاری کا خاتمہ چکنا چور ہو جاتا ہے +

دولت مند آدمی خیرات کی مدوں کے واسطے بیش بہا رقمیں چھوڑ مرتے ہیں۔ وہ فایدہ کرنا چاہتے ہیں مگر بہت سی حالتوں میں بہت سا اخلاقی نقصان کرتے ہیں ان کی خیرات کی مدوں کو ہمدردی پر محمول نہیں کر سکتے۔ وہ مزدوروں اور غریبوں سے اپنی جماعتوں کی خود تعلیمی اور خود داری کو نیست و نابود کر دیتی ہیں۔ ہم کو یہ خیرات کسی قسم کا کام کرنے کے بغیر مل سکتی ہے۔ ہمکو ڈاکٹری کی امداد مفت مل سکتی ہے۔ ہمارے بچے مفت تعلیم پا سکتے ہیں۔ پھر ہم کیوں کام کریں۔ کیوں روپیہ پس انداز کریں۔ یا محض خیرات سے اس قسم کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ خیراتی تعمیرات ایک طرح کے شریفانہ غریب خانے بن جاتے ہیں۔ جہاں اس سبق کی بڑے پیمانے پر تعلیم و یجاتی ہے کہ ہم کام کرنے کی نسبت گداگری پر بہتر گذارہ کر سکتے ہیں۔

سٹیفن گیرارڈ امریکہ کے متمول تاجر کی وصیت اس سے بالکل مختلف تھی۔ گیرارڈ کا وطن بورڈو واقعہ فرانس تھا۔ ابتداء زندگی میں ہی یتیم رہ گیا اُس کو جہاز پر ایک ادنے درجے کی ملازمت مل گئی اُس کی عمر کوئی دس بارہ برس کی ہو گی۔ کہ اُس نے شمالی امریکہ کی طرف پہلا سفر کیا۔ اس نے بہت کم تعلیم پائی تھی۔ اور نوشت و خواند میں اُس کی محدود واقفیت تھی۔ وہ سخت محنت کرتا تھا۔ اس نے بتدریج اپنے مالی ذرائع میں ترقی کر لی۔ چنانچہ اس نے کچھ سرمایہ پس انداز کر لیا جب وہ شہر نیویارک کے ایک بازار واٹر سٹریٹ میں رہتا تھا۔ وہ پالی لم نامی عورت پر عاشق ہو گیا۔ اس عورت کے باپ نے منع کیا مگر گیرارڈ نے اصرار کیا اور آخر اُس نے پالی لم کے ساتھ شادی کر لی۔ مگر یہ شادی اُس کے واسطے نہایت منحوس ثابت ہوئی اُس کی عورت کو اُس سے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ بلکہ وہ خود زود رنج سڑی اور تنگ مزاج

ہو گیا۔ وہ پھر بحری سفر کرنے لگا۔ چالیس سال کی عمر میں اُس نے اپنا ایک جہاز بنا لیا اور نیو یارک فلیڈلفیا اور نیو اورلینز کے مابین ساحلی تجارت میں مشغول ہو گیا۔

پھر وہ فلیڈلفیا میں قیام پذیر ہو گیا اور تجارت شروع کی اس نے [illegible] پر توجہ دی اور اپنی تمام کوشش صرف کی۔ کیونکہ اُس نے دولت مند بننے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ وہ سخت کفایت شعاری کو [illegible] سمجھتا تھا وہ روپیہ کمانے کے واسطے طرح طرح کے کام کرتا تھا۔ اُس نے زندگی سے نازونعم کو دل سے دور کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ دولت کی خواہش نے اس کے روح و رواں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اُس کی زندگی متواتر محنت کی ایک مثال ہے یاد رہے کہ گیرارڈ کو خانہ داری میں کوئی خوشی نہ ہوئی تھی۔ اگر اس کو کوئی خوش خلق عورت مل جاتی تو ممکن تھا کہ اس کی مزاج حلیم ہو جاتی وہ اپنی بیوی کے ساتھ [illegible] سال تک جوں توں کر کے زندگی گذارتا رہا۔ اور پھر وہ دیوانی ہو گئی۔ وہ [illegible] سال تک پنسلوینیا کے ہسپتال میں پڑی رہی اور وہاں ہی مر گئی۔

مگر گیرارڈ کی طبیعت میں سختی اور درشتی کے سوا اور خصلتیں بھی تھیں۔ اُس میں انسانی ہمدردی کا خیال بھی تھا۔ جب ۱۷۹۳ء میں فلیڈلفیا میں زرد بخار شروع ہوا تو اُس کی بہتر خصلت ظاہر ہوئی لوگ بیشمار [illegible] کی تعداد میں مرتے تھے ہسپتالوں میں مریضوں کی خبر گیری کرنے [illegible] نرسیں نہ ملتی تھیں۔ بیمار کی خبر گیری کرنا موت کے منہ میں جانا برابر خیال کیا جاتا تھا کسی شاعر نے کہا ہے "ایسی ظالم کو رشوت دینے کی دولت میں طاقت نہ تھی نہ ہی حسن اُس کو رام کر سکتا تھا مگر اُس کے غصے کے تازیانہ

سے تمام لوگ تباہ ہوتے تھے۔ افسوس کہ غربا جن کے نہ دوست نہ خبر گیر تھے غیر آ
غتے ہیں جو بے خانماں لوگوں کا ملجا و ماویٰ ہے۔ چپکے چپکے چلے جاتے تھے۔ اور
ادھر وہیں مر جاتے تھے۔

اس وقت جب کہ بہت سے لوگوں کو بخار ہو رہا تھا۔ گیرارڈ نے اپنا
کام چھوڑ دیا۔ اور پلیگ ہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ کی خدمات پیش کیں۔ پیٹر ہیلم
اس کا رفیق تھا۔ گیرارڈ کی کاروباری قابلیت نے الغفور ظاہر ہونے لگی۔
اس کی منتظمہ قابلیتیں اعلیٰ درجہ کی تھیں۔ اور اس کے کام کے نتائج جلدی
نظر آنے لگے۔ پہلے ہر ایک چیز منتشر تھی۔ غلاظت کی جگہ صفائی نظر آنے لگی۔
جہاں پہلے فضول خرچی تھی۔ وہاں اب کفایت شعاری تھی۔ جہاں پہلے بہت
غفلت تھی۔ وہاں مسلسل توجہ تھی۔ گیرارڈ نے دیکھا کہ ہر ایک مریض کی مناسب
طور سے خبر گیری کی جاتی ہے وہ اس منحوس بیماری کے مریضوں کی بیماری
کے واسطے خود جاتا تھا۔ اور ان کو اور مرنے والوں کو دوائی کھلاتا تھا۔ اور
مرتے دم جو شخص کوئی وصیت کر جاتا تھا۔ اس کو پورا کرتا تھا۔ آخر طاعون رک گئی اور
گیرارڈ اور ہیلم اپنے معمولی کاروبار پر واپس چلے آئے۔

جو لوگ فلیڈلفیا میں غربا کی حالت دیکھنے جاتے تھے۔ ان کے روزنامچوں
پر ذیل کی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ "سٹیفن گیرارڈ اور پیٹر ہیلم نے جو ہمدردی
عامہ کی کمیٹی کے اراکین تھے۔ اس مصیبت کی حالت میں جب ہسپتال کی نگرانی
کے واسطے مناسب اشخاص نہ مل سکتے تھے۔ اس نیا منیانہ کام کے واسطے خود
بخود اپنی خدمات پیش کیں اس سے جو تعجب اور اطمینان پیدا ہوا۔ اس کو
تصور کر سکتے ہیں اور بیان نہیں کر سکتے۔"

سٹیفن گیرارڈ کی محنت اور کفایت شعاری کے نتائج فلیڈلفیا میں

اب تک دیکھے جا سکتے ہیں۔ خوبصورت رہائشی مکانات کی بہت سی قطاریں بنی ہوئی ہیں۔ مگر گیرارڈ کالج کی سنگ مرمر کی عمارت سب سے زیادہ شاندار ہے وہ اپنی دولت کا بہت سا حصہ عامہ اغراض کے واسطے اور زیادہ تر اسی خیال سے چھوڑ گیا کہ ایک کتب خانہ اور یتیم خانہ تعمیر کرکے اس کے اخراجات ادا کئے جائیں۔ اس نے بیکس بے خانماں بچوں کے واسطے یتیم خانہ تعمیر کرنے کی اعلیٰ تجویز اس واسطے کی ہوگی کہ وہ اجنبیوں میں یتیم ہو کر بالکل بیکس چھوڑا گیا تھا۔ کالج مذکور کا ایک کمرہ بالخصوص آراستہ پیراستہ ہے "گیرارڈ نے ہدایت کی تھی کہ میری کتابوں اور کاغذات محفوظ رکھنے کے واسطے ایک کمرہ مخصوص کیا جائے۔ مگر اس خیال سے کہ متوفی کی وصیت کی حد سے زیادہ پابندی نہ کی جائے یا اس کے رشتہ داروں کے خوف سے اس سادہ آدمی کی تمام چیزیں اس کمرہ میں بھر دی گئیں۔ اس کے صندوق اس کی کتابوں کی الماریاں جس کی ٹم ٹم اس کی تصاویر وغیرہ اس میں رکھی ہوئی تھیں"

لندن کا نہایت خوبصورت ہسپتال وہ ہے جو ٹامس گائی کتب فروش نے تعمیر کرایا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ بخیل تھا۔ بہرکیف وہ کفایت شعار اور پس انداز کرنے والا آدمی تھا۔ گائی نے جو عمارت تعمیر کی ہے وہ کفایت شعاری کے بغیر نہیں بنائی جا سکتی۔ جو لوگ ایسی چیزیں بناتے ہیں۔ ان کو دوسروں کے فائدے کے واسطے خود ایثار کرنی پڑتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ٹامس گائی نے ابتدا سے ہی فیاضی کی تجاویز شروع کی تھیں۔ پہلے اس نے ٹامورتھ میں بہ اغریب مردوں اور عورتوں کے واسطے خیرات خانے بنائے۔ جہاں ہر ایک شخص کو پنشن دی جاتی تھی۔ چونکہ وہ خود کتب فروش تھا اس لئے

سے تمام لوگ فنا ہوتے تھے۔ افسوس کہ غربا جن کے نہ دوست نہ خبر گیر تھے خیراتی خانے میں جو بے خانماں لوں کا ملجا و ماویٰ ہے۔ چپکے چپکے چلے جاتے تھے۔ اور اور وہیں مر جاتے تھے۔

اس وقت جب کہ بہت سے لوگوں کو بخار ہو رہا تھا۔ گیرارڈ نے اپنا کام چھوڑ دیا۔ اور پلیگ ہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ کی خدمات پیش کیں پیٹر ہیلم اس کا رفیق تھا۔ گیرارڈ کی کاروباری قابلیت نے الفور ظاہر ہونے لگی۔ اس کی منتظمہ قابلیتیں اعلےٰ درجہ کی تھیں۔ اور اس کے کام کے نتائج جلدی نظر آنے لگے۔ پہلے ہر ایک چیز منتشر تھی۔ غلاظت کی جگہ صفائی نظر آنے لگی۔ جہاں پہلے فضول خرچی تھی۔ وہاں اب کفایت شعاری تھی۔ جہاں پہلے بہت غفلت تھی۔ وہاں مسلسل توجہ تھی۔ گیرارڈ نے دیکھا کہ ہر ایک مریض کی مناسب طور سے خبر گیری کی جاتی ہے وہ اس منحوس بیماری کے مریضوں کی بیماری کے واسطے خود جاتا تھا۔ اور ان کو اور مرنے والوں کو دوائی کھلاتا تھا۔ اور مرتے دم جو شخص کوئی وصیت کر جاتا تھا۔ اس کو پورا کرتا تھا۔ آخر طاعون رک گئی اور گیرارڈ اور ہیلم اپنے معمولی کاروبار پر واپس چلے آئے۔

جو لوگ فلیڈلفیا میں غربا کی حالت دیکھنے جاتے تھے۔ ان کے روزنامچوں پر ذیل کی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ "سٹیفن گیرارڈ اور پیٹر ہیلم نے جو ہمدردی عامہ کی کمیٹی کے اراکین تھے۔ اس مصیبت کی حالت میں جب ہسپتال کی نگرانی کے واسطے مناسب اشخاص نہ مل سکتے تھے۔ اس فیاضانہ کام کے واسطے خود بخود اپنی خدمات پیش کیں اس سے جو تعجب اور اطمینان پیدا ہوا۔ اس کو تصور کر سکتے ہیں اور بیان نہیں کر سکتے۔"

سٹیفن گیرارڈ کی محنت اور کفایت شعاری کے نتائج فلیڈلفیا میں

شہر اڈنبرا تعلیمی خیراتی تعمیرات کے واسطے مشہور ہے۔ وہاں سینٹ اینڈریو میں مدراس کالج بھی ہے۔ جو اینڈریو بیل ڈی ڈی نے تعمیر کیا تھا اور انسٹیٹیوشن جو جان ہیگارٹ نے تعمیر کی اور ڈک بیکویسٹ جو ایبرڈین ہانف اور مورے کے اضلاع میں پادریوں کے سکولوں اور پاوری سکول ماسٹروں کا کیرکٹر اور پوزیشن اعلےٰ کرنے کے واسطے بنایا گیا۔ اس کا بہت ہی مفید اثر ہوا۔ اس درسگاہ سے عامہ تعلیم بہت سدھر گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ کیمبرج میں شمالی اضلاع سے جو لوگ آتے ہیں انہوں نے علم کے تمام شاخوں میں اعلےٰ درجے کی عزت اور سرخروئی حاصل کی ہے۔ انگلستان کے مربی بھی تھوڑا عرصہ سے اسی طرف مائل ہوئے ہیں مانچسٹر کا اون کالج یسورپول میں براؤن کا کتب خانہ اور عجائب خانے ہیں برمنگھم میں وہٹورتھ بینیفیکشن جس میں صنعتی تعلیم کی ترقی کے واسطے ایک ایک سو پونڈ کے تیس سالانہ وظایف قایم ہوئے ہیں اور سنٹیفک کالج بنائے گئے۔ موخر الذکر سر جوشیا ماسن نے تعمیر کیا ہے تاکہ نوجینریشن کو اعلےٰ اور وسیع عملی سنٹیفک تعلیم دیجائے۔ یہ ایسی مفید اور عمدہ درسگاہیں ہیں۔ کہ ملک کے بہی خواہ اُن کی تقلید کرینگے یہ ضروری نہیں ہے کہ جب تک آدمی کی لاش سڑ نہ جائے وہ اپنی آمدنی کو اعلےٰ مقاصد پر خرچ نہ کرے وہ جیتے جی فیاضی کے کاموں کے واسطے وصیت کرسکتا ہے اور شروع شروع میں اپنے فیاضانہ ارادوں کی تعمیل کرانے میں امداد دے سکتا ہے۔

لنڈن کے مربیوں میں سے مسٹر پی باڈی امریکہ کے صراف کا نام بھولا نہیں سکتا اس کی قابلیتوں پر بحث کرنے کے واسطے تو ایک جلد چاہیئے۔ مگر ہم اس کا ایک پیرے گراف میں مجمل ذکر کردیتے ہیں۔ وہی پہلا شخص تھا جس نے

لنڈن کی مزدوری پیشہ جماعتوں کی بری حالت اور بے خانمانی کو دیکھا یا کم از کم اس کا تدارک کیا زمین کے اوپر اور نیچے ریلیں بنانے نئے بازار کھولنے اور فراخ کرنے نئے پبلک مکانات تعمیر کرنے میں غربا کے مکانات تباہ ہو گئے اور ان کے مکینوں کی نسبت کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں گئے۔ شاید وہ جوق در جوق رہنے لگے اور ان میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونے لگیں اس خرابی کو ایک حد تک رفع کرنے کے واسطے انجمنیں اور کمپنیاں قایم کی گئیں سر سڈنی واٹرلو نے اس کام کا آغاز کیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی تقلید کی۔ مگر جب تک لنڈن کے واسطے مسٹر پی باڈی اپنا شاہانہ عطیہ نہ چھوڑ گیا۔ اس خرابی کو بڑے اور وسیع پیمانہ پر دور کرنے کے واسطے کوئی تجویز اختیار نہ کی گئی۔ اس کے وصیوں نے پایہ تخت انگلستان کے بہت سے حصوں میں مزدوروں کے واسطے بہت سے مکانات تعمیر کئے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً دوسرے حصوں میں بھی پھیلا دیئے جاینگے۔ پی باڈی کے مکانات سے اس امر کی مثال ملتی ہے کہ مزدوروں کے مکانات کس قسم کے ہونے چاہیں۔ وہ صاف ستھرے اور آسائش دہ مکانات ہیں۔ ان کی وجہ سے مے خواری کم ہو گئی ہے اور اخلاق کو ترقی ہو گئی ہے۔ مسٹر پی باڈی کا ارادہ تھا کہ اس کی فیاضی سے غربا کی حالت براہ راست سدھرے اور ان کی آسائشیں بڑھیں اس کو امید تھی کہ اس کی فیاضی کے نتائج کو لنڈن کے باشندوں کی نہ صرف موجودہ بلکہ آئندہ نسلیں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گی۔ اس کے معتمدوں نے جو کچھ کیا ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ اس کے ارادوں کو صدق دل اور شرافت سے پورا کر رہے ہیں +

مفلسوں کے یہ سب مربی ابتدا میں معمولی ذرائع کے آدمی تھے۔

ان میں سے بعض کسی زمانہ میں مفلس تھے۔ سر جوزف وہٹ ورتھ سائیکلز وارک میں مسٹر کلیمنٹ کے ہاں انجینئر کا کام سیکھتا تھا۔ اس کا استاد رنداکی کل کا موجد تھا۔ سر جوشیا ماسن کبھی نانبائی کبھی کفش دوز کبھی قالیچہ ساز کبھی زرگر کبھی فولاد کی قلمیں کبھی برقی طاقت کے ذریعے ملمع کرنے کا کام کرتا رہا موخر الذکر تجارت سے اس نے دولت فراواں پیدا کر لی مسٹر پی پاڈی آہستہ آہستہ امریکہ میں ایک کلرک کے درجہ سے لنڈن میں ساہوکار تک ترقی کر گیا۔ ان کی فیاضیاں خود اپنی ساری محنت اجتناب مے اور کفایت شعاری کا نتیجہ تھیں۔

فیاضی کے ایسے غنچے نکلتے ہیں۔ جو ہمیشہ پختہ ہو کر پھل نہیں بنتے فیاضی کا کام شروع کر دینا تو آسان ہے مگر اس کو مکمل کرنا بہت مشکل ہے مصنف کتاب کو ملک بھر کے مزدوروں کا ملجاؤ ماوی بنانے کی تجویز میں شریک ہونے کی ترغیب دی گئی۔ مگر اس تجویز کی طرف سے لاپرواہی اختیار کی گئی۔ اور اس میں ناکامی ہوئی۔ حالانکہ ملک بھر کے مزدور جنہوں نے انگلستان کی ریلیں اور جہاز سازی کے حوض بنائے ہیں وہ جفاکش مگر فضول خرچ لوگ ہوتے ہیں وہ نیک طینت بھی ہیں۔ مگر بعض اوقات مخمور ہوتے ہیں کام کرنے کے وقت وہ بڑے بڑے خطرے گوارا کرتے ہیں۔ بعض اوقات ان کو زخموں اور ہڈیوں کے ٹوٹ جانے سے ایسا سخت نقصان پہنچتا ہے کہ وہ زندگی بھر کے لئے بیکار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مانچسٹر شیفیلڈ سے لنکاشائر کی ریلوے کی تعمیر کے وقت بائیس آدمیوں کی کئی کئی ہڈیاں ٹوٹیں۔ ۲۳ کی ایک ایک ٹوٹی اس کے علاوہ سرنگوں کے اڑنے سے کئی آدمیوں کے جسم جل گئے۔ اور طرح طرح کے نقصانات ہوئے۔ ایک شخص کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں ایک شخص کا

بازو ٹوٹ گیا۔ بہت سے لوگوں کی انگلیاں پاؤں ٹانگیں اور بازو ضائع ہوگئے جس کی وجہ سے وہ بالکل کام کے نہ رہے۔ ایک بڑے ٹھیکہ دار نے یہ دیکھ کر کہ ریلوے کے مزدوروں کو بڑے بڑے خطرات گوارا کرنے پڑتے ہیں خیال کیا کہ پیرانہ سالی میں ان کی مدد اور آسائش کے واسطے کوئی تجویز کی جانی چاہیے۔ مصنف اوراق کے ایک دوست مسٹر ابہوراں نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس مضمون کی طرف توجہ دلائی "میں ابھی ایک بڑے ٹھیکہ دار سے ملاقات کر کے آرہا ہوں۔ اس شخص کے پاس بہت سی دولت ہے اور وہ محکمہ بحر کے مزدوروں کے واسطے ایک مکان بنانے میں آپ کی مدد طلب کرتا ہے تم جانتے ہو کہ بہت سے ٹھیکہ دار اور انجنیر جو ریلوے تعمیر کرتے رہے ہیں انہوں نے بہت سی دولت جمع کر لی ہے بعض نے کروڑ ہا روپیہ پس انداز کر لیا ہے۔ قصہ مختصر میرے ٹھیکہ دار دوست نے سڑک کے پاس ایک خندق میں ایک خستہ حال بوڑھا آدمی ایک نالی میں گرا ہوا دیکھا۔ اس نے بوڑھے آدمی کا نام لیکر کہا کیا تم ہو۔ اس نے جواب دیا بیشک ٹھیکہ دار نے کہا۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ بوڑھے نے کہا میں یہاں مرنے آیا ہوں۔ میں کام نہیں کر سکتا۔ ٹھیکہ دار نے کہا تم غریب خانہ میں کیوں نہیں جاتے اس نے کہا نہیں میرے واسطے کوئی غریب خانہ نہیں۔ اگر مجھکو مرنا ہی ہے تو میں کھلی ہوا میں مرونگا۔ ٹھیکہ دار پہچان گیا کہ وہ شخص اس کے ہاں مزدوری کرتا تھا اس نے اس کے اور بہت سے ٹھیکہ داروں کے واسطے کام کیا تھا انہوں نے تو بہت سی دولت کمائی اور اس کا یہ حال ہو گیا کہ وہ ایک خندق میں مرتا ہوا پایا گیا۔ ٹھیکہ دار کے دل پر بہت اثر ہوا اس نے خیال کیا کہ بیشمار مزدور اور بھی ہونگے۔ جنکو ویسی ہی مدد کی ضرورت ہوگی

تھوڑا عرصہ بعد وہ بیمار ہو گیا۔ اور مرض کے دوران میں اُس کو پھر مزدوروں کا خیال آیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ مزدوروں کے واسطے ملجا و ماوے بنائے۔ اور اس نے میرے سامنے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ آپ اس مکان کی تعمیر میں اُس کی مدد کریں۔"

مصنف کو یہ تجویز بہت ہی عمدہ معلوم ہوئی۔ اس نے حتی الامکان اس کے واسطے سب کچھ کرنا منظور کیا۔ لیکن جب ان لوگوں سے درخواست کی گئی۔ جن سے اس کارِ خیر میں بہت کچھ چندہ ملنے کی امید تھی۔ وہ بہت سرد مہری سے پیش آئے۔ اور ان کی مخالفت کے مقابلہ میں مزدوروں کے ملجا و ماوے کا قایم ہونا ناممکن نظر آنے لگا۔ جن لوگوں نے چندہ نہ دیا انہوں نے بہت سے عذر کئے مثلاً مزدور نہایت فضول خرچ ہیں وہ جو کماتے ہیں اڑا دیتے ہیں وہ بیہودگی شامپین اور طرح طرح کی اور شرابوں پر اپنا روپیہ صرف کر دیتے ہیں۔ اگر وہ خندقوں میں مرتے ہیں تو یہ ان کا اپنا قصور ہے اگر وہ چاہتے تو آسائش کے سامان مہیا کر سکتے تھے۔ اِن کی پیرانہ سالی میں دوسرے لوگ ان کے واسطے کیوں تعمیر کریں۔ اِن کے واسطے غریب خانہ کھلا ہوا ہے اُن کو چاہیئے کہ وہاں جائیں۔ اور اسی طرح کے اور عذر کئے گئے مریض کتے کو مارنے کے واسطے چھڑی تلاش کرنی آسان ہے۔ مجوز شفایاب ہو گیا۔ اور وہ محکمہ کے مزدوروں کے ملجا و ماوے کے لئے چندہ دینا گیا اور یہ تجویز خاک میں مل گئی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جب شیطان مریض ہوا۔ تو اُس کو متقی بننے کا خیال آیا ہے
شیطان صحت یاب ہو گیا۔ تو کہنے لگا میں تو ولی ہوں +

پندرھواں باب

مفید صحت گھر

تہذیب اور شائستگی کی بہترین ضمانت مسکن ہے (بی ڈسرائیلی)

مفلسوں کی زیبائش صفائی ہے (انگریزی ضرب المثل) نیکی بہت دیر تک غلاظت اور میل کچیل کے ساتھ ہرگز نہیں رہتی (کونٹ رمیفورڈ) انسان کے اتنے خادم ہوتے ہیں کہ سب اُس کو نظر نہیں آتے وہ ان لوگوں کو پامال کرتا ہے۔ جو مرض کے موذی سبب اس کا رنگ فق اور زرد ہو جاتا ہے وہ اُس کے دوست بن جاتے ہیں (جارج ہربرٹ)

کہتے ہیں کہ صحت دولت ہے بیشک صحت کے بغیر کتنی ہی دولت ہو کمی ہے ہر ایک شخص جو دماغ خواہ جسم کی محنت سے زندگی بسر کرتا ہے صحت کو نہایت قیمتی چیز خیال کرتا ہے اس کے بغیر زندگی کا کوئی مزا نہیں آتا۔ جس میں انسان کی ساخت کچھ ایسی ہے کہ لذت اور خوشی جسمانی زندگی کا ایک اعلےٰ اصول ہے جس میں انسان کی تمام ترتیب ساخت اور اُس کے ہر ایک حصہ کا فرض اس مقصد کے واسطے بہت ہی مناسب ہے۔

ہر ایک حس کے استعمال سے بہت خوشی ہوتی ہے مثلاً بصارت سماعت ذائقہ لامسہ اور زور لگانے سے خوش ہوتی ہے مثلاً اس سے زیادہ کونسی چیز مسرت بخش ہے کہ آدمی کو اپنی کامل صحت محسوس ہو جیسے وہ صحت جو زندگی کے کاروبار کو مناسب طور پر انجام دینے کا نتیجہ ہے۔ ڈاکٹر ساوتھ

و ڈسمتھ کا قول ہے کہ حفظ نفسانی صرف زندگی کا مقصد ہی نہیں بلکہ زندگی بھی ایک حالت ہے جس سے طویل زندگی ہو سکتی ہے۔ جتنا کوئی شخص زیادہ خوش ہوتا ہے اتنا ہی وہ زیادہ دیر تک زندہ رہتا ہے۔ جتنی اُس کو زیادہ تکلیف پہونچتی ہے اتنی ہی جلدی وہ مرجاتا ہے۔ حظ اور خوشی میں اضافہ کرنا زندگی کو طویل کرنا ہے۔ درد پہونچانا اُس کی میعاد کو کم کرنا ہے"۔

مسرت تندرست آدمی کی زندگی کا ایک اصول ہے درد اور مصیبت اُس کی مستثنیٰ حالتیں ہیں۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ درد بالکل ہی بری چیز ہے یہ ایک مفید تنبیہ ہے یہ ہم کو بتاتی ہے کہ ہم نے کسی قاعدے کو توڑا کسی قانون کی خلاف ورزی کی ہے کسی جسمانی ذمہ واری کی نافرمانی کی ہے یہ ایک ایسا ناصح ہے جو ہم کو اپنی زندگی کی حالت کے سدھارنے کی تیز دیتا ہے یہ زبانِ حال سے کہہ دیتا ہے قدرت کی طرف واپس جاؤ۔ اُس کے قوانین کو مدنظر رکھو اور تم کو خوشی حاصل ہو جائیگی۔ اس طرح گو یہ قول خواہ کتنا ہی متضاد معلوم ہو مگر یہ بالکل درست ہے کہ درد انسان کی جسمانی بہبودی کی ایک شرط ہے جیسا کہ بقول ڈاکٹر ٹامس براؤن زندگی سے متمتع ہونے کے واسطے موت ایک شرط ہے ؎

پس جسمانی خوشی سے بہرہ ور ہونے کے واسطے قدرتی قوانین کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ان قوانین کو معلوم اور مدنظر رکھنے کے واسطے انسان کو عقل عطا کی گئی ہے اگر وہ اس عطیہ سے کام نہیں لیتا اگر وہ اپنی ہستی کے قانون کے مطابق نہیں کرتا تو درد اور مرض اُس کا لازمی نتیجہ ہیں ؎

اگر کوئی شخص بذات خود قوانین قدرت کے خلاف ورزی کرتا ہے تو اُس کو اپنے کیے کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ اگر وہ سست ہے اور اعتدال

سے زیادہ کھاتا ہے تو اُس کی سزا یہ ہے کہ اُس کو وجع المفاصل سوء ہضمی بارعش لاحق ہو جاتا ہے اگر وہ اعتدال سے زیادہ شراب پیتا ہے تو وہ فربہ مگر کمزور ہو جاتا ہے۔ اُس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگتے ہیں اُس کی اشتہا کم ہو جاتی ہے اُس کی توانائی ہو جاتی ہے اس کا جسم بودا ہو جاتا ہے اور وہ بیمار ایسی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے جو مے خوار کے پیچھے لگی رہتی ہیں۔

سوسائٹی کا بھی یہی حال سمجھو۔ اگر یہ ضلعوں کے نکاس کا بندوبست نہ کرے اور بازاروں کو صاف نہ رکھے۔ ہجوم کے ہجوم مکروہ اور ناخوش آئیندہ جھونپڑیوں میں بھر دیئے جائیں جن میں قرب وجوار کی زہریلی ہوا جا سکتی ہے تو بخار شروع ہو جاتا ہے یا ہیضہ یا طاعون پھیل جاتی ہے۔ مرض غلسوں کے تباہ و خستہ حال مکان سے امیروں کے باآسائش مکانات میں پھیل جاتی ہے اور جہاں جاتی ہے موت اور تباہی پھیلا دیتی ہے۔ ایسی حالتوں میں جو مصیبت اور تکلیف ہوتی ہے وہ انسان کی اپنی نیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ان کے روکنے کے واسطے جو علم ضروری ہے وہ سب کو حاصل ہوتا ہے۔

جب بہت سے آدمی اکٹھے رہتے ہوں تو کمرہ ہوائی زہریلی ہو جاتا ہے۔ حتے کہ اس کے دائمی تغیر اور تازگی کے واسطے انتظام کیا جائے۔ اگر ہوا کی آمد و رفت کا مناسب انتظام نہیں۔ ہوا میں کاربانگ ایسڈ گیس جو زیادہ تر تنفس کا نتیجہ ہوتی ہے بھر جاتی ہے جو کچھ جسم خارج کیا کرتا ہے اگر وہ پھر پھیپھڑوں کے ذریعے داخل کیا جاوے تو جسم کے واسطے زہر ہو جاتا ہے بہ ایں وجہ پاک و صاف ہوا کی بہت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ غذا کی کمی صاف ہوا کی کمی سے بہت ہی کم نقصان پہنچانے والی ہو۔ ہر ایک شخص کو جس کی عمر چودہ سال سے متجاوز ہے چوبیس گھنٹوں میں چھ سو مکعب فٹ ہوا کی

ضرورت ہے۔ یعنے اگر آدمی اِس سے کم ضخامت کے کمرے میں سوئے تو اُس کو
کم و بیش تکلیف ہوگی۔ اور بتدریج اِس کا سانس بند ہونے لگیگا +

شیشے کا ایک مرتبان لو اور اُس میں ایک چوہا بند کردو یہ بتدریج
اپنے سانس کو پھر اندر لیجانے سے مرجائیگا۔ آدمی کو کسی بند جگہ میں بند کردو
اور وہ بھی اسی طرح مرجائیگا۔ انگریز سپاہی کلکتہ کے بلیک ہول یعنے کلبۂ تنگ
و تاریک میں اس واسطے مرگئے تھے کہ اُن کو پاک و صاف ہوا نہ ملی۔ اِس طرح
صنعت و حرفت کے بعض قصبوں میں جتنے بچے پیدا ہوتے ہیں وہ پانچ سال
کی عمر سے پیشتر مرجاتے ہیں۔ اِس کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کو پاک و صاف
ہوا نہیں ملتی۔ ہم بولٹ نے ایک ملاح کا ذکر کیا ہے جو جہاز کی ایک بند کوٹھری میں
مررہا ہے اس کے رفیق اس کوٹھری سے اُس کو کھلی ہوا میں لے گئے بجائے
مرنے کے اس نے ہوش سنبھالی اور آخر وہ شفایاب ہوگیا پاک و صاف ہوا
اس کے واسطے بہت ہی مفید ثابت ہوئی +

ہوا نوں کی حالت میں ناپاک ہوا میں دم لینے کا عام نتیجہ بخار ہے۔
ڈاکٹر ساؤتھ وڈ سمتھ کا قول ہے کہ زیادہ سے زیادہ ٹیکس جو کسی شہر کے
لوگوں کو دینا پڑتا ہے بخار کا ٹیکس ہے اندازہ کیا گیا ہے کہ لیورپول میں ہر سال
قریبًا سات ہزار آدمی بخار میں مبتلا ہوتے ہیں جن میں سے پانچہزار مرجاتے
ہیں۔ بخار عمومًا بیس اور تیس سال کی عمر کے مابین لاحق ہوتا ہے اور بالخصوص
ایسے لوگوں کو جو کمائی کرکے بڑے بڑے کنبوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ یہی وجہ ہے
کہ صنعت و حرفت کے بڑے بڑے قصبوں میں بخار کا بہت بھاری ٹیکس ہوتا ہے
یعنے بہت سے آدمی اس مرض سے مرجاتے ہیں اور ان کی مستورات بیوہ اور
بچے یتیم رہ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر ملے نیبھر نے اس سوال پر احتیاط سے غور کرنے

کے بعد رائے دی ہے کہ لنکا شائر کی کوٹھی میں قابل علاج امراض اور موت سے کم از کم پچاس لاکھ پونڈ سالانہ کا نقصان ہوتا ہے مگر یہ مال و جان کا ہی نقصان ہے اخلاقی نقصان اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے ؂

اب غریب خوش دہقان اور حلیم گڈریئے جنکا قدیم انگریز شاعروں نے ذکر کیا ہے کہاں ہیں زمانہ حال کے سٹریفن اور اُس کی بیوی مفلس بہت ہی مفلس ہیں وہ جھونپڑی میں رہتے ہیں اور مع اپنے بچوں کے بارہ یا پندرہ شلنگ ہفتہ وار پر گذارہ کرتے ہیں۔ بہاں ندی کے پاس بیٹھکر بنسری بجانے یا پائپ پینے کی استطاعت نہیں رکھتا اُس کو بہت دیر تک محنت کرنی پڑتی ہے اور اجرت بہت کم ملتی ہے۔ غرض گڈریئے اور دہقان کی حالت اچھی نہیں ؂

فائینیس فلیچر نے گڈریئے کے مسکن کے متعلق ذیل کے ابیات منظوم کئے ہیں۔ گڈریا نہایت خوش و خرم زندگی بسر کرتا ہے دربار میں وہ خوشی نصیب نہیں ہوتی۔ جو اُس کی پشت جھونپڑی میں ملتی ہے۔ جب وہ اپنے چھوٹے سے دروازے کو بند کر دیتا ہے تو مغرور دولت بمع اپنی سفارت اور چاپلوسی کے باہر رہ جاتی ہے اُس کو غداری کا اندیشہ بے چین نہیں کرتا وہ تمام دن گاتا ہوا اپنے ریوڑوں کو چرانا پھرتا ہے وہ خود اتنا ہی معصوم ہے جیساکہ اُس کی سادہ بھیڑیں۔ اُس کی زندگی جو اُس کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ ہزارہا خوشیوں اور قناعت سے پر ہے وہ میدان کا درختوں کے سایہ میں۔ - - - - - - - - - - -

آرام کرتا ہے حتے کہ دوپہر کی تمازت ختم ہو جاتی ہے اُس کی زندگی نہ تو دنیا کے تکلیف دہ کاموں میں صرف ہوتی ہے نہ کاہلی میں وہ اپنے خدا کو خوش رکھتا

ہے۔ اور خود خوش رہتا ہے۔ اور اُس کو خداوند طرح طرح کی نعمتیں اور برکتیں عطا کرتا ہے +

یہ حلیم گدڑیا کہاں گیا۔ کیا سوت کاتنے اور کپڑا بننے کی کلوں نے اِس کو نگل لیا ہے افسوس جیسا کہ مسٹر ہیرس نے کہا تھا۔ ایسا کوئی شخص نہیں کہ وہ کبھی دنیا میں آیا بھی تھا۔ ہم کو شک ہے کہ اِس قسم کا کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ شاعروں نے اپنے دل سے گھڑ لیا ہے +

ریلوں اور حفظانِ صحت کے سلسلوں کے زمانہ سے پیشتر گدڑیوں کی زندگی کا افسانہ بہت مشہور تھا۔ مگر جن لوگوں نے مردم شماری کے حالات دریافت کئے ہیں انہوں نے اِس کو ایک محض فسانہ قرار دیا ہے۔ زراعتی مزدوروں کے عمدہ گھر نہیں ہوتے۔ بلکہ اُن کی خراب اور خستہ حال جھونپڑیاں ہوتی ہیں۔ اُن کے پاس صفائی اور نفاست کی چند ہی چیزیں ہوتی ہیں۔ بڑے سے بڑے کنبہ کے پاس سونے اور رہنے کے واسطے صرف دو کمرے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات صرف ایک ہی کمرہ ہوتا ہے۔ دن کے رہنے کے کمرہ میں کنبہ کے علاوہ کھانے پکانے کے برتن دھونے کے آلات زراعت کے آلات اور میلے کچیلے کپڑے دھرے رہتے ہیں سونے کے کمرے میں والدین اور بچے لڑکے اور لڑکیاں بلا تمیز مل جل کر رہتے ہیں اور بعض اوقات کوئی مہمان یا کرایہ دار بھی اسی کمرہ میں سوتا ہے جس کی بالعموم کوئی کھڑکی نہیں ہوتی چھت کے روزنوں سے روشنی آتی ہے اور اُن کی ٹپکتی چھت برسات وغیرہ کی حالت میں کنبہ کو سخت تنگ کرتی ہے۔ خاوند کو گھر میں آرام نہیں مل سکتا۔ وہ کلال خانہ میں چلا جاتا ہے لڑکے تنہائی اور خود ضبطی کا نام تک نہیں جانتے۔ بیویوں اور بیٹیوں کی بہت بری حالت

ہوتی ہے۔

دیہاتی معاشرت پیدا ہونا تو یقیناً زیادہ قابل تحسین ہوتی۔ کیونکہ یہیں
کی حالت دیہات کے دور دراز حصوں تک نہیں پہنچی۔ لیکن اکثر دیکھا
جاتا ہے کہ بعض معاملات میں ان پر حادثات اثر کر دیتے ہیں کہ وہ گداگروں اور
تباہ و خستہ حال لوگوں کا بھاری بوجھ بن جاتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے اُن
کی ایک کمیٹی کے سامنے بیان کیا میں نے چھبیس یا ستائیس جھونپڑیاں گرا دی ہیں
کہ اگر وہ کھڑی رہنے دیجاتیں تو ان میں بہت سے ایسے نوجوان جنکی شادی
ہو چکی ہے بمعہ اپنی پیداوار کے آباد ہو جاتے۔ جب لوگوں کو گھروں سے نکال
دیا جاتا ہے ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ وہ ان جھونپڑیوں میں چلے جاتے ہیں
جو کھڑی رہنے دیجاتی ہیں بشرطیکہ ان کے مالک اجازت دیں۔ یا وہ جوق
در جوق غریب خانوں میں چلے جاتے ہیں۔ بالعموم وہ شہروں میں چلے
جاتے ہیں۔ جہاں ان کے اور ان کے بچوں کے واسطے ملازمت کی کچھ امید ہے

ہمارے صنعتی شہر ویسے نہیں جیسا کہ ان کو رکھنا چاہیئے۔ وہ کافی
صاف سفید صحت اور باقاعدہ نہیں ہیں۔ لیکن دیہات کے مزدور شہروں
کی مصیبت کو دیہاتی اضلاع کی نہایت سخت مصیبت پر بھی ترجیح دیتے ہیں
اور ہر سال وہ گھر اور ملازمت کی تلاش میں صنعت و حرفت کے شہروں
میں جوق در جوق آرہے ہیں۔ اس مختصر بیان سے ہمارے ملک کے دہقانوں
کی جنپر ہمکو ناز ہے واقعی حالت ہو سکتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ دیہاتی مزدوروں کی دماغی حالت اُن کی جسمانی
حالت کے مساوی ہے۔ جو لوگ مغربی اضلاع میں رہتے ہیں وہ لنڈن کے
مشرقی حصے کے غرباء کی طرح بہت کم مہذب ہیں۔ ہیئر فورڈ کونٹی کے پادری

کی رپورٹ میں لکھا ہے ہمارے علاقوں میں گذشتہ قرنوں کا توہم بہت کچھ پایا
جاتا ہے منحوس اور مسعود دنوں اور مہینوں کو اکثر دیکھا جاتا ہے چاند کی مختلف
ہیئتوں کی بہت تعظیم کی جاتی ہے چاند کی ایک خاص ہیئت کے وقت دوائی پینی
چاہیے - اور ایک ہیئت میں شہد پیدا کرنا چاہیے - بہت سے گھروں کے دروازوں پر
درختوں کی شاخیں حسب ہمیشہ آویزاں رکھی جاتی ہیں اور اصطبلوں کے
دروازوں پر گھوڑے کی نعل کی شکل بنی ہوئی ہے - تعویذ اور منتر پر پورا پورا
اعتقاد ہے اگر شلنگ کی انگشتری بنا کر دعا کے وقت کسی کے ہاتھ میں دے دیا جائے
تو وہ غشی کے واسطے پورا پورا علاج ہے اگر گدھے کی گردن سے بال اکھاڑ
کر ان کی ایک تھیلی بنا لی جائے اور اس کو بچے کے گلے میں ڈال دیا جائے تو بچے
کو کبھی غشی نہیں آتی - شہد کی مکھی سے تمام خاندان کے لوگ ڈرتے ہیں یہاں
تک بھی اس سے لوگ خوف کھاتے ہیں اگر کوئی بدکار آدمی بیمار ہو کر مر جائے
تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی روح دیکھی یا اس کا کوئی اور شگون
دیکھا - اس کے علاوہ یہ رسم بھی ہے کہ شہد کی مکھیوں کے چھتوں کے پاس
جا کر یہ خبر سناتے ہیں کہ فلاں شخص مر گیا کیونکہ ان کا یہ خیال ہے کہ اگر ایسا نہ
کیا جائے تو وہ اپنے مالک کو چھوڑ کر چلی جاتی ہیں *

مسٹر سمتھ نے کہا ہے کہ انگلینڈ میں تمام قوموں میں سے کہ جو بہت مہذب بھی
خستہ حالوں کی طرح زندگی بسر کرتی تھیں یہ قول یوں تو درست ہے مگر شائستہ
نہیں اگر گذشتہ زمانے میں موجودہ زمانے کی طرح حفظان صحت کی رپورٹیں
لکھنے والے موجود ہوتے - تو ہم قدیم زمانے کے انگریز دہقانوں اور کاریگروں
کی واقعی زندگی اور مکانات کی حالت معلوم ہو جاتی جو اس سے بالکل مختلف
تھے جس کا نقشہ فلیچر کی نظم میں ذکر ہے - آجکل کے مسٹر سیکس نے اور

نارمن بادشاہوں کے عہد حکومت کے سوسالہ سے زیادہ آسائش دہ مکانات
میں رہتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ گو اب زراعتی مزدوروں کی حالت خراب ہے
مگر ان کے آباؤ اجداد کی حالت بھی بہتر نہ تھی +

آدمی کو محض حیوانی زندگی سے بہتر کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ
اس کے واسطے ایک مفید صحت مکان مہیا کیا جائے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو
دنیا کے واسطے گھر ہی بہترین سکول ہے بچے اس میں پختہ عمر کے مرد اور عورت
بن جاتے ہیں۔ ان کے دلپر وہاں بھی بہتر یا بدتر اخلاق کا اثر ہوتا ہے اور وہاں
ان کے اخلاق اور سمجھ کی زیادہ تر اچھی یا بری تربیت ہوتی ہے انسان
واقعی اور حقیقی معنوں میں گھر میں ہی انسانیت اور تہذیب سیکھ سکتا ہے
عمدہ گھر میں خانگی تقدس اور اخلاقی زندگی اور خراب گھر میں افراد اخلاقی
لحاظ سے ناپاک اور مردہ ہو جاتے ہیں +

استاد بچوں کی خصلت کی بنیاد رکھنے میں بہت کم حصہ لیتا ہے اخلاق
کی بنیاد گھر میں والدین بھائی بہنیں اور رفیق ڈالتے ہیں سکولوں کی
تعلیم خواہ کتنی ہی مکمل ہو کچھ کام کی نہیں ممکن ہے کہ وہاں تمام علوم
سکھائے جاتے ہیں تاہم اگر طالب علم کو ہر روز ایک ایسے گھر میں جانا پڑتا ہے
جو ناشائستہ مخرب اخلاق اور ردی ہے اس کا تمام علم کسی مصرف کا نہیں خصلت
اور مزاج خانگی تربیت کا نتیجہ ہیں اور اگر یہ جسمانی یا اخلاقی برائیوں کی وجہ سے
سست اور تباہ ہو جائیں تو سکول کی دماغی تعلیم کا مضر اثر ہوگا اور اس سے
بہتری کی کسی طرح توقع نہیں ہو سکتی +

گھر اور مستورات کا تعلق

گھر کو محض کھانے اور سونے کی جگہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ ایک ایسی جگہ

جہاں خود تنظیمی قایم رہ سکتی ہے۔ اور آسائش اور خانگی خوشیوں سے لطف اُٹھا سکتے ہیں۔ اِن بدکاریوں کا بیج چوتھائی حصہ جو سوسائٹی کے واسطے شرناک ہیں اور جن سے طرح طرح کے جرائم سرزد ہوتے ہیں۔ خود تنظیمی کے اثر کے سامنے معدوم ہو جاتا ہے گھر میں اہل خانہ کو اسی صورت میں خوشی اور فایدہ ہو سکتا ہے اور بالخصوص بچوں کے اخلاق و عادات پر اس صورت میں عمدہ اثر پڑ سکتا ہے۔ جب اس میں آسائش صفائی اور اہل خانہ میں محبت اور سمجھ ہو یہ صورت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے۔ جبکہ گھر میں باسلیقہ منتظم اور تعلیم یافتہ عورت موجود ہو عورت پر انہی باتوں کا دار و مدار ہے کہ ہم گھر کی خوشی یا ناخوشی کو عورت کا کام قرار دے سکتے ہیں تاوقتیکہ قوم کے گھروں میں اصلاح نہ کی جائے۔ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور گھروں میں صرف عورت کی وساطت سے ہی اصلاح ہو سکتی ہے ان کے واسطے یہ جاننا ضروری ہے کہ گھر کس طرح آسائش دہ بنائے جا سکتے ہیں اور ان کو اس بات کا علم جب ہی ہو سکتا ہے۔ جب کہ اُن کو تعلیم دی جائے۔

پس مستورات واقعی زندگی کے فرائض انجام دینے کے لایق اسی صورت میں ہو سکتی ہیں۔ کہ ان کی کافی تربیت کی جائے شروع سے لیکر اخیر تک اِن کی تعلیم اس خیال سے کی جانی چاہئے۔ کہ وہ آئندہ کو بیویاں مائیں یا گھر کی منتظم بنیں گی۔ مگر تمام طبقوں بلکہ نہایت اعلےٰ جماعتوں میں بھی لڑکیوں کو شاذ و نادر ہی اس غرض سے تعلیم دلائی جاتی ہے۔ جو لوگ مزدوری کرتے ہیں وہ اپنی لڑکیوں کو کام کرنے کے واسطے بھیجدیتے ہیں اعلےٰ جماعتوں میں ان کو چند ظاہری شائستگی کی باتیں سیکھنے کے واسطے بھیجدیا جاتا ہے اور مردوں میں بعض اوقات قوت فیصلہ بالکل نہیں ہوتی

اسی طرح سے انگلستان کی آئندہ بیویاں اور مائیں منتخب کرتے ہیں ۔
خود مرد بھی مستورات کی تعلیم اور تادیب کرنے کی لیاقت کو زیادہ وقعت
نہیں دیتے اور ان کو یہ باتیں اس وقت تحقیق معلوم ہوتی ہیں جب ان
کے گھر میں حماقت اور بے لطفی پائی جاتی ہے مرد چنچل آنکھوں گلابی
رخسار اور خوبصورت شکل کو دیکھکر مفتون ہو جاتے ہیں اور جب وہ کسی
کے دام محبت میں گرفتار ہوتے ہیں ۔ تو ان کو یہ کبھی خیال آتا ۔ کہ ان کی معشوقہ
قمیص کی مرمت اور عمدہ عمدہ کھانے اور مٹھائیاں تیار کرسکتی ہے یا نہیں لیکن
جب عقد نکاح ہو چکتا ہے تو نہایت رنگیلا اور عاشق مزاج خاوند بھی خیالی
خوشیوں سے دست بردار ہو جاتا ہے اور جب اس کو بہت جلد معلوم ہو جاتا
ہے کہ جس عورت کے ہاتھوں میں چالاکی اور صفائی ہو وہ اس عورت سے
بدرجہا بہتر ہے جس کی آنکھیں شوخ اور فتنہ خیز ہوں ۔ اگر بیوی میں قمیص
اور کھانے وغیرہ تیار کرنے کی قابلیت نہیں تو مرد اور عورت ہمیشہ ناخوش
رہتے ہیں اور ان کی حالت بہت افسوسناک ہوتی ہے ۔ اگر گھر میں واقعی جسمانی
آسائش نہ ہو تو آدمی اس سے بہت جلد نفرت کرنے لگتا ہے اور بیوی کی
شکل وصورت خواہ کتنی ہی اچھی ہو اس کی طرف سے لاپرواہی اور غفلت
کی جاتی ہے اور نااتفاقیاں پیدا ہو کر ان ہستیوں کو جن کو قانون اور مذہب
نے پیوستہ کر دیا ہے جدائی ڈال دیتا ہے ۔

فی الحقیقت مرد گھر کے کاروبار سے بالکل جاہل ہوتے ہیں اگر وہ
ان کو وقعت کی نظر سے دیکھتے تو وہ قبل از وقت گھر نہ بساتے ۔ جاہل آدمی
اپنے جیسی جاہل بیوی منتخب کرتے ہیں اور یہ دنیا میں بہت سے بچے لاتے
ہیں ۔ جنکو معقول اور عمدہ طریقے سے تربیت کرنے کی ان میں بالکل قابلیت

نہیں ہوتی۔ گھر گھر نہیں ہوتا۔ بلکہ محض ایک جائے رہائش اور اسمیں بھی اکثر
بہت بدمزگی ہوتی ہے ہم محض مفلس مزدوروں کا ذکر نہیں کرتے۔ بلکہ بڑے
بڑے صنعتی شہروں کے معقول اجرت پانے والے کاریگروں کا بھی یہی حال
ہے جو لگ بھگ دو سے تین پونڈ ہفتہ وار تک کماتے ہیں یعنے جن کی آمدنی
پادریوں اور چھوٹے منشیوں کے برابر ہوتی ہے۔ گو وہ شراب پر بہت
سا روپیہ کر دیتے ہیں وہ اپنے اور اپنے بچوں کے لیے نفیس گھر بنانے
پر ایک روپیہ بھی صرف نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ اپنے اور اپنے
کنبوں کو ذلیل کر دیتے ہیں وہ غلیظ مقامات میں اور ایسے مکانات میں جن میں
صحت یا نفاست بالکل نہیں ہوتی۔ جوق در جوق رہتے ہیں۔ جہاں ان کو
بمقابلہ جگہ کے زیادہ کرایہ دینا پڑتا ہے اس کے نتائج اٹل ہیں یعنے خود تعلیمی
سمجھ معدوم جسمانی صحت عنقا اور قبل از وقت موت سے رحلت کر جاتے ہیں
اگر ایک عالی دماغ فلاسفر کو بھی ایسی جگہ میں رکھا جائے تو وہ بتدریج وحشی
بن جائے گا +

لیکن کم کرایہ دینے سے ان کو جو روپیہ بچتا ہے اُس کو کفایت شعاری
نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ اکارت جاتا ہے خراب اور مضر صحت مکانات
میں رہنے سے وہ اکثر مریض ہو جاتے ہیں اور کام نہیں کر سکتے اور سیونگس
بنک سے اپنا جمع کرایا ہوا روپیہ یا انجمن خیرات سے مدد لیتے ہیں اور آخر
کار ان کو بالکل خیرات پر گذارہ کرنا پڑتا ہے گو میانہ اور اعلےٰ جماعتوں
کے لوگوں کو بھی بہت نقصان ہوتا ہے مگر خود مزدوروں کو اپنے کنبوں
کے واسطے عمدہ اور آسایش دہ مکانات مہیا نہ کرنے سے بہت ہی نقصان
ہوتا ہے اگر ہم یہ کہیں تو شاید مبالغہ نہ ہو گا۔ کہ بڑے شہروں میں

خیراتی انجمنیں جو روپیہ صرف کرتی ہیں وہ صرف مضرِ صحت اور خراب گھروں میں رہنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔

مگر اس سے بھی ایک بدتر نتیجہ ہے اگر جسمانی صحت اچھی نہ رہے تو نشے خوری کی عادت ہو جاتی ہے۔ مسٹر جینڈ وک نے ایک دفعہ ایک بھدّے مزدور کو ملامت کی کہ تم اپنی نصف کمائی وسکی شراب پینے پر کیوں خرچ کر دیتے ہو۔ اس نے جواب دیا جناب آپ یہاں سکونت اختیار کریں اور آپ بھی وسکی پینے لگیں گے۔ مسٹر بہیہ کا قول ہے کہ میری اس بات سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ ناقص حفظانِ صحت سے ہی نشے کی عادت ہو جاتی ہے مگر جس شخص کو میرے جیسا تجربہ ہو گا۔ وہ یہ ضرور نتیجہ نکالے گا کہ مضرِ صحت اور غلیظ مکان اور ایسے گھر جہاں خوشی نصیب نہیں ہوتی۔ جہاں چستی اور چالاکی اور محنت کرنے کی قوت معدوم ہو جاتی ہے اور جہاں فی الحقیقت کوئی قابو نہیں رہ سکتا ہزارہا لوگوں کو رنج و غم سے نجات پانے کے لیے اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ وہ نشیلی اور مضر جڑی بوٹیاں اور مختلف قسم کی شرابیں پییں۔ ان کی مثال ان ملاحوں کی طرح ہے جو کچھ وقت تک مصیبتوں کا مقابلہ کرتے ہیں مگر آخر یہ دیکھ کر کہ بچنے کی کوئی امید نہیں وہ شراب پی کر بیہوش اور سمندر میں ہلاک ہو جاتے ہیں شاید اس کے جواب میں بطور عذر یہ کہا جائے۔ کہ مزدوروں کو لازمی طور پر ایسے مقامات میں رہنا چاہیے جو ان کو مل سکتے ہیں باوجود کرایہ دینے کے وہ خراب اور مضرِ صحت ہوں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ جس قسم کی چیز کی مانگ ہوتی ہے اسی قسم کی چیز تیار ہو جاتی ہے۔ آجکل جو مکانات ملتے ہیں وہ اس واسطے بنائے جاتے ہیں کہ بوجہ کم کرایہ کے ان کی مانگ بہت ہے اگر مزدور خراب

مقامات اور کم کرایہ مکانات سے اجتناب کرتے اور صرف ایسے مکانات کرایہ پر لیتے جنکو مفید صحت اور ستھرے گھر بنایا جا سکتا تو مالکان مکان ایسے گھر تیار کرتے جو صاف ستھرے اور صحت کے واسطے مفید ہوتے اور ان میں ہر طرح کی آسایش اور فراخی ہوتی اس کا اصلی علاج خود مزدوروں کے ہاتھ میں ہے اگر وہ زیادہ کرایہ دینے پر آمادہ ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مکانات میں اصلاح نہ ہو۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ کارخانوں کے مالکوں نے اپنے مزدوروں کو عمدہ مکانات مہیا کرنے میں بہت مستعدی ظاہر کی ہے اور مفلسوں کے ہمدردوں مثلاً مسٹر پی باڈی اور لیڈی برڈٹ کوٹس نے مفید صحت گھر بنانے کو بہت کچھ تحریک دی ہے مگر عمدہ نتیجہ اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب مزدور پیشہ لوگ خود مستعدی کریں اور ایسے مکانات میں رہنا پسند کریں جو صحت بخش مکان پر واقعہ ہوں اور مضر صحت مقام میں اگر اچھے سے اچھے گھر بھی ملیں تو انمیں رہنا ہرگز پسند نہ کریں کرایہ میں ہفتہ وار چھ پنس کا فرق ہوتا ہے ان کو صحت کے فواید معلوم نہیں ہوتے وہ مضر صحت مکانات اس واسطے لے لیتے ہیں کہ وہ نہایت ارزاں ہوتے ہیں لیکن وہ روپیہ جو مریض کو دوا اور ڈاکٹر کا بل اور اجرت کے نقصان وغیرہ میں ضایع کرنا پڑتا ہے اس روپے سے جو ارزاں کرایہ کی وجہ سے پس انداز کیا جاتا ہے بہت زیادہ ہوتا ہے اور پھر طرہ یہ کہ بے چینی اور قلق اور غم اس قدر ہوتا ہے کہ معرض تحریر میں نہیں آ سکتا۔ اور صفائی کا نام نشان نہیں ہوتا۔ اور گندے مکانات کی ناپاک ہوا میں سانس لیتے لیتے دماغ پراگندہ ہو جاتا ہے۔

مفید صحت مکان بنانے کے لیے تقریباً اتنا ہی روپیہ صرف ہوتا ہے
جتنا کہ مضر صحت مکان تعمیر کرنے کے لیے البتہ تعمیر کرنے والوں کو یہ جاننا ضروری
ہے کہ حفظان صحت کی کونسی باتیں ہیں اور وہ کافی جگہ مہیا کرنے کے واسطے
رضامند ہونا چاہیے۔ دونوں حالتوں میں اتنی ہی زمین ضروری ہوتی ہے چونے
اور اینٹوں کی مقدار بھی مساوی ہوتی ہے اور صاف ہوا کی قیمت ناپاک
ہوا کے برابر ہوتی ہے روشنی پر کچھ صرف نہیں ہوتا۔

مفید صحت گھر جس کی منتظم ایک کفایت شعار اور نفاست پسند عورت
ہو۔ آسائش نیکی اور خوشی کا مسکن ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ خانگی زندگی میں
یہ ہر ایک اعلیٰ رشتے کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہو۔ مرد اس خیال سے اس سے
محبت کریگا۔ کہ اس میں اس کی بیوی اور اس کے بچوں اور اس کے ہمسایوں
کی محبت آمیز آوازیں سنائی دیں گی۔ اس قسم کا گھر ایک معمولی مکان نہ ہوگا
بلکہ وہاں نوجوان تربیت پائیں گے۔ دلکو مقدس خوشی ہوگی۔ دنیا کی آفتوں سے
امن حاصل ہوگا۔ محنت کے بعد آرام رنج میں تسکین کامیابی کے وقت فخر اور
تمام اوقات میں خوشی حاصل ہو سکی گی۔

علم حفظان صحت کے مسائل اور اصولوں کی اشاعت دینے کی بہت کوشش
کی گئی ہے۔ اس علم میں کوئی مخفی اور پراسرار بات نہیں ورنہ کتابوں میں
اس کی تعلیم دینے کے واسطے پروفیسر ہونے اور عوام میں پھیلانے کیواسطے
بھی بعض خاص پیشہ ور لوگ مقرر کئے جاتے۔ گو یہ علم بہت ہی مفید ہے مگر اس
اہمیت چند سالوں سے ہی عام طور پر تسلیم کی گئی ہے۔ اور اسے کسی ڈاکٹر کی
کوشش سے نہیں بلکہ ایک بیرسٹر نے پارلیمنٹ کے ذریعہ سے ضروری ایکٹوں
میں اس کو داخل کرا دیا۔

ایڈون چیڈوک کی ہمعصروں نے وہ قدر نہیں کی جس کا وہ مستحق تھا گو اس نے اپنے قرن میں بہت سے اور لوگوں کی نسبت کامیاب اور مستقل طور پر محنت کرنے والا تھا۔ اس کا ان قوانین پر جو اس کے زمانہ میں بنائے گئے۔ بہت اثر ہوا۔ غالباً وہ پارلیمنٹ کے اخیر درجہ کے مقرروں کی نسبت کم مشہور ہے +

مسٹر چیڈوک لنکا شائر کے ایک خاندان کا ممبر ہے اور وہ مانچسٹر میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے زیادہ تر تعلیم لنڈن میں پائی۔ چونکہ اس نے قانون کو اپنا پیشہ منتخب کیا تھا۔ وہ چھبیس سال کی عمر میں انرٹیمپل یعنی انگلستان کے قانونی کالج میں داخل ہو گیا۔ وہاں وہ قانونی تعلیم پاتا رہا۔ اور روزانہ اخبار کی نامہ نگاری کرکے معاش پیدا کرتا رہا۔ وہ اسقدر عالم فاضل نہ تھا۔ مگر وہ دقیقہ رس اور مستقل مزاج آدمی تھا۔ وہ کسی مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے خواہ وہ کیسا ہی مشکل اور دشوار ہو بے حد محنت کرنے کے واسطے تیار تھا +

زندگی کے ابتدائی حصے میں ایڈون چیڈوک کے دل پر ایک خیال مسلط ہو گیا۔ اگر کوئی خیال دل پر مسلط ہو جائے۔ اور اس کا مدعا اور مقصد مفید ہو تو بہت ہی بڑی بات ہے یہ انسان کی تمام زندگی کی بنیاد ڈال دیتا ہے یہ خیال کوئی نیا خیال نہ تھا۔ لیکن چونکہ یہ ایک سنجیدہ مستقل مزاج مستعد اور محنتی آدمی کے دل آیا تھا۔ اس کے عملی طور پر پورا ہونے کی کچھ امید تھی۔ یہ خیال حفظان صحت کے متعلق تھا۔ جو تحریک حفظان صحت کا پیش خیمہ ثابت ہوا +

اب ہم مختصر طور پر یہ بیان کرتے ہیں کہ اس خیال کو عملی طور پر پورا کرنے کے لئے اس نے کیا طریقہ اختیار کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے ایک ملازم مسٹر ... نامی نے پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی کے سامنے بیان کیا۔

تھا کہ گو میانی جماعتوں کی حالت میں اصلاح ہو گئی ہے۔ مگر اُن کی زندگی کی اوسط نہیں بڑھی یہ بات ہمارے طالب علم کے خیال کے بالکل مخالف تھی اُس نے محاسب کی غلطی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس مطلب کے واسطے اس نے شمار و اعداد کے بہت سے کاغذات گورنمنٹ رپورٹیں محکمے نقشے اور آبادی کی فہرستیں چھان ماریں۔ اُس نے اخبار و رسائل کا غذات پڑھے۔ اور بے شمار غیر متوقع طریقوں سے ایسے امور واقعی اور نظیریں جمع کیں جن کے ذریعے اس کے خیال کی توضیح ہو سکے۔ اور لوگ اس کے اعلےٰ خیال کو بخوبی سمجھ سکیں۔

اس کی تحقیقات کا نتیجہ اپریل سنہ کے شمار کے اخبار ..... منسٹر ریویو میں شائع ہوا۔ مسٹر چیڈوک نے بے شمار امور اور دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ انسان کی صحت پر اس کے گرد و پیش کی حالات کا ضرور اثر ہوتا ہے کہ اگر ان حالات میں اصلاح کر دی جائے تو صحت میں بھی اصلاح ہو جائیگی یہ کہ بہت سی امراض اور حالات جو انسانی زندگی کے واسطے مضر ہیں انسان کے اختیار میں ہیں اور رفع ہو سکتی ہیں۔ یہ کہ چھاپ کا ٹیکا لگانے کے واسطے اور اسفلے جماعتوں کے لوگوں میں مے خواری کو کم کرنے اور بازاروں اور مکانات کو بہتر طور پر تعمیر کرنے صفائی کی عادات کے بڑھانے اور طبی تعلیم کی اصلاح سے جہاں تک تجربہ اور طبابت سے معلوم ہو سکتا ہے۔ زندگی دراز ہو جاتی ہے اس امر کو اس نے بے شمار معتبر اور مستند شرحیں پیش کر کے ثابت کیا بالعزم مسٹر مارگن کی غلطی ثابت ہو گئی۔ اعلےٰ طبقوں میں جیسا کہ عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے زندگی کی توقع جس سے مراد زندگی کی اوسط ہے جلد جلد ترقی کر رہی ہے۔ بلکہ پہلے کچھ ترقی کر چکی ہے ایڈون چیڈوک

کہ اس سوال پر بحث کرنے سے پیشتر اس کی کامل طور پر کبھی تشریح نہ ہوئی تھی۔

مسٹر چیڈوک نے لنڈن ریویو مطبوعہ ۱۸۲۹ء میں انسدادی پولیس پر ایک آرٹیکل لکھا۔ جس کو جرمی بنتھم نے بعمر ۸۰ سال پڑھا اور اس کو ایسا پسند کیا۔ کہ اس نے مضمون نگار سے تعارف کرائے جانے کی درخواست کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں دوستی پیدا ہو گئی جس میں ۱۸۳۲ء میں فلاسفر مذکور کی وفات تک کسی طرح فرق نہ آیا۔ مسٹر بنتھم جو انگلستان کا ایک مشہور فلاسفر تھا ۱۸۳۲ء میں رحلت کر گیا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ اس کا نوجوان دوست اپنا تمام وقت انتظامی ضابطے کی تیاری میں مدد دینے پر صرف کر دے اور اس نے کہا کہ اگر تم میری شرط منظور کرو تو میں تمہارے روزگار کا خاطر خواہ بندوبست کر دیتا ہوں۔ مگر اس نے یہ شرط منظور نہ کی۔

مسٹر چیڈوک نے اپنی قانونی تعلیم ختم کر لی اور نومبر ۱۸۳۰ء میں اس کو پریکٹس کرنے کی اجازت مل گئی۔ وہ قانون عام کی پریکٹس کرنے کی تیاری کرتا اور گاہے گاہے اخبار ویسٹ منسٹر میں مضامین دیتا رہا کہ ۱۸۳۲ء میں وہ ڈاکٹر ساؤتھ وڈ سمتھ اور مسٹر ٹوکی کے ہمراہ کارخانوں کی محنت کے مسئلہ کی تحقیقات کے واسطے کمشنر مقرر کیا گیا۔ جس کی طرف لارڈ ایشلے اور مسٹر سیڈلر عوام کی بہت توجہ دلا رہے تھے۔ کمشن کی رپورٹ میں حفظان صحت کا خیال پیش کیا گیا۔ جس میں اس امر کا اشارۃً ذکر تھا۔ کہ ناقص نکاس تنگی اور ہوا کے خراب انتظام اور پانی مہیا کرنے کے نقص کی وجہ سے مرض پیدا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مزدوروں کی زندگی کے کم ہونے اور ان کی صحت کے خراب ہونے کا اور باعث بے حد محنت بھی ہے۔ بالعموم یہ تمام امور ایک دوسرے کے ممد ہوتے ہیں۔

اسی سال یعنی ۱۸۳۲ء میں لارڈ گرے کی گورنمنٹ نے انگلستان اور
ویلز کے قانون غربا کی تعمیل کے متعلق ایک کمیشن تحقیقات مقرر کی۔ مسٹر چیڈوک
بھی ان اسسٹنٹ کمشنروں میں سے تھا۔ جو اس مضمون کے بارہ میں شہادت
لینے پر مامور کئے گئے تھے۔ لنڈن اور برکشائر کے اضلاع اس کے حصے
میں آئے۔ آئندہ سال میں اس نے ایک ایسی پر مغز رپورٹ شائع کی جو بطور
نمونہ پیش کی جا سکتی ہے۔ اس میں بہت سے معلومات جداگانہ عنوانوں اور
حصوں میں قابل تعریف طور پر ترتیب دیئے گئے تھے۔ اس میں بہت سے امور
پر روشنی ڈالی گئی تھی اور یہ احتیاط رکھا گیا تھا کہ وہی الفاظ استعمال
کئے جائیں جو گواہوں نے بولے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ بہت ہی دلچسپ بھی
مسٹر چیڈوک کو اس مضمون میں کمال حاصل تھا۔ اس نے بعض ایسے
مشورے دیئے جو عملی طور پر مفید پائے گئے۔ چنانچہ رپورٹ شائع ہونے
کے تھوڑا عرصہ بعد وہ اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ سے چیف کمشنر کے عہدہ پر
سرفراز کیا گیا اور زیادہ تر اسی کی محنت اور کوشش سے مسٹر سینیر نے
۱۸۳۴ء میں ایک رپورٹ پیش کی اور اسی سال میں قانون غربا کا ترمیمی
ایکٹ پاس ہوا جس میں کمشنروں کی درخواستیں اور مشورے باقاعدہ طور
پر درج ہوئے۔ اور ان پر عمل درآمد ہونے لگے۔

اب کسی قسم کی مخالفت کے اندیشے کے بغیر یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ قانون
موجودہ زمانہ کے قوانین میں سے نہایت قیمتی تھا۔ مگر اس کے نفاذ پذیر ہونے
کے بعد کئی سال تک اس کو ہر دلعزیزی حاصل نہ ہوئی۔ مگر مسٹر چیڈوک
کو کامل یقین تھا کہ اس کے بنیادی اصول بالکل درست ہیں اور وہ
ابتدا سے [illegible] کرتا رہا کہ

نے بہت درست کہا ہے کہ ہر دلعزیز ہونا آسان بات ہے مگر ایسا انصاف کرنے کے واسطے جس سے عوام ناراض ہو جائیں۔ ایک دل و گردہ کے آدمی کی ضرورت ہے" ایڈون چیڈوک ایسا شخص تھا جو حق بات کرنے میں کوتاہی نہ کرتا تھا۔ خواہ اس کو ہر دلعزیزی حاصل نہ ہو۔

مسٹر چیڈوک جب قوانین غربا کے متعلق شہادت کی تنقیح کتابوں کو پڑھتا تھا تب بھی اس نے حفظان صحت کے خیال کو فراموش نہ کیا اس کی تمام سلیم الطبع ہی خیال تا چند جانتا ہے اس نے کہا کہ موجودہ آوارہ گردی اور افلاس کا ایک چوتھائی حصہ ان بیماریوں کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے جن کا تدارک ہو سکتا ہے اس نے محنت و مشقت کرنے والے لوگوں اور غربا کی حالت کی کامل تحقیقات کی جس سے اس کو ان کی جسمانی خرابیوں کی پوری پوری واقفیت ہو گئی۔ جو تنوع انسان کو شکار کر رہی ہیں اور طرح طرح کی صورتوں مثلاً بخار۔ تپ دق۔ اور ہیضہ کی شکل میں ظاہر ہو کر انسان کو ہلاک جلد کا لقمہ بنا دیتی ہیں اور حفظان صحت کا خیال اور بھی اس کے دل پر مسلط ہو گیا۔

۱۸۳۸ء میں جب وہ قانون غربا کی کمیشن کے سیکرٹری کے عہدہ پر مامور تھا ایک انجمن کا افسر اس کے کمرے میں داخل ہوا اور اس کو اطلاع دی کہ وائٹ چاپل کے قرب و جوار میں ساکن پانی کا ایک جوہڑ ہے اور اس مقام کے لوگ سخت بخار میں مبتلا ہو کر بیسیوں کی تعداد میں مر رہے ہیں اس بیماری کی شدت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایشیائی ہیضے کے مشابہ ہے۔ بس مسٹر چیڈوک کی تحریک سے دو ڈاکٹر اس خوفناک وبا کے باعث معلوم کرنے اور لنڈن کی حفظان صحت کی رپورٹ تیار کرنے کے واسطے

مامور ہوئے۔ آخر حفظان صحت کی باقاعدہ تحقیقات کا انتظام کیا گیا۔

اس اثنا میں مسٹر چیڈوک کمشنران مذکور کے ممبر کی حیثیت میں یہ تحقیقات کر رہا کہ انگلستان اور ویلز میں پولیس کے قائم کرنے کا بہترین ذریعہ کیا ہے۔ اس نے اس امر کے متعلق شہادت کو ایک ایسے پیرایہ میں جمع کیا جس سے آوارہ لوگوں کی عادات طرز بود و باش اور سامان تفریح معلوم ہو سکتے تھے۔ جب اس سوال سے فراغت ملی مسٹر چیڈوک اپنی زندگی کے اہم با نشان کام یعنے حفظان صحت کی تحریک میں مصروف ہوئے اور اس کی نسبت بیان کرنے لگا

۱۸۳۹ء میں لنڈن کے بشپ نے دارالامرا میں یہ تحریک پیش کی کہ مسٹر چیڈوک کے مشورہ سے پایہ تخت انگلستان کی حفظان صحت کی حالت کی تحقیقات کی تجویز کو بڑے پیمانہ پر شروع کیا جائے یعنے انگلستان کے شہروں اور دیہاتوں کی تحقیقات کی جائے۔ ایڈنبرا کے بعض باشندوں نے درخواست کی کہ سکاٹلینڈ کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ بنابریں اگست ۱۸۳۹ء میں لارڈ جان رسل نے قانون غربا کی جماعت کی طرف ایک خط لکھا اور شاہی فرمان کے رو سے یہ اجازت دے دی کہ قابل انسداد مرض کی تمام برطانیہ کلاں میں تحقیقات کی جائے جیسا کہ پایہ تخت انگلستان کے متعلق شروع ہو چکی تھی۔ اس تحقیقات کو شروع اور اس کی نگرانی کرنے اس کے متعلق شہادت کی چھان بین اور اس کو ترتیب وار اختصار سے جمع کرنے کا ضروری کام مسٹر چیڈوک کے سپرد کیا گیا۔

شہروں کی صحت کے متعلق پہلی رپورٹ ۱۸۴۲ء میں شائع ہونے کے واسطے تیار ہو گئی۔ اصل میں یہ جماعت قانون غربا کی سرکاری رپورٹ کے طور پر شائع ہونی چاہیے تھی۔ مگر جماعت مذکور کے بعض کمشنر جدید

قانون غربا کے باب میں مسٹر چیڈوک کے مخالف تھے۔ انھوں نے جب دیکھا کہ اس رپورٹ میں بعض ایسی باتیں ہیں۔ کہ جن سے بعض بارسوخ آدمی اور انجمنیں ناراض ہو جائینگی۔ اس کی جوابدہی سے انکار کیا۔ مسٹر چیڈوک نے یہ جوابدہی اپنے ذمے لی۔ چنانچہ اس نے یہ رپورٹ اپنے نام پر شایع کی اور کمشنروں نے اس کی طرف سے قبول کی۔ اس اور دیگر رپورٹوں کی تیاری کرنے میں مسٹر چیڈوک کو بہت سخت اور بے لطف کام کرنا پڑا اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جن کو معلوم ہے کہ یہ جانتے ہیں۔ کہ تحریری اور چھپی ہوئی شہادت کے انباروں سے جو سلطنت کے تمام حصوں سے آئے تھے۔ سوال زیر بحث کے متعلق نہایت ضروری اور قابل اشاعت نتائج نکالنے میں کتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس کے سامنے کاغذات کے انبار در انبار جمع ہو گئے تھے۔ جن کا اس نے بڑے استقلال اور مستعدی سے خلاصہ کیا۔ اگر اب انکا ایک کوہسار انبار بنا کر خود مسٹر چیڈوک کے سامنے رکھدیا جائے تو خود اس کے دل میں بھی خوف و ہراس پیدا ہو جائے۔

جب مسٹر چیڈوک کی رپورٹ حفظان صحت تیار ہوئی۔ تو تمام انگلستان میں تہلکہ مچگیا۔ اس وقت تک یہ نہ معلوم ہوا تھا۔ کہ زمانہ حال کی بظاہر عمدہ تہذیب کی سطح کے نیچے ایسی ایسی خوفناک خرابیاں پڑی ہوئی ہیں۔ مگر مسٹر چیڈوک کو اشتعال پیدا کرنیکا خیال نہ تھا۔ اس کو ایک مدعا مد نظر تھا۔ جس کو وہ مستقل مزاجی سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ جب تک وہ سفارشیں جو اس نے کی تھیں فی الفور معرض عمل میں نہ آجائیں۔ رپورٹ کا کچھ فائدہ نہ تھا۔ حفظان صحت کی ایک جماعت مرتب ہوئی اور موجودالوقت وزرا ملک کے دونوں پولٹیکل فریقوں کی حمایت

سے اس کے ایڈیٹر رہے ۔

۱۸۴۳ء میں اس سوال کے عملی پہلو پر غور کرنے کے لیے حفظان صحت کی کمیشن مقرر ہوئی ۔ اس کمیشن نے دو رپورٹیں اس خیال سے شایع کیں ۔ کہ شہروں کی صحت کے متعلق کوئی قانون بن جائے ۔ مگر اس اثنا میں آزادانہ تجارت کے مسئلہ پر بحث ہونے لگی ۔ اور چند سال تک کوئی کارروائی نہ ہوئی اس زمانہ میں ہمارا مصلح حفظان صحت لنڈن کی حالت کی تحقیقات کرنے میں مصروف رہا ۔ اس نے اپنی کمیشن کے ساتھ مل کر تین رپورٹیں شایع کیں ۔ جن میں شہروں کے نکاس بدروؤں اور پانی مہیا کرنے کے انتظام کے نقائص پر مفصل بحث تھی ۔ ان کی بنا پر اب بڑے ضروری ایکٹ پاس ہو گئے ہیں ۔

آخرش حفظان صحت کے خیال میں کامیابی ہوئی ۔ کیونکہ ۱۸۴۸ء میں ایک قانون صحت عامہ پاس ہوا اور صحت کی ایک عام جماعت تعینات ہوئی سر چیڈوک بھی اس کا ایک ممبر تھا ۔ اس جماعت نے حفظان صحت کے جو اصول اختیار کیے ان کو معرض عمل میں لانے کے لیے بیشمار ضمنی قانون بنائے گئے ۔ وقتاً فوقتاً قابل قدر معلومات سے پر رپورٹیں شایع ہوتی رہیں ۔ کسی میں یہ فکر ہوتا تھا ۔ کہ بدروؤں کے پانی کو کاشتکاری اور زراعت کے مقاصد میں استعمال کیا جائے ۔ کسی میں ہیضہ کے متعدی مرض قرنطینا نکاس عامہ مکانات وغیرہ پر بحث ہوتی تھی ۔ الغرض حفظان صحت کی تحریک ایک بہت بڑی واقعی بات ہو گئی ۔ اور اس کے لئے ہم کو زیادہ تر ایڈون چیڈوک کا مشکور ہونا چاہیے ۔ جو حفظان صحت کا واعظ بلکہ پیغمبر کہلانے کا مستحق ہے ۔ یہ سچ ہے ۔ کہ اس کو بالآخر جماعت حفظان صحت کے باثر عہدہ سے معزول کیا گیا ۔

اس کی کسی قدر وجہ یہ تھی کہ بعض لوگ اس کے دشمن تھے - اور کسی قدر یہ کہ وہ سخت
گیر تھا اور جب عامہ فوائد کو مقامی حکام یا افراد کی خود غرضی سے نقصان پہنچنے کا
اندیشہ ہوتا تھا۔ تو وہ اچھی بات سے نہ ٹلتا تھا۔ مگر تمام انصاف پسند اور غور و خوض
کرنے والے آدمیوں کی نظروں میں اس کا چال چلن - بہرکیف اس نے جو کام کئے
وہ باقی رہ گئے ہیں۔

اس شریف آدمی کے عہد زندگی سے اس امر کی ایک حیرت انگیز مثال
ملتی ہے۔ کہ اگر کسی شخص کے دل میں کوئی خیال بخوبی ذہن نشین ہو جائے۔ اور
وہ مستقل مزاجی اور مستعدی سے اس کو معرض عمل میں لانے کی کوشش کرے۔
تو وہ کتنا فائدہ پہنچا سکتا ہے - گو خود مسٹر چیڈوک مقنن نہ تھا۔ مگر تاہم
اس کی تحریک سے ہمارے زمانہ کے کسی اور مقنن کی نسبت زیادہ مفید ایکٹ اور قانون
جاری ہوئے۔ اس نے حفظان صحت کی اصلاح کی حمایت میں عامہ رائے
پیدا کر دی - اس نے مخیر آدمیوں کے دل میں یہ خیال نقش کر دیا۔ کہ لوگوں کے واسطے
اصلاح شدہ مکانات مہیا کرنے کی ضرورت ہے - چنانچہ اس کے بالواسطہ اثر سے پبلک
باڈیز یعنی کونسل کے مکانات بنائے گئے۔ اور مختلف سوسائٹیاں محنت و مشقت
کرنے والی جماعتوں کے واسطے اصلاح شدہ مکان بنانے کے لئے قائم ہوئیں۔

چنانچہ ریڈولن چیڈوک عوام کا نہایت مفید اور عملی کارروائی کرنے والا
مربی ثابت ہوا ہے - وہ کلارکسن یا ہورڈ جیسے ہمدردان انسان شمار کئے جانے
کا مستحق ہے۔ اس نے ان کی طرح مفید محنت کی۔ بلکہ بعض کہیں گے - کہ اس
کی محنت سے زیادہ نتائج پیدا ہوئے۔

تمام حفظان صحت کو اگر اختصار سے بیان کرنا چاہیں - تو
صرف ایک لفظ یعنی صفائی میں بیان کر سکتے ہیں - صفائی ہوا اور [illegible]

پانی اس کے ضروری اصول ہیں۔ جہاں کہیں غلاظت ہو۔ اس کو دھو دھو کر دور کرنا چاہیئے۔ اس طرح علم حفظان صحت انسان نے تمام علوم سے نہایت سادہ . . . . . اور نہایت جلدی سے کچھ نہیں آسکتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ جس طرح نہایت عام چیزوں کی پرواہ نہیں کی جاتی ان کی طرف بھی نہایت کم توجہ کی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا اب تک بھی یہ خیال ہے۔ کہ کمرے کو ہوادار بنانے بدررو کو صاف کرنے مکان اور جسم کو ستھرا رکھنے کے واسطے کسی علم کی ضرورت نہیں۔

علم حفظان صحت کو ایک ناخوش آیند مضمون خیال کر سکتے ہیں کیونکہ اس میں غلاظت اور جلد مکان بازار اور شہر سے اس کے خارج کرنے کا بیان ہوتا ہے۔ اس علم کا لب لباب یہ ہے۔ کہ جہاں کہیں غلاظت ہو۔ اس کو فی الفور دور کر دو۔ اور صفائی کے ساتھ انسانی صحت کے واسطے پاک وصاف پانی اور پاک وصاف ہوا کی کافی مقدار کی بھی ضرورت ہے۔

مثلاً کسی بڑے شہر کے مضر صحت بازار یا چند بازاروں کا خیال کرو۔ وہاں وبائی بخار ہمیشہ رہتا ہے۔ اگر بازار اور اس کی بدرروں کو صاف کر دیا جائے۔ اور اس میں پاک وصاف ہوا اور پاک وصاف پانی مہیا کیا جائے۔ تو بخار فی الفور معدوم ہو جاتا ہے۔ کیا یہ دوائی استعمال کرنے سے زیادہ مفید اور اطمینان بخش نتیجہ نہیں۔ مسٹر بی کا قول ہے۔ کہ برطانیہ کلاں میں ہر سال پچاس ہزار آدمی موسمی بخار کا شکار ہوتے ہیں۔ جو ایسے بواعث سے پیدا ہوتا ہے۔ جن کا انسداد ہو سکتا ہے بخار سے وہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ جو ان پچاس ہزار آدمیوں کو

ان کے مکانات سے باہر لیجا کر قتل کرنے سے ہوتا ہے۔ جب ہم قتل کی خبر سنتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ جب کسی آلہ وغیرہ سے صرف ایک شخص کی جان چلی جائے۔ تو ہم تھرا اٹھتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہر سال ہزارہا لوگ ان بواعث سے جن کا تدارک ہو سکتا ہے۔ مر رہے ہیں۔ اور ہم کو کچھ خوف نہیں آتا۔ موسمی اور وبائی بخار سے جن کے بواعث کا تدارک ہو سکتا ہے ہر سال اس سے دگنی جانوں کا نقصان ہوتا ہے۔ جو واٹرلو کی لڑائی میں متحدہ افواج میں ہوا تھا۔ مفید صحت طور پر زندگی بسر کرنے کی غفلت سے بہت سے لوگ اپنی زندگی کا نصف حصہ کھو بیٹھے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کا قول ہے۔ کہ موسمی بخار یا ٹائفس ایک ایسا عذاب ہے۔ جسکو انسان حفظان صحت کے قوانین کی غفلت کیوجہ سے اپنے آپ پر نازل کرتا ہے۔

مسٹر پیڈوک کا قول ہے کہ لیورپول مانچسٹر اور لیڈز کے زیرزمین گدام اور کوٹھریاں ایسی خرابیاں مصیبت اور قباحتیں پیدا کرتی ہیں۔ جو ان قباحتوں وغیرہ سے بدرجہا زیادہ ہیں۔ جن کا سو ڈرڈ نے دلسوزیر آئیں ذکر کیا تھا۔ آئرلینڈ کے مفلس بڑے بڑے شہروں کی مضر صحت کوٹھریوں کوچوں اور گلیوں میں رہتے ہیں اور وہ ٹائفس بخار میں اس قدر مبتلا ہوتے ہیں۔ کہ ملک کے بعض حصوں میں اس مرض کا نام آئرلینڈ کا بخار پڑ گیا ہے۔ صرف زندگی کا نقصان ہی دہشت انگیز نہیں۔ بلکہ اس قسم کے مضر صحت مقامات میں اخلاقی موت اس سے بھی زیادہ ہولناک ہے۔ اگر گندے اور غلیظ جگہ میں رہیں۔ تو وہاں بدکاری اور جرم بھی سرزد ہوتے ہیں۔ اس قسم کے مقامات میں بداخلاقی انسان کی ایک معمولی حالت ہے۔ صفائی نفاست اور شائستگی عنقا ہوتی ہے۔ فحش زبان استعمال کی جاتی ہے۔ اور بیحیائی ہر وقت

نظر آتی ہے۔ ان تمام باتوں سے کاہلی۔ مے خواری اور اندھادھند بدکاری کی عادت ہو جاتی ہے۔ خیال کرو کہ اس قسم کے اخلاقی مقام میں عورتوں اور بچوں پر کیا اثر ہوگا۔

جسمانی اخلاقی صحت نیز خانگی بہبودی اور عامہ مسرت کے مابین گہرا تعلق ہے۔ خراب اور مضر صحت مکان کا مہلک اثر ایسا اخلاقی بخار پیدا کرتا ہے۔ جو خود وبا سے بھی بدتر ہوتا ہے جب ناپاک ہوا۔ اور جسمانی غلاظت کے خطرناک اثر سے جسم کمزور ہو جائے۔ تو دماغ بھی طبعاً ادنےٰ اور خراب ہو جاتا ہے۔ خود تنظیمی ضائع ہو جاتی ہے۔ ایک طرح کی حماقت کاہلی اور اداسی دماغ پر مسلط ہو جاتی ہے۔ اخلاق پست ہو جاتے ہیں۔ اور عارضی خوشیاں حاصل کرنے کے واسطے اور اس خیال سے کہ رگوں میں خون کا جوش ہے۔ کمبخت انسان مے خواری شروع کر دیتا ہے۔ جس سے مصیبت بے شرمی بیحیائی جرم اور تکالیف شروع ہو جاتی ہیں۔

روزانہ صحت سے غفلت کرنیکا نتیجہ بہت ہی مضر ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ اس کی بہت سی قیمت دینی پڑتی ہے۔ دولتمندوں کو خیرات کی صورت میں بہت سا روپیہ دینا پڑتا ہے۔ تاکہ بیکس بیواؤں اور یتیم بچوں کا گذارہ چل سکے۔ غربا حفظان صحت کے اصول سے غفلت کرنے کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ غربا کے مکانات سے بخار دولتمندوں کے گھر تک بھی چلا جاتا ہے جس سے ماں باپ یا بچے رحلت کر جاتے ہیں شفاخانوں یا ضعیفوں اور غربا کی ملجا و ماویٰ قایم کرنیکے واسطے بہت سا روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ غربا کا اس سے بھی زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ اس غفلت سے انکی صحت ضائع ہو جاتی ہے۔ جو ان کا سرمایہ ہے۔ یہی سرمایہ انکی تمام دولت ہے۔ اگر انکا یہ سرمایہ ضائع ہو جائے تو وہ دوالئے ہو جاتے ہیں۔ یہ غفلت خواہ سوسائٹی کی طرف سے ہو یا کسی خاص شخص کی طرف سے بہت ہی خوفناک ہوتی ہے۔

کیونکہ اس سے انسان کی صحت ضائع ہو جاتی ہے۔ اور اسکی زندگی گویا روزانہ موت
ہوتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ حفظان صحت کے اصول پر عام طور پر عمل نہیں
کیا جاتا۔ ... توجہ نہیں کیا جاتا۔ ہمارے خیال میں اسکی زیادہ تر وجہ لاپرواہی اور
کاہلی ہے۔ ... متعدی ... مثلاً ہیضہ پلیگ ملیریا وغیرہ سہل انگاری کی کرتی ہیں۔
مرض کے اسباب مثلاً غلاظت وغیرہ کے دور کرنے کے واسطے مستقل مزاجی
اور مسلسل توجہ اور زیادہ ٹیکس کی ضرورت ہے۔ مگر لوگوں کی خود غرضی کچھ کام نہیں
ہونے دیتی اور مرض بار بار حملہ کرتا ہے وہ کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ قدیم
زمانے میں بہت ہی خوب گذرتی تھی۔ اب کیا وجہ ہے کہ ہر روز نئی آفتیں آتی ہیں
جب فصلی بخار یا ہیضہ شروع ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اس میں کسی کا قصور نہیں۔
یہ بالکل غلط خیال ہے۔ اس میں لوگوں کا خود اپنا قصور ہے۔ کیونکہ لوگ بددیانتی
سے کھانے کی چیزوں میں اور چیزیں ملا دیتے ہیں۔ وہ مے خواری شروع کرتے ہیں۔
وہ ناپاک پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ وہ تنگ و تاریک کوچوں میں غلاظت پھیلاتے ہیں
جس سے بخار پھیلتا ہے۔ وہ شہروں کی بدروؤں کو اچھی طرح صاف نہیں کرتے
شریر لوگ جیل خانوں، اصلاحی سکولوں اور دیگر مقامات میں جو مجرموں کی سزا کے
واسطے بنائے گئے ہیں۔ بھیجے جاتے ہیں۔ لوگ ہی چوری کرتے ہیں۔ لوگ ہی
ڈاکے مارتے ہیں۔ لوگ ہی شراب پیتے ہیں۔

لوگوں کا ایک اور نہایت مضر خیال ہے۔ وہ ہر ایک چیز کی نسبت
کہہ دیتے ہیں کہ کیا مضائقہ جب کسی کو زہر دیا جاتا ہے تو علاج نہیں کرتے۔ اور کہتے
ہیں کیا مضائقہ ہے۔ وہ بھنگ چرس اور افیون کھا کر قبل از وقت مرجاتے ہیں۔
اور پیچھے رہنے والے کہتے ہیں اس میں کسی کا کیا قصور ہے۔ جو لوگ انسان کے خیر
خواہ ہیں وہ ان کو خبردار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ گندے

مکانات میں رہنا نہیں چاہیئے۔ مگر وہ باوجود تکلیف اٹھانے کے کچھ بھی پرواہ نہیں
کرتے۔ اور موت کے اسباب نہیں روکتے۔

ایک دولتمند آدمی نے یہ سنکر کہ ایک غریب عورت اور اس کے مریض بچے کو گداگری
کے جرم میں شہر سے نکال دیا گیا ہے۔ کہا مجھے اس سے کیا۔ اس غریب خاندان کے
حکام نے بھی اس عورت اور اس کے بچے کو پناہ نہ دی۔ یہ عورت اپنے بچے کو ساتھ
لیکر اسی دولتمند کے دروازے پر جا بیٹھی۔ بچہ وہیں مر گیا۔ اور بخار جو متعدی تھا۔
دولتمند کے آراستہ و پیراستہ دیوان خانے میں سرایت کر گیا۔ اور دولتمند کا بچہ اسی
مرض سے جاں بحق ہوا۔

مگر اب یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مرض کسی نہ کسی باعث سے پیدا ہوتا ہے
اور جہاں تکلیف اور مصیبت آتی ہے۔ اس میں کسی نہ کسی کا قصور ہوتا ہے
یا یوں کہو کہ کوئی نہ کوئی شخص اس کا جوابدہ ہوتا ہے۔ اگر ہم ماتحتی اس کا
تدارک نہ کریں۔ تو اس کی جوابدہی ہوگی۔ لیکن سچ ہے کہ ہم بہ حیثیت افراد
ان خرابیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ مگر سب کو لازم ہے۔ کہ مرض وغیرہ کا انسداد
کرنے کے واسطے متحدہ کوشش کریں اور حفظان صحت کے متعلق قانون بنوائیں۔
قانون مجموعی ارادوں کا اظہار ہے۔ اس سے وہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے
جو فردی کوشش سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ قوانین بہت کچھ
فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض حالتوں میں اس کو بیجا
طور پر استعمال کیا جائے۔ مگر کسی چیز کے ناجائز استعمال سے یہ استدلال
نہیں کر سکتے۔ کہ جب اس کے استعمال کی اشد ضرورت ہو۔ اس کو استعمال
نہیں کرنا چاہیئے۔

لیکن شہروں کے نکاس بدررؤں سڑکوں۔ آب رسانی کے انتظام

اور زیر زمین کوٹھریوں اور گوداموں وغیرہ میں اصلاح کرنے سے کچھ فائدہ
نہ ہوگا۔ جب تک اس سے زیادہ ضروری اصلاح نہ کی جائے۔ یعنی جب تک
لوگوں کے گھر حفظانِ صحت کے اصول پر نہ بنیں۔ اگر حفظانِ صحت کی پوری
پابندی کیجائے تو بیرونی صفائی خاطر خواہ رہ سکتی ہے یہ ضروری قرار دیا
جائے کہ جس زمین پر بازار بنے ہوئے ہیں اس میں زاید رطوبت نہ ہو اور
حیوانی اور نباتاتی فضلے فی الفور پھینک دیئے جائیں تاکہ جو ہوا بازاروں
میں سے گذر کر باشندوں کے مکانات میں آئے زہریلی نہ ہو۔ کیونکہ زہریلی
ہوا ہی مرض تکلیف اور بے وقت موت کا باعث ہوتی ہے زیر زمین کوٹھریوں
میں رہنے کی ممانعت کر دی جائے۔ اور آئندہ کو مکانات تعمیر کرنے کے
قواعد بنائے جائیں۔ مگر میونسپل کمیٹی اور حلقہ کے پادری کے اختیارات
یہیں تک محدود ہیں اراکین کمیٹی وغیرہ لوگوں کے گھر میں نہیں گھس سکتے
اور ان کو ایسا کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ۔

پس سوسائٹی کے ہر ایک فرد بشر کو کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر [illegible]
قانون کے ذریعے افراد کو یہ حکم دیا جائے۔ کہ وہ صحت وغیرہ کا خیال رکھیں
تو اس سے بڑی خرابیاں پیدا ہوں گورنمنٹ لوگوں کے رہائشی مکانات
خود نہیں بناتی۔ مکانات چھوٹے یا بڑے سرمایہ دار بناتے ہیں۔ پس ان
لوگوں کو حفظانِ صحت کے اصولوں کی ترغیب دینی بہت مفید ہوگی ۔

بعض سرمایہ داروں نے اپنے مزدوروں کے واسطے عمدہ عمدہ مکانات
بنائے ہیں اور اس سے یہ فائدہ ہوا ہے کہ ان کی صحت میں ترقی ہو گئی ہے اور
ان کے اخلاقی چال وچلن پر بہت عمدہ اثر پڑا ہے۔ جو سرمایہ دار فیاض اور ہمدرد
نبی نوع انسان ہیں اپنی فیاضی کو دور دور تک پھیلا سکتے ہیں۔ ہمارے [illegible]

ہیں اگر ہر ایک شہر میں چند جوشیلے سرمایہ دار اس سوال کا عملی طور پر بیڑا اُٹھائیں اور مزدوروں کے واسطے مناسب فراخ اور ہوادار مکان بہم پہنچائیں جن میں صفائی اور نفاست رہ سکے تو مزدوروں کی صحت قایم رہ سکے گی۔ اور وہ سوسائٹی پر ایک ایسا احسان کرینگے۔ جسکا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا اور خود ان کو بھی بہت فائدہ رہیگا ٭

مگر خود غربا کو بھی ضروری ہے کہ وہ حفظانِ صحت کی تحریک میں دل و جان سے شریک ہوں ورنہ کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا۔ ممکن ہے کہ مکان میں آبرسانی کا انتظام اچھا ہو لیکن اگر گھر کی منتظم عورت اس کو مناسب طور پر استعمال نہ کرے یعنے اگر وہ کاہل اور غلیظ ہو تو گھر گندا اور میلا کچیلا رہے اور اس میں کسی قسم کی آسائش نہ ہوگی۔ ممکن ہے کہ ہوا اور روشنی کا انتظام کیا جائے لیکن اگر مکروہ چیزیں باہر نہ پھینکی جائیں گی اور دروازے اور کھڑکیاں بند رکھی جائینگی تو باہر کی پاک و صاف ہوا اندر نہ آسکے گی۔ اور مکان میں عفونت اور بدبو پائی جائیگی۔ بہرکیف کوئی ستھری عورت گھر کے معاملات کی نگرانی کرنے کے واسطے ضروری ہے پارلیمنٹ کے ایکٹ اُس کو نفاست پسند نہیں بنا سکتے۔ کمشنران حفظانِ صحت کے اعلان اُس کو باسلیقہ اور صفائی پسند نہیں کرسکتے اور مے خوار اور آوارہ گرد خاوند کو محنتی اور اپنے اہل وعیال سے محبت کرنے پر مجبور نہیں کرسکتے۔ گھر کی اصلاح کے متعلق زمانہ حال کے ایک مصنف کا قول ہے ٭

"ہم کو ڈنکے کی چوٹ سے کہنا پڑتا ہے کہ خواہ مزدوروں کی اخلاقی اور جسمانی خرابیاں ان کے مکانات کی طرف بالزور علیہ منسوب کی جاسکیں۔ مگر سچ یہ ہے کہ زیادہ تر خود ان کی طرف منسوب کرنی چاہئیں۔ کیونکہ حقیقت میں

کا مکان ہو کم اشخاص رہتے اور بڑا مکان کوٹھی پر [illegible] کہ وقائع کو
ناسمجھ [illegible] نفاست [illegible] اور [illegible] چھوٹا مکان خواہ کیسا ہی
خراب اور خستہ حال ہو لیکن [illegible] لہذا صاف ستھرے رہنے والے ہوں وہ اس کو اچھی طرح
استعمال کرینگے۔ کنبہ کے لوگوں کو [illegible] یہ خیال رہیگا کہ حتی الوسع اس میں
کوئی ایسی چیز نہ رہنے پائے۔ جو مکروہ ہو اور باہر پھینکی جا سکتی ہے بیشک
اگر نفیس سے نفیس مکان بھی ہو جس میں ہر طرح کی آسائش ہو اور ہوا وغیرہ
آنیکا انتظام کیا گیا ہو اگر اس میں بیہودہ پھوہڑ اور مخمور آدمی رہتے ہوں تو وہ
اُس کو خراب کر دینگے۔ اگر کسی بڑے سے بڑے مکان میں صوفی مشرب محنتی اور
صفائی پسند میاں بیوی رہتے ہوں تو وہ اُس کو نہایت ستھرا اور قابل تعریف
رکھیں گے۔ فضول خرچ شخص خواہ یا قمار باز ایک عالیشان محل کو بھی تباہ کر
دیگا۔ اور اس میں ایسی خرابیاں کر دیگا جس کو دیکھ کر کراہت پیدا ہو چونکہ مکان
کی صفائی وغیرہ کا انحصار لوگوں کے اخلاق اور چال چلن پر ہے ان کو لازم
ہے کہ وہ اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری کا خیال رکھیں۔ اور ان کو چاہیئے کہ وہ
ان باتوں کا علم حاصل کریں۔ اور ان کی طرف توجہ کریں۔ جو ان کے مکانات
کی اصلاح سے تعلق رکھتے ہیں"

اس صداقت کو مدنظر رکھنے کے واسطے کوشش کرنی چاہیئے مگر ساتھ
ہی یہ بھی انتظام ہونا چاہیئے کہ مزدوروں کے واسطے آسائش وہ نفیس اور
ستھرے مکانات بنائے جائیں کیونکہ افسوس سے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ بہت سے
اضلاع میں ان کو مجبوراً ایسے مقامات اور گھروں میں رہنا پڑتا ہے۔ جہاں
نفاست تقریباً ناممکن ہوتی ہے جہاں زندگی موت کے برابر ہوتی ہے اور
جہاں جسمانی اور اخلاقی قویٰ پر نہایت مضر اثر پڑتا ہے

گھر انسان کی پیدائش کے کارخانے ہیں۔ اور جس طرح کے گھر ہونگے۔ اسی طرح کے انسان بھی ہونگے۔ گرد و پیش کے جسمانی اثروں سے دماغ پر اثر ہو جاتا ہے۔ نفاست خاطر اور ناپاکی کے متواتر میل جول سے پیدا ہوتی ہے۔ ایسی قسم کے گھروں میں رہنے سے اطوار و عادات اور مذاق ناشائستہ ہو جاتے ہیں۔ وہاں ایسے انسان پیدا نہیں ہوتے جنکو بدی کا احساس ہو نفاست کا دھیان ہو۔ دماغی اور اخلاقی اصلاح کی خواہش ہو الغرض ہمارے بڑے شہروں کے تاریک، مرطوب اور گندے مکانات میں غربا کی ناگفتہ بہ حالت ہوتی ہے اور جب تک ہم کسی نہ کسی ذریعے سے ان کے گھروں کی اصلاح نہ کریں ان کی ادبی، اخلاقی اور تمدنی حالت کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

ہم صرف یہ نہیں چاہتے کہ مکانات عمدہ ہوں بلکہ لوگوں کو اس طرح تعلیم دینی چاہیئے کہ وہ عمدہ مکانات کی قدر کریں۔ آئرلینڈ کے ایک جاگیردار نے اپنے کاشتکاروں کو ان کی مٹی کی جھونپڑیوں سے نکال دیا اور ان کو ان مکانات میں آباد کیا جو اُن کی آسایش کے واسطے تعمیر کئے گئے تھے جب وہ مکانات کو دیکھنے آیا تو وہ بہت مایوس ہوا۔ کیونکہ وہ بہت ہی میلے کچیلے اور غلیظ تھے۔ خنزیر ان کی چارپائیوں کے نیچے اور مرغیاں ان کے اوپر پھرتی تھیں گند کا فرش جھونپڑیوں کے فرش کی طرح میلا کچیلا تھا۔ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور باغ میں فضول پودے بھر گئے تھے۔ اس جاگیردار نے مایوسی کی حالت میں اپنے ایک دوست کو خط لکھا اُس نے جواب دیا تم نے غلطی کی۔ تم کو چاہیئے تھا۔ کہ ان کو صفائی کفایت شعاری اور آرام کی قدر سکھاتے ہمیں لازم ہے کہ لوگوں کو صفائی اور اس کی خوبیاں اور فوائد سکھائیں اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ وہ سمجھدار

ہوں۔ اور اُن کو جو بات کہی جائے سمجھ سکیں ان کو تمیز اور سلیقہ ہو۔ ان میں پڑھنے اور غور کرنے کی قابلیت ہو المختصر لوگوں کو بچوں کی طرح مناسب طور پر تعلیم دینی چاہیئے۔ بجالیکہ ہمارے ہاں مزدوروں کی تعداد کثیر ناخواندہ ہے ان میں سے قریبًا نصف پڑھ لکھ نہیں سکتے۔ اور پھر ہم توقعہ ان سے یہ رکھتے ہیں۔ کہ ان میں عمدہ تعلیم یافتہ شخصوں کی سی خوبیاں کفایت شعاری دور اندیشی اور قوت فیصلہ پائی جائے۔

لوگوں کو صفائی کی عادات سکھانی نہایت ضروری ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ ان کو صفائی سکھانے کے واسطے نوشت خواند سکھائی جائے۔ صفائی صرف ستھرے رہنے کا نام ہی نہیں بلکہ اس میں خود تعظیمی کا خیال بھی شامل ہے اس کا تمام گھرانے کی اخلاقی حالت پر اثر پڑتا ہے اس سے کفایت شعاری کا بھی پتہ چلتا ہے یہ گھر کے انتظام کے واسطے ویسی ہی ہے۔ جیسا کہ حفظان صحت انسان کے جسم کے واسطے گھر کے کاروبار کی تمام جزئیات میں اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ یہ آسائش اور فارغ البالی پر دلالت کرتی ہے یہ اقوام کی تہذیب اور ترقی کی علامت ہے۔

ڈاکٹر پارے ممالک غیر میں سفر کرنے والے سیاحوں کو کہتا تھا کہ وہاں کے باشندوں کی صفائی اور غلاظت وغیرہ کے تدارک کے قواعد کو خاص توجہ سے دیکھیں اُس کی رائے تھی کہ اس طرح اُن کی نفاست خود تعظیمی اور محنت کا خوب پتہ چل سکتا ہے اور ان کی عام اخلاقی اور تمدنی حالت بخوبی معلوم ہو سکتی ہے اور دوسری باتوں سے یہ امر معلوم نہیں ہو سکتے۔ لوگ جتنے شائستہ محنتی اور خود تعظیمی کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اتنے ہی وہ صفا ہوتے ہیں جو لوگ صفائی پسند نہیں وہ شائستہ بھی نہیں ہوتے بڑے بڑے شہروں کے غلیظ لوگ بہت خطرناک

ہوتے ہیں۔ اگر ہم ناشائستہ لوگوں کو شائستہ بنانا چاہتے ہیں تو ہم کو چاہیئے کہ ان کے دل سے غلاظت وغیرہ کو دور کریں۔

تاہم غلاظت ہماری فطرت کا حصہ نہیں ہے ایک غلیظ اور زہریلی چیز ہے جو انسان کی زندگی کو کھاتی رہتی ہے اور اس کو ہلاک کر دیتی ہے یہ خوفناک اور مکروہ ہوتی ہے جہاں کہیں یہ ہو وہاں خوبصورتی نہیں ہو سکتی۔ نہایت حسین عورت غلیظ ہو تو وہ مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ جہاں کہیں یہ ہو وہاں خوبصورتی نہیں ہو سکتی۔ نہایت حسین عورت غلیظ ہو تو وہ مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ بچوں کو غلاظت لگ جائے۔ تو وہ بے چین بے صبر اور غصے ہو جاتے ہیں۔ غلاظت سے آدمی اخلاقی لحاظ سے پست اور بے پرواہ ہو جاتا ہے جب جسم ناپاک ہو تو دل پاک نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ جسم روح کا معبد ہے اور روح کی رہائش کے قابل اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ اس کو صاف اور پاک رکھا جائے۔ غلاظت کو مے خواری اور عیاشی کے ساتھ تعلق ہے۔ حفظان صحت کی تحقیقاتوں سے معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ غلیظ رہتے ہیں ان میں شراب کی عادت ضرور ہوتی ہے۔ چونکہ وہ گندے اور غلیظ رہتے ہیں وہ اپنی تباہ و خستہ حالت سے نجات پانے کے لئے شراب گانجے اور افیون کا نشہ اختیار کرتے ہیں

ہمیں یہ بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ صفائی کی اخلاقی اور جسمانی خوبیاں کونسی ہیں۔ صفائی سے خود تنظیمی کا پتہ چلتا ہے یہ بہت سی نیکیوں کی جڑ ہے بالخصوص طہارت نفاست اور نزاکت کی ہم بلا مبالغہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس شخص کو جسمانی پاکی کی عادت ہو اس کے خیالات بھی پاک ہوتے ہیں کیونکہ انسان کے دل و دماغ پر بیرونی چیزوں کا تعلق ہے عادت اور دستور کا تمام چال چلن پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ یعنے اخلاق پر اور نیز

دماغی قوے پر *

حضرت موسیٰؑ حفظانِ صحت کے مصلحوں میں سے نہایت عملی کارروائی کرنے والے تھے مشرقی اقوام میں بالعموم صفائی مذہب کا ایک جزو ہوتی ہے وہ اُس کو پارسائی سے دوسرے درجے پر نہیں بلکہ خود پارسائی کا حصہ خیال کرتے ہیں ۔ وہ دل کے تقدس کو بیرونی طہارت کا جزو خیال کرتے ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ ناپاکی کی حالت میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا اُس کی توہین کرنا ہے ۔ بنا برین مسلمان غسل خانوں اور مسجدوں کے تعمیر کرنے میں قریباً یکساں توجہ کرتے ہیں ۔ اور جس جگہ مسجد بنی ہوئی ہوتی ہے وہاں ایک غسل خانہ بھی موجود ہوتا ہے تاکہ نماز پڑھنے سے پیشتر مومن غسل وضو کریں *

ایک بڑے مصنف کا قول ہے کہ محض غسل کرنا ہی ایک طرح کی عبادت ہے ۔ بلکہ اکثر حالتوں میں انسان کی نہایت اخلاقی عبادت ہے کپڑے اتار کر حمام غسل خانے یا آبِ رواں کے صاف پانی میں جاؤ ۔ اور نہا دھو کر جسم کو صاف کرو ۔ تم پہلے سے زیادہ پاک اور بہتر ہو جاؤ گے ۔ جب آدمی کو یہ معلوم ہو کہ اُس کی جلد پر غلاظت کا نام و نشان نہیں تو وہ ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے اور اُس کی روح کو سرور ہو جاتا ہے اور اُس کا دل خواہ مخواہ نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے ۔ قدیم مشرقی حکیم جسمانی صفائی سے خوش ہوتے تھے ۔ اور ان کا خیال تھا کہ یہ خالق کائنات کا ایک عطیہ اور اُس کی رضا ہے *

مردوں عورتوں اور بچوں کی عام بہبودی کا انحصار زیادہ تر ان باتوں کے توجہ دینے پر ہے ۔ جو سرسری نظر کرنے سے حقیر معلوم ہوتے ہیں اور جب تک ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر توجہ نہ کیجائے انسان کے جسم و دماغ

اور خیالات کو اس قدر تربیت نصیب ہوتی ہے۔ غرض بچے کا اطمینان اس
بات پر موقوف ہے کہ اس کے کھلانے پلانے کپڑے پہنانے اور نہلانے پر توجہ
دیجائے یہ نہایت معمولی چیزیں معلوم ہوتی ہیں تاہم یہ نہایت ضروری
ہیں کہ اگر بچے کو مناسب کھانا اور کپڑے نہ دیئے جائینگے۔ تو وہ کمزور رہیگا
اور اُس کی حالت ردی ہوگی۔ اور جس طرح بچپن میں اُس کا حال ہوگا اسی
طرح بڑے ہوکر بھی ہوگا ؎

جن لوگوں کی عمر بڑی ہو وہ بھی جب تک ان معمولی باتوں کی طرف
توجہ نہ کرینگے۔ آرام اور چین سے نہ رہینگے ہر ایک شخص کے واسطے اپنے
گھر میں آسائش کی ضرورت ہے اور آسائش صفائی کفایت شعاری با
قاعدگی اور محنت کا مجموعی نتیجہ ہیں۔ الغرض ان فرائض کے متواتر انجام دینے
کا نتیجہ جن میں سے ہر ایک فی نفسہ حقیر معلوم ہوتا ہے۔ آلو چھیلنا روٹی پکانا قمیص
یا جرابوں کا مرمت کرنا بستر بچھانا۔ فرش صاف کرنا بچے کو نہلانا اور کپڑے پہنانا
عظیم الشان باتیں نہیں۔ لیکن کسی گھر کا انتظام ایسی عورت کے سپرد کرنا چاہئے
جو یہ چیزیں جانتی ہو ؎

لارڈ ایشبرٹن نے دول ویسی کے ٹریننگ سکول کے لڑکوں کے سامنے
لکچر دیتے ہوئے کہا۔" اُس کی کیا وجہ ہے کہ ایک ماں دوسری ماں کی نسبت کیوں
زیادہ کفایت شعار ہوتی ہے۔ ایک فارغ البالی سے گذارہ کرتی ہے اور
دوسری بھوکوں مرتی ہے ایک ہی قسم کے مکانات میں بعض والدین کے
بچے تندرست اور بعض کے پست قد اور مریض ہوتے ہیں کیا وجہ ہے کہ ایک
مزدور وہ کام آسانی سے کر سکتا ہے۔ جو اس کے ہم پیشہ آدمی کو مار ڈالتا
اس کا باعث قسمت یا اتفاق نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں

نے جن کے دماغ اعلےٰ تھے قدرت کا مشاہدہ کر کے اپنی راہبری کے واسطے
بعض قواعد بنائے۔ جو دوسروں کو بوجہ اپنی لاپرواہی کے معلوم نہ ہو سکے"
مگر اس کا زیادہ تر باعث یہ نہیں کہ لوگ صبر سے قدرت کا مشاہدہ
کرتے ہیں بلکہ یہ ان کی گھر اور سکول میں اچھی طرح سے تربیت کی گئی تھی۔ چنانچہ
بعض مستورات دوسری مستورات کی نسبت اپنے بچوں کی نشوونما وغیرہ
میں زیادہ حصہ لیتی ہیں اور انسان کی آسائش کو ترقی دینے کا زیادہ باعث
ہوتی ہیں۔ اور بعض عورتیں بالکل کچھ نہیں کر سکتیں۔ مردوں اور عورتوں سے
مفید کام لینے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ ان کو ان چیزوں کی حقیقت سے
آگاہ کیا جائے۔ جن سے انکا واسطہ پڑتا ہو۔
مثلاً علم کی ایک شاخ یعنے فزیالوجی پر غور کرو۔ اس علم سے ہر ایک
عورت کو کچھ نہ کچھ واقفیت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اگر فزیالوجی یعنے علم
تشریح اجسام کے قوانین کو مستورات بخوبی سمجھ لیں تو بچے بہتر زیادہ تندرست
زیادہ خوش اور غالباً زیادہ دانا مرد اور عورتیں ہو جائیں گے۔ بچوں پر بعض
جسمانی قوانین اثر کرتے ہیں اور جنکا مدنظر رکھنا ان کی صحت اور آسائش
کے واسطے ضروری ہے کیا یہ معقول نہیں کہ مستورات کو ان قوانین اور ان کے
اثر وغیرہ کا کچھ حال معلوم ہو اگر وہ ان قوانین سے نابلد ہیں۔ تو وہ طرح
طرح کی غلطیاں کرینگی۔ جن سے تکلیف مرض اور موت پیدا ہوگی ہمارے
اکثر بڑے بڑے شہروں میں نصف سے زیادہ بچے اپنی عمر کے پانچویں سال
سے پیشتر مر جاتے ہیں اس خوفناک ہلاکت کا کیا باعث ہے اگر عورتوں اور نیز
مردوں کو مفید صحت زندگی بسر کرنے کے قوانین کہ ہوا کی کیفیت
خون پر اس کے عمل اور اثر اور اسکا صحت کے واسطے مفید ہونا مکانات کے

ہوا اور بہاستے ہر قانون اور قدرت کے توانین معلوم ہوں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسانوں کی اخلاقی نیز جسمانی حالت جو ان کے سپرد کیے گئے ہیں بہت ترقی کر گئی ۔

اگر عام باتوں کی طرف مناسب توجہ نہیں تو نوجوانوں میں اتنی تکلیف مرض اور ہلاکت نہ ہوجیسے فی الحال دیکھی جاتی ہے ۔ لیکن ہم لوگوں کو ایسا کرنے کی عادت ڈال دیتے ہیں کہ گویا قوانین قدرت بالکل موجود نہیں اگر ہم قوانین قدرت کو توڑینگے تو ہم اس وجہ سے ان کے نتائج سے نہیں بچ سکتے کہ ہم ان کے طریق عمل سے ناواقف تھے ۔ ہم کو سمجھ دی گئی ہے تاکہ ہم ان کو معلوم کر سکیں اور اگر سوسائٹی اپنے اراکین کو نابینا اور جاہل رکھیگی تو نتائج بد کا خمیازہ ضرور بھگتنا پڑیگا ۔ اس طرح ہزار ہا آدمی مناسب طور پر زندگی بسر کرنے کی نہایت ضروری مگر چھوٹی چھوٹی شرائط کی عدم واقفیت کے باعث ہلاک ہوجاتے ہیں

مستورات کو خانگی انتظام کا ضروری ہنر سکھانا لازم ہے گو وہ کچھ نہیں کماتیں وہ کمائے ہوئے روپے کو خرچ کرتی ہیں ۔ اور اُن کی تعلیم و تربیت میں یہ خیال رکھنا چاہیے ۔ کہ روپیہ کو دانائی سے خرچ کرنا سکھایا جائے ۔ بدیں وجہ ان کو علم حساب سکھانا بہت ضروری ہے بعض کہتے ہیں کہ مستورات علم حساب کو کیا کریں گی ۔ مگر جب مرد شادی کر لیتے ہیں تو اُن کو جلدی ہی اس کا فائدہ معلوم ہوجاتا ہے اگر عورت جس نے گھر کا انتظام کرنا ہے جمع اور ضرب سے ناواقف ہو اور اگر وہ آمدنی اور خرچ کا حساب کتاب نہ رکھ سکے تو وہ تھوڑے ہی عرصہ میں مشکلات میں مبتلا ہوجائیگی ۔ وہ آمدنی اور خرچ کو برابر نہ رکھ سکیگی اور قرض لینا شروع کریگی ۔ اگر وہ لباس پر اعتدال سے زیادہ روپیہ خرچ کریگی ۔ تو اُس کے پاس خوراک یا تعلیم کے واسطے بہت کم روپیہ رہ جائیگا

وہ کسی نہ کسی طرح کی فضول خرچی کریگی۔ اور اس طرح اس کے کنبے کو بہت تکلیف ہوگی وہ اپنے خاوند کو بوجہ اس قرض کے جو اس نے لیا ہے پیچیدگی میں ڈالدیگی اور اُس کو مصیبت میں مبتلا ہونا پڑیگا۔ بلکہ بعض اوقات اس کا گھر بالکل برباد ہوجاتا ہے ؛

انتظام خانہ داری کے متعلق بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے کھانے پکانے میں جتنی اصلاح کی جائے اتنی ہی بہتر ہے۔ بہت سے گھرانوں میں کھانا نامناسب طور پر پکایا جاتا ہے جو بہت تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔ جو کھانا بری طرح پکایا گیا ہو وہ اکارت جاتا ہے اور پھر طرہ یہ کہ جو روپیہ اس پر خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ ضائع ہوجاتا ہے اور آرام کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میاں بیوی بعض اوقات اس وجہ سے جدا ہوجاتے ہیں کہ بیوی گوشت اور آلو خراب پکاتی ہے تعلیم نسواں کے حامیوں کو چاہیے کہ موجودہ نسل کی لڑکیوں کو اس قسم کی عام اشیاء سکھائیں یہ چیزیں گو نہایت عام ہیں مگر مستورات کو سکھائی نہیں جاتیں ؛

انسانی محنت کا بہت سا حصہ انسان کے واسطے غذا پیدا کرنے پر صرف کیا جاتا ہے کاشتکار اور ان کے مزدور گندم اور دیگر غلوں کے بونے نشوونما کرنے اور کاٹنے میں مشغول رہتے ہیں اور چرواہے مویشیوں اور بھیڑوں وغیرہ کے پالنے میں مصروف رہتے ہیں جن سے باشندے گذارہ کرتے ہیں۔ یہ تمام اشیاء یعنے غلہ گوشت وغیرہ مستورات کو جو انسانی آبادی کا قریباً ایک نصف حصہ ہیں۔ غذا بنانے کے واسطے دیا جاتا ہے تاکہ وہ خود ان کے خاوند اور عیال کھائیں۔ وہ اپنی ذمہ واری کو کس طرح پورا کرتی ہیں۔ کیا وہ پکا سکتی ہیں کیا ان کو پکانا سکھایا گیا ہے کیا ہمارا یہ قول درست نہیں کہ اس ملک میں کھانا پکانے کا ہنر بھول گیا ہے یا کسی کو معلوم ہی نہیں ہوا

مزدور اور محنتی اپنی خوراک بلکہ نصف غذا سے محروم رہتے اور فاقوں مرتے ہیں کیونکہ
ان کی بیویوں کو پکانے کا ہنر بالکل نہیں آتا۔ وہ بالکل نہیں جانتیں کہ خوراک
میں کفایت شعاری کس طرح ہو سکتی ہے اور اُس کو خوش ذائقہ اور قابلِ ہضم
کس طرح بنا سکتے ہیں +

میانہ درجہ کے لوگ بھی اس بارہ میں بہتر نہیں ایک مصنف کا قول
ہے کہ اگر ہم دیکھ سکتے کہ میانہ درجہ کے کم حیثیت کے لوگوں کے ہاں کھانے کے
وقت کیا ہوتا ہے تو ہم کو بے اطمینانی بے آرامی بدمزاجی درشت کلامی وغیرہ
وغیرہ چیزیں نظر آتیں ہیں آدمی اکثر اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے کیونکہ اُس کے
کھانے کو کچھ نہیں ہوتا۔ غذا سے اُس کی جو کمی رہتی ہے وہ شراب پی کر پوری
کر لیتا ہے اس طرح نہ صرف خوراک ضائع ہوتی اور صحت خراب ہوتی ہے۔ بلکہ
طبیعت مکدر اور مے خواری کی عادت ہو جاتی ہے۔ جس سے انجام کار صحت
کو نقصان پہونچتا ہے +

برخلاف اس کے جو عمدہ کھانا کھاتے اور اعتدال سے شراب پیتے ہیں ان
کی اشتہا سیر ہو جاتی ہے اور اعتدال سے زیادہ مے خواری کی ضرورت نہیں
ہوتی۔ عمدہ کھانے سے مزاج اور صحت بھی عمدہ رہتی ہے۔ عمدہ کھانے سے مراد
یہ ہے کہ خواہ کوئی چیز کتنی ہی سادہ مگر اپنے طور پر اچھی طرح تیار کی گئی ہو ممکن
ہے کہ دولت مند آدمی بہت سا روپیہ خرچ کر کے عیش و عشرت کے سامان فراہم
کرے مگر با وجود اس کے مریض بھی رہے اور مفلس آدمی کفایت شعاری سے
اچھی طرح زندگی بسر کرے بشرطیکہ خوش قسمتی سے اُس کی بیوی یا خادمہ اچھا
کھانا پکانا جانتی ہو +

کسی کنبہ میں با سلیقہ بیوی یا کسی اور کامل عورت کا ہونا بہت ہی معتنم ہے

بعض اوقات مستورات ان باتوں میں جو ان کے متعلق ہوں بڑی ہوشیار
ہوتی ہیں۔ وہ اپنے درزیوں اور دھوبیوں کو خوب ڈانٹ کرتی ہیں۔ اگر
سِینا درست نہ ہو یا سلائی خراب ہو یا کپڑے صاف نہ ہوں تو وہ اُن کی خوب
خبر لیتی ہیں۔ لیکن اگر ان کا علم صرف اپنے لباس تک ہی محدود ہو تو وہ مرد کی
ہمدم و دمساز نہیں بلکہ ایک بارِ گراں ہوتی ہیں اگر وہ اپنے مطبخ کی بابت کچھ
نہیں جانتیں اور باورچی کے بھروسے پر ہوتی ہیں تو کھانے کی چیزیں عمدہ نہ
پکیں گی۔ سوپ اور مچھلی خراب پکے گی۔ گوشت یا بہت جلا ہوا اور یا بہت
کچا ہوگا۔ خاوند ایسے گھر سے جہاں اچھا کھانا نہیں پکتا جلدی ہی بھاگ نکلیگا
اور اپنی کلب میں پناہ گزیں ہوگا۔ جہاں اُس کو صرف خوش ذائقہ اور
قابلِ ہضم کھانا ملیگا۔ بلکہ اس کو ان کے شر سے بھی نجات ملیگی۔ جو گھر میں بُرا
کھانا پکنے پر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

مسٹر سمی کا قول ہے کہ بمقابلہ دوسرے ملکوں کے انگلستان میں
"اعضائے ہاضمہ کی بہت بیماریاں ہوتی ہیں" اُس کی وجہ یہ ہے کہ کسی اور ملک
میں ویسا بُرا پکا ہوا کھانا نہیں کھایا جاتا۔ ایک سرسری نظر سے دیکھنے والا
سیاح بھی یہ بات دیکھکر حیران ہوگا۔ کہ اجنبی ملکوں کے ہوٹلوں میں آٹھ
یا دس قسم کے کھانے جھٹ پٹ تیار ہو جاتے ہیں۔ بجائے اسکے انگلستان میں
اُبلے ہوئے گوشت اور آلوؤں کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ مصنف کتاب ہذا ملکِ
فرانس کے ایک صوبہ میں پہنچا۔ اور ایک ہوٹل میں ٹھہرا جس کے کچے فرش
اور خراب اسباب کو دیکھکر اس نے اپنے دوست کو کہا ہم کو یہاں کھانا بہتر
نہ ملیگا۔ اس نے جواب دیا۔ ذرا صبر کرو۔ ابھی دیکھا جائیگا۔ قریباً نصف گھنٹہ
میں پرانی میز پر ایک صاف ستھرا دسترخوان بچھ گیا۔ جس پر پہلے شوربہ

ہوتے مرغ وغیرہ وغیرہ کی رکابیاں بھر بھر روٹی اور کسٹرڈ کے پڈنگ کیکیں یا انگلستان
کے مشقتوں کے قصبوں کی ڈبل روٹی پنیر اور مکھن ایسا کھانا ملنا ناممکن ہے
اگر شائستہ تعلیم میں کھانا پکانا بھی شامل کر دیا جائے تو بنی نوع انسان
کو بڑا فائدہ ہو۔ غربا کو اس قدر فائدہ ہو جس کو وہ شرح تحریر نہیں لا سکتے
بعض فیاض مرد اور عورتیں اس ملک میں انعام دیتے ہیں ہماری رائے ہیں
ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ عمدہ آلو گوشت شوربا یا اور کدو عمدہ کھانے
بنانے والی عورت کو انعام دیا کریں ہمارے اس قول کو دیکھ کر عمدہ آلو پکانے
والی کو انعام دیا جائے بعض لوگ ہنسیں گے۔ اور خیال کرینگے۔ کہ ہم ایک
نہایت عام چیز کو وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ان کی ہنسی
اور حقارت کا باعث صرف جہالت ہے سو میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں نکلتا
جس نے عمدہ پکا ہوا آلو دیکھا یا چکھا ہو۔

المختصر ہم یہ چاہتے ہیں کہ پکانے میں جیسا کہ بہت سی اور چیزوں میں
دیکھا جاتا ہے عام سمجھ سے کام لیا جائے خوراک کا جائز نہ کہ ناجائز استعمال
کرنا چاہیئے۔ اب اس کا بہت سا حصہ بالکل رائیگاں کر دیا جاتا ہے جس کا باعث
یہ ہے کہ اس کے پکانے کا کچھ سلیقہ نہیں ہوتا۔ خوراک نہ صرف بری طرح پکانے
سے ضائع کی جاتی ہے بلکہ اس کا بہت سا حصہ جس کو فرانسیسی عورتیں لذیذ
اور قابل ہضم بنا لیتی ہیں پھینک دیا جاتا ہے۔ صحت اخلاق اور خانگی خوشیوں
کا پکانے کے مسئلہ سے بہت کچھ تعلق ہے مزید بہاں پکانے کا فن کفایت شعاری
کا دایاں ہاتھ ہے۔ اس سے خدا کی نعمتوں کو نہایت اچھی طرح استعمال کر سکتے
ہیں۔ اس سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر ایک چیز کارآمد بن جاتی
ہے ہر ایک انگریز عورت کو خواہ وہ شریف زادی ہو یا ادنےٰ درجہ کی ہو۔

اپنے فن میں طاق ہونا چاہیئے۔ جو اس کے خاندان کو بہت سی آسائش صحت اور دولت عطا کر سکتا ہے +

مسز مارگریٹا گرے کا قول ہے۔ میرے خیال میں بے حد مال و دولت کے غیر مساوی طور پر تقسیم ہونے اور آبادی کے بڑھ جانے سے ہماری ایک چھوٹی شائستگی پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے شرفا کی بہو بیٹیوں کی طاقت رائگاں جاتی ہے اور وہ کوئی کام نہیں کرتیں۔ لیڈی ایسی صورت میں لیڈی خیال کی جاتی ہے کہ وہ کچھ کام نہ کرے لیڈیاں پنیر مکھن مٹھائی وغیرہ بناتے اور کھانے پکانے مرغیوں کی نگرانی اور باغیچے کی حفاظت کرنے سے سبکدوش ہو گئی ہیں۔ مگر ابھی ان کو تجارت یا فن میں کوئی ایسا مفید اور ضروری کام نہیں ملا۔ جس میں وہ اپنی فرصت کا بہت سا وقت صرف کر سکیں +

جب سوسائٹی میں بہت سے معزز تعلیم یافتہ شخص بے روزگار پھرتے ہوں اور دوسری طرف بے شمار ناخواندہ اور بیکس مفلس جو امداد کے بغیر مصیبت اور پستی سے نکل نہیں سکتے۔ تو حد سے زیادہ مالدار ہونا سود مندی اور اخلاقی لحاظ سے بہت ہی مضر ہے بالخصوص اگر کوئی شخص اپنے آپ کو شریف کرکے کوئی کام نہ کرنا چاہے +

بہت سی سمجھدار اور عالی دماغ لیڈیاں اس کاہلی سے متنفر ہو گئی ہیں۔ جو ان کو محض وضعداری سے اختیار کرنی پڑی ہیں۔ چند سالوں سے انہوں نے مفلسوں کے گھر جانا اور ان کی خبرگیری کرنا شروع کیا ہے یہ بھی تو ایک شریفانہ کام ہے مگر ان کے واسطے ایک مفید سکول بھی کھلا ہے ان کو چاہیئے کہ عام کھانے پکانے کا ہنر سیکھیں۔ اور لوگوں میں اس کا علم پھیلائیں۔ اس طرح وہ بے حد فائدہ پہونچائیں گی۔ اور بہت سے نیم

فاقہ کش خاوند ایسی فیاض منش عورتوں کو دعائیں دینگے۔ مفلس لوگوں کی
عورتیں اپنے سے بہتر تعلیم یافتہ یا تربیت یافتہ فارغ البال مستورات سے بہت کچھ
اخذ کر سکتی ہیں۔ بہت سی عورتوں کی تعداد نوجوانی کی حالت میں شادی
کر لیتی ہے اور نتیجہ ایک ایسی زندگی میں داخل ہوتی ہے۔ جس کے واسطے
انہوں نے تیاری نہیں کی ہوتی۔ وہ روٹی پکانے سینے یا کپڑوں کے
مرمت کرنے یا اپنے خاوندوں کے روپیہ کو نہایت کفایت شعاری سے خرچ کرنے
کے طریقہ سے بالکل ناواقف ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کاہل اور میلی کچیلی
رہنے کی عادی ہو جاتی ہیں۔ ان کے گھر میں بالکل آسائش نہیں ہوتی
اور خاوند اکثر نزدیک کے کلال خانے میں اپنے رنج و غم کو غلط کرنے کے
واسطے چلا جاتا ہے۔ برمنگھم کے ایک مزدور جوزف کوربیٹ نے پارلیمنٹ کی ایک
کمیٹی کے سامنے ذیل کی داستان سنائی۔ جو اس ملک کے صنعتی اضلاع کے
بہت سے باشندوں پر صادق آتی ہے +

اُس نے کہا "میری والدہ اوائل عمر سے ایک کارخانہ میں کام
کرتی تھی۔ وہ ہوشیار اور محنتی تھی۔ مزید براں اُس کی نیکی اور اتقا کا
بڑا شہرہ تھا کسی مزدور کے ساتھ اُس کی شادی ہوئی مین مناسب
خیال کی گئی۔ اُس کی شادی بہت نوجوانی میں ہو گئی۔ اُس کے بطن سے
گیارہ بچے پیدا ہوئے۔ میں سب سے بڑا ہوں۔ وہ ایک بیوی اور والدہ کے
ضروری فرائض حتی الوسع نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتی رہی مگر
افسوس کہ اُس کو خانگی امور کا بہت کم علم تھا۔ وہ نہ جانتی تھی۔ کہ اپنے گھر
اور چولھے کو اپنے خاوند اور بچوں کے لئے کس طرح دلفریب بنائے کیونکہ اس
نہایت ضروری انسانی تعلیم کا ایک سبق بھی نہ سیکھا تھا۔ اس کے ہاں جلد

جلد بچے پیدا ہوتے رہے جب وہ زچہ خانے سے باہر آتی تھی۔ وہ کام کرنے
چلی جاتی تھی۔ اور بچے کو مقررہ وقتوں پر دودھ پلانے کے واسطے لے
آتے تھے۔ جب کنبہ بڑھ گیا تو آسائش نام کو نہ رہی اُس کو یہ بات بالکل معلوم
نہ تھی کہ گھر کو آسائش اور خوش آیند کس طرح بنائے۔ وہ نہ جانتی تھی کہ میرے
باپ کے دل میں خانگی اشیاء کی محبت پیدا کرنا مفید ہوگا۔ مجھکو اپنے باپ
کی سقف تلے ایک منٹ کی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ اس افسوس ناک حالت
کی وجہ میں سوائے اس کے اور کچھ قرار نہیں دے سکتا۔ کہ میری والدہ نے
بالکل تعلیم و تربیت نہ پائی تھی۔ میرے باپ کو مے خواری کی عادت ہوگئی
اور اس کی مے خواری کی وجہ سے میری والدہ کو افلاس نے آگھیرا وہ ہرچند
کوشش کرتی تھی کہ کارخانہ میں کام نہ کرے۔ مگر اس کی مالی ضروریات اس
کو کارخانہ میں واپس جانے پر مجبور کرتی تھیں۔ کنبہ بڑا تھا اور ہر لحظہ گھر میں
رہنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ مجھے معلوم ہے کہ دن بھر کی محنت شاقہ سے فارغ
ہوکر وہ کئی راتوں کپڑے دھونے اور مرمت کرنے کے لئے تمام رات جاگتی رہتی
تھی۔ میرے باپ کو وہاں آرام نہ ملتا تھا۔ یہ خانگی کام عمدہ اور باقاعدہ گھر میں
بلکہ مزدور کے گھر میں بھی بشرطیکہ دوراندیشی اور سلیقہ سے انتظام کیا جائے اس
طرح کئے جا سکتے کہ خاوند اکتا نہ جائے۔ بحالیکہ میرے باپ کا ان سے ناک میں
دم آجاتا تھا۔ اور اُس نے بوجہ غفلت اور غلط فہمی کے کلال خانے میں آسائش
و آرام کی جستجو کی۔ میرے دماغ میں میری والدہ کے خانگی فرائض کی عدم
واقفیت بدیں وجہ میرے باپ کی زود رنجی اور مے خواری ہولناک افلاس
متواتر تنازعہ میرے بھائیوں اور بہنوں کے سامنے اکثر سال کے قائم ہونے میرے
بھائیوں کے آئندہ شیوہ پر برا اثر ہوتا کیونکہ ہم سب کو بالکل چھوٹی عمر میں [illegible] پڑ گ

کام کرنا پڑا تھا۔ جبکہ ہماری کمائی صرف ایک شلنگ ہفتہ وار ہوتی تھی۔ سردی
اور بھوک اور میری بچپن کی بےشمار تکلیفوں کا خیال بار بار آتا ہے اور مجھے بے اختیار
کر دیتا ہے۔ مجھے اس تجربہ کی وجہ سے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ اس بڑے
شہر برمنگھم اور اس کے قرب وجوار میں ان ہزارہا خاندانوں کو جو ویسے ہی خوفناک
مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں آزاد کیا جائے میں ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہوں کہ
کسی گھر کے کام کی مستورات کو تربیت دینے اور چولہے کے پاس خوشی اور آسائش
پیدا کرنے کا سلیقہ سکھانے سے بہت سی مصیبت اور جرم دور ہو جائیں گے اگر
ایسا کیا جائے تو پہلے سے بہت کم خاوند شرابخوار اور بچے نافرمان ہونگے
جب میں مزدوروں کا کام کرتا تھا۔ تو یہ بات خود میرے مشاہدہ میں آئی کہ
زنانہ تعلیم کی شرمناک غفلت کی جاتی ہے میں کسی اور چیز کی نسبت اس
زیادہ ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ عورت نوجوان کے اثر پذیر دل پر ابتدائی
اثر ڈالتی ہے وہ بچے کو سانچے میں ڈھالتی ہے جس سے کہ آئندہ مرد بنتا ہے۔

سولھواں باب

"زینت کا ہنر"

"کسی شخص کو خواہ وہ کسی زمانہ میں ہو حسب ونسب کی وجہ سے شریف خیال
نہ کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص عالی خاندان نہ بھی ہو اور اگر وہ شرافت کی
باتیں کرے تو وہ شریف ہے (چاسر)

ہر ایک شخص کو اپنے کام کا اجر ملتا ہے (سروٹیس)

شریف مزاج کے خواہ مفلس ہی ہوں۔ خدمت کرو وہ وقت عنقریب آنے والا ہے

کہ جب وہ معاوضہ دے گا۔ (جارج ہربرٹ)

گو آدمیوں کو اپنی کمزوری نہ جاننے کا الزام دیا جاتا ہے مگر شاید تقریباً اتنے ہی آدمی ہیں جو اپنی قوت کو نہیں جانتے۔ انسان کا حال بھی زمین کی طرح ہے جس میں بعض اوقات سونے کی کانیں ہوتی ہیں۔ مگر زمین کے مالک کو اُن کی کچھ خبر نہیں ہوتی (سوفٹ)

جو چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اُس کی وجہ سے ناخوش نہ ہونا چاہیئے (سیسبر)

زیست کے ہنر کو فنونِ نفیسہ میں شمار کرنا چاہیئے۔ علم ادب کی طرح یہ ان باتوں میں شمار کیا جا سکتا ہے جو انسان کے اخلاق پہ عمدہ اثر ڈالتی ہیں زیست کے ہنر سے یہ مراد ہے کہ آدمی اپنی زندگی کو حتےالوسع نہایت عمدگی سے بسر کرے اور جو چیزیں اس کے پاس ہیں اُن سے فائدہ اُٹھائے۔ اس ہنر سے زندگی کی نہایت اعلےٰ خوشیوں سے بہرہ اندوز ہونا چاہیئے اور اُسی ہنر کے وسیلے فائز المرام ہو سکتے ہیں +

خوش و خورم زندگی بسر کرنے کے واسطے بہت ہنر ضروری ہے شاعری اور مصوری کی طرح زیست کا ہنر زیادہ تر قدرت کی طرف سے عطا ہوتا ہے مگر تمام آدمی اس کو نشوونما اور ترقی دے سکتے ہیں اور خود تربیتی سے اُس کو مکمل کر سکتے ہیں۔ مگر یہ ہنر سمجھ کے بغیر نہیں آسکتا +

مسرت یا خوشی ایک بڑے اور خوبصورت دُرِ شہسوار کی طرح نہیں ہے جو بالعموم کمیاب ہوتا ہے خوشی کی بابت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی جستجو بےفائدہ ہے اور اُس کے حاصل کرنے کی کوشش میں ناکامی ہوتی ہے بلکہ یہ چھوٹے چھوٹے اور معمولی موتیوں کی ایک مالا ہے جو اس ترتیب سے پروئے گئے ہیں کہ ان کی موزونیت

کو دیکھکر انسان کا دل خوش ہوتا ہے۔ مسرت ان چھوٹی چھوٹی خوشیوں سے مستفید ہونے کا نام ہے۔ جو زندگی کے راستہ پر منتشر ہیں۔ گو ہم کسی بڑی اور اشتعال پیدا کرنے والی خوشی کی تلاش میں اُس کو نہیں دیکھتے۔ جس شخص کو مسرت ہوتی ہے وہ زندگی کے عام فرائض کو ایمانداری اور معززانہ طور پر انجام دیکر خوش ہوتا ہے +

زیست کے ہنر کی واقعی زندگی میں کافی تشریح و توضیح موجود ہے۔ دو ایسے آدمیوں کی مثال لو۔ جن کی آمدنی یا دولت برابر ہے ان میں سے ایک کو زیست کا ہنر آتا ہے دوسرے کو نہیں آتا۔ ایک جسم بینا اور دل فہیدہ رکھتا ہے اُس کو قدرت ہمیشہ نئی اور خوبصورت نظر آتی ہے وہ موجودہ زندگی گذشتہ یا آئندہ واقعات کا تصور کر سکتا ہے۔ اس کو امید ہوتی ہے کہ زمانہ مستقبل میں شاید شہرت و عزت حاصل ہو۔ اُس کو زندگی زیادہ سے نیز معلوم ہوتی ہے وہ اپنے فرائض کی انجام دہی کو جس سے اس کا ضمیر دل مطمئن ہو اور اُس کو خوشی حاصل ہو ضروری سمجھتا ہے وہ ترقی کرتا ہے اپنے زمانہ کی روش پر عمل کرتا ہے مفلس لوگوں کی مدد کرتا ہے اور ہر ایک اچھے کام میں مستعد ہوتا ہے۔ اس کا ہاتھ کبھی نہیں تھکتا۔ اس کا دل ملول نہیں ہوتا۔ وہ زندگی میں خوش و خورم رہتا ہے اور دوستوں کو اس متمتع ہونے میں مدد دیتا ہے اُس کی سمجھ ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے اور وہ انسانوں اور چیزوں کو پہلے سے زیادہ باریک بینی سے دیکھتا ہے وہ عزت اور نامو‌ری پیدا کرکے مرتا ہے اور لوگ اُس کو دعائیں دیتے ہیں اُس کی بڑی بھاری یادگار یہ ہے کہ اس نے اچھے کام کئے ہیں اور اپنے ہمجنسوں کے سامنے عمدہ مثال قایم کی ہے +

بمقابلہ اس شخص کے دوسرے شخص کو زندگی سے بہت کم خوشی حاصل

ہوتی ہے وہ اچھی طرح سمجھ سال نہیں ہوتا۔ کہ زندگی کی خوشیوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس نے وہ سب خوشیاں دیکھی جو روپے سے حاصل ہو سکتی تھیں بایں ہمہ وہ زندگی کو ناخوش آئند اور لا حاصل خیال کرتا ہے۔ سیر و سیاحت سے اُس کو کوئی فایدہ نہیں ہوتا۔ وہ تاریخ کو بے معنے سمجھتا ہے اُس کو صرف یہ خیال رہتا ہے کہ سفر کے وقت سراؤں کے مالک چپڑاسی اور ہلکارے بڑے بڑے دھوکے کھاتے ہیں بڑے بڑے پہاڑوں میں کئی دن تک سفر کرنے سے بہت بے لطفی ہوتی ہے وہاں دہقانوں اور بھیڑوں کو دیکھکر جو گاڑیوں پر لاد کرے جاتے ہیں سخت بد مزگی ہوتی ہے وہ بڑے بڑے نقاشوں کی تصویروں کو دیکھکر خوش نہیں ہوتا۔ اگر وہ ان کو دیکھتا ہے تو صرف اس خیال سے کہ دوسرے لوگ بھی دیکھتے ہیں۔ اس قسم کی خوشیوں سے بہت جلد رکتا جاتا ہے اور دنیا سے تنفر ہو جاتا ہے جب وہ بوڑھا ہو جاتا ہے اور تمام قسم کی عیاشیاں کر لیتا ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہوتی۔ جس سے اُس کو مزا آئے۔ تو وہ زندگی کو ایک نمائشی کارروائی سمجھتا ہے جس میں اس کو صرف بدمعاش ریاکار۔ اور خوشامدی ہی نظر آتے ہیں گو وہ زندگی سے حظ نہیں اُٹھاتا تاہم وہ اُس کو چھوڑنے سے بھی ڈرتا ہے تب گویا تماشاگاہ کا پردہ گرتا ہے باوجود دولت کے زندگی میں اُس کو ناکامی ہوئی۔ کیونکہ اُس کو زیست کا ہنر معلوم نہ تھا جس کے بغیر زندگی سے خوشی حاصل نہیں ہو سکتی صرف دولت سے ہی زندگی کا مزا نہیں آتا۔ بلکہ اُس سے لطف اُٹھانے کے واسطے غور سمجھ تمیز۔ مذاق اور تربیت کی ضرورت ہے اور سب سے زیادہ چشم بینا اور احساس کرنے والے دل کی اشد حاجت ہے اگر یہ چیزیں موجود ہوں مفلس سے مفلس آدمی خوش و خورم رہ سکتا ہے ممکن ہے کہ کوئی آدمی محنت

وشقت کرتا ہو اور اُس کے خیالات اعلےٰ اور مذاق پاک ہوں اس طرح محنتی آدمی کی زندگی اعلےٰ اور شریفانہ ہو سکتی ہے۔ مان ٹین کا قول ہے کہ تمام اخلاقی فلسفہ دیہاتی اور رنج کی زندگی پر ویسا ہی عاید ہوتا ہے۔ جیسا کہ نہایت اعلےٰ زندگی پر ہر ایک شخص میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں جو انسان کے واسطے ضروری ہیں

اگر اس آسائش کا بھی خیال کیا جائے جو عیش و عشرت کے اسباب سے حاصل ہوتی ہے تو عمدہ مذاق سے واقعی کفایت شعاری اور نیز زیادہ خوشی ہوتی ہے تم اپنے دوست کے گھر کی دہلیز پر ہی جا کر دیکھ سکتے ہو کہ آیا وہ بامذاق ہے یا نہیں۔ جو شخص بامذاق ہوتا ہے اُس کے گھر میں صفائی ترتیب انتظام موزونیت اور شائستگی پائی جاتی ہے جن کو دیکھ کر دل میں ایسی خوشی پیدا ہوتی ہے۔ جو بیان نہیں کی جا سکتی بامذاق آدمی کے گھر کی کھڑکی میں گلدستہ ہوتا ہے یا دیواروں پر تصویریں ہوتی ہیں۔ کہیں پرندہ گا رہا ہے۔ کہیں کتابیں رکھی ہوتی ہیں اور فرنیچر گو معمولی مگر نہایت مناسب اور موزون ہوتا ہے ✦

زینت کا ہنر گھر کی تمام کفایت شعاری اور انتظام پر حاوی ہے جو شخص یہ ہنر جانتا ہو وہ عمدہ غذا منتخب کرتا ہے اور اُس کو سلیقے سے تیار کراتا ہے کسی طرح کی فضول کارروائی نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ کھانا بہت سادہ اور کم لاگت سے تیار کیا گیا ہو مگر یہ مزیدار ہوتا ہے ہر ایک چیز صاف اور ستھری ہوتی ہے پانی شیشے کے گلاس میں اس طرح چمکتا ہے کہ شربت بلکہ ساغر مے کی بھی خواہش نہیں ہوتی ✦

ایک اور گھر میں جا کر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ فرنیچر وغیرہ خریدنے میں بہت سا روپیہ خرچ کیا گیا ہے مگر مذاق یا ترتیب نام کو نہیں

خرچ زیادہ کیا گیا ہے۔ مگر اس گھر میں رہکر اطمینان نہیں ہوتا۔ گھر میں وحشت برستی ہے۔ کتابیں ٹوپیاں شال اور جرابیں جو مرمت طلب ہیں۔ ادہر ادہر بکھری پڑی ہیں۔ دو تین کرسیوں پر بہت سی چیزیں رکھی ہیں کمروں میں چیزیں رکھنے میں کوئی ترتیب ملحوظ نہیں۔ خواہ کتنا ہی روپیہ صرف کیا جاوے کسی طرح کی اصلاح نہیں ہوتی۔ مذاق نادار و ہے۔ کیونکہ گھر کے مہتمم نے ابھی زینت کا ہنر نہیں سیکھا +

مفلسی کی زندگی میں بھی یہ فرق دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر مذاق ہو تو افلاس میں بھی لطف حاصل ہو سکتا ہے۔ مفلس مگر با مذاق آدمی ایسی جگہ منتخب کرتا ہے۔ جو مفید صحت اور ہوا دار۔ جہاں کی ہوا پاک اور بازار صاف ہو ایک نظر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ گھر کا دروازہ صاف اور کھڑکیوں کے شیشے واع ہیں۔ شاید گلاب یا گینڈے کے پھول رکھے ہوئے ہیں ان چیزوں کو دیکھکر یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ مکین خواہ وہ کیسا ہی مفلس ہے اپنی حالت سے مستفید ہونے کا ہنر جانتا ہے ایک اور شخص کی جھونپڑی میں جاؤ تو نظارہ بالکل مختلف ہوگا۔ غلیظ بچے بدروں میں کھیلتے نظر آئیں گے۔ اور کاھل اور غلیظ مستورات دہلیز کے پاس کھڑی ہونگی اور گھر پر افلاس کی وحشت برستی ہوگی۔ مگر ممکن ہے کہ پہلے گھر کی مالک کی دوسرے گھر کے مالک کے برابر شاید اس سے بھی کم آمدنی ہو +

اس بات کی کیا وجہ ہے کہ دو شخصوں میں سے جو ایک ہی میدان یا دوکان میں کام کرتے ہیں ایک بہت ہی خوش پوش اور حنے الامکان ستھرا رہتا ہے اتوار کے روز صبح کو خود نہایت عمدہ کپڑے پہنکر اپنے اہل و عیال کے ساتھ گرجا جاتا ہے۔ اس کی جیب میں کچھ نہ کچھ نقدی موجود رہتی ہے

اور کچھ روپیہ سیونگس بنک میں موجود رہتا ہے۔ وہ کتابیں پڑھتا ہے اخبار خریدتا ہے اپنے بچوں کے لیے کوئی اور اخبار لیتا ہے۔ دوسرا آدمی جس کی ہفتہ وار آمدنی تقریباً اتنی یا زیادہ ہوتی ہے۔ صبح کے وقت کام کرنے پر جاتا ہے تو اداس اور غمگین ہوتا ہے۔ ہمیشہ شکایت کرتا ہے اس کے کپڑے خراب اور جوتی بدتر۔ اتوار کے روز دوپہر تک اپنے گھر سے باہر نہیں آتا۔ جب وہ آتا ہے تو وہ ایک بُری سی قمیص پہنکر منہ ہاتھ دھونے اور بالوں کو کنگھی کرنے کے بغیر نکلتا ہے اسکی آنکھیں سُرخ اور چند صبائی ہوئی اُس کے نیچے بدرؤں کے آس پاس پھرتے ہیں۔ اور بظاہر ان کی کوئی نگرانی نہیں کرتا اس کے پاس سرمایہ ہمیشہ قریب الاختتام رہتا ہے۔ سنیچر کی رات کو اس کی اجرت کے جو روپے ملتے ہیں وہ قرض خواہ لیجاتے ہیں۔ وہ کبھی انجمن یا کلب کا ممبر نہیں ہوتا۔ اس کے پاس پس انداز کردہ سرمایہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ جو کماتا ہے وہی کھاتا ہے پڑھتا نہیں غور نہیں کرتا۔ بلکہ وہ محنت مشقت کرتا کھاتا پیتا اور سوتا ہے۔ ان دونوں شخصوں کے درمیان اتنا نمایاں فرق کیوں ہے؟

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایک شخص کو زندگی سے خوشی اور مسرت حاصل کرنے کی سمجھ اور ہنر ہے یعنے وہ خود خوش ہو سکتا ہے اور جو لوگ اس کے گرد و پیش ہیں ان کو خوش رکھ سکتا ہے بحالیکہ دوسرے نے اپنی سمجھ کو نشوونما نہیں دیا۔ وہ اپنے آپ کو یا اپنے کنبے کو خوش کرنیکا ہنر نہیں جانتا۔ ایک شخص زندگی میں محبت امداد ہمدردی احتیاط دور اندیشی اور عاقبت بینی خود مستعدی اور فرض کو مدنظر رکھتا ہے دوسرا گوشت اور شراب سے پیٹ بھر لینے کو زندگی سمجھتا ہے وہ فرض کا کچھ خیال نہیں کرتا۔ غور و خوض کو دماغ سے نکال دیتا ہے۔ عاقبت اندیشی کو پاس پھٹکنے نہیں دیتا ۔

مگر نیچے کو دیکھنا چاہیئے اول ذکر کی اس کے ہم پیشہ اور کنبہ کے لوگ تعظیم کرتے ہیں۔ جو شخص اس کے زیر اثر ہے وہ اس کو عمدہ زندگی اور نیک افعال کی مثال خیال کرتا ہے۔ دوسرا اپنی حالت پر غور نہیں کرتا اور ہمیشہ خستہ حال اور مصیبت زدہ رہتا ہے۔ نیک آدمی اس سے نفرت کرتے ہیں اس کے بال بچے اس کے پاؤں کی آہٹ سنکر ڈرتے ہیں شاید اس کی بیوی اس کے گھر آنے پر کانپ اٹھتی ہے جب وہ مرتا ہے تو کسی شخص کو افسوس نہیں ہوتا۔ البتہ اس کے کنبہ کے لوگ افسوس کرتے ہیں، جن کو خیرات یا فیاضی پر گذارہ کرنا پڑتا ہے +

بریں وجہ ہر ایک شخص کے واسطے ضروری ہے کہ وہ خوشی سے زندگی بسر کرنے کے ضروری ہنر کو سیکھے۔ غریب سے غریب اور مفلس سے مفلس آدمی بھی اس طرح زندگی سے خوشی اور فائدہ اٹھا سکتا ہے اس کو دنیا میں نالہ و فغان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہ خود ایسا نہ کرنا چاہے بہرکیف ہمارا دل اپنی ملکیت ہے۔ ہم اس میں خوش آئندہ خیال رکھ سکتے ہیں ہم اپنی طبیعت اور مزاج کو بہت کچھ باقاعدہ اور ضبط کر سکتے ہیں ہم اپنی آپ تعلیم کر سکتے ہیں اور اپنی فطرت کے بہتر حصہ کو ظاہر کر سکتے ہیں۔ حالانکہ بعض شخص اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے۔ ہم اچھی کتابیں پڑھ سکتے اچھے خیال رکھ سکتے۔ اور صلح آشتی اعتدال اور نیکی سے زندگی بسر کر سکتے اور شراب سے پرہیز کر سکتے ہیں۔ اس طرح اچھے لوگ ہماری تعظیم کرینگے۔ اور ہماری عمدہ مثال ہمارے جانشینوں تک پہونچا نینگی

زیست کا ہنر گھر میں ہی اچھی طرح ظاہر ہو سکتا ہے جہاں برے اثر دبے ہوئے اور اچھے اثر غالب ہوتے ہیں۔ خوش و خورم گھر کی پہلی شرط آسائش ہے جہاں سخت فکر تنازعہ غلاظت اور کاہلی ہو وہاں مرد یا عورت کو بھی آسائش حاصل نہیں ہو سکتی۔ خاوند جو تمام دن کام کرتا رہتا ہے اپنی محنت و مشقت کا کچھ معاوضہ

چاہتا ہے۔ اُس کی بیوی اُس کے واسطے زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتی ہے کہ شام کے وقت اُس کے گھر آنے سے پیشتر اس کے گھر کو صاف ستھرا اور درست رکھے یہ اصلی کفایت شعاری ہوتی ہے خانہ داری اور نہایت قابل تعریف قائمی انتظام ہے جس سے گھر ایسا عمدہ اور خوش آئند معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قریب آنے پر بہشت میں داخل ہونے کا گمان ہوتا ہے اور اس حالت میں اُس کو کوئی چیز شراب خانہ کی طرف نہیں کھینچ سکتی ۔

بعض کہتے ہیں کہ ہوم کا لفظ جیسا آسائش کی احتمال سے زیادہ پرستش کا تو ہیں۔ یہ ایک انگریزی لفظ ہے اور اس کی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ کسی غیر زبان میں اس کا ترجمہ کرنا یا اُس کے پورے پورے معانی ظاہر کرنا ناممکن ہے۔ اس کو بچے سے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اور گرم ملکوں کے لوگ گھر سے باہر رہتے ہیں وہ تفریح کے لئے بازاروں میں پھرا کرتے ہیں۔ ان کی نصف زندگی بیابان ہوتی ہے۔ یعنے وہ اپنے وقت کا نصف حصہ اپنے کاروبار اور باہر صرف کرتے ہیں خوش آئند ہوا ان کو باہر کھینچ لاتی ہے اور وہ اکثر باہر مصروف رہتے ہیں وہ گھر میں صرف سونے اور کھانے کو آتے ہیں ان کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ گھر میں رہتے ہیں ۔

مگر ہماری حالت بالکل مختلف ہے کیونکہ ہمارے ملک میں سردی زیادہ ہے ہم سال کے بہت سے مہینوں میں گھر کے اندر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم گھر میں طرح طرح کی خوشیاں مناتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گھر کا نام لینے پر ہمارے دل میں بہت سے خوش آئند خیال آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم گھر کی آسائش کو زیادہ خیال کرتے ہیں ۔

ہم صرف گھر سے مطمئن نہیں ہوتے بلکہ آسائش کو ضروری سمجھتے ہیں

بیشک وہ لوگ بدقسمت ہیں جنکا کوئی گھر نہیں۔ یعنے جو بے ٹھا ٹھا سے ہیں اور وہ لوگ بھی بڑے بدقسمت ہیں جن کے گھر میں کوئی آسائش نہیں جن کی نسبت انگلستان کے ایک مشہور مصنف ولیس میمپ نے کہا ہے نہایت مفلس لوگوں کے گھر پر گھر کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ پس گھر روح و رواں اس کا ضروری اصول و عنصر آسائش ہے +

آسائش سے مراد صرف گرمی عمدہ اسباب اور عمدہ کھانا پینا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مفہوم بہت اعلے ہے۔ اس سے صفائی پاک و صاف ہوا ترتیب کفایت شعاری المختصر خانگی کفایت شعاری اور خانگی انتظام مراد ہے۔ آسائش وہ زمین ہے جس میں انسان اخلاقی نہ کہ جسمانی نشوونما پاتا ہے۔ بیشک آسائش بہت سی نیکیوں کی جڑ ہے +

دولت آسائش کے واسطے ضروری نہیں بلکہ دولت عیش و عشرت کیلئے نہ کہ آسائش کے واسطے ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ غریب کے گھر میں جس میں زندگی کی معمولی ضروریات مہیا ہوں۔ اور جس کی منتظم صاف ستھری اور کفایت شعار عورت ہو۔ آسائش زندگی کے تمام اجزا موجود ہوں۔ اکثر حالتوں میں بے آرامی کافی دولت کی عدم موجودگی سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ خانگی انتظام کی لاعلمی سے ہوتی ہے +

یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آسائش بہت کچھ ایک نسبتی چیز ہے جو چیز ایک شخص کے واسطے آسائش ہے وہ دوسرے کے واسطے مصیبت ہوسکتی ہے آج کل نہایت معمولی پیشہ ور اور صناع گذشتہ چند صدیوں کے امرا و روسا کے طرز پر زندگی بسر کرنے کو ایک بڑی بھاری مصیبت خیال کرینگے۔ اس زمانہ میں بڑے بڑے امیر بھی گھاس کے بستروں پر سوتے تھے۔ اور ایسے مکانات میں رہتے تھے جن کے فرش پر گھاس پھوس بچھا ہوتا تھا۔ ولیم منصور کے جسم پر قمیص نہ تھی۔ اور اس کے مکان کی کھڑکیوں

میں شیشے نہ لگے ہوئے تھے۔ ملکہ ایلزبتھ نے اوّل ہی اوّل ریشمی جرابیں پہنیں اس سے پیشتر کی ملکہ جرابوں کا نام تک نہ جانتی تھی +

آسائش کا دارومدار اشیا اور اشخاص پر بدرجہ مساوی ہے آسائش صرف خوبصورت اسباب گرم کمروں یا عیش و عشرت اور آرام کی چیزوں سے پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان لوگوں کی خصلت اور طبیعت سے بھی جو گھر کا انتظام کرتے ہیں +

ناآسائش لوگوں کی عادت میں اسراف ہوتی ہے ۔ عمدہ انتظام آسائش کی ایک لازمی شرط ہے [illegible] ہر ایک چیز [illegible] پکا کر [illegible] گوشت کھائیں [illegible] میں کدورت ہو +

جو لوگ آسائش سے رہتے ہیں ان میں عقل عامہ تمیز عاقبت اندیشی اور کفایت شعاری ہوتی ہے۔ ان کی طبیعت میں دیانت اور انصاف نیکی اور صداقت کا مادہ ہوتا ہے وہ قرض میں مبتلا نہیں ہوتے کیونکہ یہ ایک طرح کی بددیانتی ہے وہ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ نہیں کرتے بلکہ وہ روز بد اور مشکلات کے وقت کے واسطے کچھ سرمایہ پس انداز رکھتے ہیں وہ اپنے گھر کے واسطے چیزیں مہیا کرتے ہیں لیکن مناسب موقعہ پر وہ مہمانوں کی خاطر اور فیاضی و خیرات کرنے میں بھی پیچھے نہیں رہتے ۔ جو کچھ کرتے ہیں نمائش کے بغیر کرتے ہیں +

باآسائش آدمی ہر ایک چیز ترتیب کے ساتھ کرتے ہیں وہ باقاعدہ مستقل مزاج [illegible] ہوتے ہیں۔ وہ باآسائش کپڑے پہنتے ہیں ان کا لباس موسم کے موافق ہوتا ہے۔ نہ تو وہ سردی میں کانپتے ہیں اور نہ گرمی میں پسینے میں ڈوبے رہتے ہیں وہ وضعدار بننے کی کوشش میں سرگردان نہیں رہتے وہ طلائی انگشتریاں بنانے کی نسبت جرم۔ جرابوں پر زیادہ روپیہ خرچ کرتا ہے وہ عالیشان

پردوں کی نسبت مفید صحت اور اچھے بستر کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ان کی کرسیاں
مضبوط نہ کہ نمائشی ہوتی ہیں۔ تاکہ جب ان پر بیٹھیں تو ٹوٹ نہ جائیں خواہ ان سے
زیادہ زیبائش نہ ہو۔

گھر کے کاروبار کا انتظار زیادہ تر عورت پر ہے وہ طبعاً ہر ایک
کنبے اور گھرانے کی منتظم ہے۔ پس اس کے سوچ سمجھ کر کاروبار کرنے پر بہت
کچھ موقوف ہے مرد کی زندگی عورت کی زندگی کے گرد گردش کرتی ہے۔ عورت
تمدنی نظام کا آفتاب ہے عورت خانگی زندگی کی ملکہ ہے ہر ایک گھر کی آسائش
کا زیادہ دارومدار عورت پر ہے عورت کی خصلت عورت کی مزاج عورت کی انتظامی
طاقت اور عورت کے کاروبار کے انتظام پر موقوف ہے۔ ممکن ہے کہ مرد کفایت
شعار ہو کر مگر جب تک گھر میں کفایت شعاری نہ ہو گی۔ مرد کی کفایت شعاری سے
فائدہ ہو گی۔ چنانچہ ضرب المثل ہے کہ مرد سرسبز نہیں ہو سکتا جب اس کی بیوی
اس کو سرسبز نہ ہونے دے۔

خانگی کفایت شعاری ایک سادہ مگر مفید چیز ہے۔ گو دنیا اس کو نہ دیکھے
یہ بہت سے لوگوں کو خوش رکھتی ہے اس کا افراد پر اثر پڑتا ہے اور ان کو اعلے
بنا کر یہ خود سوسائٹی کو اعلے بنا دیتی ہے الغرض یہ ایک ایسا فن ہے کہ یہ بیشمار لوگوں
کو نہایت خوش کرتا ہے اس کے بغیر قانون فیاضی اور ہمدردی انسان بے سود
ہیں بلکہ بعض اوقات مضر ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایسی امیدیں دلاتے ہیں جو اکثر
پوری نہیں ہوتیں۔

جب کوئی شخص جانتا ہے کہ اس کی آمدنی احتیاط سے خرچ کی جاتی
ہے اور اس کی دانا اور عاقبت اندیش بیوی انتظام کو مد نظر رکھتی ہے وہ اپنے
کاروبار یا محنت پر خوش خوش جاتا ہے اور واپس آنے کے وقت اس کو دگنی

خوشی ہوتی ہے۔ اس قسم کی عورت نہ صرف اپنے گھر میں ایک طرح کی طاقت ہوتی
ہے بلکہ قرب و جوار میں اس کو مثال اور نمونہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے بچوں کی
عادات کی طرح بنتی ہیں۔ اُس کی واقعی زندگی نشانہ ہے ۔ ... کا نتیجہ ہوتی ہے جس
میں وہ بے خبری کی حالت میں پلتے رہتے ہیں کیونکہ نصیحت الفاظ کے مثال
زیادہ فصیح ہوتی ہے یہ عملی ہدایت اور عملی دانشمندی ہے +

عورت کی پہلی قابلیت یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور انگلیوں کو مفید طور
پر استعمال کر سکیں ہر ایک شخص کو معلوم ہے کہ صفائی پسند منتظم اور مستعد عورت
گھرانے کی آسائش کے واسطے کیسی مفید اور لابدی ہے۔ جیفیا تودی نے جو مشہور
دانشمند ہے کہا ہے کہ عورت کی نصف تعلیم اُس کی انگلیوں سے ظاہر ہوتی ہے
اُس کی انگلیوں کی نوکوں میں دانشمندی اور نیکی ہے مگر کفایت شعاری کے ہمراہ
دماغ یعنے سمجھ بھی ہونی چاہیے یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ ہونی چاہئیں عورت
نہ صرف چالاک دست ہونی چاہیے بلکہ اس میں گھر کا انتظام کرنے کی طاقت
بھی ہونی چاہیے +

سلیقہ یا طریقہ بھی ہونا ضروری ہے۔ مسٹر سر آرتھر ہلپس کا قول ہے
کہ عورتوں کو جو موجودہ تعلیم دی جاتی ہے اُس کی وجہ سے وہ سلیقے یا طریقے
میں بالکل ناقص رہ جاتی ہیں۔ لیکن یقیناً اس کا تربیت سے علاج ہو سکتا
ہے ہم اس امر کی ایک معمولی اور سادہ مثال دیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ باورچی
باورچن کی نسبت ہمیشہ بہتر ہوتا ہے صرف یہ کہ مرد ترتیب کو زیادہ مدنظر رکھتا ہے
اور وزنوں اور پیمانوں پر بہت بھروسہ کرتا ہے ایک مشہور ڈاکٹر نے مجھے بتایا کہ
میری رائے میں مستورات وقت کی قدر کرنے میں بالکل ناقص ہیں مگر میرے خیال
میں یہ اُن کی عام غلط فہمی کی ایک مثال ہے ان کو کسی چیز کا بھی صحیح علم نہیں

اور اُس کے بہت سے سہل علاج ہیں۔ جیسے اس صورت میں سہل ہیں۔ اگر ان
کو ابتدا ہی میں شروع کیا جائے +

بنابریں کسی گھر کا بخوبی انتظام کرنے کے واسطے طریقہ یا سلیقہ ہونا ضروری
ہے۔ اس کے بغیر دفتروں دوکانوں یا گھروں میں کام اطمینان بخش طور پر نہیں
ہو سکتا۔ اگر کام کو مناسب طور سے ترتیب دیا جائے۔ اور محنت کو بچانے کے واسطے
ہر ایک چیز مناسب وقت پر کی جائے تو بہت سا کام ہو سکتا ہے جہاں طریقہ ہو
وہاں افراتفری اور بے ترتیبی دور ہو جاتی ہے۔ روپیہ خرچ کرنے میں بھی طریقہ ہوتا
ہوتا ہے روپیہ عورت کے واسطے گھر کا انتظام کرے ویسا ہی ضروری ہے۔ جیسا
طریقہ کام کو مکمل کرنے کے واسطے بعض لوگوں کی انگلیوں سے روپیہ سیماب کی
طرح نکل جاتا ہے۔ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ بہت سے آدمی فضول خرچ ہوتے
ہیں۔ مگر بعض مستورات بھی ویسی ہی ہوتی ہیں۔ کم از کم وہ یہ نہیں جانتیں
کہ اپنے خاوند کی کمائی صرف کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ ان
کے گھر میں چیزیں مناسب جگہ پر نہیں پڑی ہوتیں۔ پورانی جرابیں عمدہ ٹوپیاں
نفیس جوڑے ریشمی گاؤن اور عالیشان لہنگے ادھر ادھر پڑے ہوتے ہیں رعنوا کی
کے کپڑے پھٹے پرانے اور اس کا لباس صاف ستھرا نہیں ہوتا +

البتہ محنت ضروری ہے یہ کاروبار کی روح رواں ہے مگر طریقے کے
بغیر محنت سے کم فائدہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات محنت کھلبلی کی طرح
معلوم ہو مگر با قاعدہ اور محنتی عورت اپنے کام کو آرام اور استقلال سے کرتی ہے
اور شور وغوغا نہیں کرتی۔ اور گرد وغبار نہیں اڑاتی +

گھر کے کاروبار کے واسطے ایک اور ضروری قابلیت عاقبت اندیشی ہے
عاقبت اندیشی تربیت یافتہ قوت فیصلہ سے پیدا ہوتی ہے اس کے سبتے عملی دانشمندی

ہے اس کا موزونیت اور مناسبت سے تعلق ہے۔ اس سے یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کیا کرنا مناسب ہے اور کرنے کا درست طریقہ کون سا ہے اس سے کسی کام کے کرنے کی ترتیب ذریعہ وقت اور طریقے پر فیصلہ کیا جاتا ہے عاقبت اندیشی تجربے سے بہت کچھ سیکھ سکتی ہے۔ رفتہ تجربہ سے آدمی عاقبت اندیش ہو جاتا ہے اور علم وعقل تیز ہوتی ہے +

پابندی وقت ایک اور وصف ہے جو گھر کے واسطے ضروری ہے اگر اس نیکی کو مدنظر رکھا جائے تو خانگی زندگی کی بہت سی شکائتیں رفع ہوسکتی ہیں اگر عورت وقت کی پابند نہیں تو صبح اور شام کا کھانا دیر سے پکتا ہے گرجے یا بازار میں نہایت دیر سے پہونچتے ہیں کپڑے آدھی رات تک دھوئے جاتے ہیں قرض خواہوں کو کہا جاتا ہے کہ کل آنا وعدے وفا نہیں ہوتے۔ چھوٹی چھوٹی رکاوٹوں سے ناک میں دم آجاتا ہے جو عورت وقت کی پابند نہیں ہوتی۔ اس سے ناپابند وقت آدمی کی طرح نفرت کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے وقت کو ضائع کر دیتی ہے ہماری تجاویز میں رکاوٹ ڈال دیتی ہے۔ بہت سی بے چینی پیدا کر دیتی ہے اور بالآخر ان کو یہ کہہ دیتی ہے تم ایسے۔ بلا تعمت نہیں کہ ہم باوقت کی پابندی کریں کاروباری آدمی کے واسطے وقت روپیہ ہے اور کاروباری کے واسطے اس سے بھی کچھ زیادہ ہے اس کو وقت کی بدولت آرام و آسایش اور خانگی امور میں اقبال اور فارغ البالی نصیب ہوتی ہے +

استقلال خانگی کاروبار میں ایک اور عمدہ عادت ہے کوئی عمدہ تجویز سوچو اور اس پر مستقل رہو۔ کافی وجہ کے بغیر اس سے منہ نہ موڑو اس کی ایمانداری اور ہوشیاری اور محنت سے پیروی کرو مناسب وقت کے بعد اس کا ثمرہ پیدا ہوگا اگر دوراندیشی سے کوئی عمدہ تجویز بشرطیکہ وہ عملی طور پر ممکن ہو سوچی جائے تو آہستہ آہستہ تمام چیزیں اُس کی طرف رُخ کرینگی۔ اور خانگی انتظام کے تمام

حصوں میں باہمی انحصار قایم ہو جائیگا +

ہم ان اقوال کی تصدیق کے واسطے بیشمار عملی مثالیں پیش کر سکتے ہیں مگر ہماری کتاب تقریباً ختم ہو چکی ہے اور ہمارے ناظرین کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورت لازم ہے کہ اپنے تجربے سے پیدا کریں +

زندگی کو مسرت بخش بنانے کے ہنر کی بہت سی اور نظیریں بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ طبیعت کو ضبط رکھنے سے بھی بہت مفید نتائج پیدا ہو سکتے ہیں مہربانی بشاشت اور تحمل سے ہم جب چاہیں خوش ہو سکتے ہیں اور ساتھ ہی ہم دوسروں کو خوش کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو اور دوسروں کو خوش رہنے کا حوصلہ دلا سکتے ہیں۔ ہم اپنی عادت کو متین بنا سکتے ہیں اور شراب سے پرہیز کر سکتے ہیں بد اعتدال اور مے خوار خاوند کی نسبت عورت اور بچوں کا کیا خیال ہوتا ہوگا۔ ہم بولنے میں متانت اختیار کر سکتے ہیں اور کوسنے اور حلف اُٹھانے سے پرہیز کر سکتے ہیں یعنی جو کہ ایک نہایت بے فائدہ لغو اور وحشیانہ عادت ہے۔ اس سے زیادہ اور بے فائدہ حماقت کونسی ہوگی۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو عام لوگوں کی زبان سے جو حلف نکلتی ہے وہ بہت سی نفرت انگیز اور مضر اخلاق ہوتی ہے لغو حلف کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ کفر و الحاد کے کلمے نکالنے اور سب و ستم بھی بے سود ہے +

اس موقعہ پر ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ہمارے ملک میں لوگوں کو عمدہ اطوار کا ہنر بخوبی نہیں سکھایا جاتا۔ ہم کسی قدر سا کھڑ ہیں اور بعض اوقات ہمارے ساتھ ملاپ نہیں ہو سکتا۔ ایک ضرب المثل ہے کہ اطوار سے آدمی نہیں بنتا۔ مگر اطوار زیادہ پسندیدہ بنا دیتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک آدمی شریف دل ہو لین دین میں سچا ہو نیک بھی ہو مگر باوجود اس کے بد اطوار ہو شریف آدمی اس وقت کامل ہوتا ہے۔ جب وہ خوش اخلاق اور اس کے اطوار حلیم ہوں +

عمدہ اطوار سے ہماری مراد آداب مجلس نہیں۔ کیونکہ اطیقی کیٹ یعنے آداب مجلس وہ چند قواعد ہیں جو مہذب سوسائٹی اختیار کرلیتی ہیں اور آداب مجلس کے بہت سے قواعد سے دہقانیت کی بو آتی ہے۔ آداب مجلس شرفا کو بیدا جازت نہیں دیتے۔ کہ اگر ان کا بھائی میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے بازار میں جا رہا ہو تو اُس کو پہچانے اور آداب مجلس کے مدنظر رکھنے میں جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے۔ کیونکہ نوکروں کو حکم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص بے وقت آکر بلائے تو وہ صاحب خانہ کی نسبت کہدیں کہ وہ گھر نہیں ہ

عمدہ اطوار میں بہت سی ضروری باتیں شامل ہیں مگر زیادہ تر شائستگی خوش خلقی اور مہربانی شامل ہیں۔ قاعدہ سے نہیں سکھائی جاسکیں مگر یہ مثال سے سکھائی جاسکتی ہیں۔ کہتے ہیں شائستگی سے یہ مراد ہے کہ بیرونی علامات سے کسی شخص کو یہ ظاہر کیا جائے کہ ہم میں اس کا کس قدر پاس کرتے ہیں مگر یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے ساتھ بالکل شائستہ سلوک کرے مگر در پردہ اس کا پاس نہ کرتا ہو عمدہ اطوار کے یہ معنے ہیں کہ کسی سے اچھا سلوک کریں کسی نے خوب کہا ہے کہ عمدہ صورت عمدہ چہرے کی نسبت اچھی ہے اور عمدہ سلوک عمدہ صورت سے بہتر ہے یہ تصاویر یا بتوں کی نسبت زیادہ خوش کرتا ہے یہ فنون نغمہ کی نسبت بہت اچھا ہے ہ

اطوار افعال کی زیبائش ہیں۔ بیشک اگر عمدہ فعل کو عمدہ طور سے نہ کیا جائے تو اُس کی آدھی قیمت رہ جاتی ہے اور کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہوجاتا ہے اور مدد اپنے دوست سے مدد مانگتا ہے۔ دوست اس کو مدد تو دے دیتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہدیتا ہے کہ

"یہ تو مگر میں قرض دینا پسند نہیں کرتا" یہ مدد اس طرح دیجاتی ہے جیسے کسی کو لات ماردی۔ اور اُس کو احسان کی طرح قبول نہیں کیا جاتا۔ دینے والے

کا قول قبول کرنے والے کے دل میں بہت دیر تک خلش کرتا رہتا ہے۔ اس طرح عمدہ اطوار کے معنے درباں اطوار ہیں۔ الغرض انسانوں کے درمیان ہر طرح کا خوش آئند میل جول پیدا کرنے کے واسطے دلی فیاضی ایک بڑا اہم جزو ہے ۔

ایک مذہب سپاہی کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دن ایک حجام کی دوکان پر گیا۔ جو اپنے گاہکوں کی حجامت بنانے میں مصروف تھا۔ اُس نے یہ بیان کرکے امداد مانگی کہ میں رخصت پر آیا ہوا ہوں۔ اور مجھے دیر ہو گئی ہے۔ اگر میں گاڑی پر سوار ہو کر نہ جاؤں تو میں تھک جاؤنگا۔ اور سخت سزا پاؤنگا۔ حجام نے اُس کی داستان کو توجہ اور تعظیم سے سُنا اور اُس کو ایک گنی یعنے قریباً انیس روپے دے دیئے۔ سپاہی یہ روپیہ لیکر حیران ہو کر کہنے لگا۔ خدا آپ کو برکت دے۔ میں اس کا کیا معاوضہ دے سکتا ہوں میرے پاس دنیا میں سوا اس کے کچھ نہیں۔ یہ کہکر اس نے اپنی جیب سے کاغذ کا ایک غلیظ پرزہ نکالا۔ یہ سیاہی کرنے کا ایک نسخہ ہے یہ میرے تجربہ میں بہترین نسخہ ہے۔ میں نے اس کی بدولت افسروں سے کتنے ہی روپے کمائے ہیں اور میں نے سیاہی کی بہت سی بوتلیں فروخت کی ہیں۔ خدا کرے کہ تم کو اس مہربانی کے صلہ میں جو تم نے ایک سپاہی سے کی ہے۔ اس سے کچھ معاوضہ ملجائے۔" تعجب کی بات ہے کہ کاغذ کے اس غلیظ پرزے سے حجام کو پانچ لاکھ پونڈ مل گیا۔ کیونکہ اس نسخہ سے بوٹ صاف کرنے کی وہ سیاہی تیار ہوئی جو ڈے اور مارٹن کی سیاہی مشہور ہے۔ وہ حجام متوفی مسٹر ڈے تھا جس نے اسی نسخہ کی طفیل لاکھوں روپے کما لیے۔ اور جسکا بوٹ کی سیاہی کا کارخانہ لندن میں نہایت مشہور ہے ۔

عمدہ اطوار کی نسبت یہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ امامت کا ایک خاص نشان ہے اور جو شخص عمدہ اطوار رکھتا ہو اُس کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ شریف زادہ ہے مگر پھر بھی ممکن ہے کہ نہایت مفلس ایک دوسرے کے ساتھ عمدہ طور سے

پیش آئیں۔ جیسا کہ نہایت مالدار آدمی پیش آتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص دوسروں
کے ساتھ شائستگی اور مہربانی سے سلوک کرے اور اس کی جیب میں ایک پائی بھی
نہ ہو۔ شائستگی کا بہت عمدہ اثر ہوتا ہے مگر اس پر خرچ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ
نہایت سستی چیز ہے ہم کو عمدہ اطوار اور نیز بہت سی اور باتوں کے سکھائے جانے
کی ضرورت ہے بعض آدمیوں کے اطوار فطرتاً اچھے ہوتے ہیں مگر کثیر التعداد آدمیوں
کو اطوار سکھانے کی ضرورت ہے اور اطوار نوجوانی ہی میں اچھی طرح سکھائے جاتے ہیں
ہم بیان کر چکے ہیں کہ اگر مزدور لوگ بھی اطوار سیکھیں تو ان کو فایدہ ہوگا
وہ کیوں اپنی اور دوسروں کی تعظیم نہ کریں ان کے باہمی سلوک یا بالفاظ دیگر
ان کے اطوار سے ہی خود تعظیمی اور باہمی تعظیم کا اظہار ہوتا ہے براعظم یورپ کے نہایت
غریب لوگوں میں بھی شائستگی کی عادت ہوتی ہے۔ جس کو دیکھ کر ہم حیران ہوتے
ہیں جب کوئی مزدور اپنے ہم پیشہ مزدور کے پاس سے گذرتا ہے تو اپنی ٹوپی اٹھا کر
اس کو تعظیم سے سلام کرتا ہے۔ اس سے مردانگی میں فرق نہیں آتا۔ بلکہ اس سے
عزت اور وقر پایا جاتا ہے۔ مزدور جب اپنے ہم پیشہ کی عزت کرتا ہے تو گویا وہ اپنی
اور اپنی جماعت کی عزت کرتا ہے ایک دوسرے سے صاحب سلامت کرنے اور
پہچاننے میں بھی ایک طرح کی مہربانی پائی جاتی ہے +

اس امر میں ہم فرانسیسوں سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں وہ نہ صرف ایک
دوسرے آدمی سے ہی شائستگی سے پیش آتے ہیں۔ بلکہ وہ مال وجایداد کی بھی
بہت تعظیم کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ تھوڑا عرصہ پیشتر پیرس میں مکانات
تباہ کئے گئے تھے۔ شاید وہ اس امر میں شک کریں مگر وہ لوگ جو تمام جایداد کو
مشترکہ خیال کرتے ہیں وہ النادر کالمعدوم کا حکم رکھتے ہیں اور فرانسیسوں کی
خصلت کو سمجھنے کے واسطے ہم کو ملک فرانس کے تمام باشندوں کی عادات وغیرہ

اچھی طرح دیکھنی چاہیں ۔ انگلستان کی نسبت فرانس کے باشندے جایداد کی زیادہ تعظیم کرتے ہیں ۔ بلکہ وہاں کے گداگر بھی لب سڑک کے میووں کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے گو ان کی حفاظت کرنے کے لیے کوئی نہیں ہوتا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فرانس کے باشندوں کے پاس چھوٹی چھوٹی جایدادیں ہیں ۔ اور ان جایدادوں کی چنداں حفاظت نہیں کی جاتی ۔ نہایت مفلس والدین بھی اپنے بچوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ دوسروں کی مال و جایداد کی طرف بری نگاہ نہ کریں ۔

جایداد کی تعظیم کے ساتھ دوسروں کے خیالات کی بھی تعظیم کی جاتی ہے اور یہی عمدہ اطوار کی جڑھ ہے فرانس کے ہر طبقہ کے بچوں کو اس کی احتیاط سے تلقین کی جاتی ہے وہ شاذونادر ہی بدخلق ہوتے ہیں وہ اجنبیوں کے ساتھ شائستگی سے پیش آتے ہیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ بھی شائستہ سلوک کرتے ہیں مسٹر لینگ اپنے سفرنامہ میں کہتا ہے دوسرے کے خیالات کا اپنے تمام افعال میں پاس کرنا جب یہ عام طور پر مروج ہو اور ہر ایک گھرانے کی تربیت کا ایک جزو ہو ایک بڑی قیمتی اخلاقی عادت ہے ۔ یہ والدین اور بچوں کی اخلاقی تعلیم ہے جو وہ پیروں اطوار کی وساطت سے حاصل کرتے ہیں یہ فرانسیسوں کی قومی خصلت اور ان کے تمدنی انتظام کی ایک عمدہ علامت ہے کہ وہ لوگ یورپ کے کسی اور ملک کی نسبت اپنے آپ کو اطوار کے ذریعے سے عملی اخلاق بہت زیادہ سکھاتے ہیں "

مہربانی کا یہی خیال مزدوروں کے تمام باہمی میل و جول میں بھی پایا جاتا ہے ۔ ان کی زندگی میں کوئی ایسا وقت نہیں گذرتا کہ کسی کارخانے بازار یا گھر میں عمدہ اطوار کے اظہار کا موقعہ نہ ملے ۔

بشرطیکہ دوسروں کو نگاہ یا کسی اور طریقے سے خوش کرنے کی خواہش و

بیراایک شخص کے ساتھ مہربانی سے پیش آنے کی عادت جلدی ہی پڑ جاتی ہے۔ اگر آدمی دوسروں کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے تو صرف ان کو ہی خوشی نہیں ہوتی بلکہ خود اس کو ان سے دس درجے سے زیادہ خوشی ہوتی حاصل ہوتی ہے جو شخص خود کھڑا ہوکر اپنی کرسی کسی عورت یا بوڑھے آدمی کے پیش کرتا ہے گو یہ بات بالکل معمولی معلوم ہوتی ہے مگر اس کا دل مہربانی کا یہ کام کرکے خوشی کے مارے بلیوں اچھلتا ہے۔

مزدوروں کو ایک دوسرے سے خوش خلقی اور مروت سے پیش آنے کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتے اور کام کرتے ہیں وہ ہمیشہ کام کرنے کے وقت اکٹھے رہتے ہیں۔ بجائیکہ دولت مندوں کو بشرطیکہ وہ ملنا نہ چاہیں کسی سے اختلاط کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور جب وہ ملنا چاہیں تو وہ یہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ کسی سے ملنا چاہیے مزدور آدمی کی خوشی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ جو لوگ اس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ اس کی طرف مہربانی سے دیکھیں۔ اور اس کے ساتھ نرمی سے بولیں اور نرمی سے پیش آئیں۔ دولت مند آدمی کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر مزدور خواہ کارخانے میں ہوں یا گھر میں ہوں۔ ان کا اس کے بغیر گذارہ نہیں ہوسکتا۔ گھر میں مزدور آدمی کے پاس مطالعہ کا کوئی خاص کمرہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو اپنے کمرہ کے درمیان اپنی بیوی کے پہلو بہ پہلو اور اپنے بچوں کے حلقہ میں بیٹھنا پڑتا ہے اور اس کو یا تو اپنے کنبے کے ساتھ مہربانی اور مروت سے رہنا پڑتا ہے یا اپنے اہل و عیال کے ساتھ جوتی و بیزار کی نوبت پہونچے گی اور وہ سب مصیبت اور مشکل میں مبتلا ہوجائیں گے۔ مانا کہ اگر مزدور عمدہ اطوار سیکھنا چاہیں تو ان کو مشکلات پیش آئینگی۔ یہ کہ ان کی آمدنی محدود ہوتی ہے اور ان کی حیثیت اچھی نہیں ہوتی۔ لیکن خواہ کوئی شخص کتنا ہی مفلس ہو وہ شائستگی اور مہربانی

کرسکتا ہے بشرطیکہ اس کا ارادہ ہو اور شائستہ اور مہربان ہونا عمدہ اطوار کا اصل الاصول ہے۔ نہایت بری حالت میں بھی انسان کا اپنی طرف سے خوش خلقی اور مروت کرنا ممکن ہے اگر وہ تمام لوگوں سے شائستہ سلوک کرے اور مہربانی سے پیش آئے تو اُس کا نتیجہ ایسا اطمینان بخش ہوگا کہ اُس کو ویسا ہی کرنے کی خودبخود تحریک ہوگی اُس کو خودبخود اجر ملتا جائیگا۔ وہ گھر میں اپنے گرد و پیش کے لوگوں کو خوش کریگا۔ اپنے ساتھ مل کر کام کرنے والوں کے ساتھ دوستی پیدا کریگا۔ اور اُس کو ہر ایک با دیانت مالک مہربانی اور عزت سے دیکھیگا شائستہ مزدور اپنے ہم جنسوں پر اثر ڈال سکیگا۔ اور آہستہ آہستہ ان کو یہ ترغیب دیگا کہ اس کی مستقل مزاجی شائستگی اور مہربانی کی نقل کریں۔ بینجمن فرینکلن جب مزدور تھا تو اُس نے ایک بڑے کارخانے کی عادات کی اصلاح کردی تھی۔

عمدہ اطوار مدنظر رکھنے سے دل کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ مگر اس کے علاوہ مختلف قسم کی تفریحوں سے مفید اور خالی از گناہ خوشی نہیں ہوسکتی۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آدمی ہر وقت کھاتا پیتا اور سوتا رہے۔ تفریح کے واسطے وقت ہونا چاہیئے۔ دماغی خوشیوں کے واسطے وقت ہونا چاہیئے جسمانی ورزش کے واسطے وقت ہونا چاہیئے۔

لفظ تفریح کے معنے بہت عمیق ہیں اس کے معانی بہت عمیق اور وسیع ہیں بلکہ ایسے وسیع کہ بعض آدمیوں کو ان کے تسلیم کرنے میں بھی تامل ہوگا۔ الغرض تفریح تعلیم کا ایک ضروری حصہ ہے یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ جو لڑکا یا مرد مردانہ تفریح میں مشغول ہو یا ورزش کر رہا ہو وہ اپنا وقت ضائع کر رہا ہے۔ کسی قسم کی تفریح وقت ضائع کرنا نہیں ہے بلکہ زندگی کو کفایت شعاری سے استعمال کرنا ہے۔ اگر تم اپنی صحت کو عمدہ رکھنا اور اس سے فایدہ اُٹھانا چاہتے

ہو تو اکثر آرام اور ورزش کرو۔ اگر آرام اور کسی قسم کی ورزش نہ کروگے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جسم کی طرح طرح کی بیماریاں جو ہر وقت بیٹھے رہنے کا نتیجہ ہوتی ہیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لارڈ ڈربے کا قول ہے "جن طالب علموں کا یہ خیال ہے کہ ان کو جسمانی ورزش کے واسطے وقت نہیں ملتا۔ وہ کبھی نہ کبھی بیمار ہو جائیں گے"

دنیا میں بہت سے ایسے آدمی ہیں کہ اگر ان کو قوت ملتی تو وہ آسمان کو اپنی ٹوپی کی لیس کے ساتھ لٹکا لیتے۔ وہ ستاروں کی ضیا بخش خوش آئند اور زندگی بخش روشنی کو چھپا دیتے۔ درخشندہ ستاروں کو آسمان سے اتا دیتے آفتاب کو بادلوں سے چھپا دیتے سہانے چاند کو فلک کو گرا دیتے ہمارے باغوں اور میدانوں کو اور تمام پھولوں کو جو ان کی زینت ہیں بند کر دیتے اور دنیا میں تاریکی اور بے لطفی اور غم پھیلا دیتے۔ یہ بالکل غیر معقول بات ہے اور اس میں مذہب یا اخلاق کا کوئی شائبہ نہیں +

رحیم و کریم خداوند نے انسان کو حظ حاصل کرنے کی ایک بھاری قابلیت عطا کی ہے اس نے انسان کو ایک خوبصورت اور دلفریب دنیا میں بھیجا ہے اس کے ارد گرد عمدہ اور خوبصورت چیزیں بنائی ہیں اور اس کو محبت ہمدردی پیدا کرنے اور حظ اٹھانے کی طبیعت عطا کی ہے۔ اس طرح وہ ایک معزز اور خوش وخرم ہستی ہو سکتا ہے اور خدا کے کاموں کو مکمل کر سکتا ہے اور اللہ کی مخلوقات سے جس کے درمیان وہ پیدا ہوا ہے حظ اوٹھا سکتا ہے +

اگر کسی آدمی کو خوشی ہو تو وہ خوشی خوشی کام کرتا ہے اگر اس کی حالت خراب ہو اور وہ مصیبت زدہ اور اس کے خیال پراگندہ ہوں تو وہ مایوس بدمزاج بیزار اور غالباً شریر ہو جائیگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ خوش رہنے کے عادی نہیں جن کے دلوں میں قدرت کے پاک نظاروں کا کوئی اثر نہیں ہوتا یا

شائستہ اور مہذب آدمیوں کے ساتھ میل جول نہیں ہوتا۔ وہ اکثر مزاج اور جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں ۰

انسان کو آرام اور تفریح کی زبردست طبعی خواہش ہوتی ہے اور دیگر تمام قدرتی خواہشوں کی طرح اس کا پیدا کرنا حکمت سے خالی نہیں یہ ضبط نہیں ہوسکتی بلکہ کسی نہ کسی صورت میں نمودار ہوگی۔ اگر معصوم تفریحوں کو باقاعدہ طور پر ترقی دینے کی کوشش کی جائے۔ تو مضر تفریحوں کے خلاف وعظ کہنے سے بہت بہتر ہوگی۔ اگر ہم مفید خوشیوں سے حظ اُٹھانے کا موقعہ پیدا نہیں کرتے تو مضر خوشیوں کی طرف میلان ہوگا۔ سڈنی سمتھ کا یہ قول بالکل درست ہے کہ گناہ کی روک تھام اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ ہم اس کی بجائے کوئی بہتر چیز اختیار کریں۔ جو لوگ مے خواری دور کرنا چاہتے ہیں اُن کو یہ بالکل خیال نہیں کہ ہمارے ملک میں شراب نوشی کی حفاظت پڑ گئی ہے وہ بے مذاق اور اس امر کا نتیجہ ہے کہ اس ملک میں معصوم تفریحوں اور مفید لہو ولعب تک رسائی ہونے کے بہت کم موقعہ ملتے ہیں۔ مزدوروں کے مذاق کو تربیت نہیں دیجاتی وہ اپنی موجودہ ضروریات میں منہمک رہتا ہے اپنی اشتہاؤں کو سیر کرنا اُس کی نہایت اعلےٰ خوشی ہے اور جب وہ تفریح کرنا چاہتا ہے تو اعتدال سے زیادہ پیئر پاؤسکی پیتا ہے۔ کسی زمانہ میں اہل جرمنی سب سے زیادہ مے خوار تھے۔ مگر اب وہ سب سے زیادہ صوفی مشرب ہیں۔ پہلے یہ عام ضرب المثل تھی۔ فلاں شخص جرمن دہقان کی طرح مخمور ہے مگر انہوں نے شراب نوشی کیوں ترک کی زیادہ تر تعلیم اور سرود کے اثر سے ۰

موسیقی یا سرود کا انسان پر نہایت عمدہ اثر ہوتا ہے اگر اس ہنر کو ترقی دیجائے تو عامہ اخلاق پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے یہ ہر ایک کنبہ کے واسطے خوشی کا

ایک ذریعہ پیدا کر دیتا ہے۔ اس سے گھر میں ایک نئی کشش ہو جاتی ہے اس سے
باہمی اختلاط میں زیادہ خوشی ہوتی ہے فادر میتھیو نے شراب سے پرہیز کرنے کی
تحریک کرنے کے بعد راگ اور سرود کی تحریک کی۔ اس نے ملک آئرلینڈ میں
سرود کے بہت سے کلب قایم کئے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ لوگوں سے ایک چیز چھڑائی
گئی ہے پس اس کی بجائے کوئی مفید شغل مہیا کیا جانا چاہئیے۔ لہذا اس نے
سرود تجویز کیا۔ آئرلینڈ کے باشندوں کو مہذب ان کے مذاق کو شائستہ اور
اطوار کو خوش آئند بنانے کے واسطے گانے کی جماعتیں قائم کی گئیں مگر افسوس
ہے کہ جو مثال فادر میتھیو نے قائم کی تھی وہ فراموش ہو چکی ہے۔

چیننگ کا قول ہے کہ ہمارے خالق نے ہم کو کیسی کیسی خوشیاں دی ہیں
اس نے ہمارے گرد ایسا کرہ بنایا ہے جس سے میٹھی آوازوں کا کام لے سکتے
ہیں کیونکہ راگ اور سرود ہوا کی مدد سے ہی سنائی دیتے ہیں اگر ہم قدرت
کے اس عطیے سے کچھ فایدہ نہیں اٹھاتے۔ کیونکہ ہم نے اپنے ان اعضا کو تربیت
نہیں دی جن سے راگ اور سرود پیدا ہو سکتا ہے ؛

اگر سرود کو عام طور پر سیکھا جائے تو بہ حیثیت ایک قوم کے ہماری بہت
ترقی ہو سکتی ہے بچوں کو ملک جرمنی کی طرح مکتبوں میں سرود سکھانا چاہئیے۔
پھر ہر ایک گھر میں سرود کی آواز سنائی دیگی۔ اس طرح انگلستان کی قدیم خوشیاں
اور راگ نہ بھولیں گے۔ مرد اور عورتیں اپنے کام کے درمیانی وقفہ گا سکتے ہیں
جیسے کہ اصل جرمنی جنگ پر جانے اور کٹنے پر کرتے ہیں کام خراب نہیں ہوگا
کیونکہ یہ سرود اور خوشی کے وقت کیا گیا تھا۔ سوسائٹی کی حالت اچھی ہو جائیگی
اور خوشی اور محنت کا تعلق ہو جائیگا۔

غریب سے غریب آدمی کے گھر میں بھی نفاست کیوں نہ ہو ان کے مکانوں میں

صفائی ضرور ہونی چاہیئے۔ جو غربا کی خاص نفاست ہے۔ لیکن ان کے گھروں میں
عمدہ اور خوش آئند چیزیں کیوں نہ ہوں کوئی وجہ نہیں کہ مفلس اپنے گھر میں
خوبصورت اور آسائش کی چیزیں نہ رکھیں ایسا کرنے سے پایا جاتا ہے کہ ہم
عطیات الہی اور انسان کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی عزت کرتے ہیں خوبصورت
چیزوں کی قدر کرنا نہایت بہتر اور مفید عطیہ ہے یہ تہذیب کا خادم اور ہم رکاب ہے
یہ ضروری نہیں کہ خوبصورتی اور نفاست مالدار آدمی کے گھر میں ہی ہو یہ چیزیں
ہر جگہ ہونی چاہییں۔ خوبصورتی خواہ وہ قدرت صنعت سائنس علم ادب تمدنی
اور خانگی زندگی میں الغرض کسی صورت میں ہو اُس کی قدر کرنی چاہیئے۔

پھول کیسے خوبصورت اور سادہ ہی کیسے ارزاں ہوتے ہیں یہ ضروری
نہیں کہ اجنبی ممالک کے پھول خوشنما ہوں بلکہ عام پھول بھی خوبصورت ہوتے
ہیں۔ مثلاً گلاب کا پھول قدرت کی فیاضی کا ایک نہایت عمدہ نمونہ ہے شاعر کہا
کرتے ہیں ہنسنے والے پھول مگر شگفتہ پھولوں میں تبسم یا شگفتگی سے بھی زیادہ
لطف ہے گو اُس کی خوبصورتی دلفریبی اور موزونیت کو دانا بھی دیکھ سکتا ہے۔

ہم اس شخص کی نسبت کیا خیال کرینگے۔ جو پھولوں کو ایجاد کرے یعنے اگر
یہ فرض کیا جائے کہ اس کے زمانہ سے پیشتر پھول موجود نہ تھے۔ کیا اُس کو خوشی
اور مسرت کا جنت کھولنے والا خیال نہ جائیگا۔ کیا اُس کو ہم اعلے اور جہ کا طباع
اور دیوتا خیال نہ کرینگے مگر زمین کے یہ دلفریب نونہال انسان کی ابتدا ار
پیدائش سے اب تک اس کے ساتھ زبان حال سے کلام کرتے رہے ہیں اور
اُس کو بتلاتے رہے ہیں کہ خالق ارض و سماوات ایک حکیم دانا اور فیاض ہستی
ہے کیونکہ اس نے زمین کو نہ صرف مفید خوراک پیدا کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ خوشنما
اور بوقلموں پھولوں کے پیدا کرنے کا بھی جس سے وہ خوبصورتی اور مسرت

بخشش ہو جاتی ہے +

میدان سے ایک نہایت معمولی پھول توڑ کر کمرے میں لے آؤ اور اُس کو میز یا طاق پر رکھدو معلوم ہوگا کہ تم کمرے میں روشنی کی شعائیں لے آئے ہو۔ پھولوں میں ایک طرح کی بشاشت ہے ان کو دیکھکر مریض بھی خوش ہو جاتا ہے اِن کی خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے اور جب آدمی ان کو دیکھتا ہے تو وہ زبان حال سے کہتے ہیں آؤ تم کو وہاں لے چلیں جہاں ہم نے نشوونما پائی ہے تم کو چاہئے کہ ہماری موجودگی میں خوش رہو +

پھولوں کی نسبت کون سی چیز زیادہ معصوم ہو سکتی ہے وہ بچوں کی طرح ہیں جن کے دامن عصمت پر گناہ کا کوئی داغ نہیں لگا۔ وہ صفائی اور صداقت کی علامت ہیں۔ پاک دلوں اور معصوموں کے واسطے خوشی کا ذریعہ ہیں جس دل میں پھولوں اور بلبل کے چہچہے کی آواز کی محبت نہیں اُسکی حالت اچھی نہیں۔ کسی شخص کو خوب خیال سوجھا کہ اُس نے پھولوں کی زبان اختراع کی۔ جس کے ذریعے عاشق وہ خیال ظاہر کر سکتے ہیں۔ جن کے کھلم کھلا بیان کرنے کی وہ جرأت نہیں کر سکتے پھولوں کی ایک زبان ہے جو ہر ایک سمجھ سکتا ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب بوڑھا ہو یا جوان ورڈ سورتھ کا قول ہے کہ میں ادنے سے ادنے پھول دیکھکر ایسا بلند خیال ہو جاتا ہوں کہ ان کو ظاہر نہیں کر سکتا +

خواہ کچھ ہی ہو اپنے کمرے میں ایک پھول رکھو اُس پر صرف ایک پائی خرچ ہوگی بیشتر اگر بہت سے پھول رکھنے کی خواہش نہ ہو تو خرچ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور دل کو ایسی تسکین ہوتی ہے جو معرض تحریر میں نہیں آسکتی اور خواہ کتنا ہی روپیہ صرف کیا جائے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر تم اپنی کھڑکی میں

پھول رکھ سکو تو اور بھی بہتر ہوگا۔ جب سورج کی روشنی پھولوں سے چھن کر آرہی ہو تو نہایت لطف آتا ہے بالخصوص جب گلاب اور موتیا سے گذر کر آتی ہو۔ کیا پھولوں میں سے روشنی کو دیکھنا خوش آئند نہیں رکیا اس طرح شاعرانہ خیالات پیدا نہیں ہوتے۔ بالخصوص جب پھولوں کے ساتھ سبز سبز پتے ہوں جو روشنی کی شعاعوں کو روک سکیں تو نظارے کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ اگر کھڑکی کے گرد کوئی بیل رکھی ہوئی ہو تو باہر کی چیزیں مثلاً آدمیوں کا ہجوم یا بعید مقام یا درختوں کے سائے اور روشنی کی کیفیت یا بادلوں کی مختلف تبدیلیاں بہت ہی لطف دینگی۔ اس طرح اگر بیل بوٹے اور پھول مذاق سے رکھے جائیں تو طبیعت کو بہت سرور حاصل ہوتا ہے۔

اگر کھڑکی میں پھول رکھا جائے تو اس سے ہوا جھک جاتی ہے کہ وہ خوبصورت نظر آتی ہے سورج کی روشنی دلفریب معلوم ہوتی ہے آنکھوں کو طراوت اور خوشی ہوتی ہے اور قدرت اور خوبصورتی کے درمیان تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ پھول ایک ایسا رفیق ہے جو کسی کو سخت وسست نہیں کہتا۔ ترش رو نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ خوبصورت خنداں گشاں نظر آئے گا۔ اس سے بدیں وجہ نفرت نہ کرنی چاہیئے کہ یہ ارزاں ہے اور ہر ایک شخص اس سے مستفید ہو سکتا ہے عام چیزیں ارزاں ہوتی ہیں۔ مگر عام چیزیں ہی نہایت قیمتی ہوتی ہیں۔ اگر ہم کو تازہ ہوا یا دھوپ کے خریدنے کی ضرورت ہوتی تو ہم اس کو کیسا ہی عزیز سمجھتے۔ لیکن وہ ہر ایک بلا قیمت مل جاتی ہیں۔ اور ہم خیال نہیں کرتے کہ وہ کیسی قیمتی نعمتیں ہیں۔

بیشک قدرت میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن سے ہم بہت مستفید ہو رہے ہیں کیونکہ ہم انکو اپنے حواس کے پاس نہیں آنے دیتے۔ ہم امر واقعی سے سیر ہو جاتے ہیں اور اسکی حقیقت تک نہیں پہنچنا چاہتے جو کہ اس سے بہت بڑھ کر ہو۔ اگر ہم اپنے دماغ میں خوشی سے حظ اٹھانے کی قابلیت

پیدا کریں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ ہمارے ہر طرف تسکین دہ خوشیاں ہیں۔ ہم ان فرشتوں کیساتھ رہ سکتے ہیں جو سورج کی ہر ایک کرن پر سوار ہو کر دنیا میں آتے ہیں اور ہر ایک پری کیساتھ صحبت کا لطف اٹھا سکتے ہیں جو ہر ایک پھول پر ہوتی ہے زندگی سے لذت حاصل کرنے کیواسطے ہمارے دل میں محبت کا زیادہ علم ہونا چاہیے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم خوشی کے عام اسباب اور ذریعوں کو جو ہمارے ہر طرف ہیں جانتے ہوں۔"

صاف اور ستھرا مکان خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو بشرطیکہ یہ مفید صحت ہو کھڑکیاں جنمیں سے خوشگوار روشنی آسکتی ہو چند عمدہ کتابیں بالخصوص جبکہ آجکل عمدہ کتابیں بھی سستی ہیں روزانہ کے قرض خواہوں کا نہ ہونا اور عمدہ ہیں خورد و نوش کی چیزوں کا مہیا ہونا اور گھر میں پھول رکھنا سب خوشی کے اسباب ہیں اور غریب سے غریب شخص بھی ایسا نہیں ہے جو ان چیزوں کو اپنے پاس نہ رکھ سکے۔

مگر فطرت کی خوبصورتی کے علاوہ فن کی خوبصورتی کا مذاق کیونکر ہو کیونکہ ہمیں ایک تصویر کیوں آ دینا دیکھا ہو طرح طرح کی تصویریں ایجاد ہوئی ہیں مثلاً چوبی کندہ کاری فوٹو میزوٹنٹ یعنی چھاپہ کی تصویریں ہر ایک شخص اپنے کمرے کو ان تصویروں سے سجا سکتا ہے۔

کوئی تصویر چھاپہ یا کندہ کی ہوئی چیز جس کے ذریعے ایک اعلیٰ خیال کیا گیا ہو جو کسی بہادری کے کام کو ظاہر کرتی ہو یا قدرت یا صنعت کی چیز کو یاد دلاتی ہو وہ تعلیم یا خود تربیتی کا ایک ذریعہ ہے گھر کو زیادہ خوش آئند اور دلفریب بناتی ہے یہ خانگی زندگی کو شیریں کر دیتی ہے اور اس کو موزوں اور خوبصورت بنا دیتی ہے یہ دیکھنے والے کی محض خود بینی کو دور کر دیتی ہے اور اس کو بیرونی اور نیز اندرونی دنیا کا زیادہ علم ہو جاتا ہے جس سے اس کو بہت خوشی ہوتی ہے۔

مثلاً کسی بڑے آدمی کی تصویر سے ہمکو اسکی زندگی کے حالات معلوم کرنے میں مدد مل سکتی ہے اس سے ہمکو اسکی ذات سے دلچسپی ہو جاتی ہے جب ہم اس کے خط و خال کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کو بخوبی جانتے ہیں اور ہمارا اس کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے اگر اس قسم کی تصویر ہر روز ہمارے سامنے آویزاں رہے اور اسکو ہم کسی خاص یا خوشی کے وقت دیکھیں تو ہم مستقل مزاج اور باحوصلہ ہو جاتے ہیں یا کم از کم یہ ایسی زنجیر ہے جو ہم کو اعلیٰ اور بلند ہستیوں سے ملا دیتی ہے۔

ایک کنجوس ساہوکار جب ہوکا دیتا تھا تو اپنے منظور نظر ولی کی بت پر پردہ ڈالدیتا تھا پس کسی بڑے اور نیک آدمی کی تصویر کا ہمارا رفیق ہونا ایک کے رہنے سے بہتر ہے ممکن ہو کہ ہم اس شجاع کی سی ناموری حاصل نہ کریں مگر اسکی تصویر دیوار پر آویزاں کرنے سے کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوگا ۔

یہ ضروری نہیں کہ جو تصویر خوبصورت اور عمدہ ہو اسکی قیمت بھی زیادہ ہو ہم نے بہت سی ایسی چیزیں دیکھی ہیں جنپر سینکڑوں روپے صرف کئے جاتے ہیں مگر ان میں وہ خوبی نہیں ہوتی جو بڑے بڑے مصوروں کی ٹکیوں اور دو دو آنے کی تصویروں میں ہوتی ہے مثلاً ریفیل کی میڈونا کی تصویر جس کے سامنے کوئی بری بات کرنی ناممکن معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس تصویر میں ماں کی محبت اور زنانہ خوبصورتی اور اتقا کو مجسم طور پر دکھایا گیا ہے کسی نے اس تصویر کو دیکھکر کہا ہے اس کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کا ایک ٹکڑا کمرے میں ہے ۔

جن لوگوں کو تصویروں کا شوق ہوتا ہے وہ انکی خوبی کی قدر نہیں کرتے بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ اسکی عمر کتنی ہے اور کسنے بنایا ہے [illegible] آپ ہی خوبصورتی کو دیکھنے والی آنکھ رکھتا ہو اور دولتمند آدمی کو نظر نہ آئے تو صناع نہایت زر لب ہو اور [illegible] تصویر کی خوبصورتی کو دیکھ سکو اور کروڑپتی ہزار ہا روپے کی تصویر کی خوبیاں معلوم نہ کرسکتے البتہ اسکو اتنا خیال تو ضرور ہوتا ہے کہ میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جو دوسروں کو نہیں مل سکتی ۔

کیا تصویر کو دیکھکر تم کو خوشی ہوتی ہے یہ سوال اسکی قیمت کو معلوم کرنیکا عمدہ معیار ہے ممکن ہے کہ تم اس سے اکتا جاؤ۔ تمہارا مذاق اعلیٰ ہو جائے اور تم کو کسی بہتر تصویر کی خواہش ہو جیسا کہ مانٹ گمری کے اشعار پڑھنے والا ملٹن کی نظم کا شایق ہو سکتا ہے تب تم پہلی تصویر کو اتار دیجیو اور ایک اعلیٰ تصویر آویزاں کردو گویا اس طرح تمہارے کمرے کی دیواروں پر رفتہ رفتہ اعلیٰ سے اعلیٰ تصویریں نظر آئینگی ۔ جو کمروں میں لٹکائی جائیں تو بہتر ہے مگر جو چھوٹے بھی ہوں تو مضائقہ نہیں اون جونز کا قول ہے کہ دیواروں پر تصویریں لٹکانا اچھا نہیں وہ چاہتا ہے کہ کمروں میں صرف کاغذ ہی لگائے جائیں مگر ممکن ہے کہ وہ غلطی پر ہو ہمارا اپنا خیال تو یہ ہے کہ اگر کسی کمرے میں خواہ کتنی ہی قیمتی کرسیاں میزان غالیچے اور فرش فروش ہوں مگر جب تک دیواروں پر تصویریں آویزاں نہ ہوں وہ سجا ہوا نظر نہیں آتا ۔

جب مصوروں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اچھی تصویروں سے اپنے گھروں کو سجاتے ہیں تو ان کو نہایت خوشی ہوتی ہے خواہ کندہ کاری کی تصویریں ہوں سینٹو گرافی یا فوٹوگرافی کی تصویریں ہوں وہ بڑے مصور کا پتہ دیتی

مثلاً ٹرنر کی تصویریں دولتمندوں کے گھروں میں نہیں پائی جاتیں بلکہ ملک بر اینڈ رادر وانٹ ڈاکٹی جو نقلیں کی ہیں وہ ہر ایک گھر میں پائی جاتی ہیں۔ اس طرح لانڈسیئر کی تصویریں بھی طرح طرح چھاپیوں میں ہر ایک کان میں چلی جاتی ہیں کندہ کاری کے ذریعے بڑے بڑے مصوروں کی تصویریں ہر ایک گھر میں پہنچائی جاتی ہیں۔

زینت کا ہنر بہت سے طریقوں سے ظاہر ہو سکتا ہے اس کو مختصر اس طرح ظاہر کر سکتے ہیں کہ ہر ایک چیز سے فائدہ اٹھاؤ۔ ہر ایک چیز کو احتیاط سے دیکھنا چاہیئے۔ عام اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ زینت کے ہنر سے ہی گھر میں موزونیت اور سلیقہ نظر آتا ہے اور قدرت بہت دلفریب معلوم ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے ہم دولتمند آدمی کے ایستوں اور جنگلوں سے اس طرح مسرت حاصل کر سکتے ہیں کہ گویا وہ ہمارے ہیں۔ ہم عام ہوا میں سانس لیتے ہیں اور عالمگیر دھوپ سینکتے ہیں۔ گھاس چلتے ہوئے بادلوں اور پھولوں کو دیکھکر قدرت ایزدی یاد آتی ہے۔ ہم زمین سے محبت کرتے ہیں اور ہمکو تمام قدرت میں خوش آئند آوازیں آتی ہیں۔ زینت کا ہنر ہر طرح کے تمدنی میل جول پر حاوی ہے یہ محبت صداقت اور خیرخواہی کا خیال پیدا کر دیتا ہے اس کی مدد سے ہم دوسروں کو خوش اور اپنے آپ کو بابرکت بناتے ہیں ہماری زندگی اعلیٰ اور ہماری قسمت اچھی ہو جاتی ہے۔ ہم دنیا کی پستیوں سے بہت بالا ہو جاتے ہیں اور ہم ازلی و ابدی ہستی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم وقت وابد کو ملا دیتے ہیں۔ جہاں کہ ہنر زینت انجام کار مکمل ہو جائیگا۔

تمت بالخیر